نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف



ریویو بر کاشت انگور از محکمہ زراعت برٹش انڈیا واقع کانپور

نواب عزیز جنگ بہادر کی کتاب فلاحۃ النحل کا ریویو مفید المزارعین کے پرچہ مین نکل چکا ہے اور ناظرین اخبار ہذا موصوف سے واقف ہین۔ حال مین نواب صاحب بہادر نے کاشت انگور پر ایک کتاب تصنیف کی ہے جس مین درخت انگور کے جغرافی حالات خصوصیات اقسام۔ طریقہ کاشت۔ امراض۔ اور اون کے علاجات۔ اوسی شرح و بسط کے ساتھ تحریر کئے گئے ہین جیسا کہ درخت خرما کی بابت کتاب فلاحۃ النحل مین لکھے گئے ہین۔ انگور ایک ایسی چیز ہے کہ شہرون اور اوس کے قرب و جوار مین اسکی کاشت کرنے سے بھلا چنگا نفع ہو سکتا ہے۔ زبان اردو مین اس قسم کی کتاب اب تک کوئی نہین تصنیف کی گئی۔ اور شایقین باغبانی۔ اور انگور کی کاشت کرنے والون کے لئے نہایت ہی کار آمد ہے۔ پبلک کو اس کی قدر کرنا چاہیئے

ریویو بر کاشت انگور از جناب مولوی محبوب عالم مالک و اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور۔ در اخبار ۵ مئی ۱۹۰۶ء

نواب عزیز جنگ بہادر۔ وظیفہ یاب حسن خدمت اول تعلقہ داری سرکار نظام جس خوبی سے اپنے وظیفہ خواری کا زمانہ بسر کر رہے ہین اوس کی تعریف کرنا محال ہے نواب صاحب کثیر التعداد کتابون کے مصنف اور مؤلف ہین۔ اور زیادہ مدت نہین گزرتی کہ وہ ایک اور نہایت مفید کتاب علوم و فنون کی کسی نہ کسی شاخ مین تصنیف کر کے شایع کر دیتے ہین اون کی معرکۃ الآرا کتاب تاریخ النوائط گو ایک قوم کی تاریخ ہے۔ لیکن اردو زبان مین اس قسم کی تاریخ نویسی کی ایک نہایت عمدہ داغ بیل ہے۔ ابہی زیادہ عرصہ نہین گزرا کہ نواب صاحب نے فلاحۃ النخل کاشت خرما کے متعلق بہت مفید کتاب لکہی تہی۔ اوس کے بعد آپ نے کاشت انگور اوس سے بہی زیادہ تحقیقات اور محنت سے لکہدی ہے اور اس خاص شاخ کی کتاب مین جامعیت پیدا کر دی ہے۔

آپ کی تصنیفات مین ایک نہایت عمدہ بات یہ ہوتی ہے کہ انسائکلوپیڈیا کی طرح اوس مضمون مین جامع ہوتی ہین کہ جس کے متعلق لکہی جاتی ہین اردو زبان مین یہ مفید اضافہ قابل شکر گزاری ہے۔ امید ہے کہ جو لوگ کاشت انگور کی طرف متوجہ ہون گے اونہین اس کتاب سے بڑا فائدہ پہونچے گا۔

ریویو بر کاشت انگور از مولوی سراج الدین احمد خان اڈیٹر زمیندار لاہور - پرچہ نمبر ۶ - ۱۶ فروری ۱۹۰۶ء

ہمارے ناظرین نواب عزیز جنگ بہادر پنشنر تعلقدار سرکار نظام دکن کے نام نامی سے اکثر واقف ہون گے - ایسے بزرگون کی ایک فہرست تیار کیجائے جو ہندوستان کی اعلے درجہ کی خدمت کرتے ہین تو نواب صاحب کا نام نامی زرین حروف مین زیب عنوان کیئے جانے کے قابل ہو گا - یہ تو مسلمہ امر ہے کہ ہمارے ہندوستانی بزرگوارون سے بہت کم ایسے اصحاب ہین جنہین اپنے ملکی ضرریات کا خیال ہو - اگر اردو یا ہندی زبان مین اُن تصانیف کی تعداد لی جاسے جو فن زراعت وفلاحت پر لکھی گئی ہون تو شاید انگلیون پر گننے کے لئے بھی پوری نہ نکلین گی - ہندوستانیون مین بابو تیاگوپال مکرجی اور سید محمد ہادی نے علم زراعت پر انگریزی مین کتابین لکھی ہین جن کا عدم و وجود اردو خوان پبلک کے لئے یکسان ہے اور جن کا فائدہ سوائے اس کے اور کچھہ نہین کہ افسران انگریزی یا چند انگریزی خوان ان صاحبون کی قابلیت کے قائل ہون لیکن ہمارے نواب صاحب نے ملک پر احسان کیا ہے کہ عربی مصری - فارسی - اور انگریزی کتابون کے مضامین کو اردو کا لباس پہنا کر اس قسم کے معلومات کو نہایت سہل الحصول کر دیا ہے -

نواب صاحب کی کتاب فلاحۃ النخل پر ہم پہلے ریویو کر چکے ہین آج ہم آپ کی کتاب کاشت انگور پر ریویو کرنے کو قلم اوٹھاتے ہین مگر ملک کی قدر ناشناسی

کی وجہ سے کچھہ لکھنے کو دل نہین چاہتا۔ افسوس ہمارے ملک کا مذاق اسقدر بگڑ گیا ہے کہ اگر کوئی ناول لکھا جاے تو ہاتون ہاتہ اوٹھہ جاے لیکن اس قسم کی کتابون کی قسمت مین یہ لکھا ہے کہ مصنف یا مترجم صاحبان اپنی المارین مین دیکھہ دیکھہ کر خوش ہو لیا کرین۔ اپنی دماغی محنتون کی آپ ہی داد دین۔ اور اپنے مصارف کو آپ ہی برداشت کرین۔

نواب صاحب کی کتاب فلاحۃ النخل کی تو گورنمنٹ ہند نے بات تک نہ پوچھی۔ غنیمت ہے کہ سرکار نظام نے صرف دوسو روپیہ کا انعام بہی دیا۔ ایسی مایوسی ہوگئی تہی کہ نواب صاحب اس قسم کی تصانیف کا خیال تک دلمین نہ لائینگے۔ مگر آفرین ہے اون کے حوصلہ کو کہ ابہی فلاحۃ النخل تو شاید المارین ہی مین پڑی ہے کہ کاشت انگور بصرف زر کثیر تیار کردی ہے۔ ہم صرف اس امید پر کہ اس قابل مصنف کی قابل قدر محنتین کسی دن بارورہون کی پبلک کو اطلاع دینا فرض سمجھتے ہین کہ اردو زبان مین فن فلاحت پر یہ کتاب اپنی مثال آپ ہی ہے۔ ساڑہے چارسو صفحون کی بسیط کتاب ہے جس مین صرف انگور کی حقیقت۔ خصوصیت۔ اور ابتدائی تاریخ سے اس کی پختگی بلکہ سرکہ بنانے جانے تک کی مفصل اور مشرح۔ اور اس کی کاشت اور نگہداشت کے متعلق مکمل ہدایات درج ہین۔ کاغذ عمدہ۔ لکہائی خوش خط۔ چہپائی صاف۔ جلد خوبصورت اور باوصف ان تمام خوبیون کے قیمت صرف تین روپیہ۔

ریویو بر کاشت انگور از جناب مولوی خلیل الرحمن اڈیٹر رسالہ زمیندار و کاشتکار بجنور۔ بابتہ ماہ مارچ ۱۹۱۶ء نمبر ۳

جناب نواب عزیز جنگ بہادر پنشنر اول تعلقدار گورنمنٹ نظام کے اسم گرامی سے اکثر ناظرین واقف ہوں گے جن کے وسیع معلومات اور اعلیٰ قابلیت نے دکن اور دیگر اقطاع ہندوستان میں کافی شہرت حاصل کی ہے۔ علاوہ دیگر علوم و فنون کے فن فلاحت سے آپ کی دل چسپی اور مسلسل شغل تصنیف و تالیف اردو زبان کے مخزن کو نہایت مفید اور بیش بہا جواہرات سے مالامال کر رہی ہے۔ پبلک آپ کی جس قدر منت گزار ہو کم ہے۔ اس سے قبل خلاصۃ النخل (کاشت کھجور) جیسی نادر کتاب کو ہم ناظرین کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ اور آج ساڑھے چار سو صفحہ کا ایک ضخیم مجلد نہایت واضح و خوش خط چھپا ہوا رسالہ موسوم بہ (کاشت انگور) ہمارے سامنے ہے جس میں نواب صاحب ممدوح نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ انگور و کاشت کے تمام مالہٖ و ماعلیہ پر عرب و عجم۔ ہند و انگلنڈ کی تحقیقات و تجارب علمی و عملی سے مکمل اور تفصیل وار بحث کر کے اپنی وسعت نظر اور قابلیت انتخاب و تحقیق کا حق ادا کیا ہے اور ہندوستان کی حالت کو مقابلتاً و موازنتاً مد نظر رکھ کر کاشت انگور کے شائقین و ضرورت مندوں کو مستغنی کر دیا ہے۔ انگور کی تاریخ۔ اوس کے خواص جڑ سے لیکر شیرہ تک۔ اقسام۔ ہدایات کاشت۔ و پرداخت با صول عامہ و خاصہ۔ امراض۔ علاج۔ بارآوری۔ صنائع کاشت۔ تزئینات۔ تغیرات۔ پیوند۔ طلسمات۔ و دیگر مصنوعات وغیرہ سب کا بیان با بسط

فرمایا ہے جس سے آپ کی محنت واسلوب تالیف کی بے انتہا داد اور اس کامیابی پر مبارک باد دی جاتی ہے ۔

ریویو از مرزا مہدی خان کوکب اے۔آر۔ایس۔ایم۔ایم۔آر۔ اے۔ایس۔ئی۔ ناظم مردم شماری و زمیندار سرکار نظام۔

نواب عزیز جنگ بہادر نے ایک کتاب کاشت انگور کے نام سے تالیف کی ہے جو میرے روبرو ہے مین اُن کی ذات کو ہندوستان کے اُردو لٹریچر کے حق مین بہت مفید اور غنیمت خیال کرتا ہون۔ جنکے موجودہ شغل سے مختلف فنون کے سرمایہ مین اضافہ ہوا ہے۔ فن تاریخ مین اونکی تالیف تاریخ النوائط۔ اور فن سیاق مین سیاق دکن۔ ہند کے لائق افراد کی نگاہون مین نہایت ذی وقعت ثابت ہوی ہے۔

بہت خوشی کی بات ہے کہ ایسے باکمال شخص کو فن فلاحت سے خاص دلچسپی ہے۔ جسکی ہند کے اُردو لٹریچر مین بہت بڑی کمی و نقصان ہے۔ اس فن مین اُنکے تصانیف متعددہ کے منجملہ فلاحتہ النخل یعنی کھجور کی کاشت کا رسالہ ابھی ابھی گزشتہ سال پبلک کی نگاہ سے گزر چکا ہے جسکی نسبت ممالک متحدہ آگرہ و اودہ کے محکمہ زراعت نے بھی بیش بہا رائے ظاہر کی ہے۔

اب جو کتاب بغرض ریویو ہمارے روبرو رکھی ہے وہ انکے تصانیف سے بائیسوین کتاب ہے لیکن خاصکر فن فلاحت مین یہ اونکی تیسری تالیف ہے۔ ایسے افراد نہایت قدر کے قابل ہین جنکی طبیعت کا زور اور قلم کی روانی کا ثمرہ ہے کہ ہر میوہ کیلئے ایک خاص اور مکمل کتاب اُردو زبان مین پبلک کیلئے مہیا ہو جاتی ہے۔

یہ کتاب جو صرف انگور کے متعلق لکھی گئی ہے چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جسمین انگور کے منافع۔ کاشت کا طریقہ۔ زمینون کی مناسبت۔ بیماریان اور اُنکے علاج کے طریقے۔ مضر کیڑے اور اُنکے دفعیہ کے تدابیر۔ خاصکر بارآوری کے نتائج کو لائق مؤلف نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے جسکے پڑھنے سے پھر کسی چیز کی محتاجی کسی فلاح کو باقی نہین رہتی۔

انگریزی زبان مین انگور پر بہت سی کتابین چھپی ہین جنمین اکثر کتابین ہماری نگاہ سے بہی گزری ہین لیکن ہماری راے مین کاشت انگور کی جامعیت اپنی آپ ہی مثال ہے۔ یہ خوبی اس کتاب مین زیادہ تر اسلئے پائی جاتی ہے کہ اسکا بڑا حصہ محققین و فلاحان عرب ومصر کی تحقیق اور آرا پر مبنی ہے۔ جنکے ممالک مین انگور کی کاشت کامیابی کے ساتہ ہوتی ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ مملکت فارس جو وطن اصلی اس بے بہا ثمر کا ہے۔ وہان کے تجربات لائق مؤلف کو کامل طور پر نہ مل سکے جہان تک ہمکو معلوم ہے ایران کا طریقہ کاشت عرب اور مصر کے طریقہ کاشت سے بسبب تفاوت آب وہوا کے متفاوت ہے۔

بہرحال ہم لائق مؤلف کے طرز بیان اور تحقیقات کو اسلئے قدر کی نگاہ سے دیکہتے ہین کہ جہان کہین آپنے ممالک عرب ومصر یا یورپ کے تجربون اور تحقیق کو ترجمہ کے ذریعہ سے بہی نقل کیا ہے وہان اپنی ذاتی تحقیق اور ہند کے مناسبات کے لحاظ سے اس خوبصورتی کے ساتہ پیوند دیا ہے کہ وہ بیان بہیئت مجموعی بنفسہ ایک ایسی تالیف کی حیثیت پیدا کرتا ہے جس سے کوئی بات تشنہ نہین رہتی۔

شیرۂ انگور اور اجزاے درخت کے منافع پر حکیمانہ اصول پر جو حصہ اس کتاب کا مرتب ہوا ہے وہ بہی نہایت قابل قدر ہے۔

اور اگر غور کی نگاہ سے دیکہا جاے تو اسمین جو کچہ نقص رہگیا ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ انگور سے شراب کی تیاری کے طریقے اسمین ترک کیئے گئے ہین جنمین مؤلف نے دیدہ و دانستہ اپنے دامن کو پاک رکہا ہے اور اسکے حصہ آخر مین صرف اسی بیان پر قناعت کی ہے کہ جنت انگور کے بعض اجزا سے شراب نوشی کی لت ترک کرانے کا ایک نسخہ دیا ہے جسکا طرز بیان ہر ایک مذہب کیلئے عموماً اور مسلمانون کیلئے خصوصاً خالی از دلچسپی نہین۔

ہماری قطعی راے ہے کہ اگر زمینداران ہند اس گران بہا میوے کی کاشت سے متمتع ہونا چاہین تو اونکے لئے یہ مکمل ذخیرہ بیشک بہت کام آئیگا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ ہندوستان کے لئے یہ کتاب مجموعی خوبیون کے ساتھ پہلی کتاب ہے جو ہماری نظر سے گزری ہے۔

ہم دعا کرتے ہین کہ خداوند کریم اپنے کرم سے لائق مؤلف کے دست و قلم کی طاقت مین ترقی دے اور اونکے ہاتھون سے ہندوستان کو ایسی ہی مفید کتابون سے نفع پہونچا دے۔ اور سفارش کرتے ہین کہ اگر کبھی کسی یزد یا شیراز کے باغبان سے اتفاقاً ملاقات ہوجاسے تو اُس سے ایران کے طریقہاے کاشت انگور کے متعلق ضرور کچھ تجربات حاصل کرنے کی کوشش کرین تاکہ طبع ثانی مین اونکو بھی شریک کرسکین۔

ہم نواب عزیز جنگ بہادر کو اس کتاب کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین اور بلحاظ اوس فارسی درد آمیز نظم کے جو دیباچہ کے آخر مین اُنھون نے لکھی ہے اونکو تسکین دلاتے ہین۔ کہ آپکی اِن محنتون اور جانکاہیون کا صلہ ہندوستان کی اُردو دان پبلک کی قبولیت آمیز نگاہون سے بہت کچھ مل رہاہے اور ملیگا اور یہی ایک چیز مسرت اصلی کے قابل ہے۔ ابھی ہندوستان کی قوت اعظم اس حدتک نہین پہونچی ہے جو مقامی اور ملکی زبانون کے بیش بہا ذخیرون سے جو انگریزی زبان مین نہین ہین کامل طورپر واقف ہوسکے۔

مرزا مہدی خان کوکب

طبع اول

۵۰۰ جلد

کاشت انگور

جسمیں درخت انگور کے جغرافی حالات۔ خصوصیات۔ اقسام۔ طریقہ کاشت۔

امراض اور اُن کے علاج کے طریقے مفصل طور پر بیان ہوے ہیں

مؤلفہ

نواب عزیز جنگ بہادر وظیفہ یاب حسن خدمت عہدہ اول تعلقداری سرکار نظام

سنہ ۱۳۲۳ھ

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

شکریہ

مین سرکار نظام کے معتمد مالگزاری - اے - جے ڈنلاب اسکوئیر سی - آئی - یی - کا شکرگزار ہون - جنھون نے مہربانی سے بذریعہ مراسلۂ ذیل مجھ کو اسکی اجازت عطا فرمائی کہ مین اس کتاب کو اُنکے نام نامی سے معنون کرون -

عزیز جنگ مؤلف

۴ - نومبر - ۱۹۰۵ء

ڈیر نواب عزیز جنگ

کاشت انگور کو میرے نام معنون کرنے کی نسبت مین خوشی سے اجازت دیتا ہون - امید ہے کہ اس کتاب مین آپکو کامیابی حاصل ہوگی -

آپکا وفادار

ڈنلاب

فہرست مضامین کتاب کاشت انگور

اصل سوم درخت انگور مین ستارون کا اثر

اصل چہارم انگور کے اقسام کے متعلق

فصل دوم متعلق بہ کاشت درخت انگور

اصل اول متعلق بہ اصول عامہ

اصل چہارم متعلق بہ نتیجہ کاشت

(الف) انگور کی بارآوری کا بیان

خاتمۂ کتاب متعلق بہ نتیجۂ بارآوری

الف۔ شیرۂ انگور کا بیان

ب۔ انگوری شکر کا بیان

تمام شد فہرست کتاب کاشت انگور

طبع اول

۱۰۰۰ جلد

کاشت انگور

جس مین درخت انگور کے جغرافی حالات - خصوصیات - اقسام - طریقہ کاشت -

امراض اور اونکے علاج کے طریقے مفصل طور پر بیان ہوے ہین ؛



نواب عزیز جنگ بہادر وظیفہ یاب حسن خدمتہ عہدہ اول تعلقداری سرکار نظام

سنہ ۱۳۲۳ھ

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

تین روپیہ

قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلشنِ تخلیق رنگ باغبانِ قدرت است ... شاخِ گل در گلبنِ ہستی نشانِ قدرت است

از نسیمِ لطفِ او بینی ہوائے در چمن ... حسن تاثیرش بہار بوستانِ قدرت است

طائرِ جان میشود دستان سرا در باغِ تن ... نغمۂ دلسوز او ہم از زبانِ قدرت است

دانہ را از خاکساری شد نشیمن در زمین ... نونہالش را سرے بر آسمان قدرت است

تاک بر روے زمین مانند دریاے دود ... سیل آب اندر رگش آب روانِ قدرت است

دخترِ رز جان بتن از خون ما دریافتہ ... حرمت و حلت ہمہ رمزِ نہان قدرت است

حمد خالق را اگر نوک زبانم اے ولا
در بہارستان چو سوسن ترجمانِ قدرت است

تا قفل زبان غنچہ واشد ... پیغمبر بوے گل صبا شد

بلبل بہواے گل قدم زد ... تا بو لیش ہمدم ہوا شد

سے پے برد بمنزلِ حقیقت ... آن را کہ مجاز رہنما شد

نام آور شد ہر آنکہ نامش ... مداح پیمبرِ خدا شد

محبوب خدائی و دو عالم ... قربان رخت بیک ادا شد

جان را بہ نگارخانۂ دل ... مرآۃ رخش خدانما شد

معشوق چنین ندیدہ ام کو ... عاشق را طالب رضا شد

دارم بہ مجتش خلوصے
زین وجہ تخلصم ولا شد

صلوا علیہ و علی الہ الکرام واصحابہ علیہم التحیۃ والسلام۔ **امابعد** بندہ ناچیز احمد عبدالعزیز ولا تخلص المخاطب بہ خان بہادر عزیز جنگ وظیفہ یاب حسن خدمت سرکار نظام اپنے آقاے نعمت والی دولت۔ قدر قدرت۔ اعلحضرت حضور پرنور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک نواب میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ جی۔سی۔ ایس۔ای۔جی۔سی۔بی۔ ادام اللہ اقبالہم فرمانرواے سلطنت آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کا شکر گزار ہے جنکے خزانہ شاہی کا مؤلف وظیفہ خوار ہے۔ اور اسی نعمت عظمی کی بدولت فکر معاش سے فارغ البال اور شغل تالیف وتصنیف مین خوشحال ہے۔

پیر مغان کز خوشہ رز را شراب کرد
پروین زآسمان بشکست آفتاب کرد

مہر فلک زپردۂ مشرق برآمدہ
ماہ من ازحیا چو رخش را نقاب کرد

خورشید آسمان دکن آصف زمن
کو انتظام ملک بصد آب وتاب کرد

مزد عمل زبارگہ کردگار یافت
مدحت گرے کہ مدح جلالت مآب کرد

دانشورے کہ معترض خوردہ گیر را
ازرد و قدح راے رزین لاجواب کرد

بیداریش بچہرۂ غفلت بریخت آب
ہر فتنہ را خمار نگاہش بخواب کرد

با دوستان براہ تلطف کرم نمود
با دشمنان بروے مدارا خطاب کرد

کار آگہان بکارش صد آفرین کنند
ہر کار را کہ کرد بہ راے صواب کرد

شیرازہ بند مملکتی کز ذات تو
اوراق را بصورت جسز و کتاب کرد

ہر خطہ ز ملک تو آبادے گرفت
تا نصفت تو خانۂ ظالم خراب کرد

از الفت تو دانہ فشاند ولا بدل
صد آفرین کہ ہمچو زمین انتخاب کرد

سبب تالیف

ممالک یورپ نے کاشت انگور کے متعلق آجکل جسقدر ترقی کی ہے اُس کا اندازہ اُن تصانیف سے کیا جاسکتا ہے جو پچاس سے زیادہ کتابون کی حیثیت سے انگریزی زبان مین شائع ہین جنکا تمامتر تعلق کاشت انگور اور نئے نئے تجربون سے ہے۔ ہندوستان بہی اسکے مذاق سے خالی نہین ہے۔ کہجور کے مقابلہ مین انگور کی کاشت ہند کے اکثر مقامات پر کامیابی کے ساتہ نظر آتی ہے۔ اورنگ آباد دکن کو اس باب مین خصوصیت حاصل ہے جہان سپید انگور کے نسبت سیاہ انگور شاداب نظر آتے ہین۔ مدراس پریسیڈنسی کے بعض مقامات بہی سپید انگور کے بعض اقسام مین کامیاب سمجہے جاتے ہین۔ مؤلف کے مستقر یعنی حیدرآباد دکن مین بہی صدہا مکانات اور باغات مین انگور بوئے گئے ہین لیکن باستثنار چند خاص باغات اور مکانات کے اکثر جگہون سے ناکامی کی شکایت سُنی جاتی ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ جب آب وہوا اور عرض البلد اور سطح سمندر سے بلندی کے لحاظ سے ہندوستان کا اکثر حصہ کاشت انگور کے لئے موافق ہے تو پہر اسکی کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کے کاشتکار اور زمیندار اس سے بہرہ مند نہین ہین۔ اور کیون اُنکو اپنی کامیابی پر بھروسا نہین ہے۔ جہان تک مؤلف کا خیال ہے صرف ایک ہی وجہ ہے جو انکی ناکامی کا سبب ہے یعنی کاشت اور نگہداشت کے قواعد سے اُنکو کماحقہ آگاہی نہین ہے اور نہ زبان اُردو مین اُسکا کافی ذخیرہ جمع ہے جس سے اُن کو مدد مل سکے۔ باغبانی کے متعلق زبان اُردو کی جسقدر کتابین ہماری نظر سے گزری ہین اُن مین سے ایک کتاب بہی ایسی نہین ملی جس سے انگور کی کاشت کے متعلق ضروری ہدایات کا کامل ذخیرہ ہاتہ آسکے۔ افسوس ہے کہ ہندوستان کے لایق مولفین سے آجتک کسی بزرگ نے بھی اسکا ارادہ نہین فرمایا کہ انگریزی ذخیرہ سے ہندوستان کی ضرورت اور احتیاج کو ترجمہ کے قالب مین پورا کرین۔ جن اخبارات اور رسائل کو فن فلاحت کے ساتہ خاص دلچسپی ہے۔ جیسے مفید المزارعین کانپور۔ اور زمیندار لاہور۔ زمیندار و کاشتکار بجنور۔ ان کا ہم پر احسان ہے کہ یہ گاہ گاہ انگور کے متعلق انگریزی اخبارون کے بعض آرٹکلز کا ترجمہ چہاپ دیتے ہین اور اسی قسم کی مدد کبہی کبہی اودہ اخبار لکہنو اور پیسہ اخبار لاہور سے بہی مل جاتی ہے اُن مصنفین سے ہمکو بہت بڑی حیرت ہے جنہون نے فن فلاحت کی مستقل کتابین زبان اُردو مین لکہی ہین۔ جیسے دولت باغبانی۔

کتاب الاشجار۔ گنجینۂ زراعت۔ میوہ جات۔ جوہر زراعت۔ اصول زراعت ہند۔ کیمیاے زراعت وغیرہ لیکن کسی نے انگور کی جانب اپنی خاص توجہ مبذول نہین کی۔ جن بزرگوارون نے انہین کتابون مین انگور کے متعلق خال خال کچھ لکہا ہے وہ اسقدر مجمل اور نا کافی ہے کہ اُسکا عدم اور وجود یکسان ہے۔ ہمارے خیال مین محض ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ ایسے بے بہا ذخائر زبان انگریزی مین موجود رہتے ہوے آج تک اُن مین سے ایک کتاب کے ترجمہ کی نوبت نہین آئی۔ جس طرح مجھکو لایق بزرگان ہند کی کم التفاتی کا گلہ ہے اُسی طرح اپنی نالیاقتی پر افسوس ہے کہ مین اس کام کو انگریزی تصانیف کے ترجمہ کے ذریعہ سے سرانجام دینے سے معذور رہا خصوصًا اسوجہ سے کہ انگریزی زبان سے بالکل ناواقف ہون۔

زمینداران اور کاشتکاران ہند کے پاس اُنکی مادری زبان مین جب کوئی امدادی سامان چھپا نہ تہا تو پھر اُنکا انگور کی کاشت مین ناکام رہنا کچھ زیادہ حیرت انگیز نہین ہے۔ گزشتہ سال جب میری ایک تالیف کاشت خرما کے متعلق فلاحتہ النخل کے نام سے شائع ہوی تو اہل ہند نے اسکو قبولیت کی نگاہ سے دیکہا اور ہاتہون ہاتہہ لیا اور اکثر شہرون مین اسکے چرچے ہوے اور بہت سے زمینداروں نے کاشت خرما کیجانب توجہ کی۔ سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم نے اسکی قدر فرمائی مؤلف کو دوسو روپیہ کے انعام سے سرفراز کیا اور برٹش انڈیا کے محکمہ زراعت کانپور نے نہایت قیمتی الفاظ مین اسکا ریویو کیا جن تمام قدردانیون کے ہم شکرگزار ہین۔ اور اُس سرد مہری سے قطع نظر کرتے ہین جو صوبہ پنجاب سے ظاہر ہوی۔

پس اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان ایسی کتابون کا ضرور مشتاق ہے۔ اُلوالعزم فرمانروایان ریاست مولفین کی قدر و منزلت بہی فرماتے ہین۔ اگرچہ مین نے ان نتائج حسنہ کے دیکہنے کے بعد گزشتہ سال ہی سے اس کا ارادہ کرلیا تہا کہ کاشت انگور کے متعلق بہی ایک مستقل کتاب لکہون اور اہل ملک کی خدمت کرون لیکن میری کم لیاقتی نے میرے قدم کو آگے نہ بڑہنے دیا اور میرا انگریزی زبان سے ناواقف ہونا ایک بہت بڑا مزاحم تہا۔ ہرچند مین نے اسبات کی کوشش کی کہ اُنکے تراجم کا کوئی نہ کوئی بندوبست کرکے اپنے ارادہ کو پورا کرون لیکن بعض مقامی مشکلات میرے اس خیال کے سنگ راہ بنے رہے ناگزیر مین نے عربون کے تصانیف سے مدد لینے کا ارادہ کرلیا جسقدر مطبوعہ رسائل ممالک مصر وغیرہ سے مل سکے وہ میرے مقصد کو پورا کرنے کیلئے

بالکل ناکافی تھے حسن اتفاق کی بات ہے کہ ابن وحشیہ کی ایک غیر مطبوعہ تصنیف ہاتھ آئی جو ۲۹۱ھ مین لکھی گئی ہے لایق مصنف نے کہ بدالی زبان سے ایک نایاب تصنیف کا نہ صرف ترجمہ کیا ہے بلکہ اپنے ذاتی تجربون اور قدماء فلاحین کی راے سے بھی اس ترجمہ کو تالیف کے پیرایہ مین زینت بخشی ہے۔ اس نادر کتاب کے چند اجزا نے مجھکو میرے ارادہ کی تکمیل پر آمادہ کردیا۔ اسی کے ساتھہ علامہ نابلسی کی کتاب علم الملاحۃ فی علم الفلاحۃ اور احمد بک ندی کی تالیف حسن الصناعہ او قسطوس ابن لوقا رومی کی الفلاحۃ الیونانیہ سے کافی مدد ملی۔

مین ہندوستان کے اُن بزرگون کا بھی شکر گزار ہون جنکے مختصر تصانیف کے اجمالی بیانات اور اخبارات کے بعض آرٹکلز بھی قطرہ قطرہ سیلے کا مصداق بنے اور دکن کے اُن زمیندارون کا شکریہ ادا کرتا ہون جن کی محنت نے اکثر مسائل کے حل کرنے مین میری مدد کی خصوصاً میرے عزیز مولوی عبداللہ حسین جنکے عملی تجربہ نے جس طرح فلاحۃ النخل کی تالیف کے وقت اکثر مسائل مین میری مدد فرمائی تھی اُسی طرح اس کتاب کی تکمیل مین بھی میری مدد کی۔ حیدرآباد دکن مین آپ ہی ایک شخص ہین جنکو کھجورا ور انگور کی کاشت مین خاص سلیقہ حاصل ہے۔ انکے معلومات کا ذخیرہ اس درجہ مین ہے کہ آپکو زندہ تالیف کے نام سے موسوم کرنا بیجا نہین ہے۔ بعض مسائل خاص مین انگریزی مصنفین کی راے سے جسقدر مدد مجھکو ملی ہے وہ آپ ہی کی قابلیت کا نتیجہ ہے۔

اس تمام سامان کے مقابلہ مین میرے بے حقیقت ذاتی تجربے کس شمار مین ہین جنکو مین نے ندامت کے ساتھہ اس کتاب مین کہین کہین عرض کیا ہے۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ا ہنیہ کی محنت شاقہ مین یہ کتاب مکمل طور پر تیار ہوی جس کو مین نے **کاشت انگور** سے موسوم کیا ہے۔ اگر میرا طرز بیان معزز ناظرین کے پسند خاطر اور سریع الفہم ثابت ہو تو مین اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھون گا اور اسبات کی توقع کرسکون گا کہ میری اس ناچیز محنت یعنی بیسیوین تالیف سے اہل ہند کو کچھ مدد مل سکے جسکا نمبر فن فلاحت مین تیسرا ہے۔

یہ کتاب چار فصول پر شامل ہے اور ہر ایک فصل چار اصول پر منقسم۔ فہرست کتاب سے اسکی تفصیلی کیفیت معلوم ہوسکتی ہے۔

معزز ناظرین سے امیدوار ہون کہ میری غلطیون پر نکتہ چینی نہ فرماوین اسلئے کہ مجھکو اپنی ہیچمدانی کا خود اعتراف ہے۔

ہواجویان زلفِ یار را خاکے بسر اولے
ز آب سرد مہران آتشے اندر جگر اولے

بامیدِ ثمر نخلِ محبت کاشتم در دل
چو بارِ خاطرت آورد آتش از تبر اولے

ز اغماضِ تو رنجیدم رخِ خشمِ ترا دیدم
مآلِ کار اگر این است آہم بے اثر اولے

اگر بے دردیت اینگونہ سبے پروا کند از من
سرت گردم خیالم را نجات از دردِ سر اولے

حریفان بادہ در کام‌اند و ما را کس نمی‌پرسد
گر انصاف چنین باشد مرا خونِ جگر اولے

ز اجمالِ سخن پیشینیان را بود نفرینے
کہ پرگوئی بہر مقصد ز طرزِ مختصر اولے

سر و برگے ترا از اصل مقصودم نئے باشد
اگر خرمائے من تلخست نخلم بے ثمر اولے

بروئے من مکش تیغِ نگاہِ حرف گیری را
پے مقصود جویان در سخن قطعِ نظر اولے

بصد افتادگی پائے کشم دستم بگیر اینجا
کہ از استادگی در ہیچ منزل درگزر اولے

گر از خذ ما صفا ودع ما کدر کارسے نمی‌گیری
ز حرفِ دلخراشِ تو خموشی بیشتر اولے

چو گوشِ مستمع را نغمۂ من لذتے ندہد
ولا زین بانگ بے ہنگام تو شغلِ دگر اولے

فصل اول متعلق بہ مراتب ابتدائی

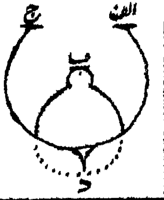
اصل اول متعلق بہ حالات جغرافی

(۱) انگور کی حقیقت و خصوصیات۔ درخت انگور نباتات کی ایک قسم ہے جسکو عربی زبان مین کَرم کہتے ہین۔ اور یونانی مین انباس۔ سریانی مین کبیشا حمرا۔ رومی مین ویدرون اسایا۔ فارسی مین تاک اور رز۔ ہندی مین انگور کا پیڑ۔ داکھ کا جھاڑ۔ انگریزی مین گریپ وین۔

یہ ایک بیل دار درخت ہے جو اپنی قریب شئے پر لپٹ جاتا ہے۔ اسکا تنہ قوی ہوتا ہے اور شاخین باریک اور نازک اور دراز۔ اس درخت کے پتے کسی قدر چوڑے ککڑی کے پتون کے مشابہ بعض اقسام

پتون پر روئین ہوتے ہین اور بعض پر نہین۔ اسکے پتے چکنے اور خوش عزہ ہوتے ہین ٹاھکر اسکی کونپلین خوشبو دار اور باذائقہ ہین۔ اس کے پہول مین باریک باریک خوشبو دار ریزے نظر آتے ہین جن کا رنگ زرد اور مائل بسپیدی ہوتا ہے۔

بعض محققین علم نباتات نے لکہا ہے کہ انگور کی جڑون مین قوت جاذبہ بہ نسبت اور میوہ دار درختون کے زیادہ ہوتی ہے اور تنہ اگرچہ کسدار نہین ہوتا مگر نہایت مضبوط اور کسدار ہوتا ہے جسکا نام عربی زبان مین ساق الکرم ہے اسکی شاخین نہایت شفاف جنمین بعض اوقات رس کا دورہ مثل آب روان کے نظر آتا ہے۔ شاخون پر جابجا نازک گرہین ہوتی ہین جنکو انگور کی آنکہہ کہا جاتا ہے۔ انہین آنکہون مین سے نازک شاخین نکلتی ہین عربون نے انکو عیون الکرم کہا ہے۔



درخت انگور کے پہول کی شکل حاشیہ پر دکہلائی گئی ہے جسمین د کا حصہ جو نقطون سے قایم ہوا ہے پہول سے متعلق نہین ہے۔ الف اور ج کے مقام مین قدرت نے ایک نازک سا سفوف پیدا کیا ہے جو بلوغ کے زمانہ مین ابہر آتا ہے اور ہوا کی جنبش یا مکہیون کے اسپر بیٹہنے اٹہنے سے حرکت کرکے ب مین داخل ہوتا ہے۔

قریب قریب اسی زمانہ مین ب کے بلوغ کا وقت بہی شروع ہوجاتا ہے اور ایک قسم کی قوت جاذبہ اسمین پیدا ہوتی ہے۔ الف اور ج کے سفوف کو ہوا یا مکہیون کی تحریک سے ب اپنی طرف کہینچ لیتا ہے جسکے بعد حمل قرار پاجاتا ہے جب اسپر تہوڑا زمانہ گزرتا ہے تو اسی مقام پر دانہ انگور بڑہنے لگتا ہے اور آخر مین اسکی مدور شکل د پر ختم ہوتی ہے۔

حمل قرار پاجانے کے بعد الف اور ج سوکھ کر جھڑ جاتے ہین کبہی کبہی اختلاف موسم اور اختلاف ہوا کی وجہ سے الف اور ج کے بلوغ کا زمانہ ب سے قبل آجاتا ہے اور اسوقت تک ب مین قوت جاذبہ نہین پیدا ہوتی اس حالت مین الف اور ج اپنے وقت مقررہ پر خشک ہوجاتے ہین اور ب بے بار رہجاتا ہے۔

پہر جب ب کے بلوغ کا زمانہ آتا ہے اور الف اور ج سے اسکو کچہ امداد نہین ملتی تو دوسرے درختون کے پہولون سے جنکے الف اور ج باتفاق اسوقت بالغ ہون ہوا کی مدد سے کوئی حصہ سفوف کا

جڑ کو مل جاتا ہے اور کبھی نہین ملتا۔ صورت اول مین خفیف سا بار آجاتا ہے اور صورت ثانی کا نتیجہ بے باری ہے۔

جسطرح کھجور مین نر اور مادہ کے درخت جدا جدا ہوتے ہین وہ کیفیت انگور کی نہین ہے بلکہ ایک ہی درخت کے ایک ہی پہول مین قدرت نے نر و مادہ کے سامان پیدا کردیے ہین جیساکہ اوپر بیان ہوا ہے۔

اس درخت کا ثمر ایک خوشہ کی شکل مین ہوتا ہے جسکا نام عربون نے **عنقود** رکہا ہے۔ ایک ہی خوشہ مین متعدد انگور نازک ڈنڈیون پر لگے ہوے ہوتے ہین۔ زبان عرب مین ثمرہ انگور کا نام **عِنَب** ہے۔ ہر دانہ انگور مین چند چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہین جنکو عربون نے **عجم وعجام** کہا ہے اور زبان فارسی مین انکا نام **خستہ** ہے انہین بیجون سے کاشت کیجاتی ہے اور درخت کی شاخون اور قلمون اور بچون سے بہی نسل بڑہائی جاسکتی ہے۔ بعض انگورون مین صرف ایک تخم ہوتا ہے اور بعض مین متعدد۔ بعض اقسام کے تخم کی شکل بعض اقسام سے مخالف ہوتی ہے۔

دانہ انگور یا تو گول ہوتا ہے یا دراز یا بیضاوی اور باعتبار رنگ۔ سفید یا سیاہ یا سرخ یا سبز۔ ان چارون رنگون مین باعتبار کمی و زیادتی رنگ مختلف مدارج ہین اور انہین اعتبارات سے اقسام کی تقسیم ہے۔

طبعی طور پر انگور کا درخت سال مین ایک بار موسم بہار مین بار آور ہوتا ہے جسکا ثمرہ گرمیون مین تیار ہوجاتا ہے۔ اختلاف آب وہوا کی وجہ سے کبھی اسمین اختلاف بہی پایا گیا ہے۔ بعض اقسام کے درخت سال مین دو بار بھی پہل دیتے ہین لیکن یہ غیر معمولی عادت خوبی مین داخل نہین سمجھی جاتی۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ درخت انگور مین چند خصوصیات ایسے ہین جو اور اقسام نباتات مین نہین پائے جاتے۔ صاحبان تحقیق اور ماہران علم نباتات نے درخت انگور کو ایک لطیف درخت کہا ہے اسکی لطافت اور نزاکت اسکے ہر شعبہ سے ظاہر ہے مثلاً اُسکا پوست اسقدر نازک اور شفاف ہے کہ اُسکی اندرونی اکثر باتین پوست کی لطافت سے ظاہر ہوتی ہین۔ جیسے شاخون مین رس کا دورہ جو کسی اور درخت کی جلد پر سے نہین دکہلائی دیتا جیساکہ درخت انگور مین نظر آتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اسکے پتون کی نزاکت۔ شاخون کی لطافت تمام نباتات پر فایق ہے۔

عربوں نے درخت انگور کو نباتات کا پرندہ اسلئے کہا ہے کہ وہ باعتبار طبیعت بہت سبک ہے اور اسکی تیز رفتاری نمو کے ذریعہ سے تمام اقسام نباتات پر فائق ہے۔ بلندی پر چڑھنا۔ زمین پر اُترنا زمین پر پھیلنا۔ یہی سب چیزیں ہیں جنکے لحاظ سے اسکو پرندہ کہا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمکو مشاہدہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی بیلوں کی رفتار بہت سبک ہے۔

بعض فاضلوں نے درخت انگور کو اسکی لطافت اور مناسبت کے لحاظ سے ہوا کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیونکہ اسمین ہوا کیطرح ہلکاپن اور پھیلاؤ اور سرعت نشو ونما موجود ہے۔ اور حرارت و رطوبت کی وجہ سے پھیلاؤ اُسی شے مین ہوتا ہے جسکی طبیعت مین اجزائے ہوائیہ غالب اور اکثر ہون۔ اس کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ انگور سے شیرہ نکلتا ہے اور شیرہ انگور یعنی شراب کا مزاج ہوائی ہے۔ اور وہ حرارت اور رطوبت رکھتی ہے اُسمین تیزی اور عطریت غالب ہے اور وہ نشہ لاتی ہے۔ نشہ لانے کیوجہ سے اسکا بخار معدہ سے دماغ کی طرف چڑھتا ہے۔ پس اسکا بخار بلاشبہ حار رطب ہے۔ شراب انگوری کا ہوائی ہونا اسطرف راجع ہے کہ اُسکی اصل جس سے اُسکا وجود ہوا اور جس سے وہ نکالی گئی ہوائی مزاج رکھتی ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ انگور کا درخت ۲ سال کے اندر بچہ کہلاتا ہے اور ۲ سال کے بعد بالغ سمجھا جاتا ہے اور بیس سال کی عمر کے بعد اوسپر کلان سالی کا حکم جاری کیا جاتا ہے۔ کبھی شاذ ونادر کسی مقام پر تیس سال تک بھی جوانی قایم رہتی ہے۔

حاشری کنسانی کا قول ہے کہ درخت انگور کی عمر کے متعدد دورے ہوتے ہین اور ہر ایک دورہ ۷ سال کا۔ ۷ دورون یعنی اُنچاس برس کی عمر تک برابر قوت بڑھتی رہتی ہے جسکے بعد درخت کی پوری جوانی کا زمانہ رہتا ہے حتے کہ اور ۷ دورے اسی حالت مین گذرتے ہین جسکے بعد درخت کی عمر ۹۸ سال کی ہوتی ہے اور اب انحطاط کا زمانہ آجاتا ہے اور قوت کی تولید باقی نہین رہتی اس حالت مین بھی اور ۷ دورے ۴۹ سال مین ختم کرتا ہے۔ یہان تک کہ ۱۴۷ برس کا ہوجاتا ہے اور پیر فانی کہلاتا ہے اسکے بعد بارآوری کی امید بہت کم رہتی ہے اور بارآوری ہوتی بھی ہے تو بہت کم۔ اور یہ سال

بسال بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ دس دورے یعنی ستر سال کی عمر کے بعد اسکے ہیجان کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ یعنی وہ خوب پھیلتا اور پھلتا ہے یہ حالت صرف ایک دورے تک رہتی ہے یعنی جب ۷۷ سال کی عمر ہوجاتی ہے تو پھر بارآوری کی قوت کسی قدر گھٹ جاتی ہے اور یہ انحطاط بہت کم نمایان ہوتا ہے۔ یعنی ہر سال قوت کا ایک جزو کم ہوتا رہتا ہے۔ ایک سو سینتالیس سال کے بعد تو پتے بھی کم ہونے لگتے ہین اور نئی شاخین شاذ و نادر ہی نکلتی ہین۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ پھیلاؤ بھی روز بروز گھٹتا جاتا ہے۔ کلان سالی یعنی ۱۴۷ سال کے بعد بھی اور ۷ برس تک اُسکا سن وقوف رہتا ہے۔ جب ۱۵۴ سال کی عمر ہوجاتی ہے تو پھر روز بروز سوکھنے لگتا ہے پھر اصلی رطوبتین زائل ہونے لگتی ہین جیسا کہ انتہائی حالت مین حیوانات کی شکل ہوتی ہے جب پتے خشک ہوجاتے ہین تو شاخین خشک ہوجاتی ہین۔ جب شاخین سوکھ جاتی ہین تو اُنکے ٹکڑے گرتے ہین تاآنکہ بھوسہ ہوکر درخت فنا ہوجاتا ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ درخت انگور کی ضعیفی مین فلّاح کو نہایت نزاکت کے ساتھہ اسکی نگرانی کرنا چاہیے یعنی جس شاخ کی قوت مُردہ پائی جاے اُسکو حفاظت سے تراش دینا چاہیئے تاکہ رہی سہی قوت زندہ شاخون کو مل سکے۔

بعض شاخون کا ایک حصہ مردہ ہوجاتا ہے اور دوسرے حصہ مین جان رہتی ہے حفاظت اور نزاکت کے ساتھہ اُس مُردہ حصہ کو قطع کردیتے سے باقیماندہ زندہ حصہ کو نفع پہونچتا ہے۔

آدم فلاح کہتا ہے کہ ایسے سن رسیدہ اور بڈھے درخت کی زندہ شاخون سے تم بہت سے نئے اور جوان پودے قایم کرسکتے ہو اور اُنسے نفع حاصل کرسکتے ہو۔

علامہ نابلسی نے درخت انگور کی عمر ڈیڑہ سو سال کی بیان کی ہے اور بعض محققین یورپ نے بھی اسی کے قریب قریب اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔

(۲) درخت انگور کی پیدایش اور ابتدائی تاریخ اور پھیلاؤ۔

محققین عرب سے صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ تمام میوہ دار درخت زمین فارس سے پہلے جنمین انگور بھی شامل ہے۔ ایک محقق عرب کہتا ہے کہ آدم فلاح

پہلا شخص ہے جس نے نباتات کی حقیقت سے اہل دنیا کو مطلع کیا وہی اس فن کا ہادی ہے جس نے نباتات کی نگہداشت اور بیماریاں اور اُنکے علاج وکہلاے اور ثمرہ کے منافع سے آگاہ کیا۔

علامہ نابلسی نے اپنی تالیف علم الملاحہ فی علم الفلاحہ مین ذکر کیا ہے کہ قدما کا قول ہے کہ درخت انگور کی ابتدا پیغمبر اولین آدم علیہ السّلام کے وقت سے پائی جاتی ہے آپ کی عادت تہی۔ اور آپ کے بعد نوح علیہ السلام نے بھی اُسی پر عمل کیا ہے کہ ماہ اذار (سریانی مہینہ کا نام ہے جو رومیون کے یہان رائج ہین بقول صاحب برہان موسم بہار کا پہلا مہینہ ہے) کے پہلے پندرہ دن مین انگور کے تخم کو ہر ایک شہر مین بویا کرتے تہے اور اُن پودون کے درمیان کہیرا اور لکڑی کی کاشت ضروری خیال کرتے تہے۔

مصنف فلاحۃ النبطیہ۔ نے ایک مقام پر اسکی صراحت کی ہے کہ آدم فلاح جسکو قدمار فلاحین نے اس فن کا پیغمبر مانا ہے۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ کے بعد گزرا ہے اور کچہ عجب نہین کہ اُس نے یہ نام اسی وجہ سے پایا ہو کہ اس فن کی ابتدائی اشاعت بقول قدمار عرب اسی سے ہوی۔

ایک برہمن شاستری (راگہوا آچاری) اپنی تالیف مین جو کنٹری زبان مین لکھی گئی ہے فرماتے ہین کہ انگور کی اصل سرانديپ کے پہاڑون سے ملی وہ لکھتے ہین کہ سنسکرت کی اکثر کتابون سے اسکا پتا ملتا ہے کہ بیراگیون اور طپسیون کے لئے بہترین غذا انگور کے چند دانے تہے جو اُنکو دیگر اغذیہ اور پانی سے مستغنی رکہتے تہے جس دم کے ریاضت کشون نے دنیوی میوون سے صرف انگور ہی کو پسند کیا ہے جسکی لطافت سے روحانی قوت بہت کچہ ترقی کرسکتی ہے۔

احمد بک ندی پروفسر زراعت مصر نے اپنی بے بہا تالیف حسن الصناعہ فی علم الزراعہ مین فرمایا ہے کہ نباتی زبان مین درخت انگور کا نام **وِیتیس وِے نی فیرا** ہے اسکی اصل ایشیا کی سرزمین سے ملی پہر **فینیقیون** نے اسکو جزائر **ارخبیل** و یونان و ایطالیا و سسیلیا اور مصر کے شہرون مین پہیلایا اور جون جون اسکو کم حرارت رکہنے والے پہاڑون اور شہرون سے قرب حاصل ہوتا گیا۔ اسکی پیداوار مین خوبی بڑہتی گئی۔ جو ملک گرمی اور سردی مین اعتدالی حالت رکہتے ہین اُنکو اس درخت کے ساتھ

خاص موافقت اور الفت رہی۔ غاسپارین معلم کا بیان ہے کہ درخت انگور کی کاشت بہ نسبت اُن چیزون کے جو اس درخت کے ثمرہ سے بنائی جاتی ہین زیادہ مشقت اور مشغولی کی خواہان نہین ہے۔

محققین یورپ کی تحقیق مین یورپین اقسام کے انگور کا وطن وہ ممالک سمجھے جاتے ہین جو دریاے کیاسپین کے جنوب مین واقع ہین اس مرکز مفروضہ سے اسکا پھیلاؤ شرقاً وسط ایشیا تک اور غرباً دریاے مُدٹرمین کے دونون پہلو تک اور پھر وسط یورپ اور بلجیم تک پہونچا ہے۔

ایک ہندی مصنف نے جزایر ویسٹ انڈیز کو ساحلی انگور (جسکو دریائی انگور بھی کہتے ہین) کا اصلی وطن بیان کیا ہے۔

ریگل نامے ایک یورپین محقق اپنا خیال یون ظاہر کرتا ہے کہ یورپین اقسام. ولپینا اور لیابرسکا کی قسمون کے میل سے پیدا ہوے جنکا وطن شمالی امریکہ ہے مگر اس محقق نے اپنے دعوے کی تائید مین ایسے ثبوت مہیا نہین کئے جو ماہران فن نباتات کی نظر مین بالعموم قبولیت حاصل کرتے۔

محققین عرب کے نزدیک جنگلی انگور جو سپید رنگ باریک اور گول دانون کا تھا موجودہ تمام اقسام کی اصل ہے بعض محققین نے اسکو تمام انگورون کا باپ اور بادشاہ اور آفتاب کہا ہے۔کسدانی محققین نے اسکے صفات مین لکھا ہے کہ یہ اندہیری رات مین مثل ستارون کے چمکتا ہے اور درخت کے دامن مین اسکی جلا اور چمک سے روشنی نظر آتی ہے۔

بقول انسائیکلوپیڈیا یہ واقعہ لطف سے خالی نہین ہے کہ مصر کے تین ہزار برس پہلے کی دفن کی ہوی نعشون کے ساتھ انگور کے تخم بھی برآمد ہوے۔ انگمیان نامے ایک محقق کا بیان ہے کہ یہ تخم یورپین اقسام کے تخم سے بہت ہی مشابہ ہین اور زمانہ حالیہ کے تخم سے بعض اعتبارات سے مختلف۔

ہومر نامے ایک مشہور شاعر کے کلام سے ثابت ہے کہ اسکے زمانہ مین یونان مین شراب کا عام رواج تھا اور اٹلی مین بھی انگور کی کاشت بہت ابتدائی زمانہ سے رواج پذیر تھی۔

ورجل کے زمانہ مین بھی انگور کے بہت سے اقسام کا زیر کاشت ہونا پایا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ مین انگور کی کاشت اور نگہداشت کا جو طریقہ اٹلی مین مروج ہے وہ بہت کچھ اُن قدیم طریقون سے ملتا جلتا

نظر آتا ہے جسکا تذکرہ **کالیوملا** اور نیز بعض پُرانے مصنفین نے کیا ہے۔
انگور کے تخم **سوئزرلینڈ** اور **اٹلی** کے اُن منہدمہ حصوں مین بھی پاے گئے ہین جو اُس زمانہ مین زیر زمین ہوے تھے جبکہ انسان اپنے اوزار و آلات کیلئے کاسہ کو سب سے بہتر دہات سمجھتا تھا۔
مانٹ پلایر کے قرب وجوار مین کوہ آتش فشان سے نکلے ہوے مادہ کے نیچے بہی انگور کے تخم دبے ہوے پاے گئے جو غالبًا ابتداے تاریخ انسانی کے قریب کے ہونگے۔
گوشتہ زمانہ مین انگور کی کاشت **ہالینڈ** اور **بلجیم** مین زیادہ اور **انگلینڈ** مین کم ہوتی تھی بہ نسبت ان مقامات کے **کارڈیف** کے قریب جنوبی **ویلز** مین اسکی پیداوار کافی مقدار مین تہی۔
لیکن آجکل انگلینڈ کے شمال مین ان درختون کی پرداخت بہ نسبت اُن حصون کے جو اسکے لئے زیادہ مناسب ہین نہایت محنت اور احتیاط کے ساتھہ کیجاتی ہے۔
کیپ آف گڈ ہوپ اور **اسٹریلیا** کی شراب کا گہٹا ہوا درجہ اسباب کو ظاہر کرتا ہے کہ یا تو اُن مقامات کی آب وہوا درخت انگور کے لئے اعلے درجہ مین موافق نہین ہے یا تاجرون کی بےہنری اس کا سبب ہے۔
انگور کے اقسام سے سوڈان کی حیرت انگیز شاداب اور رنگ دار ایک قسم ہے جو افریقہ کے اُن حصون مین پائی جاتی ہے جو خط استوا کے دونون جانب واقع ہین ہندوستان و **کوچین** اور چینیا کے مختلف اقسام بہی رنگ لاسکتے ہین بشرطیکہ موسمی ومقامی کیفیتین اُن کے مناسب حال ہون الغرض ممالک عرب اور خلیج فارس اور مصر مین بھی انگور کی کاشت کامیابی کے ساتہہ ہوتی ہے۔ افغانستان کے انگور ان کل مقامات پر فائق سمجھے جاتے ہین ہندوستان کے اکثر حصص مین انگور کی کاشت جاری ہے اور چند خاص اقسام مین کامیابی بہی ہوی ہے جیسے مدراس پریسیڈنسی کے بعض مقامات مین سپید انگور اور دکن کے خلدآباد اور اورنگ آباد کے سیاہ انگور نہایت شیرین اور شیرہ دار ہوتے ہین لاہور۔ دہلی۔ لکہنئو۔ سہارنپور۔ کانپور۔ راجپوتانہ۔ کشمیر وغیرہ مین بہی بعض مقامات پر انگور کی کاشت اچہی حالت مین ہے۔ بنگال مین البتہ کسی قدر ناکامی کی شکایت ہے۔ مجموعی حیثیت سے ہندوستان

مین انگور کی کاشت اسوقت تک قابل اطمینان حالت مین نہین خیال کیجاتی۔ بعض خاص خاص مقامات کی کامیابی پر اہل ہند بھروسا نہین کرتے اور اسکی وجہ ظاہر ہے کہ وہ طریقہ کاشت کے حقائق سے بہت کم واقف ہین۔

فصل دوم انگور کے منافع اور مضار کے بیان مین

(۱) انگور کے فوائد خاص۔

مصنف فلاحتہ النبطیہ نے شیرہ انگور کے فوائد کے نسبت کا ماس بہرہی اور دیگر ذی علم فلاحان سلف کے حوالہ سے اور نیز اپنی ذاتی تحقیقات کی بنیاد پر ایک دلچسپ بحث کی ہے اگرچہ وہ کسی قدر طویل ہے اور ممکن ہے کہ بعض اختصار پسندون کی راے مین اُسکا لکھا جانا اس کتاب کے آغاز مین پسندیدہ نہ ٹھہرے لیکن مؤلف نے اس خیال سے اُسکو بیان کرنا مناسب خیال کیا کہ ایک ایسی جامع کتاب مین جو مستقل طور پر انگور ہی کے لئے لکھی گئی ہے اُس عالمانہ بحث اور راے کا چھوڑ دیا جانا جسکو تجربہ کار اور ذی علم فلاحون نے ظاہر کیا ہے جسکو ابن وحشیہ کسدانی کے سے تجربہ کار اور محتاط شخص نے اپنی قیمتی تصنیف مین جگہ دی ہے۔ قابل افسوس تہا۔ اول الذکر حضرات کو اگر یہ بیان دلچسپ نظر نہ آوے تو وہ اُسکو چھوڑ کر آگے بڑہ سکتے ہین۔ اور جن حضرات کیلئے پسند خاطر ہو وہ اس سے متمتع ہو سکتے ہین۔

زمانۂ حال مین شراب خواری کی کثرت اور اُس سے جسقدر نقصان شراب خوارون کو پہونچ چکا ہے اور پہونچ رہا ہے وہ ہم سے مخفی نہین ہے۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ آتش پرست وغیرہ کل اقوام کو اس بات کا اعتراف ہے اور انکے متعدد لیڈرس اسکے انسداد پر ہمہ تن متوجہ اور آمادہ ہین۔ اور اچھی طرح پر واقف ہین کہ اس خانہ خراب کی بدولت کسقدر تباہی کے سامان پھیلے ہوے ہین۔ مذاہب مختلفہ سے کوئی مذہب ایسا نہین ہے جسنے اسکے نقصانات اور مضار کو تسلیم نہ کیا ہو۔ اور اسکے استعمال کی ممانعت نہ کی ہو۔ خاص کر مذہب اسلام مین تو اسکی حرمت قطعی ہے۔ نص قرآنی اور احادیث مطہرہ مین اسکے منافع کے مقابلہ مین نقصانات شدیدہ کا بیان نہایت شرح وبسط کے ساتھہ موجود ہے۔ اگر

علمائے کرام نے تفاسیر مین بہت اچھی طرح پر اسباب کو دکہلایا ہے کہ پروردگار عالم نے ایسی نفع بخش چیز کو کن کن مصالح سے قطعی حرمت کے درجہ تک پہونچا دیا ہے۔ اور اسکے مضار کا درجہ بمقابلہ منافع کس قدر بڑہا ہوا ہے۔ معزز ناظرین غالباً یہ خیال فرماتے ہونگے کہ کاشت انگور کی کتاب اور منافع انگور کے آغاز مین اس مضمون کی کون ایسی ضرورت تہی جسکو مین لکہہ رہا ہون اور دخل در معقولات کر رہا ہون حقیقت یہ ہے کہ جس بیان کو مین اسی باب مین ابہی چند سطرون کے بعد سے آغاز کرنا چاہتا ہون وہ میرے خیال مین بہت ہی دلچسپ اور سریع الاثر بیان ہے۔ مین ڈرتا ہون کہ جن لوگون کی آنکہون پر بدقسمتی سے پردہ پڑ چکا ہے جو شراب کے دلدادہ ہین کہین ایسا نہو کہ انکی جودت طبع محقق کسدائی کے بیان کو شیرہ انگور کی تعریف سے چند قدم آگے بڑہا دے اور اُنکا جوش وخروش اور ولولۂ خاطر دو آتشہ ہو جائے مذاہب نے انگور کو حلت کا اعزاز بخشا ہے اور اُسی سے پیدا شدہ ایک قحبہ کے گلے مین حرمت کا طوق پہنایا ہے۔ ذرا سے غور کے ساتہہ یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر ہمکو اُن منافع سے متمتع ہونا مقصود ہے جنکا بیان آرہا ہے تو آسانی کے ساتہہ یہ بات ممکن ہے کہ فرمان خداوندی کو پیش نظر رکہکر میوہ انگور کے استعمال سے خوشیان منائین اور اسکی حد سے قدم آگے نہ بڑہائین۔ اگرچہ مجہکو اس رام کہانی کے مقابلہ مین اس بیان کا ترک کر دینا بہت آسان تہا لیکن میری خالص نیت یہ ہے کہ صرف نا عاقبت اندیشون کے ڈر سے سمجہہ دارون کو جنکی بصیرت کی آنکہین روشن ہین ایسے بے بہا فوائد سے محروم نہ رکہون جن کا بیان مصنف فلاحتہ النبطیہ نے کیا ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ انگور کے منافع بنی نوع انسان کے لئے بیشمار ہین۔ صرف انگور کو دیکہنے سے نفس کو مسرت حاصل اور اسکا شیرہ پینے سے قلب کو فرحت نصیب ہوتی ہے۔ تمام افکار کافور ہو جاتے ہین۔ کمزور آدمی زور آور۔ بزدل دلاور ہو جاتا ہے۔ انگور کا تر و خشک پہل کہانے سے بدن کو غذا ملتی ہے معدہ کو نفع پہونچتا ہے یعنی اسکے استعمال سے سُدّہ اور قبض دور ہو کر معدہ ملیّن ہو جاتا ہے۔ انگور کے ہر ایک جزو مین ابنائے بشر کے لئے خالق نے منفعتین پیدا کی ہین۔ ریشے۔ جڑین۔ لکڑی۔ چہال۔ پتے۔ ڈنڈیان اور پہول۔ جس جزو کو دیکہئے وہ انسان کے لئے فائدہ رسان ہے۔ پہر جب اُسکا

پھل پختہ ہوتا ہے تو تر و تازہ عمدہ میوہ ہے۔ خشک ہوتا ہے تو ذائقہ دار اور منفعت بخش کشمش ہے۔ کشمش سے شکر بنتی ہے۔ تر و تازہ پھلون سے اعلےٰ درجہ کا شربت بنتا ہے جو بدن انسانی کیلئے بیحد نافع ہے۔

فلاحین عرب کا قول ہے کہ جس چیز کی تعریف بیان کرنے سے ہماری زبانین کُند اور اوہام قاصر ہین۔ اُس سے سکوت اولےٰ ہے اسلئے کہ خاموشی حد بیان ہے کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ ع۔ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست۔

آپ فرماتے ہین کہ ہم میوہ انگور یا شیرہ انگور کے تمام صفات سے تو عاجز ہین اور کہہ چکے ہین کہ ہماری خاموشی اسوجہ سے ہے کہ ہم سے اسکی تکمیل ناممکن ہے۔ پس ہم صرف انگور کی ایک صفت کے بیان پر قناعت کرینگے جسکا اثر انسان کی زندگی پر پڑتا ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہین ہے کہ وہ ہمارے بدن کی اصلاح کرتا ہے۔ غذا مین شرکت رکھتا ہے اسلئے کہ انگور تر اور انگور خشک دونون بدن انسانی کے لئے ایسی غذا پہونچاتے ہین جو سد رمق اور جزو بدن ہو جاتی ہے یعنی بقیۂ جان کو سہارا اور قوت بخشتی ہے۔ خصوصاً ایسے وقت مین جب کہ غایت ضعف کی وجہ سے اور کوئی غذا کارآمد اور مفید اور موافق نہین ہوتی۔ پس یہ میوہ باعتبار غذائیت تو اور غذاؤن کے ساتھہ شریک ہے اور اپنی خاص خوبی کے لحاظ سے اور غذاؤن سے ممتاز اور متفرد۔ اور یہہ امتیاز درحقیقت اسکی ایک خاص ترجیح کو ثابت کرتا ہے۔ یہان تک جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ کاماس نہری کا قول ہے جس سے دیگر تمام حکما متفق ہین مگر بعض انمین سے صرف فضیلت عامّہ کے قائل ہین۔ اور بعض تفضیلت خاصہ کے۔

آدم فلاح کہتا ہے کہ شیرہ انگور کے پینے سے جو تغیر نفس مین پیدا ہوتا ہے آیا یہ تغیر خاص ہے یا عام اگر عام ہے تو پھر اسکی خصوصیت لازم نہین آتی۔ اسی کا قول ہے کہ یہ تغیر ایک خاص قسم کا تغیر ہے جو انگور کے جوہر ذاتی کا کمال ہے جو کہ آفتاب کی تاثیر سے اُسکو خالق نے عطا کیا ہے۔ اگرچہ تمام تاثیرات آفتاب ہی سے ہوتے ہین لیکن یہ ایک خاص تاثیر ہے جو انگور مین آفتاب نے پیدا کی ہے جسمین اور چیزین شریک نہین ہین۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ زہرہ کو بھی ایک خصوصیت انگور کے ساتھہ حاصل ہے لیکن یہ خصوصیت آفتاب ہی کی عطا کی ہوی ہے۔ یعنی آفتاب کے اثر کو جدا رکھہ کر دیکھا جاے تو زہرہ

کی خصوصیت کا کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا۔ پس جس شخص نے متوسط مقدار مین انگور کا شیرہ پی لیا ہو اُسکے نفس مین سرور و طرب کے آثار پائے جائین گے۔ لیکن شجاعت وجرأت کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا۔ برخلاف اسکے جس شخص نے شیرہ انگور کو کم مقدار مین استعمال کیا ہے اوسکی قوت فکریہ بہت تیز پائی جائیگی۔ وہ اپنے آپ کو شجیع خیال کرنے لگے گا اور ظاہر ہے کہ یہ فائدہ سرور وطرب کے علاوہ ہے۔ جو قلت استعمال سے مختص ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اسکے استعمال قلیل مین دو قسم کا تغیر نفس کے لئے سرور وطرب سے بڑہکر پیدا ہوا اور جبکہ ایسا ہے تو شیرہ انگور کی تاثیر نفس انسانی مین نئی طرح کی ہے جو اُسکے غیر کی تاثیر سے مبائن ہے۔ پس طرب اور سرور کے لحاظ سے تو شیرہ انگور اپنے غیر کے فوائد مین شرکت رکھتا ہے اور دوسرے فوائد کے لحاظ سے اپنے غیر سے متفرد اور ممتاز ہے۔ اور یہ آفتاب کی اُس تاثیر کا نتیجہ ہے جسکا بیان ہم اوپر کر چکے ہین۔

پس فوائد خاصہ کا منشا یہی ہے کہ آفتاب نے انگور پر وہ تاثیر پہونچائی جو غیر انگور مین نہین پہونچائی۔ پہر اسکے بعد ہم کہتے ہین کہ تمام اوصاف جو کہ انگور کی وجہ سے نفس مین پیدا ہوتے ہین وہ سب تغیرات نفسانی بدن کے تعلق کیوجہ سے ہین اور اُنکا مآل بدنی اصلاح کی طرف راجع ہے اور صرف نفس کے لئے اگر کوئی فائدہ ہے تو وہ محض سرور وطرب ہے جسکے قبول کرنے مین نفس بواسطہ تعلق بدن متفرد ہوا۔ اور اس طرح کے سرور ومسرت کا افادہ انگور کے سوا اور کسی چیز مین نہین پایا گیا۔ پس اس ایک خاصیت مین بہی انگور کے مثل کوئی اور شے نہین پائی گئی۔ لہذا اس صفت مین شیرہ انگور اپنے غیر سے ممتاز ہے۔

اس بحث سے یہ ظاہر ہوگیا کہ طرب اور سرور کی خاصیت ایک نفسانی حالت ہے جسکو نفس بالانفراد قبول کرتا ہے اور اسکے ذاتی جوہر سے اُسکو یہ تمتع حاصل ہوتا ہے کیونکہ اس وصف مین جوہر بدن کی کچہ شرکت نہین ہے۔ جب یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ نفوس جزئیہ مین آفتاب کا جوہر ہے۔ جو کہ باقی اور سرمدی اور بلند مرتبہ ہے تو اس سے معلوم ہوگیا کہ جو چیز نفس کو جوہر شمس کے مجانس صفت کا افادہ کرے وہ بہی جوہر شمس سے خالی نہین ہے۔ پس انگور جسنے نفس مین جوہر شمس کی مجانس صفت

کا افادہ کیا ہے جو ہر نفس کے مماثل ثابت ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نفس کے ساتھہ مجانست اور یکرنگی رکھتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طرب اور مسرت نفس کے لئے ایک ایسی صفت ہے جسکا اکتساب عالم علوی سے ہوتا ہے اور جسکے ذریعہ سے یہ صفت نفس کو حاصل ہوئی وہ انگور ہے پس انگور اپنے جوہر ذاتی مین جوہر نفس کا ہم جنس قرار پایا اور جوہر نفس آفتاب کا (جو نفس کلی ہے) ہم جنس ٹھہرا۔ پس اس تقدیر پر جسقدر انگور کے تاثیرات کو ہم نفس مین مشاہدہ کرتے ہین درحقیقت یہ تمام آفتاب کی تاثیرات ہین جنکو آفتاب نے ہمہ تن انگور مین بھر دیا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آفتاب کی خاص توجہ بہ نسبت دوسرے درختون کے درخت انگور پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آفتاب نے انگور کے شیرہ مین اپنے ذاتی جوہر کے مناسب ایک حالت خاص ودیعت کی ہے اور یہ انگور کو اشرف النباتات کہنے کے لئے بہت کافی ہے۔

صغریث نے اس مقام پر کہا ہے کہ ہماری اس بحث کو دیکھنے والا کہین یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے انگور کی تعریف مین مبالغہ سے کام لیا ہے اور یہ نہ خیال کرے کہ ہم نے جوہر انگور کو جوہر شمس کا مماثل اور انگور کے طرب و سرور کو نفس کلی کا مادہ قرار دیا ہے جو تمام نفوس جزئیہ عالم کا اصل اصول ہے۔ ہمارا منشا ہرگز یہ نہین ہے۔ نفس کلی تو کجا ہم نے انگور کو نفس جزئی کا بھی مماثل نہین قرار دیا۔ بلکہ ہمارا منشا یہ ہے کہ انگور اپنی خاصیت طرب و سرور کی وجہ سے نفس جزئی کا خادم ہے۔ اور یہ خدمت بجز انگور کے اور کسی سے ادا نہین ہوسکتی پس اس خدمت کے اعتبار سے انگور کو اور چیزون پر بے شک شرف اور افتخار حاصل ہے۔ جو کچہ ہم نے کہا ہے اسکے موجد خود ہم نہین ہین بلکہ اس بارہ مین ہم نے حکماے کسدانیین اور کنعانیین و سورانیین وغیرہم کی پیروی کی ہے جو ہم سے پہلے گزرے ہین۔ اگرچہ ان لوگون نے نفس جزئیہ اور اسکے اصل اور اسکے معدن تولد و عنصر مین اختلاف کیا ہے لیکن اس امر مین سب متفق ہین کہ تمام نفوس جزئیہ کی اصل آفتاب ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ مجھکو اس موقع پر نفوس جزئیہ کے متعلق بھی کچہ بیان کرنا چاہیے۔ واضح ہو کہ حکماے قدیم کو اسمین اختلاف ہے کہ نفس کلی یعنی آفتاب کے تاثیرات مین اور کسی کو بھی مداخلت ہے یا نہین

بہت کم اُن مین سے شرکت تاثیر کے قائل ہین۔ لیکن ان سبھون نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ نفس جزئی اپنے کل سے جدا ہونے کے بعد تجزی اور تفرق کو قبول کرتا ہے اور کُل کا نام اُنہون نے عالم نفس رکہا ہے۔ لیکن ہم تجزی نفس کے متعلق بہی بعض دلائل بیان کرنا چاہتے ہین اور اسی خاص غرض کے لئے پہلے ہم نفس تجزی کی بابت حکماے قدیم کے چند اقوال کو نقل کرین گے کہ آیا نفس تجزی۔ نفس جزئی کے لئے ذاتی ہے یا عرضی۔ عرضی ہونے کی صورت مین عرض لازم ہے۔ یا عرض مفارق۔

حکیم صرواپا نے تجزی نفس کے مسئلہ پر یہ حجت پیش کی ہے کہ نفس کے اعراض مفارقہ سے پہلا عرض مفارق۔ یہی تجزی اور انقسام نفس ہے اور یہ ایسی صفت ہے جو بطور عرض زائل۔ غیر ثابت کے نفس مین پائی جاتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ نفس نے حد ذاتہا تجزی کو قبول نہین کرتا بلکہ اسکو تجزی کا عروض۔ عرض مفارق کے طور پر خارجی طور پر ہوتا ہے۔ اسکے بعد یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم نفس کے لئے تجزی کا ثبوت فی حد ذاتہا پاتے ہین اور نفس کا انقسام۔ نفس شہوانیہ و نفس غضبیہ و نفس فکریۂ عقلیہ کی جانب ہوتا ہے تو ہم اسکے جواب مین یہ کہین گے کہ بیشک یہ انقسام صحیح ہے۔ مگر اس سے نفس جزئی کی ذات کا انقسام لازم نہین آتا بلکہ یہ قوت نفس کا انقسام ہے جو کہ بدن مین نفس کے ساتہہ شرکت رکہتی ہے اور شہوت و غضب۔ فکر و تدبر اُس قوت ہی کے افعال ہین جو اعضاے معینۂ بدن کے ذریعہ سے اُس سے صادر ہوتے ہین۔ پس جو قسم اقسام مذکورہ مین سے عضو عالی مین ہے اُسکا فعل اُسی عضو عالی کے ذریعہ سے فکر و تدبر ہے اور جو قسم اُن مین سے عضو متوسط مین ہے۔ اُسکا فعل عضو متوسط کے ذریعہ سے حدت و غضب ہے۔ اسی طرح جو قسم عضو اسفل مین ہے اُسکا فعل عضو اسفل کے ذریعہ سے۔ شہوت و توقان اور طلب غذا ہے جو بالیدگی اور نمو کا سبب ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ یہ تینون اقسام نفس کی ۳ قوتین ہین نہ اقسام اور جب کہ یہ امر ثابت ہوگیا تو معلوم ہوا کہ نفس اپنی ذات اور حقیقت کے اعتبار سے متجزی نہین ہے بلکہ یہ تجزی اور انقسام اُسکے عوارض سے ہے۔ اور یہ قواے ثلاثہ نفس مین اُسوقت ظاہر اور عارض ہوتے

ہین جبکہ نفس بدن سے اتصالی تعلق رکہتا ہے۔ جب کہ وہ بدن سے جدا ہوتا ہے تو یہ قوی بہی اُس
سے سلب ہو جاتے ہین اور نفس اپنی حالت اصلی پر اُسی طرح متفرد اور سادہ رہجاتا ہے۔ جیسا کہ تعلق
بدن سے قبل تہا۔ آدم اور کاماس نہری دونون کو اس سے اتفاق ہے مگر یہ سب اس متفقہ رائے
کے ساتہہ یہ بہی حکم کرتے ہین کہ نفس جزئی اپنے قواے ثلاثہ کے افعال مین بدن کے معینہ مواضع کا
محتاج نہین ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے قایم اور اپنے قیام ذاتی کیوجہ سے جگہہ اور مکان سے مستغنی
ہے۔ آدم اور انوخا کی راے مین بدن نفس جزئی کا محل اور مکان ہے۔ انکے سوا دوسرے حکما
کہتے ہین کہ نفس لامکانی ہے اور یہہ اعضا جنسے ہمنے نفس کے قوی کو منسوب کیا ہے اُن قوی کے
مظاہر ہین۔ جنمین انکا فعل صادر اور ظاہر ہونے کی صلاحیت ہے جیسا کہ حواس خمسہ کے لئے ایک ایک
عضو انکا مظہر اور اُن سے مخصوص ہے اور ظاہر ہے کہ ایک کا مظہر دوسرے کے لئے کام نہین دے سکتا
یہی حال نفس کے قواے ثلاثہ کا ہے کہ انکا فعل بہی اپنے مخصوص عضو کے سوا دوسرے عضو سے صادر
نہین ہوسکتا کیونکہ ہر فعل کی قوت اُسکے مخصوص عضو ہی مین ظاہر ہوتی ہے۔ اب حکماے متقدمین کے
اقوال کو بیان کرنے کے بعد دیکہنا ہے کہ آیا طرب وسرور نفس کے قواے ثلاثہ کے مشابہ ہین یا
نہین۔ اگر اُن مین مشابہت ہے تب تو یہ دونون بہی بمنزلہ قواے ثلاثہ ہون گے اور قواے نفسانیہ
مین داخل سمجہے جائین گے اور اگر اُن مین مشابہت جنسی یا فعلی نہین ہے یا اور کسی وجہ سے اون
قوی سے کچہ علاقہ بہی نہین رکہتے ہین تو ہم یقین کرلین گے کہ یہ دونون (طرب وسرور) نفس کی
اُن قوتون مین جنکو بدن سے علاقہ ہے شریک اور داخل نہین ہین۔ بلکہ نفس کی ذات اور جوہر سے
علاقہ رکہتے ہین اور نفس ہی سے ظاہر ہوتے ہین اور نفس کی تمام قوتون سے اشرف و اجل ہین۔
اور اس عالم مین نفس کے ہم رتبہ ہین۔ اسی کے ساتہہ ہم کہین گے کہ ان دونون (طرب وسرور)
کا علاقہ نفس کے ساتہہ بطور علت ومعلول نہین ہے یعنی یہ نہین ہے کہ نفس علت ہو اور طرب و
سرور اُسکے معلول۔ بلکہ سرور بعینہ نفس ہے اور نفس بعینہ سرور۔ کیونکہ یہ امر اپنے مقام پر ثابت
ہوچکا ہے کہ دونون کی ذات ایک ہے اور اسی امر کو بیان کرنا ہمارا مقصود تہا۔

اب رہی یہ بحث کہ سرور نفس کی نسبت نہ حواس خمسہ کے درجہ مین ہے اور نہ تینوں قوت ہائے مذکورہ کے درجہ مین۔ یہ امر ہمارے اس بیان سے واضح ہوگیا کہ سرور و طرب نفس ہی کی ذات کا نام ہے اور اسی کے جوہر حقیقت سے عبارت ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ اس مسئلہ کو اور صراحت کے ساتھہ بیان کرین۔ واضح ہو کہ دماغ عضو عالی ہے جو فکر و تمیز اور قوت ممیزہ عاقلہ کے ظہور کا محل ہے۔ اور قلب عضو متوسط ہے جو تیزی، غضب، نرمی اور لذت کے ظہور کا محل ہے اور جگر عضو اسفل ہے۔ جو کہ قوت شہوت کا مظہر ہے اور آنکھین قوت باصرہ کی محل ہین جو اشیا کے رنگ اور صورتون کو نفس کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اسی قوت کے ذریعہ سے نفس کو ان چیزون کا ادراک ہوتا ہے۔ اسی طرح دونون کان قوت سمع کے مقام ہین جو نغمہ اور آواز کو نفس کے آگے پیش کرتی ہے۔ اور دونون نتھنے قوت شامہ کے محل ہین جو خوشبو اور بدبو کے دریافت کا ذریعہ ہے۔ اور منہ اور زبان قوت ذوق کے محل ہین جو غذاے نفسانی کے پہونچنے اور غذا کی خوبی اور خرابی معلوم کرنے کا وسیلہ ہے۔ اور بدن قوت لمس کا محل ہے جو تمام چھونے والی چیزون سے نفس کو آگاہ کرتی ہے۔ پس نفس کو تمام امور مذکورہ کا ادراک قواے مذکورہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن طرب اور سرور کے ادراک کے لئے ہم تمام بدن مین کوئی مقام نہین پاتے۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ غم و رنج کے ظاہر ہونے کی جگہہ قلب ہے اور یہ دونون طرب و سرور کے ضد اور دل ہی سے متعلق ہین۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میرا دل خوش ہوگیا یا میرا دل مغموم ہے اور ظاہر ہے کہ اس بیان سے یہ دعوے باطل ہوگیا کہ سرور و طرب دونون کا تعلق بلا شرکت جسم نفس کی ذات اور حقیقت سے وابستہ ہے۔ تو ہم اُنکے جواب مین یہ کہین گے کہ تمنے ہمارے دعوے کے ابطال مین ہمکو لوگون کے اطلاقات عرفیہ سے الزام دیا ہے جنکی بنا محض اوہام پر ہے نہ اُن کے لئے کوئی برہان ہے اور نہ کوئی فلسفی دلیل۔ اور یہ ہم اسلئے کہتے ہین کہ عوام الناس بسا اوقات ایسے امور پر اعتقاد جما لیتے ہین جنکی نفس الامر مین کوئی دلیل نہین ہوتی۔ عوام الناس کے اعتقادی امور اکثر خیالی ہوتے ہین۔ تم کو چاہیئے کہ ہمارے دعوے کے ابطال پر فلسفی دلیل اور طبعی دلیل پیش کرو۔ اسلئے کہ ہم عوام کالانعام کے کلام اور اعتقاد تخمینی اور ظنی کو نہین مانتے۔ کیا ہم

غول بیابانی کے نسبت عوام کے اس خیال کو تسلیم کر سکتے ہین کہ اُسکا اوپر کا بدن عورت کا ہے اور نیچے کا جسم گدہے کی شکل پر جسکے دو سم بھی ہین - یا مان سکتے ہین کہ سمندر مین ایک جانور ہے جس کا نام عنقا ہے جسکا آدہا جسم پرندے کے مثل ہے اور آدہا جسم آدمی کی طرح - اور یہ جانور مشرق سے مغرب تک ایک دن مین سیر کرتا ہے - یا قبول کر سکتے ہین کہ سمندر مین ایک قسم کا سانپ ہے جو ہندی زبان مین بات چیت کرتا ہے - یا چین کے شہرون مین ایک درخت ہے جو رات کے وقت اُسکی باتین سُنی جاتی ہین - اسی قسم کے بہت سے عقاید از قبیل محالات ہین جو خلاف واقع ہین جنکے محال ہونے پر عقل شہادت دیتی ہے اور اُنکے وقوع کو جائز نہین رکھتی درحالیکہ روزمرہ کی باتون مین انہین محالات اور اکاذیب کا استعمال ہے - اسپر طرفہ یہ کہ مطالبہ دلیل کے وقت مغلظ قسمین کہائی جاتی ہین کہ ہمارا بیان کیا ہوا واقعہ صحیح ہے - بعض موقع پر منکر کی تکفیر کی نوبت پہونچتی ہے اور شک کرنے والے کے قتل پر آمادگی ظاہر ہوتی ہے گویا اُسکا خون حلال ہے - یہی کیفیت قائل کے اس قول کی ہے کہ خوشی اور غمی کا تعلق دل سے ہے اسلئے کہ میرا دل خوش بھی ہوتا ہے اور مغموم بھی - انکے یہ اقوال بے دلیل ہین - پس جب وہ ثابت نہ کر سکے کہ قلب سرور و طرب کا محل ہے تو ظاہر ہوا کہ سرور و طرب کا صدور یا عروض نفس کے لئے بدن کی شرکت سے نہ ہوا اور جب یہی بات ہے تو طرب و سرور کو نفس کی ذات سے وابستہ ہونے مین کچھ شک نہ رہا - پہر اگر کوئی کہے کہ نفس ان دونون کا اظہار کس جگہہ سے کرتا ہے تو ہم کہین گے کہ اُنکے اظہار کے لئے بدن مین کوئی مقام متعین نہین ہے بلکہ یہ نفس سے بلا واسطۂ جزو بدن صادر اور ظاہر ہوتے ہین - جب ان کا ظہور کسی عضو معین سے نہ ہوا تو لا محالہ ذات نفس اور جوہر نفس ہی انکا منشا ٹھہرا - کیونکہ جسقدر اعمال و افعال نفسانی ایسے ہین کہ جنکے خاص کسی عضو سے صادر ہونے پر دلیل قائم ہے تو البتہ اُنکی نسبت کہا جائیگا کہ انکا تعلق نفس اور بدن دونون سے وابستہ ہے اور جو نفسانی فعل ایسا ہے کہ جسکے لئے کسی عضو معین سے صادر ہونے کی دلیل نہین ہے تو اوسکو کہا جائیگا کہ یہ نفس کی ذات اور حقیقت سے متعلق ہے پس طرب و سرور اسی قسم آخر مین داخل ہین اور اس تصفیہ سے یہ امر واضح ہوا کہ شیرہ انگور جبکہ نفس مین فرحت اور سرور پیدا کرتا ہے تو ضرور اوسکی

طبیعت اور اُسکے جوہر حقیقت مین ایک ایسی طاقت ہے جو جواہر بسیطہ کی لطافت سے مشابہ ہے اور نفس بہی ایک جوہر لطیف ہے جسم نہین ہے یہان تک کہ انتہاے لطافت کی وجہ سے تمام لطیف اشیا کی بہ نسبت نفس کو الطف یعنی بہت زیادہ لطیف کہا جاتا ہے اور جبکہ ایسا ہے تو ضرور شیرہ انگور مین بہی ایسی ہی اعلے درجہ کی لطافت ہے جو نفس کی لطافت سے مناسبت رکہتی ہے اور وہ اسی لطافت کیوجہ سے نفس مین فرحت و انبساط پیدا کرتا ہے اور وہ وہ افعال اور تغیرات اور تاثیرات ظاہر کرتا ہے جو اُسکے سوا دوسری چیز سے نفس مین ہرگز ظاہر نہین ہوتے۔ پس ان تاثیرات کا ظہور صرف اسی مناسبت کی وجہ سے ہوتا ہے جو شیرہ انگور اور نفس انسانی کی اصل حقیقت مین رکہی گئی ہے اور یہی مضمون ہمکو اول کلام سے اس مقام تک بیان کرنا مقصود تہا۔ پہر اگر معترض یہ کہے کہ کیا سریلی آواز اور نغمہ کیوجہ سے نفس مین طرب اور سرور پیدا نہین ہوسکتا۔ کیا ان چیزون کی تاثیر بہی نفس مین اُسی مناسبت اور لطافت سے نہین ہے جو نفس انسانی اور ان چیزون مین ودیعت کہی گئی ہے کیونکہ یہ بہی اُسی قسم کی لطافت رکہتے ہین جس قسم کی لطافت شیرہ انگور مین ہے۔ اسی وجہ سے حکماے سابقین نے حکم کیا ہے کہ خوشی کے مواقع مین نغمہ اور راگ سے کام لیا جاے تاکہ غم دور ہو اور مسرت بڑہے۔ عمر مین ترقی ہو۔ ہم اسکے جواب مین یہ کہین گے کہ نفس مین تاثیر پیدا کرنے کے لحاظ سے تو نے ایسی دو چیزون مین مشابہت بیان کی ہے جنمین مشابہت نہین ہے اور ایسے دو معنی کو مساوی قرار دیا ہے جو کہ مساوی نہین ہین اسلئے کہ شیرہ انگور سے فرحت اور خوشی حاصل ہونے کا طریق اور اُسکا نفس کے لئے تفریح بخشنا اور طرح پر ہے اور آلات طرب اور راگ کا طرب اور سرور اور ڈہنگ کا ہے اسلئے کہ نغمات اور اصوات کے سُننے سے نفس کو جو طرب و سرور ہوتا ہے وہ قوت سامعہ کے ذریعہ سے تعلق رکہتا ہے جو دونون کانون مین ودیعت رکہی گئی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیساکہ آنکہون کے ذریعہ سے مرغوب چیزون کو دیکہکر نفس کو طرب اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ یا کبہی مرغوب چیزون کو سُونگہنے سے نتہنون کے ذریعہ انبساط و سرور نفس مین پیدا ہوتا ہے۔ پس ان اعضا کے ذریعہ سے نفس مین جو طرب اور سرور پیدا ہوتا ہے اُسمین بدن کو بہی مداخلت ہے برخلاف اسکے

شیرہ انگور کا سرور و طرب نفس کو بلا مداخلت کسی عضو بدن کے حاصل ہوتا ہے جب کوئی شخص اسکا استعمال کرتا ہے تو وہ معدہ مین پہونچتا ہے اور اندرونی رطوبات سے مخلوط ہوکر اوس کا اثر اُن مواقع مین پہونچتا ہے جنمین بخارات متصاعد ہوجاتے ہین یا اسکے سوا اسکی اور کوئی صورت ہے جسکو ہم نہین جانتے کیونکہ حکماے سلف نے اسکے متعلق اسی قدر بیان کیا ہے۔ ہمارے اسقدر جواب سے آلات و اصوات اور شیرہ انگور کے طرب و سرور کا فرق ظاہر ہوچکا۔ پھر اگر معترض کہے کہ انگور بھی بذریعہ جوف معدہ اور حس ذوق کے جو منہ اور حلق مین ہے اثر کرتا ہے تو ہم اسکا جواب یہ دے سکتے ہین کہ انگور کا طرب پیدا کرنا منہ اور حلقوم کی مداخلت سے نہین ہے بلکہ جوف مین پہونچنے اور دیر تک قرار پکڑنے کے بعد جب نفس سے اوسکو مخامرت ہوتی ہے تو اُسوقت طرب کے آثار پیدا ہوتے ہین اور جبکہ ایسی حالت ہے تو انگور سے نفس کا یہ عمل اور قسم کا ہے اور دوسری چیزون سے دوسری قسم کا کیونکہ غیر انگور سے جو اثر نفسانی پیدا ہوتا ہے اوسپر اس باب مین کہ اُسمین بدن کی بھی شرکت ہے دلیل قائم ہے برخلاف اسکے انگور کے اثر نفسانی مین بدن کی مداخلت پر کوئی دلیل نہین ملتی۔ پس ہر طرح پر واضح اور ثابت ہوگیا کہ انگور کی طبیعت مین ایسی لطافت ہے کہ نفس سے اُسکی مخامرت ہوتے ہی غیر معمولی تاثیرات نفس مین پیدا ہوجاتے ہین۔ انگور سے سرور اور طرب حاصل ہونے کا حال بعینہٖ ایسا ہے کہ جس طرح انسان کو دنیاوی سامان اور ضروریات کے فراہم ہوجانے سے ایک طرح کا سرور حاصل ہوتا ہے۔ جو دیرپا اور ثابت اور نفس سے علی الاتصال صفات ذاتی کیطرح مخالط رہتا ہے۔ نغمات و اصوات کا سرور زائل اور فانی ہے جوکہ آلات و نغمات کے بند ہوتے ہی فنا ہوجاتا ہے پس اُسکا حال مثل عوارض مفارقہ کے ہے جو بہت دیر تک موصوف مین قایم نہین رہتے۔ پس معلوم ہوچکا کہ دونون ایک طرح کے نہین ہین اور نہ دونون مین کچھ مشابہت ہے اور یہی اس امر کی دلیل ہے کہ جو سرور نفس کو انگور سے حاصل ہوتا ہے وہ نغمہ اور اصوات سے مغائر ہے اور جبکہ دونون سرور باہم مغائر ہوے تو اُن دونون کی اصلین بھی باہم مماثل نہ ٹھہرین۔ واضح ہو کہ ہمنے اس بیان سے شیرہ انگور اور نفس جزئی کے مساوات کو ثابت کرنے کا قصد کبھی نہین کیا۔ بلکہ اکثر چیزون سے انگور کی فضیلت اور فوقیت ثابت

کرنا ہمکو مقصود ہے۔ پس اگر نباتات کا ایک دوسرے پر تفاضل باعتبار کثرت وعموم منافع کے مسلم ہے تو انگور کی اُن سب پر فضیلت قابل تسلیم ہے اسلئے کہ انگور کے تاثیرات نفس انسانی مین جسقدر ہین۔ غیر انگور کے تاثیرات ویسے نہین ہین۔ باوجود اسکے معارضہ کرنے والے جو کہ بعض نباتات کو انگور سے فائق یا اسکے برابر قرار دیتے ہین اس مقام مین ہم سے معارضہ کرسکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ جن نباتات کے منافع عام اور اکثر ہین اُنکو انگور پر فوقیت حاصل ہے اور تاثیرات کا شرف اُنکے مقابلہ مین کمتر ہے۔ ہم اُنکے جواب کے لئے تیار ہین اور کہتے ہین کہ ہمنے انگور کی فضیلت اس ایک خاصیت کے ذریعہ سے اسلئے ثابت کی ہے کہ یہ خاصیت بہت اشرف اور عالی مرتبہ ہے ورنہ اسکے سوا انگور مین اور بھی بہت سے منافع ہین جنکو اس خاصیت عظمیٰ کے ساتھہ ملانے سے اور زیادہ فضیلت کا استحقاق انگور کے لئے ثابت ہوتا ہے پھر اگر معارضہ کرنے والے یہ کہین کہ دوائین اور بعض نباتات ایسے ہین جو زہر کی ہلاکت سے بچاتے ہین تو ہم یہ جواب دینگے کہ انگور کے اقسام سے کرمۃ الدریاق مین یہ صفت بھی موجود ہے جسکا شیرہ پینے سے افعی جو بہت سخت زہریلا سانپ ہے اسکے زہر سے شفا حاصل ہوتی ہے یہان تک کہ اس انگور سے شیرہ نچوڑ لینے کے بعد بھی اُسکا فضلہ دفع زہر کی خاصیت رکھتا ہے۔ یعنی وہ ترباق یا ترباق کے قریب ہوجاتا ہے اور اسکا ثبوت اطبا کی رائے سے مل سکتا ہے۔ اور خود ہم نے بھی اسکا تجربہ کیا ہے اور قریب قریب حق کے پایا ہے اسکے سوا ہمنے انگور کی کاشت سے اور بھی ایسے اعمال دریافت کئے ہین جنکو عمل مین لانے سے زہر وغیرہ عوارض مہلکہ سے نجات ہوتی ہے۔ اور ہم اس بات پر فخر کرتے ہین کہ انگور کے عام منافع ہمکو اسقدر معلوم ہین کہ اگر ہم اُن کو تفصیل کے ساتھہ بیان کرین تو اسکے مقابلہ مین کوئی دوسرا میوہ باعتبار منافع عام انگور کا مقابلہ نہ کرسکے گا۔ لیکن اس کام کے لئے اگر ضرورت ہو تو ہم ایک مستقل کتاب لکھہ سکین گے۔ موجودہ باب مین اسی حد تک ختم کردینا مناسب خیال کرتے ہین اسلئے کہ اصل مقصود رہا جاتا ہے یعنی کاشت اور نگہداشت کے مطالب بیان کرنے ہین۔

(۲) اجزاے انگور کے طبی منافع اور مضار۔

(۱) عام بیان۔	مولانا حکیم محمد اعظم خان المخاطب بہ ناظم جہان مصنف محیط اعظم کا قول ہے کہ بقول

شیخ بوعلی سینا سفید و سیاہ انگور جب کہ دونون اوصاف پختگی۔ رقت۔ حلاوت وغیرہ مین مساوی ہون تو سفید کو سیاہ پر ترجیح ہے۔ اسلئے کہ وہ جلد تحلیل ہوجاتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ وہ انگور جسکو درخت سے توڑے ہوے دو تین دن گزر چکے ہون بہ نسبت تازہ انگور کے جو اُسی وقت توڑے ہوے ہون بہتر ہوتے ہین۔

شارح شفا کا قول ہے کہ جس انگور کا چھلکا باریک اور عرق زیادہ ہوتا ہے اُسکے دانے وہی بہتر ہین جو تازہ توڑے ہوے ہین کیونکہ زیادہ مدت گزرنے کے بعد جلد خراب ہوجاتے ہین اور اُن کا مزہ بدل جاتا ہے۔ جن انگورون کا چھلکا موٹا ہوتا ہے اور جرم سخت اُن مین توڑنے کے بعد کچھ مدت گزرنے پر خوبی پیدا ہوتی ہے۔ ایسے انگور کا تازگی مین استعمال ریاح اور نفخ پیدا کرتا ہے۔ ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب تک وہ بگڑنے کے درجہ مین نہ آوین ہوا مین لٹکے رہین۔ تاکہ ہوا اُن کو ہر طرف سے تحلیل کرتی رہے۔ لٹکائے ہوے انگورون کا چھلکا نرم اور ڈھیلا اور پژمردہ ہوجاتا ہے۔ ایسے انگورون سے خون صالح پیدا ہوتا ہے جو اقسام قابض ہوتے ہین اُن مین بھی لٹکائے رکھنے سے شیرینی اور حلاوت پیدا ہونے کی امید ہے۔ ترش انگورون سے یہ امید نکرنا چاہیئے۔

(۲) فوائد بلحاظ مزاج و خواص انگور

بقول صاحب محیط اعظم پختہ انگور مزاجاً درجہ اول مین گرم و تر ہے۔ بعض کا قول ہے کہ جو انگور بہت شیرین ہوتے ہین دوسرے درجہ تک گرم و تر ہوتے ہین۔ اور کچا انگور یعنی ناپختہ اور غورہ یعنی نیم پختہ اور کسیلا انگور مزاجاً سرد اور کثیف ہے۔

انگور تمام میوون سے زیادہ غذائیت رکھتا ہے اور خون صالح پیدا کرتا ہے اور فاسد خون کو معتدل بناتا ہے اور صاف کرنے مین تمام میوون پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور سوداوی اور احتراقی مواد کو بالکل دفع کرکے جلا اور صفائی بخشتا ہے اور خام مادہ کو پکا دیتا ہے اور جلد ہضم ہوجاتا ہے سینہ اور پھیپھڑے کا مصلح اور موافق ہے۔ بدن کو فربہ کرتا ہے۔ گردہ کی چربی کو بڑھاتا ہے۔

شیرین انگور اپنی خاصیت سے قوت باہ مین جوش بخشتا ہے۔ اور مدر بول ہے۔ شیخ کا قول ہے کہ اسکی غذا کثرت غذائیت اور کمی فضلہ مین انجیر کے مشابہ ہے اگرچہ اسکی غذائیت انجیر کی غذائیت سے

کم درجہ رکھتی ہے۔ سالم انگور کی غذائیت نچوڑے ہوئے شیرہ سے زیادہ مانی گئی ہے۔ مگر نچوڑا ہوا عرق زود ہضم ہے۔

ابن ماسویہ کا قول ہے کہ انگور پسندیدہ میوہ ہے اور تمام میوون سے بڑھکر معتدل اور افضل ہے، اور بہتر انگور وہ ہے کہ اسکی پختگی درخت ہی پر ہوچکی ہو۔ اُسکے بعد اجزاے غلیظہ کی تحلیل کے لئے چندروز تک ہوا مین لٹکا یا گیا ہو۔ اور اُسکا چھلکا مضمحل اور پژمردہ ہوگیا ہو۔ اس حالت مین کثیر الغذا اور مقوی بدن ہوجاتا ہے۔

کازرونی کا قول ہے کہ انگور کی غذا عمدہ روٹی کے ساتھہ زیادہ مفید ہوتی ہے اور نفخ کم کرتی ہے اسلئے کہ روٹی سے انگور کی رطوبت خشک ہوجاتی ہے۔

رازی نے کتاب دفع مضار اغذیہ مین ذکر کیا ہے کہ انگور معتدل ہے اور اُسکی جو قسم شیرین ہے زیادہ گرمی رکھتی ہے اور اُسمین سے جو چاشنی دار ہوتی ہے بدن مین گرمی پیدا نہین کرتی۔ انگور کی غذا سے جو خون بدن مین پیدا ہوتا ہے وہ خرماے ترکے غذائی خون سے عمدہ ہوتا ہے۔ انگور شیرین کو اعتدال کے ساتھہ استعمال کرنے سے کسی مصلح دوا کے استعمال کی ضرورت نہین واقع ہوتی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کہانے سے پیٹ نرم اور ملین ہوجاتا ہے۔ انگور بدن کو بہت جلد فربہ کرویتا ہے۔ آلۂ تناسل مین خاص قوت بڑہاتا ہے۔ معدہ کے لئے مفید ہے۔ دوسرے میوون کی طرح معدہ مین جانے کے بعد فساد نہین پیدا کرتا۔

نیاذوق کی راے ہے کہ جسکو کثرت سے پسینا آنے کا عارضہ ہو تو اسکے لئے انگور نہایت نافع ہے۔ اس طرح پر کہ انگور کا عرق نچوڑین اور اُسی قدر ٹھنڈا پانی اُس مین ملادین پھر مازو جسکو ہندی مین ماجوپھل کہتے ہین گھسکر اُس پانی مین ملادین اور تمام بدن پر اس مجموعہ کی مالش کرین تو امید ہے کہ عارضہ بہت جلد دفع ہوجاے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جس انگور کا پوست کسی قدر کمہلا جاتا ہے اُسکی غذائیت انجیر سے زیادہ ہوتی ہے اُسکے استعمال سے نفخ نہین ہوتا معدہ کے لئے نافع ہے اور اشتہا کا محرک۔ بدن کا مقوی۔ اور

مرتب ۔ عمدہ خون کو بڑہانے والا۔ مادّہ کو پکانے والا۔ طبیعت کو نرم کرنے والا ہے۔

جو لوگ امراض کیوجہ سے نقیہہ ہوگئے ہین یا تپ کہنہ محرقہ مین مبتلا ہین اُنکے حق مین انگور بہت نافع ہے۔ انگور کا عرق معدہ مین بہت جلد نفوذ کرتا ہے اور جلد تحلیل ہوجاتا ہے اور سینہ اور پہیپہڑے کی بیماریون کو نفع بخشتا ہے۔ اگر معدہ کے درد اور آنتون اور گردہ اور مثانہ کو فائدہ پہونچانا مقصود ہو تو انگور کو دو روز تک رکہکر مع گٹہلی کے کہانا چاہئے۔

شیرہ انگور کو پکا کر جم جانے کے بعد اُس سے متعدد امراض کے علاج مین کام لیا جاسکتا ہے مثلاً حلق کے دونون جانب کے عضلات اور تالو اور کوّے اور اُن مسوڑہون کو جو کہ رطوبت گرنے سے لٹک جاتے ہین اور اُس کان کو جس سے پیپ بہتی رہتی ہے اسکا استعمال فائدہ دیتا ہے یعنی اُس شیرہ کے کہانے سے یہ امراض دفع ہوجاتے ہین اور اسکی سلائی آنکہہ مین پہیرنے سے آنکہہ کی کہجلی اور رطوبت غلیظہ دفع ہوجاتی ہے۔

آپ ہی کی راے ہے کہ انگور کا تیل جو کہ انگور کے عرق اور فضلہ کو دو مرتبہ روغن زیتون کے ساتہ جوش دیکر صاف کرنے یا دہوپ مین رکہنے سے تیار ہوتا ہے۔ جلدی امراض کو فائدہ بخش ہے جس سے مسامات کہل جاتے ہین اور جلد مین نرمی پیدا ہوتی ہے۔

انگور صحرائی کا پہل مقوی معدہ اور متلی کا دافع ۔ بدہضمی اور دسہال اور پیشاب کے عارضہ کو نافع ہے اُسکا لیپ زخمون کے ورم کو روک دیتا ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ کرمۃ البریہ (دیکہو اقسام کا باب) انسانون کے لئے چند مخصوص فوائد ہین۔ اس درخت کی زبیب کی گٹہلیان اور پختہ انگورون کو دس گیارہ درم کے وزن مین جمع کرلو پہر روغن زیتون مین انکو خلط کرکے معدہ پر لیپ کرو تو ہر قسم کا درد معدہ دفع ہوجاتا ہے اور جگر اور تلی اس لیپ کے اثر سے قوی اور اُنکے سدّے دفع ہوجاتے ہین اور استسقا کے بیمار کو اور نیز اُس شخص کو جسکے اختیار مین غفلت اور فساد ہے یہ لیپ نافع ہے اگر اسکا شیرہ پانچ درم کے وزن مین گلاب کے ساتہ بیمار پیجاے تو فساد مزاج کو دفع کرتا ہے بلغم غلیظ کا دافع ہے اور کہانے کے بعد

اُسکے پینے سے ہاضمہ کو مدد ملتی ہے۔ بدن کا رنگ صاف کر دیتا ہے۔ بڑھاپے مین بالون کو سفیدی سے رُوکتا ہے۔ رقیق صفرا کو پیشاب کے ذریعہ سے خارج کر دیتا ہے۔ طبیعت کی تمام قوتین اسکے استعمال سے بدن کے افعال پر قادر ہوجاتی ہین۔

(۳) انگور کا ضرر اور اُسکا مُصلح۔ پختہ انگور کا ضرر بقول صاحب محیط اعظم ناپختہ انگور سے کم ہے۔ اگر ہضم نہو تو اُسکی غذائیت خام رہتی ہے۔ کازرونی کا قول ہے کہ جب انگور کھائین تو اُسکا عرق چوس کر گٹھلی اور چھلکے کو پھینکدین کیونکہ اس سے قراقر اور ریاح پیدا ہوتی ہے اور توڑنے کے بعد فوراً نہ کھائین کیونکہ اس سے نفخ پیدا ہوتا ہے بلکہ دو ایک دن رکھکر دو غذاؤن کے درمیان ۔۔۔ کہ پہلی غذا ہضم ہوچکی ہو اُسوقت صرف انگور کھائین یا روٹی کے ساتھہ اُسکا استعمال کرین۔

مگر جن لوگون کا معدہ ضعیف ہے اور زیادہ رطوبت اور ریاح رکھتا ہے یا جو لوگ مرطوب امراض کے خوگر ہین اُنکے معدہ مین انگور سے رطوبت ریحیہ اور ریاح کی تولید سے ضرر پہونچتا ہے۔

کمزور جگر اور تلی کے لئے بہی مُضر ہے اور قولنج ریحی اور درد گردہ کا مورث ہوتا ہے اسکی مصلح کرفس یعنی اجمود کی بیخ ہے۔ ابن ماسویہ کا قول ہے کہ انگور کے مصلح زیرہ اور سونف دونون ہین یعنی دونون کو ایک مساوی مقدار مین بقدر ایک ایک مثقال کے کھانا چاہئے۔

اگرچہ انگور کے استعمال سے قبض دفع ہوجاتا ہے مگر پیاس بہی پیدا ہوجاتی ہے جسکی اصلاح سکنجبین اور ترش انار اور ترش غذاؤن سے ممکن ہے۔

انگور کے تمام اقسام سر کیلئے مضر ہین اسلئے کہ بہت جلد تبخیر پیدا کرتے ہین اور مثانہ کو بہی مضر ہین۔ اور اُسکی اصلاح انار شیرین سے ہوسکتی ہے خاص کر وہ انگور جو کہ ترشی مائل ہے مثانہ کو زیادہ ضرر کرتا ہے اور اُسکا مصلح عناب ہے۔

ماسرجویہ طبیب کا قول ہے کہ بہت شیرین انگور پیاس کی شدت کو بھڑکا دیتا ہے اور جو اقسام انگور کے جنگلون اور پہاڑون مین بے آب رسائی پیدا ہوتے ہین اُنکی غذا ردی ہے۔

[illegible]ازی نے کتاب دفع مضار اغذیہ مین بیان کیا ہے کہ گرم مزاج والون کو انگور شیرین کے کھانے سے

پیاس اور بدن مین گرمی محسوس ہوتی ہے جسکی اصلاح کے لئے انار ترش کا عرق یا سکنجبین شکری یا غذاے ترش کا استعمال ضروری ہے۔

جس شخص کے پیٹ مین انگور کے استعمال سے نفخ یا قراقر کی نوبت آئے تو اُسکو چاہیئے کہ انگور خام سے پرہیز رکہے یا میوہ انگور پوست کے ساتہہ نہ کہاے اور انگور کے استعمال کے بعد اُسپر ٹھنڈا پانی نہ پیئے اس احتیاط پر بھی نفخ کا ضرر محسوس ہو تو زیرہ کے عرق کا شربت پی لے۔

قولنج ریحی کے مریضون کو انگور کی کثرت سے پرہیز اولے ہے۔

بیا ذوق کا قول ہے کہ انگور کہانے کے بعد اُسپر سرد پانی ہرگز نہ پینا چاہیے جس سے بہت ہی فسادات طبیعت مین پیدا ہو جاتے ہین یعنی ہضم مین دیر ہوتی ہے۔ تشنگی بڑہ جاتی ہے۔ عفونت دار بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کا استعمال کثرت کے ساتہہ دماغ کو سخت مضر ہے جس سے دردسر پیدا ہو جاتا ہے۔

اب ہم ذیل مین اجزاے درخت انگور کے منافع اور مضار کا ذکر کرتے ہین جو حکماے قدیم کے اقوال سے مستنبط ہین۔

(الف) انگور کے چھلکے | بقول صاحب محیط اعظم انگور کا چھلکا اول درجہ مین سرد و خشک ہے اور معدہ اور آنتون کے لئے مضر اور دیر ہضم۔ ریاح کا پیدا کرنے والا۔ اسکی راکھ جسم پر چہڑکنے سے بدن مین جلا پیدا ہوتی ہے اور آنکہون اور دوسرے اعضا کے زخمون کی رطوبتین اُس سے خشک ہو جاتی ہین۔

اسکا پوست شہد کے ساتہہ ملنے سے مسوڑہون کے خون کو بند کر دیتا ہے جس سے مسوڑہے مضبوط ہو جاتے ہین اور اسکا چبانا مسوڑہون کے لئے مقوی ہے اور شہد کے ساتہہ حل کرکے اسکی مالش کرنے سے سوجن دفع ہوتی ہے اور اسکا منجن مسوڑہون کے خون کو روک دیتا ہے۔

(ب) درخت انگور کی لکڑی | بقول صاحب محیط اعظم درخت انگور کی لکڑی کا پانی جو اُسکے جلانے سے ٹپکتا ہے جسم پر ملنے سے جلد کے تمام امراض جیسے مسے۔ نملہ۔ کلف۔ بہق۔ قوبا۔ خارش وغیرہ دفع ہو جاتے ہین اور بدن کے بال بہی گر جاتے ہین۔

اسکی لکڑی کی راکھ داغ دینے والی دواؤن مین ڈالی جاتی ہے اور سرکہ مین حل کرکے اُسکا لیپ کرنے سے بواسیر کا عارضہ جاتا رہتا ہے۔ روغن گل۔ سرکہ۔ سداب کے ساتھہ طحال کے ورم کو دفع کرتی ہے اور پرانی چربی اور روغن زیتون اور شہد کے ساتھہ عضلات کے شگاف اور جوڑون کی سستی اور پٹھون کی اینٹھن کا علاج ہے اور بورۂ ارمنی کے ساتھہ زخمون کا حرام گوشت دفع کرتی ہے اور سرکہ کے ساتھہ اسکا لیپ کرنے سے پٹھون کا مڑجانا اور موذی اور زہریلے جانورون خصوصاً سانپ اور دیوانہ کتے کا زہر دفع ہوجاتا ہے اور نیز غدودی اورام اس سے تحلیل ہوجاتے ہین اور اسکی پوٹلی گرم کرکے باندہنے سے بواسیر کو بہت نفع ہوتا ہے اور آدہے درم کے وزن مین کہانے سے زخم کو اور پتھر کے صدمہ سے ٹوٹے ہوے عضو کو آرام ہوجاتا ہے اور اُسکو پانی مین ملاکر پینے سے اسقاط حمل کو روکتا ہے۔

(ج) دمعۃ الکرم یعنی گوند۔ | صاحب محیط اعظم فرماتے ہین کہ ہر درخت انگور کے جمے ہوے پانی کو زبان عرب مین دمعۃ الکرم کہتے ہین اور یہ درحقیقت درخت انگور کا گوند ہے جو اکثر درخت کے تنہ اور شاخون پر پایا جاتا ہے اس کا لیپ چہوٹے چہوٹے مسّون کو جو کہ چینٹون کیطرح مجتمع ہوجاتے ہین جنکو عربی مین ثآلیل نملیہ کہتے ہین دفع کردیتا ہے۔ یہہ خشک حالت مین شراب کے ساتھہ پینے سے عارضہ طحال کو دفع کرتا ہے اور مثانہ کی پتھری کو توڑکر نکال دیتا ہے اور اسکا لیپ عارضہ قوبا اور خارش خشک وتر کو نافع ہے۔ اگر اسکو روغن زیتون کے ساتھہ مالش مین شریک کرین تو بال گرجاتے ہین۔

(د) انگور کی شاخین | صاحب محیط اعظم فرماتے ہین کہ بقول گیلانی درخت انگور کی نرم شاخین جنکو زبان عرب مین عالیج الکرم اور لفایف الکرم کہتے ہین۔ ابتداءً یعنی جب وہ پہوٹ آئین اول درجہ کی سرد وخشک ہین۔ اور جب انسان کی طبیعت بگڑتی ہے اور اُسمین تغیر ہوتا ہے تو اُسوقت اُنکے کہانے سے تسکین اور اشتہا حاصل ہوتی ہے اور متلی جاتی رہتی ہے۔

گیلانی کا قول ہے کہ جب درخت انگور کی شاخین کاٹ کر اُن کا عرق نچوڑا جاے اور پاؤ سیر کی مقدار مین پی لیا جاسے تو جسم کے سفید داغون کے عارضہ کو شفا بخشتا ہے لیکن ضرور ہے کہ ۱۸ روز تک جاری رکہا جاسے۔ کبہی اس مدت سے پہلے ہی شفا ہو جاتی ہے۔

بقول صاحب محیط اعظم درخت انگور کے کل اجزا سے اسکی نازک شاخین بہتر ہین۔ انکا عرق پینے سے دماغ مین تبخیر نہین ہونے پاتی۔ اور اسکے پتون اور ٹہنون کا لیپ خاصکر جَو کے آٹے کے ساتھ دردِ سر اور آنکھون کی کھٹک اور سوزش اور گرم ورمون کو دفع کرتا ہے اور جب کہ سرکہ اور روغن گل مین ملا کر سر پر ضماد کرین تو دردِ سر اور مواد فاسدہ کے دفع کے لئے نافع ہے اور اسکا لیپ جَو کے آٹے اور رامک کے ساتھ کرنے سے معدہ کی سوزش اور ورم گرم کی ابتدا کو خواہ کسی عضو مین ہو تسکین بخشتا ہے۔

(ہ) درخت انگور کی بیلون کے رشتے | صاحب محیط اعظم فرماتے ہین کہ خیوط کرم یعنی بیلون کے رشتون کو پانی مین بھگو کر پینے سے خون کے دستون اور معدۂ حار کے درد اور حاملہ عورتون کو نفع ہوتا ہے۔ خیوط کرم کو قند مین قوام دیکر شربت بنانے سے اسکا استعمال خفقان صفراوی کو فائدہ بخشتا ہے اور اشتہا کو تحریک ہوتی ہے اور خمار اور صفرا کی حدت اور متلی کو تسکین ہوتی ہے اور مواد صفراویہ کے اسہال کو نافع ہے۔ کھانسی کے عارضہ کو مضر ہے اور اسکا مصلح شہد اور کتیرا اور گوند تجویز ہوا ہے۔

(و) درخت انگور کی کوپل اور پتے۔ | بقول صاحب محیط اعظم اسکی کوپل اور پتے معدہ کو قوت بخشتے ہین اور قے کو بند اور متلی کو دفع کرتے ہین۔ اسکے پتون کا شیرہ گرم معدہ کو مقوی اور خونی سقے کا قاطع اور خمار اور متلی کا دافع ہے اور آنتون کے زخم اور صفراوی اور خونی دستون کو مفید ہے خواہ اسکو پئین خواہ اس سے حقنہ کرین۔ مدر بول اور جنین کا محافظ ہے اور استقاط کو روکتا ہے۔

جب درخت انگور کی کوپلون کو کوٹ کر انکا عرق روزانہ دو مثقال کے وزن مین صبح و شام نہار منہ پئین تو عورتون کے لئے نفث الدم یعنی جریان خون کے عارضہ مین اس سے نہایت نفع حاصل ہوتا ہے۔

کوپلون کو دواؤن مین ملا کر خون بند کرنیکے لئے استعمال کرتے ہین۔ جبکہ انکو معجونون مین ملا کر جریان خون کے روکنے کے لئے بتی کے ذریعہ سے رحم مین رکھتے ہین تو خون فوراً بند ہو جاتا ہے۔

اس درخت کے پتون کو رامک مین ملا کر لیپ کرنے سے دستون کا عارضہ جاتا رہتا ہے۔

اس درخت کے پتون کا عرق جَو کے آٹے مین ملا کر لیپ کرنے سے اورام کی سختی تحلیل ہو جاتی ہے۔

درخت انگور صحرائی کی کوپل تمام اجزائے درخت سے زیادہ بہتر ہے اور زیادہ قابض۔ اسکے [illegible]

دو مثقال کے وزن مین پینے سے جریان خون بند ہو جاتا ہے اور معدہ کے لئے مقوی ہے معدہ مین غذا کو ترش ہونے سے روکتی ہے۔ دستون کی نافع پیشاب کی مدر ہے اور اسکے جوشاندہ کا عرق بقدر ۳۰ مثقال کسی قدر شکر کے ساتھہ پینے سے رطوبتون اور پیپ کا اخراج ہو جاتا ہے۔ اور اسکو پیس کر لیپ کرنے سے آنکھہ کا ورم دفع ہو جاتا ہے اور جملہ اقسام اورام کے لئے نافع ہے۔ منہ کے آبلے اور مواد فاسد اس سے زائل ہو جاتا ہے۔ معدہ کی سوزش کو تسکین ہوتی ہے۔ ردی زخم اندمال پاتے ہین۔ اسکی بتی رکہنے سے خون حیض بند ہو جاتا ہے۔ جب اسکو ہنکری مین جلائین اور مسیکر بطور سرمہ آنکہون مین لگائین تو درد چشم جاتا رہتا ہے اور شہد کے ساتھہ آنکہون مین ڈالنے سے ناخنہ کا مرض دفع ہو جاتا ہے۔

صحرائی درخت انگور جو سیاہ پہل والا ہو اوسکی کو پلون کا روغن خاصیت مین روغن گل کے مثل ہے قبض اور روکنے کی قوت کی وجہ سے منہ کے آبلون اور پسینے کے جریان اور پہیلنے والے زخمون کے لئے نافع ہے۔ اس روغن کی تیاری ایک خاص طریقہ سے ہونی چاہئے۔ یعنی کو پلون کو لیکر روغن زیتون مین ڈالین اور دہوپ مین رکہدین اور ہر تین دن مین کو پلون کو بدلتے رہین۔

(ز) درخت انگور کا پہول۔ جب درخت انگور کے پہول کہلنے کے وقت لیکر پاکیزہ اور صاف کپڑے مین رکہکر سایہ مین سکہلائے جائین اور مٹی کے ظرف مین انگور رکہ چہوڑدین تو مزاجاً سرد اور خاصیت مین قابض اور انکا استعمال معدہ کے لئے مفید ہے اور دو مثقال کے وزن مین انکا کہانا دستون کو روکدیتا ہے اور انکا چبانا قے کو بند کرتا ہے۔

اس درخت کے پہولون کا لیپ تمام اعضا کے اورام کا دافع اور نافع ہے۔

(ح) درخت انگور کی جڑین۔ بقول صاحب محیط اعظم درخت انگور کی جڑون کو دریاے شور کے پانی مین جوش دیکر پینے سے بلغم اور رطوبت فاسدہ کا مسہل ہو جاتا ہے اور لکہتے ہین کہ اسکی جڑون کو جب پانی مین جوش دیکر اوسمین پانچ اوقیہ کے وزن مین شکر ملائین اور پئین تو رطوبت مائیہ کو بذریعہ اسہال [illegible]

صحرائی درخت انگور جسکا پہل سیاہ ہو اُسکی جڑین بہت ہی جلا بخش ہین انکا جوشاندہ تنہا یا مناسب روغنون کے ساتھہ ٹپکانے سے کان کا میل اور بہرہ پن دفع ہو جاتا ہے اور اسکو پانی یا شراب کے ساتھہ پینے سے تشنگی اور پیپ اور دستون کے عوارض کو شفا ہوتی ہے۔

(ط) انگور کے تخم۔ | بقول صاحب محیط اعظم انگور کے تخم کا مزاج دوسرے درجہ مین سرد و خشک ہے اور دیر مین ہضم ہوتا ہے اور پیٹ مین ریاح اور حبس پیدا کرتا ہے۔ پیشاب و منی کو روکتا ہے خاصکر جو بیج سرکہ کے مشک سے نکالا جاے اور بھون لیا جاے اوسمین قبض کی صفت زیادہ ہوتی ہے اور وہ گردہ اور مثانہ کو مضر ہے۔ اُسکی راکھ اکثر زخمون کو نافع ہے۔

اصل سوم درخت انگور مین ستارون کا اثر

صغریث کا قول ہے کہ انگور مین دو ستارون کی تاثیر ہوتی ہے اور دونون سعد ہین۔ ایک مشتری ہے اور دوسرا زہرہ۔ تمام کسدانئین اسپر متفق ہین کہ کل تاثیرات مین آفتاب کو دخل ہے اور تمام ستارون کے اثر مین آفتاب کی شرکت ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اجسام مرکبۂ خارجیہ کے بعض اشخاص مین جبکہ وہ عدم سے وجود مین آ چکے ہون اور کچھ صورتین بدل چکی ہون تو باوجود آفتاب کی شرکت عامہ کے مشتری اور زہرہ کی تاثیر خاص غالب ہوتی ہے اور صرف زہرہ ہی کی تاثیر باقی رہ جاتی ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ تمام نباتات کا اصل مربی قمر ہے۔ پس جبکہ نباتات پر مشتری اور زہرہ اپنی تاثیر سے غلبہ کرین تو اُن دونون مین سے جسکی تاثیر اُس نبات مین زیادہ موثر ہے وہی ستارہ اُسکے حق مین سعد سمجھا جائیگا۔ بہ ین وجہ کہ تمام ستارون مین زہرہ کی تاثیر قمر سے مشابہ ہے مشتری کی تاثیر کا درجہ انگور کے لئے زہرہ سے کم ہے اور زہرہ کے اثر کو غلبہ حاصل ہوتا ہے پس جاننا چاہیے کہ انگور کے ساتھ زہرہ کو بہ لحاظ تاثیرات ایک خصوصیت ہے اگرچہ بعض تاثیر مین مشتری کا بھی دخل ہے [illegible] کا دخل مسلم ہوا اور ان دونون کے [illegible]

منجمین کے پاس ثابت ہے تو تاثیرات کی رو سے کاشت انگور مین برکت اور اسکی قدر ومنزلت اور فائدہ کی توقع مانی جاسکتی ہے۔ کا ماس مہزہی نے اپنی راے مین انگور کو اسی اعتبار سے خرما پر ترجیح دی ہے۔ اُسکے قول کا لب لباب یہ ہے کہ درخت انگور کے بونے والون کو اُنکے تمام معاملات مین برکت نصیب ہوگی۔

آدم فلاح نے اس فضیلت پر بہت زور دیکر بیان کیا ہے کہ انگور کی بیل کو درخت خرما پر چڑہانا ایسا ہے جیسا کہ مشتری اور چاند کا قران برج سرطان مین۔

وہ کہتا ہے کہ پنجشنبہ کا دن اور شب جمعہ مین جب کہ آفتاب برج حمل کے راس پر ہونے کا اتفاق ہو تو ایک ایسی زمین مین جسکی مٹی سُرخ رنگ کی ہو یا سفیدی مائل جسمین میٹھے پانی کی نہرین بھی جاری ہون اور جسکے قرب مین کچھ بیر کے درخت بھی ہون اُسمین ایک خرما کے درخت پر انگور کی بیل کا چڑہا ہونا۔ آفتاب کی خوشنودی۔ قمر کے تقرب۔ مشتری اور زہرہ کی توجہ کا ذریعہ ہوگا اور ایسی کاشت کو حیات دائمی کا سرچشمہ خیال کرنا چاہیے۔ ایسے مقام پر اعلے درجہ کے برکات ظاہر ہون گے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب ایسی زمین مین اُسی وقت معینہ پر گڑہا کہودا جاے اور اوسمین آفتاب سے مشابہ خطوط بنائے جائین اور اُسمین انگور کی کاشت کی جاے تو بہت بڑی برکت ہوگی۔ آپ فرماتے ہین کہ لوگون کے طبائع مین یہ بات ہے کہ جب وہ اپنی غیر مالوف اور غیر معتاد کوئی شے دیکھتے ہین اور کوئی نادر بات سُنتے ہین تو وہ خواہ مخواہ سہم جاتے ہین اور اپنے خیالات اور محدود علم کے لحاظ سے اُنکے نفوس اُس سے نفرت کرنے لگتے ہین لیکن اُنکو ایسا نہ کرنا چاہیے علمی طور پر یہ بات قابل تسلیم ہے کہ ستارون کا دنیوی ہر ایک چیز مین اثر اور دخل ہے۔

مولف کہتا ہے کہ جب ہم ایک کام کرنا چاہتے ہین تو ہمکو چاہیے کہ بسم اللہ کے ساتھ اُسکو شروع کرین اور اُن تمام خوبیون کی پابندی کرین جنکو اہل علم نے بطور کلیون کے قائم کردیا ہے۔ اور اس فکر وتلاش مین نہ پڑین کہ ایسا کرنے سے کیا حاصل ہوگا۔ فرض کرو کہ نباتات کے ایک طبیب نے

ایک طریقہ بتلایا تو دوسرے حکیم فلاح کو اُسکے تجربہ کا توحق ہے لیکن جاہل فلاح کو جسکو تجربہ کرنے کا حوصلہ ہی نہین اُس عمل مین پس و پیش کرنے کا حق نہین ہے۔ تاثیرات کے علوم عالمون سے مخصوص ہین۔ ان عالمون کے ہدایات پر عمل کرنے سے ہمارے ایمان اور اعتقاد مین کوئی خلل نہین آسکتا۔ اسلئےکہ ہمارا یہ عقیدہ نہین ہے کہ خداوند کریم ہمارے اس عمل کے برخلاف نتیجہ پیدا کرنے پر قادر نہین ہے۔ ہرگاہ یہ تمام تاثیرات اُسی کے پیدا کئے ہوے ہین اور وہی ان سب کا معبود ہے تو پھر اونکے برکات سے ہمارا محروم رہنا ہماری جہالت کا نتیجہ ہے۔ ہنوز وہ وقت نہین آیا ہے جسمین سائنس کی تحقیقات ان مطالب کو حل کرے اور ان مشکل مسائل کے نتیجہ کو ہمارے سامنے رکھدے۔ پس اگر ہم نے ذی علم محققین کی راے پر عمل کیا تو ہمارا کوئی نقصان نہین ہے اگر نہین عمل کیا تو ممکن ہے کہ ہم گھاٹے مین رہین آدم فلاح کا قول ہے کہ ہم انگور کی کاشت کرین تو ہمیشہ اسکی سرسبزی پر اپنی آنکھین جماے رہین جسکی تاثیر خاص ہے اور اُس سے وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے جو کہ نفس کلّی کے فیضان سے ہمارے نفوس جزئیہ کو حاصل ہوتا ہے۔

اصل چہارم متعلق بہ اقسام انگور

(۱) عام بیان۔ مولانا حکیم محمد اعظم خان المخاطب بہ ناظم جہان نے محققانہ طور پر اقسام انگور کے متعلق اپنی تصنیف محیط اعظم مین بحث کی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ انگور کی تین قسمین ہین۔(۱) برّی یعنی خشکی پر ہونے والا۔ (۲) جبلی یعنی پہاڑون پر ہونے والا۔ (۳) بستانی یعنی باغون مین ہونیوالا۔ اور انہین سے ہر ایک دو قسم پر پایا گیا ہے۔(۱) تابستانی یعنی گرمیون کا انگور۔ (۲) زمستانی یعنی جاڑے کا انگور۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ تقسیم موسم بار آوری کے لحاظ سے ہے۔ پھر آپ فرماتے ہین کہ ان اقسام سے بھی بہت سی قسمین پیدا ہوی ہین۔ بعض انہین سے گول ہین اور بعض لانبی۔ اور بعض بڑی اور بعض چھوٹی۔ اور باعتبار رنگ ہر ایک قسم سے بعض سفید ہین۔ بعض سرخ۔ بعض سیاہ۔ اور بعض لالی یعنی پانی کے رنگ کی۔ اور ان مین بعض قسم کے انگور سخت ہوتے ہین۔ یعنی اسکے درخت

زمینی اجزا زیادہ جذب کرتے ہین جنکے پہل مین زیادہ غذائیت ہوتی ہے اور بعض کا چہلکا باریک اور بعض کا موٹا۔ اور ان تمام اقسام مین بہتر اور فائق وہ انگور ہین جو گرمی کے موسم مین پختہ ہون۔ جنکا رنگ سفید۔ مزہ شیرین۔ چہلکا باریک۔ تخم چہوٹے۔ مقدار مین متوسط یا بڑے ہون۔ اس کے بعد آپ نے چند اقسام خاص کی صراحت اُنکے مخصوص نامون کے ساتہہ فرمائی ہے جنکو مؤلف نے اوس ردیف وار فہرست مین بیان کیا ہے جو اقسام عرب وعجم کے نام سے اسی باب مین لکہی گئی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ انگور کے اقسام جنگلی۔ پہاڑی۔ بُستانی ہے۔ اول الذکر دونون قسم کے درخت بہت دراز۔ سطح زمین یا دوسرے قسم کے درختون پر پہیلتے ہین۔ انکا پہول روئین دار اور پہل بہت چہوٹا اور شیرہ بہت کم۔ اور پہلون کا پوست بہت موٹا ہوتا ہے۔ ولیسقوریدوس نے اپنی کتاب کے چوتہے مقالہ مین اسکی تو قسمونکا نام اوسی بوفروس واسالس اغریا رکہا ہے نمبر ۲ کے نسبت لکہا ہے کہ وہ ایک درخت ہے جس سے شراب نکالی جاتی ہے۔ اسکی دو قسمین ہین ایک وہ جسپر صرف پہول آتا ہے اور پہل نہین لگتے اسکو رومی اور زبان تنکابن مین دیلواز کہتے ہین۔ اور دوسری قسم وہ ہے جسکا پہل چہوٹا اور سیاہ ہوتا ہے جسمین کسی قدر کسیلا پن اور شیرینی ہوتی ہے اسکے ریشے اور پہول زیادہ قوی اور اسکے تمام اجزا مین قبض اور کسیلا پن ہوتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ پہاڑی انگور سے جنگلی انگور بہتر ہے اور اُس سے بہتر بُستانی جو آبادی اور باغات مین بُویا جاتا ہے۔

(۲) عرونی کی تحقیق — صعزیث کا قول ہے کہ سیاہ انگور کی ایک مشہور قسم ہے جو ہماری سرزمین (کسدان) مین کثرت سے ہوتی ہے۔ اسکی تین قسمین بہت مشہور ہین (۱) سونایا۔ (۲) ہیلیلاقی۔ (۳) صلبانیا۔ مؤلف نے ان تینون کا تفصیلی بیان فہرست ردیف وار مین کیا ہے جو اسی باب کے ذیل مین لکہی گئی ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ سیاہ سے کم درجہ مین خفیف سیاہی لیے ہوئے ایک قسم ہے جسکا رنگ [illegible] سبز ہوا کرتا ہے۔ یعنی سرخی کے ساتہہ سپیدی مائل بہورا رنگ [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] پر غالب ہوتی ہے۔ یہ رنگ ہی خفیف سے [illegible] کے [illegible]

ابو بکر احمد بن وحشیہ کی رائے مین یہ قسم سُرخ انگور مین داخل ہے۔

اسکے بعد سرخ انگور کا درجہ ہے جسکے دانونمین نمایان سرخی کے ساتہہ خفیف سی سیاہی بہی شامل ہوتی ہے۔ تہوڑے سے فرق کے ساتہہ اسکی دو جدا جدا قسمین ہین۔

اسکے بعد سفید گول انگور کا درجہ ہے جسکے رنگ مین سبزی کا میلان ہو۔ اور چہلکا پتلا۔ اسکی بہی سہ قسمین ہوتی ہین اور یہ اقسام محض پوست کے لحاظ سے قایم ہوئے ہین۔ انکی اعلےٰ قسم تو وہی ہے جسکا پوست بالکل نازک اور باریک ہو۔ اور دوسری قسم وہ ہے جسکا پوست بہ نسبت قسم اول کسی قدر موٹا ہو۔ اور تیسری قسم کا پوست بالکل موٹا ہوتا ہے۔ اور قد بہ نسبت اول و دوم کے بہت چہوٹا۔ اس آخری قسم کے انگور باوجود پوست کی سختی کے زیادہ نرم ہوتے ہین۔ اور اسی نرمی کی وجہ سے اس قسم کو اول و دوم پر فوقیت حاصل ہے۔ اسکا شیرہ مقدار مین کم اور باوجود کم ہونے کے اُسمین ایک طرح کا گہرا پن اور سختی ہوتی ہے برخلاف قسم اول و دوم کے جس مین کثیر المقدار شیرہ نکلتا ہے۔ اور بہت قوی اور زیادہ تیز اور دیرپا ہوتا ہے۔ اور نفس انسانی مین حلاوت اور طرب بخشتا ہے۔ شہد کی مکہیان ان پر بکثرت جمع ہوتی ہین اور انکے پہلون سے لذت حاصل کرتی ہین۔ انکے خوشون مین پہل بکثرت آتے ہین۔ اور پہلون کی ڈنڈیان سخت اور مضبوط پائی گئی ہین۔

صاحب فلاحۃ القبطیہ فرماتے ہین کہ انگورون کے اقسام کا مدار رنگ پر ہے۔ اور رنگ ہی اصل ہے۔ باقی اعتبارات اسکے فرع ہین۔ مثلاً بعض انگور اول درجہ مین سفید ہین اور بعض بالکل سیاہ اور چند اقسام انکے درمیانی ہین جیسے اشقر یعنی سپید و سُرخ۔ اور احمر یعنی سُرخ رنگ [illegible] اور مُورد یعنی گلابی۔ سپید رنگ مین۔ (۱) وہ ہے جسکی سپیدی سبزی آمیز ہوتی ہے۔ اس [illegible] سبزی آمیز کے بہی چند اقسام ہین جو سبزی کی کمی اور زیادتی کے اعتبار سے منقسم ہین (۲) وہ [illegible] جسکی سپیدی مین [illegible] ہے اسکے بہی مختلف اقسام ہین۔ اسی طرح سیاہ اور اشقر اور [illegible] [illegible]

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ ذائقہ کے لحاظ سے بھی اقسام کا انحصار کیا گیا ہے جیسے انگور شیرین۔ انگور ترش۔ انگور تلخ۔ پھیکے انگور۔ پھر طبیعت کے اعتبار سے بھی تقسیم کی گئی ہے جیسے قابض انگور۔ کم قابض۔ بہت قابض۔ ثقیل انگور (دیر ہضم)۔ جلد بگڑنے والے۔ دیر سے بگڑنے والے انگور۔ اور وزن کے اعتبار سے ہلکے انگور۔ بھاری انگور۔

آپ فرماتے ہین کہ اقسام کی تفریق صرف اعتبارات پر ہے اور اسمین اسقدر وسعت ہوئی ہے کہ بہت سے انگورون کے نام صرف ایک خاص ملک یا خاص شخص کی پسند پر بھی رکھ دئے گئے ہین۔ لیکن وہ اقسام جو موثر بہ طبیعت ہین وہ صرف رنگ کے اعتبار سے ہین۔ آپکی راے مین انگور کے کل اقسام سے عمدگی اور خوبیون مین پہلا درجہ سفید انگور کا ہے اور پھر کالے انگور کا۔ تیسرے درجہ مین باقی تمام اقسام ہین۔

آپ کی راے ہے کہ ایک ہوشیار فلاح کو صرف اسکا خیال کافی ہے کہ حتی الامکان اعلی درجہ کے انگورون کی کاشت کرے جس سے اعلی درجہ کا نتیجہ حاصل ہو۔ اسکو اقسام انگور کی تحقیق اور انحصار کی فکر مین اوقات کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔

(۳۰) عرب و عجم کے چند خاص اقسام کے نام | ممالک عرب و عجم مین جو اقسام خاص نامون سے مشہور ہین۔ جنکا اجمالی تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ آنکی ایک فہرست ذیل مین لکھی جاتی ہے جسمین ہر ایک قسم کی وجہ تسمیہ اور خاص خاص علامات جسقدر معلوم ہو سکے بیان ہونگے۔

(۱) آبی۔ بقول مصنف برہان قاطع ایک قسم ہے انگور کی۔ مؤلف کا خیال ہے کہ یہ سفید انگور کی ایک قسم ہے جسکا شیرہ رقیق مثل پانی کے ہوتا ہے۔ مؤلف نے سفید قسم مین بعض دانے ایسے دیکھے ہین جنکا پوست نہایت باریک اور پوست پر سے سفید شیرہ نظر آتا ہے جب اسکا چھلکا جدا کرتے ہین تو شیرہ ٹپک پڑتا ہے۔ یہ قسم اکثر کابلی انگورون مین پائی جاتی ہے۔ باوجودیکہ وہ ڈبون مین بند کرکے آتے ہین لیکن بعض بعض دانون سے یہ کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) اصابع الغدادی انگور کی ایک قسم ہے جسکو فارسیون نے زینبی کہا ہے اسکی طبیعت

گرم و تر اور رنگ سیاہ مشابہ بزیتون ہوتا ہے۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہین کہ یہ قسم۔ قسم رازقی سے پیدا ہوئی ہے جسکے پہل دراز ہوتے ہین۔ زبان عرب مین اُنگلیون کو اصابع کہتے ہین اور غداد کے معنی ٹکڑون کے ہین۔ بدینوجہ کہ اس قسم کے دانے دراز ہوتے ہین اور نازک۔ عربون نے اِس کا یہہ نام رکہہ دیا۔

(۳) جَبَلی۔ بقول صاحب محیط اعظم قسم زمستانی کے سُرخ رنگ انگور کا نام اہل بغداد نے جَبَلی رکہا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ اکثر پہاڑون پر ہوتی ہے۔ عربی زبان مین پہاڑ کو جَبَل کہتے ہین۔ اس قسم مین شیرینی کم۔ کسیلا پن زیادہ اور چہلکا موٹا ہوتا ہے اور معدہ مین جاکر دیر مین تحلیل ہوتی ہے اور نفخ پیدا کرتی ہے۔ مگر کسیلے پن کی وجہ سے معدہ کے لئے مقوی بہی ہے جس سے معدہ کو ضعف یا کسیطرح کا ضرر نہین ہوتا۔ اسی قسم جَبَلی کے سفید انگور جلد تحلیل ہوجاتے ہین اور بہ نسبت سُرخ قسم کے کسی قدر لطیف ہوتے ہین۔

بقول صاحب فلاحتہ النبطیہ یہ وہ انگور ہین جو پہاڑون اور ٹیلون اور پتھریلی زمینون مین پیدا ہوتے ہین۔ پتھریلی زمین بہی پہاڑی زمینون کی طبیعت رکہتی ہے۔ ان مقامات مین انگور کے جو درخت پیدا ہوتے ہین اُنکا پہیلاو اور انبساط بہت کم ہوتا ہے۔ انکی شاخین چہوٹی چہوٹی۔ شرقی ملکون مین انکا وجود زیادہ ہے۔ انکے پہل گول اور بہت چہوٹے لیکن نہایت شیرین اور قابض ہوتے ہین۔ انکے شیرہ مین بیحد گرمی اور خشکی کی خاصیت ہے۔ انکی شراب بہت جلد نشہ لاتی ہے۔ انکا سرکہ نہایت ترش ہوتا ہے جس سے دماغ اور پٹھون کو ضرر پہونچتا ہے۔

(۴) حبشی ایک قسم ہے سیاہ انگور کی۔ جسکو عربون نے سونایا سے بہی موسوم کیا ہے لیکن ممالک فارس مین اس کو حبشی ہی کہتے ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے سونایا کے ساتھہ اس کا بہی ذکر کیا ہے۔ (دیکہو سونایا)

(۵) حَرامہ۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ یہ قسم شہر موصل کے بعض دیہات سے چلی ہے شہر حصین کے رہنے والون نے اسکی چند شاخین حاصل کین۔ جب انہون نے نشو ونما پایا تو دراز دانے

کے انگور اُسنے پیدا ہوے جنکا رنگ سبز اور سپیدی مائل تھا۔ اور چھلکا نہایت موٹا۔ اور ہر پختہ دانے کے اندر صرف ایک بیج اور اکثر دانے بے بیج تھے۔ اسکے کھانے والون نے بڑا دُھوکا کھایا۔ جس کسی نے ایک دانہ کھا لیا اُسکا منہ بند ہوکر رہگیا اور مسوڑہے پھُولے اور لسنے اسقدر خون جاری ہوا کہ مشکل سے بند ہوا جس نے اسکی شراب پی لی دیوانہ بنگیا۔ یا کم سے کم مخبوط الحواس ہوگیا۔ بادشاہ وقت نے اسکی اصلاح کے لئے اُس زمانہ کے کاہنون سے مدد چاہی۔ اور اُنہون نے اپنے عقیدہ کے مطابق چاند سے مدد مانگی لیکن چاند نے عالم رویا مین اُسکی حرمت کا فتویٰ دیا۔ پھر ہر شخص اس قسم کے درختون کے استیصال کی فکر مین پڑگیا۔ الغرض اسی فتواے حرمت کیوجہ سے اسکا نام حرام رکھا گیا۔

(۶) **غالیہ**۔ یہ ایک قسم سفید انگور کی ہے جس کے درخت کی شاخین بہت نازک ہوتی ہین۔ زبان عرب مین درخت کی نازک شاخون کو غالیہ کہتے ہین۔ بدیں وجہ کہ سفید انگورون مین مصریون نے باعتبار خوبی اس قسم کو منتخب کیا جسکے درخت کی شاخین بہت نازک اور کم پھیلاو رکھنے والی تہین۔ اسکا نام غالیہ رکھدیا۔ بعض فلاحان عرب کا قول ہے کہ انگور کے اقسام مین جو قسمین بہت پُرانی ہین اُنکو غالیہ کہتے ہین یہ کسی ایک خاص قسم کا نام نہین ہے واللہ اعلم۔ صاحب **فلاحتہ النبطیہ** نے اس قسم کا مجملاً ذکر کیا ہے۔

(۷) **خایۂ غلامان** ایک قسم ہے کالے انگور کی جو حجم مین زیادہ ہوتی ہے جسکے دانے بیضاوی اور نہایت سیاہ اور سخت ہوتے ہین اور بہ نسبت اور اقسام کے اس کا دانہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ صاحب **بحر عجم** نے اسکا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔

(۸) **رازقی**۔ بقول صاحب **محیط اعظم** ایک کشمشی رنگ کا انگور ہے جو نہایت شیرین اور لطیف ہوتا ہے۔ مؤلف کا خیال ہے کہ غالباً اسکا ثمرہ وافر اور اسمین غذائیت زیادہ ہوتی ہو۔ اسی وجہ سے عربون نے اسکا نام رازقی رکھا۔ زبان عرب مین رازق کے معنی رزق دینے والے کے ہین۔ صاحب **محیط اعظم** فرماتے ہین کہ اسکو عربون نے اصابع زینب بھی کہا ہے۔

(۹) **ریش بابا**۔ انگور کی ایک قسم ہے جسکا رنگ سفید ہوتا ہے اور دانے بہت نازک لیکن اسکا خوشہ

کل اقسام سے زیادہ دراز ہوتا ہے جس مین متعدد ڈنڈیان ہوتی ہین اور ہرایک دراز ڈنڈی پر دانہ ہاے انگور لگے رہتے ہین۔ اسکا خوشہ سند ولون کے خوشہ سے مشابہ ہوتا ہے اسی وجہ سے فارسیون نے اسکو ریش بابا سے موسوم کیا۔

بعضون نے لکھا ہے کہ مولانا جامی علیہ الرحمہ کسی عجمی کے گھر مدعو تھے۔ کھانے سے فراغت حاصل ہوی اور میوہ انگور کی نوبت آئی تو داعی نے استہزاءً آپ سے کہا کہ **خایۂ غلامان شما لذتے ندارد**۔ (مولانا جامی کے مسکن پر خایہ غلامان کی کاشت زیادہ ہوتی تھی) آپ نے فوراً اُس کا یہہ جواب دیا کہ **خایۂ غلامان ما از ریش بابا ے شما لذیذ تر است** (جس موقع مین یہ واقعہ ہوا اُسمین ریش بابا کی کاشت کثرت سے تھی) لہذا آپ نے جواب ترکی بہ ترکی کو پسند کیا۔

(۱۰) **زعرہ**۔ یہ ایک قسم انگور کی ہے جس کا شیرہ نہایت قابض اور ناصاف دیر مین نکلنے والا مقدار مین کم ہوتا ہے۔ اس سے شراب بہت کم بنائی جاتی ہے اسی کو **بینوشاد** نے **صلفتہ** سے موسوم کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی شراب کے استعمال سے آنکھون کو بہت نقصان پہونچتا ہے۔ زبان عرب مین زعارۃ کے معنی تندی اور سختی کے ہین اور زعر بمعنی کمی و پراگندگی۔ پس عربون نے بلحاظ ان علامات کے جو اوپر بیان ہوے اس قسم کا نام زعرہ رکھدیا۔ **صاحب فلاحتہ النبطیہ** نے صرف اس قسم کا ذکر کیا ہے۔ **بینوشاد** نے اسکا نام صلفتہ اسلئے رکھا ہے کہ زبان عرب مین صلف کے معنی بے برکتی اور بے مزگی کے ہین۔

(۱۱) **زمستانی**۔ صاحب **محیط اعظم** کا قول ہے کہ انگور کی جو قسم زمستانی کہلاتی ہے وہ موسم سرما مین پختہ ہوتی ہے۔ آفتاب کی دھوپ ضعیف ہونے کی وجہ سے عمدہ طور پر پختہ اور شیرین نہین ہونے پاتی۔ اسکی دو قسم ہین ایک سفید اور دوسری سرخ۔ سرخ قسم کو اہل بغداد جبلی کہتے ہین جسکا بیان ہوچکا ہے۔

(۱۲) **زیتونی**۔ بقول صاحب **برہان قاطع** ایک قسم ہے انگور سیاہ کی جسکا پہل زیتون کے مشابہ ہوتا ہے اور طبیعت گرم و تر ہے [illegible]

(۱۳) **سبز بال**۔ ایک قسم انگور کی ہے جسکا فارسیون نے سبز بال نام رکھا ہے۔ صاحب بحر عجم نے اسکا ذکر کیا ہے۔ زبان فارسی مین مونڈہے سے سر ناخن تک بال کہلاتا ہے اور عربی مین بال کے معنی دل کے ہین اور ترکی مین بال شہد کو کہتے ہین۔ سبز بال انگور کی وہ قسم ہے جس کا رنگ سبز اور دانہ کل اقسام سے دراز۔ اور شیرہ نہایت شیرین ہوتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ نام ترکیون کا رکہا ہوا ہے جو زبان فارسی مین رواج پا گیا۔

(۱۴) **سرا ہیا**۔ بقول صاحب **فلاحتہ النبطیہ** یہ وہی قسم ہے جسکو ہمنے ردیف م مین ملعوبہ کے نام سے لکہا ہے۔ اسکے تمام علامات اور تعریفات اُسی مقام پر بیان ہوئے ہین۔ یہ انگور کی ایک خراب قسم ہے۔ یہ نام زبان عرب کا نہین ہے۔

(۱۵) **سلیقانی**۔ بقول صاحب **فلاحتہ النبطیہ** یہ سیاہ انگور کی دوسری قسم ہے۔ اسکے دانے کسی قدر لانبے اور سیاہ ہوتے ہین جو قسم اول یعنی سونایا سے باعتبار رنگ کم ہوتے ہین فارس مین اسی کو خایۂ غلامان کہتے ہین۔ پختگی کی حالت مین اسکے پہل خوشہ سے جہڑنے لگتے ہین۔ زبان عرب مین سلیق عام طور پر اُس چیز کو کہتے ہین جو درخت سے ٹپکے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آخرالذکر صفت کی وجہ سے عربون نے اسکا نام سلیقانی رکہا۔

(۱۶) **سونایا**۔ بقول صاحب **فلاحتہ النبطیہ** یہ سیاہ رنگ کے انگور کی ایک قسم ہے جسکے دانے کسی قدر بڑے ہوتے ہین اور اسکے خوشون مین کسی قدر تفرق ہوتا ہے۔ فارس مین اسی کا نام حبشی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اسکی طبیعت نہایت درجہ مین گرم وخشک ہے۔ یہ قسم ابتداً موضع سونایا مین پائی گئی اور اسی کے نام سے موسوم ہوئی۔ بقول صاحب **منتہی الارب** اب اس موضع کا وجود نہین ہے۔ اسلئے کہ شہر بغداد کی آبادی مین داخل ہوچکا ہے۔

(۱۷) **سومطانی**۔ بقول صاحب **فلاحتہ النبطیہ** یہ ایک قسم ہے انگور کی جسکا پہل بالکل آخر موسم مین پکتا ہے اور اسکے شیرہ کا مزہ طبیعتہً تلخ رہتا ہے یہ انگور ایک خوشہ مین مختلف رنگون کے ہوتے ہین۔ یہ نام غالباً کسدانی زبان کا ہے۔ لیکن بعض فلاحان عرب کا قول ہے کہ عرب مین یہ قسم

سوطانی سے مشہور ہے صرف املا مین کسی قدر فرق ہے۔ زبان عرب مین سوط کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز مین ملانے کے ہین۔ ایک خوشہ کے مختلف رنگون کی وجہ سے شاید یہ نام رکھا گیا ہو۔

(۱۸) صَلبانیا۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ یہ بھی سیاہ انگور کی ایک قسم ہے۔ اسکے دانے گول اور چھوٹے چھوٹے نہایت سخت اور کثرت سے ایک دوسرے کے ساتھہ متصل واقع ہوتے ہین بعض فلاحان عرب کہتے ہین کہ اسکا مشہور نام صلبان ہے جسکے معنی زبان عرب مین سخت کے ہین۔

(۱۹) صَلفتہ۔ یہ ایک قسم انگور کی ہے۔ اسی کا نام زعرہ ہے لیکن بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ اسمین اور زعرہ مین خفیف سا فرق ہے۔ صلفتہ کی وجہ تسمیہ زعرہ کے ذیل مین بیان ہوئی ہے۔

(۲۰) فرفورانیا۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ یہ قسم باعتبار طبیعت سفید رنگ کے اور اقسام سے ممتاز ہے اور یہی قسم جملہ اقسام سفید کی اصل مانی گئی ہے۔ اسکے پھل پختگی مین اپنی جلا کی وجہ سے چمکتے رہتے ہین اور کسی قدر چپٹے ہوتے ہین۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہین کہ فرفورا رومی زبان مین صدف کو کہتے ہین۔ پس معلوم ایسا ہوتا ہے کہ انہین خاص صفات کے لحاظ سے جنکا بیان گزرا۔ رومیون نے اس قسم کا نام فرفورانیا رکھدیا۔

(۲۱) قرورسی۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ ملک سورا ما اور طبرایاناد کے اطراف سے ایک قسم انگور کی پیدا ہوئی جو سپید اقسام انگور کے مثل تھی۔ اسکا شیرہ وافر اور بہت ہلکا پایا گیا۔ اسکی شراب نہایت لذیذ تیار ہوی۔ لیکن اس شراب کے استعمال کرنے والے بہت جلد ہلاک ہوگئے یہ قسم کثیر النوم ہے اسکی شراب کے ہمیشہ استعمال کرنے والے بطی الحرکات ہوجاتے ہین۔ اور اکثر خفقان کا عارضہ انکو لاحق ہوتا ہے۔ حکیمون نے اسکا بدل انار کا عرق قرار دیا۔ یہ یونانی زبان کا نام ہے۔

(۲۲) کرمتہ البر۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ ذوانایا نے اپنی ایک تصنیف مین اسکی تصویر دی ہے۔ کرمتہ البر کے لفظی معنی میدانی درخت انگور کے ہین یہ بہت بڑا اور پھیلاو رکھنے والا درخت انگور ہے جسکی شاخین [illegible] مین لمبی ہوگئی ہوتی ہین جنسے انکا اس دائرے ظاہر ہوتے ہین

ہر ایک دائرہ مین چوراسی خوشے دراز اور سفید دانون کے ہوتے ہین۔ ذوانایا کا قول ہے کہ موذی اور مخالف جانورون سے وہم قسم کے جانور اس درخت کی تلاش مین رہتے ہین۔

یہ خودرو درخت ہے۔ قدماے بعضون نے اسکا نام تغلاث رکہا ہے اور بعض نے خاروا ع ان دونون الفاظ کے معنی کسدانی زبان مین خودبخود نشو ونما پانے کے ہین۔

قوثامی کا قول ہے کہ میدانی درخت کے پہل پختگی کے زمانہ مین ستارون کا کام دیتے ہین۔ اندہیری راتون مین درخت کے اطراف اُسکی روشنی پڑتی ہے۔ اسکی شراب اور سرکہ کا چہڑکاؤ پانی کے ساتہہ تمام اقسام انگور کی بیماریون کو زائل کر دیتا ہے۔ نیز بیمار درخت انگور کی جڑون مین اس کا سرکہ پانی مین ملاکر ڈالنے سے وہ تندرست اور نہایت شاداب ہو جاتا ہے۔ اسکی شاخون کو اُکہیڑ کر بیمار درختون پر باندہنے سے ہر قسم کا عارضہ دفع ہوتا ہے۔ فاسد ہواؤن کا اثر مطلق باقی نہین رہتا۔

(۲۴۳) کرمتہ الدریاق۔ بقول صاحب فلاحتہ النبطیہ یہ ایک قسم ہے اُن انگورون کی جن کے پہل سُرخ اور شاخین پتلی اور پتے کم ہوتے ہین۔ ضعیف اقسام مین اسکا شمار ہے۔ قدماے فلاحین نے اسکی بہت بڑی مدح وثنا کی ہے اور جملہ اقسام پر اسکو ترجیح دی ہے اسکی شراب اعلے درجہ مین تیار ہوتی ہے اسکی فضیلت صرف منفعت ہی کے لحاظ سے نہین ہے بلکہ لذت کے لحاظ سے بہی اور یہ فضیلت شریک ہو اُن منافع مین جو زہردار چیزون سے شفا بخشنے کے متعلق ہین۔ اسکے متعلق اس کتاب کی فصل چہارم مین ایک خاص بیان ہے۔

(۲۴۴) للہی۔ ذوانایا کا قول ہے کہ ایک درخت انگور کا شہرون اور جنگلون مین اُس مقام پر پیدا ہوتا ہے جہان پانی جمع رہتا ہے۔ بغیر کسی پرداخت کے خودبخود خوب پہلتا اور پہلتا ہے۔ عربون نے اُسکا نام للہی رکہا ہے۔ قدماے فلاحین نے اس درخت کو اور نیز کرمتہ البر کو تمام اقسام انگور کا حاکم کہا ہے۔ اسکا نام ذوانایا نے رومی زبان مین شرطاوس کہا۔ کہتے ہین کہ یہ اُگنے کے زمانہ سے دس سال تک پہل نہین لاتا۔ اگر آبادی کے قریب اُگتا ہے تو آٹہوین برس بارآور ہوتا ہے۔ اسپر مختلف رنگ کے پہل ہوتے ہین۔ اکثر سفید اور کبہی کالے اور کبہی مائل بسرخی کبہی

چھوٹے کبھی بڑے لیکن گولائی سلئے ہوئے۔ حکمائے کسدانیین نے اسکے پھل مین ۸ منافع اور ۸ مضار کا ذکر کیا ہے۔ ذوانایا نے کہا ہے کہ اسکی شراب اگر ایک ظرف سے دوسرے ظرف مین ڈالی جاتی ہے تو ایک قسم کی چمک دمک نظر آتی ہے۔ آپ نے تاکید کی ہے کہ اسکی شراب کا استعمال نصف رطل سے زیادہ حکما کے نزدیک ممنوع ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس حکم کی تعمیل نکرے تو خدا اُسکی دونون آنکھون کی بصارت لے لے اور دل ضعیف کردے۔ دماغ ٹھنڈا ہوکر نکل پڑے تمام اعضا مین رعشہ پیدا ہو۔ تشنج مین مبتلا ہو۔ چہرہ سیاہ ہو جائے۔ انگلیان سیدھی نہون۔ دانت پیسا ہوا دنیا سے رخصت ہو۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ وہ کوستا نہین ہے بلکہ یہ اُسکا طرز بیان ہے کہ مضار کو اس شکل مین بیان کرتا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ معزز ناظرین غور فرمائین کہ شراب جن انگورون سے تیار ہوتی ہے اُن مین بعض ایسے انگور بھی ہین جنکا مہلک اثر اس حد تک ہے جیسا کہ ذوانایا نے بیان کیا ہے اور اقسام کا امتیاز کس قدر مشکل ہے۔ وہ ہر ایک قسم کی تعریف سے ظاہر ہے اور سچ یہ ہے کہ علامات بینہ سے ناممکن ہے کہ کوئی شخص ہر ایک قسم پر اطمینان حاصل کرسکے اب رہا اعتدال استعمال جسکا تعین حکما نے کیا ہے۔ وہ انسان اُسی وقت کرسکتا ہے جبکہ اُسکی عقل ٹھکانے رہے اور شراب خوارون سے اسکی امید کرنا خیال محال ہے پس ہمارے شارع علیہ السلام کا حکم جن مصالح پر مبنی ہے اُنکے سمجھنے کے لئے یہی ایک نکتہ کافی ہے۔ دیباچہ کتاب کا ایک شعر اسی موقع کا مصداق ہے

دختر رز جان بہ تن از خون ما در یافتم ٭ حرمت و حلت ہمہ رمز نہانِ قدرت است

(۲۵) **ماروطیثا**۔ یہ ایک قسم ہے انگور کی۔ یہ نام بابلی زبان کا ہے اسکے خوشون کے دانے کسی قدر چھوٹے اور گول ہلکے گلابی رنگ کے ہوتے ہین۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

(۲۶) **ملاحی**۔ ایک قسم انگور کی ہے جسکے پھل نہایت سفید رنگ اور خوبصورت چمکتے ہوئے ہوتے ہین۔ صاحب بہار عجم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ نام فارسیون کا رکھا ہوا ہے۔ جو غالبًا لفظ ملاحت سے بنایا گیا ہے۔

(۲۷) **ملعونہ**۔ بقول ابن وحشیہ ایک قسم انگور کی ہے جسکو فلاحان عرب نے ملعونہ کا لقب دیا ہے

اسکی شاخین پتلی اور پتے چہوٹے چہوٹے اور پہل کی مقدار کم۔ خوشے بہی چہوٹے ہوتے ہین۔ انگور کا رنگ مائل بسرخی اور پک جانے کے بعد سرخی مین کسی قدر تیرگی۔ تجربہ کار فلاحون سنے کہا ہے کہ یہ نہایت تیز اور ترش اور بے خیر اور اسم باسمی ہے۔ اسکے کہانے سے اسہال کا عارضہ اور اسکی شراب کے استعمال سے نہایت سخت اور دیرپا دردسر۔ آنتون مین قوی سدے پیدا ہوتے ہین۔ اسیکا نام اہل سقیحوحی نے سراہیا رکہا ہے۔ اسکے پختہ یا خشک وانہ کو سفید کپڑے پر مل دینے سے اُسکا دہبا کپڑے کی عمر تک رفاقت کرتا ہے۔ لعنۃ اللہ علیہا۔

(۲۸) **ممسک** ۔ اساک کے معنی زبان عرب مین روکنے کے ہین اور ممسک سے بخیل مراد ہے۔ نواح مصر مین انگور کی ایک قسم ہے جسکو ممسک کہتے ہین۔ انصاف یہ ہے کہ یہ اس قسم کے درخت کا نام ہونا چاہیئے تہا۔ اگر سین مفتوحہ کے ساتہہ مُمسَک کہا جاے تو البتہ اُسکے ثمرہ کو اس نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ **احمد بک ندی** مولف حسن الصناعۃ فرماتے ہین کہ اس درخت کا بار بہت دیر مین آتا ہے اسلئے عربون نے اس کا نام ممسک رکہا۔

(۲۹) **نولینا**۔ یہ ایک قسم ہے سفید انگور کی۔ صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ ملک **حلوان** اور باجرما کے درمیانی شہرون سے یہ قسم پیدا ہوئی۔ اسکے انگور سال کے آغاز مین تیار ہو جاتے ہین۔ اور اُنکے خوشے بہت لمبے یعنی ایک ایک خوشہ ڈیڑہ فوٹ کا دراز ہوتا ہے۔ اسکے دانے سفید اور شفاف۔ پتلے اور گول۔ اسکا مزاج مائل ببرودت۔ اسکی بیلین جملہ اقسام سے دراز ہوتی ہین۔ **ماسی سورانی**۔ نے اسکا نام **سوداء ذات العیون** رکہا ہے۔ مطلب اسکا یہ ہے کہ اسکی ہر ایک آنکہہ سے ایک یا دو خوشے نکلتے ہین۔ حکما نے اس قسم کے انگور کے شیرے کو مضر بتلایا ہے اور شاخون کو بہی مضرت بخش قرار دیا ہے۔ اسکے پختہ یا خشک دانون کے کہانے کی اجازت دی ہے۔ اسکا درخت کلان سالی سے ضعیف نہین ہوتا اور نہ ردی ہواؤن کے مضرات سے اسکو ضرر پہونچتا ہے۔ فلاحان عرب کا قول ہے کہ اس قسم کے درخت کو ہمیشہ کئی بار چہانٹا کرو۔ تاکہ اُسکی قوت گہٹتی رہے اور میوے مین افراط قوت سے ثقالت پیدا ہونے نہ پاے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ وہی قسم ہے جسکو نابسیون نے مریش یا کہا ہے

جو بقول جامی علیہ الرحمہ خانۂ غلامان سے بھی کم رتبہ ہے۔

(۴) بعض اہل ہند کی تحقیق | ہندوستان کے بعض اہل تصنیف نے انگور کے اقسام باعتبار رنگ ۳۔ اور بلحاظ قد دو بیان کئے ہین۔ مولوی شیخ شمشاد علی نے اپنی تصنیف دولت باغبانی مین فرمایا ہے کہ سفید۔ سرخ۔ سیاہ۔ یہی تین رنگ کے انگور ہندوستان مین پائے گئے۔ ان رنگون مین ایک قسم کا دانہ گول ہوتا ہے اور دوسری قسم کا دراز۔

مولوی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے اپنی تصنیف میوہ جات مین انہین اقسام کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھا۔ ہے کہ یورپ مین انگورون کے مختلف نام مقام کے اعتبار سے ہین مثلاً بلیک اسکٹ۔ بلیک پرنس۔ بک لنڈ۔ ویٹ وارٹ۔ گولڈن شامپین۔ رائل اسکاٹ وغیرہ۔

مولوی سید امداد امام کی کتاب الاثمار مین اسکا بیان البتہ کسی قدر وسیع پیمانہ پر ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ بقول مسٹر فرمنجر انگور کی قسمین ہندوستان مین بےشمار ہین۔ اور بعض اُن مین سے ایسے عمدہ پھل دیتے ہین کہ وہ مقدار اور ذائقہ مین دنیا کے کسی ملک کے انگور سے زنہار کم نہین ہین۔ صرف فیروز پور کے باغ مین پانچ چھہ قسم کے انگور ہین اور بقول مسٹر ایلی برکلی لاہور مین چند عمدہ اقسام کے انگور ہین جو غیر ملکون سے لائے گئے ہین۔ پنجاب مین انگور کی ایک اور قسم بھی موجود ہے جو کشمش کی مانند بےدانہ ثمر پیدا کرتی ہے۔ اورنگ آباد مین بھی انگور کی ایک سیاہ قسم دیکھی جاتی ہے جسکی کاشت دولت آباد مین بکثرت ہوتی ہے۔ بنگلور مین بھی انگور کی ایک مشہور قسم ہے اس بیان کے آخر پر لائق مؤلف نے ایک فہرست نامون کی دی ہے جسمین ۴۴ قسم کے انگور بیان ہوئے ہین اور وہ سب اقسام اُس فہرست مین شریک ہین جو انگلش اقسام کے متعلق مؤلف حقیر نے ذیل مین لکھی ہے۔

لائق مؤلف فرماتے ہین کہ انگلش اقسام اگرچہ انگریزی انگور کے نام سے مشہور ہین لیکن اُنمین سے اکثر کا وطن ایشیا ہے۔

مولوی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار نے اپنی تالیف میوہ جات مین ذکر فرمایا ہے کہ دریائی انگور

بہی ایک قسم ہے جسکو ساحلی کہتے ہین اسکا درخت چھوٹا سا ہوتا ہے مگر ہندوستان مین کم یاب بلکہ نایاب ہے۔ کلکتہ کے سرکاری باغ مین اسکے دو تین درخت پائے جاتے ہین مگر اچھی حالت مین نہین ہین۔ اسکا پھل انگورون کے دانون کے مشابہ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔

مؤلف نے ذیل مین ایک فہرست لکہی ہے جس سے انگلش اُن اقسام کے نام اور تعریفات معلوم ہوسکتے ہین جو سہارنپور۔ میسور۔ لکھنؤ اور لاہور کے سرکاری باغات مین بوئے گئے ہین صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ انگلستان کے کل اقسام کارٹر کمپنی لندن کے ذریعہ سے منگوائے جاسکتے ہین۔ مولف خیال کرتا ہے کہ میسور سہارنپور اور لکھنؤ کے سرکاری باغ سے بہی اکثر اقسام کے پودے مل سکتے ہین۔

(۱) آسٹرپیٹ۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ قسم آسٹریا ہنگاری سے لائی گئی ہے۔ اسلئے اسکا نام آسٹرپیٹ ہوا۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ یہ قسم سہارنپور کے سرکاری باغ مین موجود ہے

(۲) ارلی ہمبرگ۔ مؤلف کا خیال کرتا ہے کہ غالباً یہ قسم ہمبرگ سے لائی گئی اور لفظ ارلی سے یہ بات پیدا ہے کہ اسکی بار آوری وقت سے پہلے ہوتی ہے۔ ایک انگلش فلاح کا خیال ہے کہ یہ قسم سب سے پہلے انگلنڈ مین لائی گئی۔

(۳) اورنگ آباد۔ یہ قسم کالے انگور کی ہے جسکا نشو ونما خلد آباد اور اورنگ آباد دکن مین کامیابی کے ساتھہ مشہور ہے۔ میسور مین بھی اسکی کاشت ہوتی ہے اور یہ قسم اُس مقام پر اورنگ آباد سے مشہور ہے۔ مؤلف نے اسکے پہل دیکھے ہین۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ قریب قریب خایۂ غلامان کی قسم ہے جو گزشتہ فہرست کے نمبر (۷) پر بیان ہوی ہے۔

(۴) باربروسا۔ مؤلف کا خیال ہے کہ غالباً یہ بربری انگور ہے۔ یعنی بربر سے انگلستان لایا گیا۔ بقول صاحب کتاب الاثمار ہندوستان مین بہی آچکا ہے

(۵) بجلینڈ سویٹ واٹر۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ قسم مقام بجلینڈ سے ملی جسمین مائیت اور شیرینی زیادہ ہے اسی وجہ سے اسکے نام مین سویٹ واٹر یعنی آب شیرین کے الفاظ ہین۔

صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ ایک قسم صرف سویٹ واٹر کے نام سے سہارنپور کے سرکاری باغ مین موجود ہے۔ عجب نہین کہ وہ یہی قسم ہو۔ مؤلف نے سہارنپور کی فہرست سے اسکی تحقیق کی جسمین بلکلینڈ سویٹ واٹر کی قسم موجود ہے۔ صاحب فہرست لکھتے ہین کہ اسکا پہل زردی مائل سبز ہوتا ہے۔ جب اچھی طرح پر پختہ ہوتا ہے تو بالکل سفید ہوجاتا ہے۔ اسکا دانہ گول، بڑا اور خوش ذائقہ ہے اسکا درخت کثرت سے پہل دیتا ہے۔

(۶) **بلیک الیکیانٹہ**۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکو بلیک الیکنٹی لکہا ہے۔ سہارنپور مین اس کا درخت موجود ہے۔ اسکے پہل کا رنگ کالا۔ بقول مہتمم باغ سہارنپور ایک تاریک رنگت کا انگور ہے۔ مؤلف خیال کرتا ہے کہ الیکیانٹہ نامی کوئی شخص گزرا ہے جسنے اس قسم کو پایا یا پسند کیا اور اُسی کے نام سے یہ قسم موسوم ہوی۔

(۷) **بلیک برگنڈی**۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ قسم سہارنپور کے سرکاری باغ مین موجود ہے لیکن فہرست سہارنپور مین نہین پائی جاتی۔ مؤلف کا خیال ہے کہ یہ کالی قسم مقام برگنڈی سے لائی گئی اور اُسی سے موسوم ہوی۔

(۸) **بلیک پرنس**۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ یہ عمدہ قسم کا سیاہ انگور ہے جو سہارنپور کے سرکاری باغ مین موجود ہے۔ فہرست سہارنپور سے ظاہر ہے کہ اسکا پہل گہرا سیاہ ہوتا ہے جسمین خفیف سا نیلاپن بہی رہتا ہے۔ مقدار مین متوسط اور اسکے خوشے بہت لانبے ہوتے ہین اور اُن مین ڈہیلاپن۔ موسم کے ابتدا مین کثرت سے پہلتا ہے۔ میسور مین بھی اسکی کاشت موجود ہے۔ مؤلف کا خیال ہے کہ غالباً اسکو کسی شہزادہ نے پایا یا پسند کیا یا اقسام انگور مین بلحاظ عمدگی اسکو شہزادہ کہا گیا۔

(۹) **بلیک ہمبرگ**۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ بہی ایک عمدہ کالی قسم ہے۔ سہارنپور کی فہرست مین اسکو ہمبرگ بلاک لکہا ہے۔ مؤلف کا خیال ہے کہ غالباً ہمبرگ نامی ایک شخص نے اس کالی قسم کو پایا۔ اور اُسی کے نام سے مشہور ہوی۔ سہارنپور مین اسکی کاشت ہوتی ہے

پہل بہایت کالا۔ اور بڑا۔ پُر ذائقہ۔ میٹھا۔ خوش گوار اور خوشے دراز پہل کی شکل مائل بہ مخروطی یعنی اسکی گولائی ابتدا مین کم عرض اور آخر مین زیادہ پہیلی ہوی۔

(۱۰) **بلیک مسکٹ**۔ بقول صاحب کتاب الاثمار شاید یہ قسم بہی مسٹر برکلی کے باغ واقع لاہور مین ہو۔ اسکے نام سے ظاہر ہے کہ یہ مسقط کی کالی قسم ہے۔

(۱۱) **بلیک ہمبرگ**۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ مسٹر برکلی سنے اسکی کاشت لاہور مین کی اور کامیابی حاصل ہوی۔ لکھنؤ کے سرکاری باغ مین بہی موجود ہے۔ **مؤلف** نے سہارنپور کی فہرست مین بھی اسکو پایا ہے۔ میسور مین بھی اسکی کاشت ہوتی ہے۔ **ہامبرگ** جرمن کا ایک مقام ہے۔ غالبًا یہ کالی قسم وہین سے لائی گئی۔ مہتمم باغ سہارنپور فرماتے ہین کہ اسکے پہل مین گہری سیاہی کے ساتہہ نیلگونی بہی ہوتی ہے۔ اسکا دانہ بڑا ہوتا ہے جسکی شکل مائل بہ شکل مخروطی مشابہ نمبر (۹) دانون پر گہرا غبار نظر آتا ہے۔ خوشے متوسط ہوتے ہین اور پہل نہایت خوش مزہ۔

(۱۲) **بمبئی رِڈ**۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ ایک سرخ انگور کی قسم ہے جو بمبئی مین بوئی جاتی ہے اور اسی نام سے مشہور ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ ہندی انگور لکھنؤ کے سرکاری باغ مین موجود ہے اعلے قسم کے انگورون مین شمار نہین کیا جاتا۔

(۱۳) **بووڈ مسکٹ**۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ غالبًا یہ قسم ہندوستان مین نہین آئی۔ **مؤلف** خیال کرتا ہے کہ **بووڈ** نامی کسی شخص سنے غالبًا اسکو پایا اور مسقط سے انگلستان لایا جیساکہ نام سے ظاہر ہے اور میسور کی فہرست سے ظاہر ہے کہ وہان اسکے درخت موجود ہین۔

(۱۴) **بیدانہ**۔ اسکے نام سے ظاہر ہے کہ یہ عجمی انگور ہے۔ اسکے درخت سہارنپور مین موجود ہین۔ پہل چھوٹے۔ سفید رنگ۔ گول جنمین تخم نہین ہوتا۔ مہتمم باغ سہارنپور فرماتے ہین کہ یہ قسم پنجاب مین بہت شاداب ہے۔

(۱۵) **پشوری**۔ نام سے ظاہر ہے کہ یہ ملک پشاور کی قسم ہے۔ سیاہ اور سپید دونون رنگ مین ہوتی ہے۔ بقول صاحب کتاب الاثمار لاہور کے سرکاری باغ مین اسکے درخت موجود ہین۔

(۱۶) جنرل ڈیلا ماروا۔ یہ ایک سیاہ رنگ کا انگور ہے جسکو جنرل ڈیلا ماروا نے پایا۔ اسکی کاشت سہارنپور کے سرکاری باغ مین ہوتی ہے۔

(۱۷) جپان۔ اس قسم کے نام سے ظاہر ہے کہ یہہ جپان سے لائی گئی۔ لیکن مہتمم باغ سہارنپور کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہین پھلی۔

(۱۸) حسینی۔ یہ قسم کابل کے اقسام سے ہے جسکے پہل سبز رنگ ہوتے ہین مہتمم باغ سہارنپور لکھتے ہین کہ اسکی کیفیت قسم نمبر (۱۱) کے قریب قریب ہے۔ مولوی امداد امام نے کتاب الاثمار مین اسکی بہت تعریف کی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ سفید رنگ کا دراز اور نہایت لطیف اور شیرین انگور ہے۔ غالباً یہ وہی قسم ہے جسکا ثمرہ پٹاریون مین کابل سے آتا ہے اور کشمیر مین بہی بویا گیا ہے۔ لاہور کے سرکاری باغ مین بہی موجود ہے۔ سہارنپور کی فہرست سے بھی اسکا پتا چلتا ہے۔ لیکن مولف کو اختلاف رنگ کی حیرت ہے۔ غالباً سبزی مائل سفید ہوگا۔ جسکو ایک صاحب نے سفید لکھا ہے اور دوسرے کی تحقیق مین سبز ثابت ہوا ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ متبرک نام غالباً اسکے رنگ کے لحاظ سے رکہا گیا ہوگا۔

(۱۹) ڈچ سویٹ واٹر۔ مولف خیال کرتا ہے کہ غالباً اس قسم کا وطن ہالنڈ ہوگا۔ یا ڈچ نامی کسی شخص نے اسکو پایا ہوگا۔ سہارنپور مین اسکی کاشت ہوتی ہے۔ اسکا پہل بہت صاف اور شفاف زردی مائل سفید رنگت کا متوسط القامت۔ گول۔ شیرہ دار ہے۔ سویٹ واٹر یعنی میٹھے پانی سے موسوم کرنے کی غالباً یہی وجہ ہے۔

(۲۰) ڈمیسکس۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ قسم دمشق سے لائی گئی۔ بقول مولوی امداد امام مولف کتاب الاثمار یہ قسم سہارنپور کے سرکاری باغ مین موجود ہے۔

(۲۱) ڈیوک آف بکلنج۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً مقام بکلنج کے کسی ڈیوک نے اس قسم کو پایا ہے جسکے نام سے یہ قسم مشہور ہوی۔ یا یہہ کہ اسکا وطن بکلنج ہے اسکی خوبیون کیوجہ سے اسکو ڈیوک کے نام سے پکارا گیا۔ غرض جو کچھ ہو یہ عمدہ قسم کا انگور ہے۔ سہارنپور مین اسکی

کاشت جاری ہے اسکا دانہ دہانی رنگ کا جسمین زردی کی بہی جہلک ہے۔ قد بہت بڑا اور گول خوشہ متوسط۔

(۲۲) رائل اسکاٹ۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً اسکاٹ نامی کسی شخص نے اسکو پیدا کیا اور بلحاظ اسکے اعلی قسم ہونے کے رائل سے موسوم کیا گیا۔ لیکن مولف کے ایک کرمفرما انگلش جنٹل مین کا خیال ہے کہ رائل اسکاٹ سے بدرقہ شاہی مراد ہے یعنی یہ قسم عمدہ اور بیش قیمت ہے جو بادشاہون کے ساتہہ رہنے کے قابل ہے۔ بہرحال صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ یہ اعلے قسم لکھنؤ اور سہارنپور کے باغات مین موجود ہے۔

(۲۳) رائل مسکڈین۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ اعلے قسم مقام مسقط کی ہے جسکی کاشت سہارنپور اور میسور مین بافراط ہوتی ہے۔ مہتمم باغ سہارنپور لکھتے ہین کہ یہ اُن انگورون سے ہے جنکی کاشت مین زیادہ تکلف کی ضرورت نہین ہے۔

(۲۴) رائل وینیارڈ۔ اس نام کا لفظی ترجمہ شاہی تاکستان ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ غالباً یہ اعلے اور عمدہ قسم کے انگور ہون گے۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکے متعلق صرف اسی قدر لکہا ہے کہ لکہنؤ اور لاہور کے سرکاری باغات مین اسکی کاشت موجود ہے۔

(۲۵) ریش بابا۔ یہ فارس کا انگور ہے جسکا رنگ تمام سفید اقسام سے زیادہ سفید اور چمکدار دانے بہت باریک اور گول۔ خوشہ نہایت لانبا۔ ایک خوشہ مین متعدد دراز ڈنڈیان ہوتی ہین۔ اور ہر ایک ڈنڈی پر دُور دُور متعدد دانے۔ دانے اس قدر چہوٹے اور سفید ہوتے ہین کہ دور سے نظر نہین آتے بلکہ سفید ریشم کا ایک بنڈل نظر آتا ہے۔ مولف نے اس کو گزشتہ فہرست کے نمبر (۹) پر بیان کیا ہے اور ایک دلچسپ قصہ بہی اسکے ساتہہ ہے۔ الغرض یہ قسم آجکل انگلستان کے انگورون مین داخل ہے۔ اور بقول صاحب کتاب الاثمار نہایت لطیف اور شیرین انگور ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اسکی کاشت ہندوستان مین نہین ہے۔ مولف کی تحقیق مین یہ ادنے درجہ کی قسم ہے اور دکن کے بعض اضلاع مرہٹواری مین اسکی درخت بکثرت ہین

(۲۶) **سویٹ واٹر**- اسکا لفظی ترجمہ آب شیرین ہے۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ سہارنپور کے سرکاری باغ مین اسکی کاشت موجود ہے۔ مؤلف کا خیال ہے کہ اسکا پہل غالبًا سفید اور زیادہ شیرہ دار اور زیادہ میٹھا ہوگا۔

(۲۷) **شربتی**- یہ ایک معمولی قسم کا انگور ہے جسکی کاشت عام طور پر ہوتی ہے۔ سہارنپور مین اسکے درخت موجود ہین۔ مؤلف کا خیال ہے کہ غالبًا اسکا وطن ممالک عجم ہے اور اسی کا نام انگلستان مین سویٹ واٹر رکھ لیا گیا ہے جسکا بیان نمبر (۲۶) پر ہے۔

(۲۸) **صاحبی**- نام سے معلوم ہوتا ہے کہ غالبًا اسکا وطن عرب یا عجم ہے۔ بعض ایرانیون کا قول ہے کہ یہ قسم معمولی سفید اقسام سے ہے اور کم شیرہ رکہتی ہے جسکے پہل دیرپا ہین۔ اور مسافرت مین اسکے خوشے دیر تک کام دیتے ہین۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکو نہایت لطیف اور شیرین انگور کہا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ اسکا وطن ایران اور کابل ہے۔

(۲۹) **عسکری**- بقول صاحب کتاب الاثمار عراق کی ایک اعلی قسم ہے جو انگلستان مین بوئی جاتی ہے اسکے نام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت زوردار قسم ہے جسکا پہل بہی زبردست ہوتا ہوگا۔ اور بیلین بھی دراز ہوتی ہونگی۔ شیرہ بہی اس سے وافر نکلتا ہوگا۔ لائق مؤلف صرف اسقدر لکھتے ہین کہ نہایت شیرین اور لطیف انگور ہے۔ مؤلف کے ایک سیاح دوست نے کہا کہ عسکری انگور موٹے پوست کا عام انگور ہے جسمین مغز تو زیادہ ہوتا ہے مگر شیرہ بہت کم۔ دانے اور خوشے البتہ زبردست ہوتے ہین۔ سفید اقسام سے ایک قسم ہے جو مدراس پریسیڈنسی کے مقام راے ویلور پر شاداب حالت مین ہے جسکو نگرانی یا کہاد کی زیادہ ضرورت نہین ہوتی۔ واللہ اعلم۔

(۳۰) **فاسٹرز سیڈلنگ**- یہ ایک قسم انگور کی ہے جسکو فاسٹر من نامی ایک شخص نے تخم بوکر پیدا کیا۔ میسور اور سہارنپور مین اسکے درخت موجود ہین۔ پہل سبزی مائل زرد رنگ۔ شفاف اور متوسط مقداری۔ اسکے خوشے نہ زیادہ دراز ہوسکتے ہین اور نہ چہوٹے۔

(۳۱) فرانیکین ہتل۔ یہ کسی شخص کا نام معلوم ہوتا ہے جس نے اس قسم کو پایا ہو۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا ذکر کیا ہے۔

(۳۲) فرڈی نیانڈ ڈی لیسپس۔ ایضاً

(۳۳) قندہاری۔ اس قسم کے نام سے ظاہر ہے کہ اسکا وطن قندہار ہے جسکی کاشت سہارنپور مین ہوتی ہے۔ یہ ایک سیاہ رنگ کا دیسی انگور ہے جو زیادہ قابل تعریف نہین سمجھا جاتا۔

(۳۴) کابلی۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ ایک عمدہ قسم ہے جسکا وطن کابل ہے۔ لاہور کے سرکاری باغ مین اسکے درخت موجود ہین۔ مؤلف نے اسکے دانون کا ذائقہ چکھا ہے۔ جو سپید اور سیاہ دونون رنگون مین چیڑ کے ڈبون مین بند ہوکر کابل سے آتے ہین۔

(۳۵) کٹوبا۔ یہ ایک قسم ہے جسکا وطن امریکا ہے۔ امریکن تالیفات مین اسکا نام کٹوبا لکھا ہے سہارنپور کے سرکاری باغ مین اسکے درخت موجود ہین۔ بعض امریکن محققین نے لکھا ہے کہ اسکا خوشہ بڑا۔ پھل متوسط اور بڑے دو قسم کے ہوتے ہین۔ جسکا پوست پتلا۔ رنگ گہرا سرخ دانون پر ہلکا سا غبار۔ مغز نرم۔ رس دار۔ نہایت خوش ذائقہ انگور ہے۔ اسکی کاشت امریکا مین ۵۰ سال سے ہوتی ہے۔ جسکا پھل موسم کے آخر پر دیر مین پختہ ہوتا ہے اور دیرپا ہے۔ اسی وجہ سے غیر موسم مین بھی دسترخوانون پر پایا جاتا ہے۔

(۳۶) کشمش یا کشمشی۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ جدا جدا دو قسمین ہین اور بہ تحقیق مؤلف ایک ہی قسم ہے جسکے پھلون مین دانہ نہین ہوتا۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ نہایت لطیف اور شیرہ دار انگور ہے جسکی کاشت لاہور کے سرکاری باغ مین موجود ہے۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہین کہ اسکا وطن فارس ہے۔ اسکے دانے بہت چھوٹے اور مدور مائل بطول۔ نہایت شیرین شربتی رنگ کے ہوتے ہین۔

(۳۷) کنسٹری ویٹ۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ قسم اکثر عظیم آباد پٹنہ مین دیکھی جاتی ہے۔ سہارنپور کی فہرست سے بھی اسکا پتا چلتا ہے جسکو ویٹ کنسٹری ورائٹی

کہا گیا ہے یعنی ولیسی سفید قسم۔

(۳۴) **کنکارڈ امریکا**۔ کنکارڈ کا لفظی ترجمہ یک جہتی اور اتفاق و محبت ہے۔ ایک امرکین محقق کا قول ہے کہ اسکے خوشہ مین دانے گتھے ہوے ہوتے ہین۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہ یک جہتی اور اتفاق و محبت کی دلیل ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اس قسم کے خوشے گاؤدم ہوتے ہین۔ اور زبردست جانب مین اُنکے دونون پہلو زبردست اور پہل بڑے۔ گول۔ کالے۔ کسی قدر نیلگونی کے ساتہہ۔ خوبصورت۔ جنپر غبار سا بہرا ہوا۔ دانون کا پوست بہت پتلا۔ مغز معمولی طور سے رس دار۔ میٹہا۔ مسکہ سے مشابہ۔ نہایت نرم اور خستہ۔ پکنے پر بعض وقت دانون کا وسطی حصہ کہٹا ہوتا ہے۔ جسکے استعمال سے زبان پر ایک قسم کی رگڑ پیدا ہوتی ہے۔ اسکی بیل بہت زور دار اور مصائب کو برداشت کرنے والی۔ اور پتے نہایت موٹے اور متحمل۔ جن پر گہرا سبز رنگ ہوتا ہے جسکے نیچے کا حصہ بہورے رنگ کا۔ اس قسم کا بار ۱۰ سے ۲۰ ستمبر تک امریکا مین پختہ ہوتا ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ کتاب الاثمار کے لائق مولف کو کلکتہ کی آب و ہوا کے لیے جس زبردست قسم کی تلاش ہے وہ شاید یہی قسم ہے۔ جو کاشتکار کی غفلت مین بہی بارآور رہے۔ نہ معلوم کس مصلحت سے آپ نے اس قسم کو اپنی تالیف مین جگہہ نہین دی۔

اسکے درخت سہارنپور کے سرکاری باغ مین موجود ہین۔

(۳۵) **گراس کامر**۔ اسی قسم کو صاحب کتاب الاثمار نے گراس کالمن سے موسوم فرمایا ہے۔ بعض محققین نے اسکا صحیح نام گراس کامو کہا ہے۔ جسکے معنی معمولی گہانس کے ہین۔ یعنی یہ ایک معمولی قسم ہے۔ جو بقول صاحب کتاب الاثمار ہندوستان مین نہین آئی۔ اور بہ تحقیق مولف سہارنپور اور میسور مین موجود ہے۔ اسکا پھل سیاہ جسپر غبار بھی ہوتا ہے مقدار مین بڑا اور گول۔ اسکا خوشہ متوسط۔ نہایت خوبصورت۔

(۳۶) **گرزلی فرانٹک نیاک**۔ زبان انگریزی مین گرزلی ریچھ کو کہتے ہین جسکا رنگ عنبری

ممکن ہے کہ یہ قسم عنبری رنگ کی ہے جسکو فرانٹنک نیاک نامے ایک شخص نے پایا ہو بقول صاحب کتاب الاثمار یہ لاہور کے سرکاری باغ مین موجود ہے۔

(۴۱) **گروانڈ سویٹ واٹر**۔ مؤلف خیال کرتا ہے کہ یہ غالباً وہی قسم ہے جسکو اسی فہرست کے نمبر (۲۶) پر بیان کیا گیا ہے جو مقام گروانڈ سے لائی گئی ہے۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ قسم ہندوستان مین نہین آئی۔

(۴۲) **گولڈن شیمپین**۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ یہ قسم غالباً مسٹر برکلی کے باغ لاہور مین حسب مراد بارآور ہوئی ہے۔ مؤلف کا خیال ہے کہ یہ قسم مقام شیمپین سے لائی گئی ہے اور غالباً اسکا رنگ مائل بہ زردی یعنی سنہرا ہوگا۔ جس لحاظ سے گولڈن کہا گیا۔ یعنی سنہری یا یہہ بہی ممکن ہے کہ صرف اُسکے عمدہ اور قیمتی ہونے کی وجہ سے یہ نام رکہا گیا ہو۔

(۴۳) **گولڈن کوئن**۔ جسکا لفظی ترجمہ سنہری شہزادی ہے۔ یہ قسم سہارنپور کے سرکاری باغ مین موجود ہے جسکے پہل سبزی مائل زرد رنگ یعنی سنہری رنگت کے ہین اور شکل حسب نمبر ۱۱۔

(۴۴) **لیڈی ڈون سیڈلنگ**۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا نام لیڈی ڈونیز سیڈ لنگ لکہا ہے۔ فرماتے ہین کہ یہ عمدہ انگور ہندوستان مین اب تک نہین آیا۔ مہتمم باغ سہارنپور نے لکہا ہے کہ یہ قسم سہارنپور مین موجود ہے۔ جسکا پہل کالا اور بڑا اور گول ہے۔ خوشے متوسط قامت اور بعض لانبے۔ گاودم۔ جسکے پہل گہتے ہوے ہین۔ مولف خیال کرتا ہے کہ غالباً لیڈی ڈون نے اس قسم کو تخم سے بوکر پیدا کیا ہے نہ قلم یا شاخ سے۔

(۴۵) **مسنر پرنس بلیک مسکٹ**۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ مسقط کی ایک کالی قسم ہے جو لکھنؤ کے سرکاری باغ مین موجود ہے۔ مؤلف خیال کرتا ہے کہ پرنس نامے کسی شخص یا کسی شہزادہ کی بی بی نے اسکو پایا ہے۔ میسور مین بہی یہ قسم پائی جاتی ہے۔

(۴۶) **مسکٹ آف الگزانڈریا**۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ اسکندریہ کی قسم ہے جو ہندوستان مین نہین آئی۔ مولف کہتا ہے کہ غالباً یہ قسم مسقط سے اسکندریہ مین آئی۔ اور اب سہارنپور کے

سرکاری باغ مین موجود ہے اور ریاست میسور مین بہی - اسکا پھل سبز مائل بزردی - جب پورا پک جاتا ہے تو سنہرے رنگ کا بڑا - لانبا شکل نمبر (۱۱) سے مشابہ ہوجاتا ہے اسکے خوشے بڑے ہوتے ہین - بہایت اعلےٰ قسم کا انگور ہے -

(۴۷) مسکٹ روز - روز غالباً کسی شخص کا نام ہے جو کہ اس قسم کو مسقط سے انگلستان مین لایا - یا یہ کہ اس کا پھل گلابی ہوتا ہے - بہرحال یہ قسم معمولی ہے جسکی کاشت مین کوئی تکلف نہین کیا جاتا - سہارنپور کے سرکاری باغ مین اسکے درخت موجود ہین -

(۴۸) مسکٹ ہمبرگ - بقول صاحب کتاب الاثمار عمدہ قسم کا انگور ہے جو سہارنپور کے باغ مین موجود ہے - مؤلف خیال کرتا ہے کہ غالباً یہ قسم مسقط سے مقام ہمبرگ مین لائی گئی ہے - یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے -

(۴۹) مسکہ - بقول صاحب کتاب الاثمار اسکا وطن کشمیر ہے - مؤلف کا خیال ہے کہ اسکے پہل غالباً بہت لطیف اور سفید اور اُنکا مغز نہایت نرم مثل مسکہ کے ہو گا - اسی وجہ سے اسکا یہ نام رکہا گیا - جیسا کہ آم کی ایک قسم کا نام حیدرآباد مین ملائی ہے -

(۵۰) موزر ارلی - موزر ایک شخص کا نام ہے جس نے اس قسم کو پایا - ارلی کے لفظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسکا ثمرہ موسم سے پہلے حاصل ہوتا ہے - سہارنپور کے سرکاری باغ مین اسکے درخت ہین اور معمولی قسم کا انگور سمجہا جاتا ہے جسکی کاشت عام طور پر کیجاتی ہے -

(۵۱) میڈرس فیلڈ کورٹ - صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ یہ اعلےٰ قسم کا انگور ہے - جو کہ لکہنؤ کے سرکاری باغ مین موجود ہے - مؤلف خیال کرتا ہے کہ میڈرس فیلڈ کسی شخص کا نام ہے جس نے اس قسم کو پسند کیا - سہارنپور کے سرکاری باغ مین اسکی کاشت ہوتی ہے پہل کالا نیلگون مائل - جس پر بہورے رنگ کا غبار - قد مین بڑا - نمبر (۱۱) کے ہم شکل خوشے بڑے ہوتے ہین - میسور مین بہی اسکے درخت ہین -

(۵۲) ویسٹ سنٹ پیٹرز - یہ قسم غالباً ایک روسی قسم ہے - جو سنٹ پیٹرز برگ کے مغربی حصوں

سے لائی گئی ہے اسکے نام سے اس کا وطن معلوم ہوتا ہے۔ صاحب کتاب الاثمار صرف اسی قدر فرماتے ہین کہ عمدہ قسم ہے اور لکھنؤ کے سرکاری باغ مین ہے۔

(۵۳) **وہیٹ شامپین**۔ غالبًا یہ مقام شامپین کی سفید قسم ہے۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا تذکرہ صرف اسی قدر کیا ہے کہ عمدہ قسم ہے اور لکھنؤ مین موجود ہے۔

(۵۴) **وہیٹ فرانٹک نیاک**۔ اسی کا نام سہارنپور مین وہیٹ فرانٹک نن ہے۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ یہ قسم بہت عمدہ ہے اور لاہور اور سہارنپور مین موجود ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ قسم ایک ایسے شخص کی پیدا کی ہوی ہے جسکا نام غالبًا فرانٹک نیاک یا فرانٹک نن تہا۔ میسور اور سہارنپور کی فہرستون سے اس کا پتا چلتا ہے۔ اسکے پہل سفید رنگ سنہری مائل چہوٹے۔ گول۔ پرذائقہ۔ اور خوشے لانبے اور متوسط گہگنی کی شکل کے یعنی نیچے سے اوپر تک ایک وضع کے گتھے ہوے۔

(۵۵) **وہیٹ سکٹ**۔ یہ مسقط کی ایک سفید قسم ہے جو سہارنپور مین موجود ہے جسکی کاشت عام طور سے پہیلی ہوی ہے۔ معمولی قسم کا انگور ہے۔

(۵۶) **وہیٹ نیس**۔ اسکے نام سے ظاہر ہے کہ یہ سفید عمدہ قسم ہے۔ صاحب کتاب الاثمار بہی اسکی خوبی کا تذکرہ فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ قسم غالبًا ابہی تک ہندوستان مین نہین لائی گئی۔

(۵۷) **وین النوک سیڈلنگ**۔ اسکے نام سے ظاہر ہے کہ النوک نامے کسی شخص سے اسکی بیل کو تخم سے بوکر حاصل کیا۔ سہارنپور مین موجود ہے۔ جسکا پہل سیاہ۔ بیضاوی۔ بڑا۔ پوست پر غبار رکہنے والا۔ ذائقہ مین تیز۔ میٹہا۔ مہتمم باغ سہارنپور اسکے متعلق لکھتے ہین کہ یہ خوب پہیلنے والی قسم ہے اور اسکا پہل نہایت پرذائقہ ہے۔

(۵۸) **وینیارڈو**۔ اسکا لفظی ترجمہ تاکستان ہے اور یہ ایک خاص قسم کا نام ہے۔ مہتمم باغ سہارنپور نے اسکے متعلق صرف اسقدر لکہا ہے کہ عام طور پر کاشت کرنے کیلئے یہ اچہی قسم ہے۔

مولف کی راے مین کاشتکاران اور زمینداران ہند کو صرف اسی قدر معلوم کر لینا کافی ہے کہ چار رنگون کے انگور یعنی سپید و سیاہ و سرخ و سبز سے ہر ایک قسم گول دانون کی بہی ہوتی ہے اور دراز دانون کی بہی۔ عالمان علم نباتات نے بالاتفاق دراز دانون کو گول پر ترجیح دی ہے اور سپید کو رنگ دار پر۔ رنگین مین سیاہ رنگ کو باقی دو رنگون سے بہتر خیال کیا ہے۔ سرخ اور سبز مین کسکو ترجیح ہے اس سے سکوت ہوا ہے۔ پس شایقین زراعت انگور کو اگر اعلے قسم کی کاشت مقصود ہو تو انہین مدارج ترجیح کا لحاظ رکہہ سکتے ہین تاکہ اُنکی محنت اعلی قسم پر صرف ہو۔ اور اعلے درجہ کا نتیجہ اُس سے حاصل ہو۔ ممالک مختلفہ مین خاص خاص اعتبارات سے اقسام انگور کے جو نام قرار پاے ہین۔ اُن سے البتہ اس قدر فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کہ کم درجہ اور مضر اقسام سے احتراز کیا جاے۔ اور عمدہ اقسام سے کام لیا جاے بشرطیکہ اُن ممالک کے باشندون سے امتیاز نوعیت مین مدد مل سکے اسلئے کہ ہر ایک قسم کی نسبت جن علامات اور تعریفات پر لائق مصنفین نے قناعت کی ہے وہ بالکل ناکافی ہین۔ ہم یہ امید نہین کر سکتے کہ صرف ان تعریفات کی بنیاد پر ہم اُن اقسام کا انتخاب کر سکین۔

اگر ہندوستان کی خوش قسمتی سے وہ وقت آ جاے جس مین انگور کی کاشت ہر حصۂ ہند مین نظر آنے لگے اور رعایاے ہند کو اس بے بہا میوہ کی کاشت سے دلچسپی پیدا ہو جاے تو اوسوقت اسکے صدہا نئے نام مختلف اعتبارات سے اوسی طرح ہندوستان مین شہرت پذیر ہو جائینگے جس طرح آمون کے صدہا نام سُننے جاتے ہین۔ ہمکو اپنے ملک کے اس کامیاب میوہ کی نسبت جیسا کہ صرف وجہ تسمیہ سے ہر ایک قسم کی شناخت مین مابہ الامتیاز علامت کا قائم کرنا مشکل ہے غالباً ویسی ہی مشکل مؤلفین بلاد مصر و عرب و عجم و انگلستان کو بھی پیش ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنکے بیان کئے ہوے تعریفات ہمارے لئے کافی طور پر تسکین بخش نہین ہین

فصل دوم متعلق بہ کاشت درخت انگور

اصل اول متعلق باصول عامّہ

(۱) عام ہدایات جو کاشت انگور پر موثر ہین

(۱) باغبانی کے عام اصول۔ علاّمہ نابلسی نے اپنی تصنیف علم الملاحتہ فی علم الفلاحتہ مین ایک عام مضمون باغ لگانے کے متعلق لکھا ہے جو دلچسپی سے خالی نہین ہے - آپ فرماتے ہین کہ باغ لگانے کے لئے ایک ایسا قطعہ زمین کا منتخب کرو جسکا مزاج اعلے درجہ کا - اور جسکا پانی شیرین - اور وہ قطعہ ہموار بہی ہو - اگر ہموار نہ ہو تو درخت لگانے سے پہلے اُسکو ہموار کرلیا جاے کیونکہ ناہموار زمین مین درخت لگانے سے بعض درختون کی جڑین کہل جاتی اور اوپر نکل آتی ہین جسکی وجہ سے درختون کو ضرر پہونچتا ہے۔

آپ کی راے ہے کہ جہان تک ہوسکے باغون کا رخ مشرق کیطرف رکہنا چاہیے اور درختون کو خط مستقیم پر سیدہی صفون مین لگانا چاہیے اور بڑے قد والے اور چہوٹے قد کے درختون کو ایک صف مین ملاکر نہ لگایا جاے - اور اسی طرح کم پتے والے درختون کو زیادہ پتے والون سے نہ ملایا جاے کیونکہ اس امر کی رعایت مین خوبی اور خوشنمائی کے سوا منافع بہی ہین۔

ہر قسم کے درختون کو جدا جدا قطعات مین قائم کرنا چاہیے خصوصاً اس بات کا خیال رکہنا چاہیے کہ جن درختون کا پہل ایک زمانہ مین پختہ ہوتا ہے وہ ایک قطعہ مین رہین۔

جن درختون مین باہمی عداوت ہے اُن کو ایک قطعہ مین کبہی نہ جمع کرنا چاہیے - جہان تک ممکن ہو - اُنکو فاصلہ بعید پر رکہنا چاہیے - جن درختون مین باہمی محبت اور موافقت ہے اُنکا قرب مفید مانا گیا ہے - مگر لحاظ رہے کہ قسم وار کاشت جدا جدا قطعات مین کیجاے۔

بیل دار درختون کے درمیان صرف اُنہین درختون کو بونا چاہیے جنپر بیلین چڑہائی جاسکین یا جنکا وجود خاص منافع اور امراض کے ازالہ کے لئے ضروری سمجہا گیا ہو۔

قدآور اور سایہ دار درختون کو جنکے سایہ سے چھوٹے قد کے درخت دہوپ کی نعمت سے محروم ہوتے ہین۔ قطعات کاشت سے جدا اور باغ کے اطراف مین فاصلہ سے لگانا چاہیئے۔

(۲) انگور کی نسل بڑہانیکے عام اصول۔ **صغریث** اور **بلینوشاد** کا قول ہے کہ انگور کی نسل دو طرح پر بڑہائی جاسکتی ہے (۱) تخم کے ذریعہ سے اور (۲) شاخون کے ذریعہ سے۔ عام طور پر اس کلیہ کو سمجھہ رکہنا چاہیئے کہ اعلیٰ قسم کی کاشت بذریعہ تخم ہے اور دوسرے درجہ مین شاخون وغیرہ کے ذریعہ سے۔ پہر آپ فرماتے ہین کہ اعلیٰ اور ادنے سے ہمارا مقصد یہ نہین ہے کہ شاخون کے ذریعہ سے کاشت کرنے کے مقابل۔ تخم کی کاشت کو باعتبار قوت اور اعلےٰ خوبیون کے ترجیح ہے بلکہ ہمارا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ اول قسم کی کاشت مین بشرطیکہ تخم کی خوبی پر بہروسہ ہو۔ کثرت سے پودے تیار ہوسکتے ہین اور دوسری قسم مین یہ خوبی ہے کہ قسم انگور کی تشخیص آسانی کے ساتہہ ہوسکتی ہے اسلئے کہ سرسبز اور باردار درخت ہمارے روبرو ہے۔ اُسکی شاخون سے قائم کئے ہوے درخت۔ بہ نسبت تخمی درختون کے جلد بارآور ہوتے ہین۔ پس یہ بات فلاح کی راے پر منحصر ہے کہ وہ دونون اقسام کاشت کے فوائد سے ماہر ہوکر اپنی صوابدید کے مطابق جس طریقہ مین اپنے لئے آسانی سمجھے اسکو اختیار کرے۔

صاحب **حسن الصناعہ** فرماتے ہین کہ انگور کی نسل بڑہانے کے درحقیقت چار طریقے ہین (۱) بزر یعنی تخم کے ذریعہ سے۔ (۲) عقل یعنی قلم کے ذریعہ سے جو بڑے درخت سے کاٹا گیا ہو۔ (۳) ترقید۔ یعنی اُن شاخون کے ذریعہ سے جنکو بغیر قطع کرنے کے زمین مین داب دیتے ہین۔ اور جڑون کے نکل آنے کے بعد قطع کرکے دوسرے مقام پر قائم کردیتے ہین۔ (۴) تطعیم یعنی پیوند کے ذریعہ سے۔

مؤلف کہتا ہے کہ ایک اور بہی طریقہ ہے یعنی اُن بچون کے ذریعہ سے بہی نسل بڑہ سکتی ہے جو درخت انگور کی جڑون سے پیدا ہون جنمین جڑین موجود ہوتی ہین جنکو صاحب حسن الصناعہ نے نہین بیان کیا ہے۔ پس انہین پانچون طریقون سے انگور کی نسل بڑہائی جاسکتی ہے۔

جنکا تفصیلی بیان آئندہ بابون مین کیا جاویگا۔ صاحب **کتاب الاثمار** کی راے ہے کہ طریقۂ اول کی کاشت بہ نسبت اور طریقون کے کمزور سمجھی جاتی ہے۔ اور فلاحان عرب کی راے اسکے برعکس ہے۔ عالمان علم نباتات کے نزدیک کلیتہً وہ درخت زیادہ مضبوط اور قوی ہوتے ہین جن کی کاشت بذریعہ تخم کی جاے۔

صاحب **حسن الصناعہ** فرماتے ہین کہ اگر تیار پودے آسانی کے ساتھہ مل سکین اور قابل اطمینان ہون تو مناسب ہے کہ قلم پر انکو ترجیح دیجاے۔ اسلئے کہ وہ جڑون کے ساتھہ تیار ہین۔ اور قلمون اور شاخون کو جڑ پیدا کرنے کے لئے عرصہ درکار ہوگا۔

لیکن اگر اُن نئے پودون کے نبت کی زمین بہ نسبت اُس زمین کے جس مین تم کاشت کرنا چاہتے ہو زیادہ قوی اور عمدہ ہو تو وہ پودے تمہاری زمین مین مشکل سے سرسبز ہون گے اور آسانی کے ساتھہ نہ جمین گے۔ بیماریون اور کمزوری مین مبتلا ہون گے۔ برخلاف قلمون یا شاخون کے جنکا قیام ابتدا ہی سے تمہاری موجودہ زمین مین ہوگا۔

اگر تمہاری زمین خشک ہے جسمین شاخون کے جڑ پیدا کرنے اور نشو و نما حاصل کرنے کی کم امید ہے تو بہ مجبوری پودون ہی کو اختیار کرنا چاہئے اسلئے کہ اُن مین جڑ موجود ہے وہ بہ نسبت شاخون کے مصیبت کو زیادہ جھیل سکتے ہین۔

مؤلف کی راے مین وہ بچے جو درخت انگور کی جڑون کے پاس پیدا ہوتے ہین۔ پودون سے زیادہ بہتر ہین اسلئے کہ وہ اُسی زمین مین پیدا شدہ ہین جسمین آگے کاشت ہوتی ہے۔ اُن مین جڑین بھی موجود ہین سنئے پودون کے لئے اختلاف زمین کا جو اندیشہ اوپر بیان ہوا ہے۔ وہ ان بچون کے لئے نہین ہوتا۔

(۲) آب و ہوا کا عام بیان

صاحب **حسن الصناعہ** کا قول ہے کہ قاسپارین سلم کہتا ہے کہ درخت انگور کی کاشت ہر قسم کی زمین اور آب و ہوا مین ہو سکتی ہے۔ انگور کا درخت ہر ایسے شہر مین قوت اور خوبی کے ساتھہ پیدا

ہو سکتا ہے۔ جہان کی زمینون مین اعتدال کے ساتہہ حرارت پائی جاے لیکن اُسکے پہل کا مغز ہر ایک زمین سے وہ خوبی جسکی وجہ سے اُسکا شیرہ عمدہ نکلتا ہے نہین حاصل کر سکتا۔ اور شکر اور شیرینی کا جزو جو کہ انگوری شراب کا اصلی مادہ ہے کافی مقدار مین اُسی وقت پیدا ہوگا جبکہ سخت دُہوپ کی تاثیر اُس درخت مین پہونچے اور دُہوپ کی حرارت کا درجہ ارتفاع مین متوسط ہو۔ پس اگر عرض شمالی کے پچاس درجون سے دُہوپ کی حرارت تجاوز کریگی تو درخت انگور کو ضروری حرارت کا درجہ حاصل نہوگا۔ اور اُسکے ثمرہ کے شیرہ سے بجز ترش سرکہ وغیرہ کے عمدہ شراب نہ بنے گی۔ اور جسطرح غیر کافی حرارت سے انگور کے ثمرہ کی پیداوار کی خوبی مین نقصان آتا ہے۔ اُسی طرح افراط حرارت سے بہی اُسکو ضرر پہونچتا ہے اور اسوقت اسکے پہل سے شکر اور شیرینی کا مادہ ضرورت سے زیادہ حاصل ہوتا ہے جس سے زیادہ تر وہی چیزین بنتی ہین جنکا قوام غلیظ ہوتا ہے جیسے شیرہ وغیرہ جنکا درجہ خوبی کے لحاظ سے متوسط ہے اور یہ بات انگور کے اُن درختون مین پیدا ہوتی ہے جنکی کاشت عرض شمالی کے ۳۵ درجون سے نیچے کیجاتی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ جبکہ ہم نے خط استوا کے زیادہ قریب آکر دیکہا تو انگور کی کاشت مین ایک اور عیب ہمکو معلوم ہوا۔ وہ یہ کہ انگور کے درخت ہمیشہ بڑہتے رہتے ہین اور ایک ہی درخت پر پہول اور خام پہل اور پختہ پہل ملے ہوے نظر آتے ہین۔ اس کیفیت سے اُنکے ثمرہ سے عمدہ شیرہ ہرگز نہین بن سکتا۔

پس آپکی راے مین انگور کی کاشت عمدہ طور پر اُسی مقام پر ہو سکتی ہے جسکا عرض شمالی ۳۵ اور پچاس درجون کے درمیان ہو۔ جن مقامات پر انگور کی کاشت کامیابی کے ساتہہ ہوتی ہے جہان انگور سے عمدہ شیرہ تیار ہوتا ہے جیسے پرتگال۔ اٹالیہ شام۔ خاصکر فرانس کے ممالک یہ مقامات مندرجہ بالا درجون کے وسط مین ہین۔

پہر آپ فرماتے ہین کہ درخت انگور کی کاشت مین کامیابی صرف عرض البلد ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ سمندر کے مشہور ہی جیسے بلندی کا اندازہ بہی اسمین دخل رکہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرانس [illegible]

کے بعض [illegible] موافق ہین لیکن [illegible]

سے اونکی بلندی کا اندازہ انگور کے مخالف ہے - یہی وجہ ہے کہ اُن مین انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھہ نہین ہوتی - آپکی راے مین سطح سمندر کے مساوی بلکہ اس سے بلند مقام کاشت انگور کے لئے زیادہ موافق ہین بلندی سے بہت زیادہ بلندی مقصود نہین ہے -

آپ ہی کا قول ہے کہ اسی طرح زمین کے عرض اور طبعی دورون سے ملک کا احوال مختلف ہوتا ہے - بدینوجہ کہ جنوبی عرض البلد مین شمالی عرض البلد کی نسبت حرارت زیادہ ہوتی ہے - انگور کی کاشت بہی بہ نسبت شمالی حصہ کے جنوبی حصہ مین زیادہ نظر آتی ہے -

آپ ہی کا قول ہے کہ جن مقامات کو ہم باعتبار عرض البلد انگور کے لئے ناموافق تجویز کرتے ہین بسا اوقات اُن مقامات مین بھی انگور کی کاشت کامیابی کی حالت مین دیکھی گئی ہے - اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ اُن مقامات کی ہوا مین بعض معدنی اور دوائی اجزا کی تاثیر ہے یا اسوجہ سے کہ اُن کا نشیب اور اطراف کی بلندی سرد ہواؤن کی مانع ہوتی ہے -

بقول انسائکلوپیڈیا ایک روسی محقق کی راے کے مطابق مقام ارون (جو روسی ارمینیا مین واقع ہے) کا ادنے درجہ حرارت کا (۱۱ ء سینٹگریڈ (یہ ایک قسم کا تھرما میٹر ہے) اور اسکے اعلے درجہ برودت کا ماہ جنوری مین منفی تیس ڈگری ہے اور بخارا کی حرارت کا ادنے درجہ چار ڈگری ہے سینٹگریڈ - اور برودت کا اعلے درجہ منفی ۲۲ ہے جہان پر انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھہ ہوتی ہے کوہ الپس کے ۷۰ ۱۰ فیٹ اور پیڈمانٹ کے ۳۱۸۰ فیٹ کی بلندی تک انگور کی کاشت شاداب حالت مین نظر آتی ہے - زمانہ حال مین یورپ کے اُن مقامات کی حد جہان انگور کی کاشت مین کامیابی حاصل ہے - بُرٹنی سے (جسکا عرض البلد ۴۷ ڈگری ۳۰ حصہ ہے) رہائن کے اُس پار تک پہونچتی ہے اور بیلجیم اور تورنگیا سے گزر کر سلیسیا تک قائم ہے جسکا عرض البلد ۵۱ ڈگری ہے -

صاحب فلاحتہ النبطیہ کا قول ہے کہ گرم ہوائین جو سمندر پر سے گزر کر آتی ہین - انگور کے درختون کے لئے نہایت مفید ہے - اسکی گرمی مین ایک قسم کی رطوبت ہوتی ہے - جو درخت مین خشکی پیدا ہونے نہین دیتی بلکہ رطوبت پہونچاتی ہے - اس ہوا سے انگور کے درختون

کو غذاے کثیر حاصل ہوتی ہے اور اُن کا مغز پھولتا اور تر و تازہ ہوتا ہے اور اُنکی قوت بڑہتی رہتی ہے۔ جن مقامات مین فاسد پانی جمع رہتا ہے اور اُسمین سڑاہند پیدا ہوجاتی ہے۔ اُنپر سے جو ہوا گزر کر آتی ہے وہ انگور کے لئے زہر قاتل ہے۔ اسی طرح جس ملک مین جہاڑیان کثرت سے ہین۔ خصوصًا بانس کی جہاڑیان وہان کی ہوا انگور کے لئے غیر مفید ہے۔ اکثر ایسے مقامات مین انگور کے کہیتون کو ہوا کی خرابی سے کیڑا لگ جاتا ہے اور بہت جلد سرایت کرتا ہے۔ اور انگور کے کہیتون کو تباہ کردیتا ہے۔ ایسی غلیظ ہواؤن سے اس کیڑے کو غذا ملتی رہتی ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ جس درخت انگور کے نشو و نما مین خلل معلوم ہوا اور یہ بہی معلوم ہو کہ ان کہیتون کے متصل ایسے غلیظ اور ناموافق مقامات ہین جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے تو سمجہہ لو کہ اوسکا علاج صرف یہی ہے کہ اُن مقامات کی صفائی کیجاے اور اُنکی ہوا کی اصلاح کے سامان مہیا کئے جائین۔ جب تک اُن مقامات کی ہوا درست نہوگی خارجی تدابیر سے ہم انگور کے کہیتون کی پرداخت نہ کرسکین گے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب زہریلی ہوا کی اصلاح ہمارے امکان سے خارج ہے تو ہمکو ایسے مقام پر انگور کی بیلین موٹے تنے والے بلند بالا درخت پر چڑہا دینا چاہئے جسمین قبض کی صلاحیت ہو شاید اس تدبیر سے انگور کی جان بچ جاے اسلئے کہ ہوا کی خرابی کا مقابلہ البتہ وہ بڑے درخت کرسکتے ہین۔ اور انگور کی نازک بیلین اُن کی آڑ مین کسی قدر محفوظ رہ سکتی ہین۔

آپ فرماتے ہین کہ جن مقامات مین کُہرا زیادہ برستا ہے اُن مقامات کی آب و ہوا انگورون کے لئے قطعاً ناموافق ہے۔ جب ایسے کسی مقام پر ناگزیر کاشت کا اتفاق ہو تو صرف ایک تدبیر ہے جس سے آب و ہوا کی خرابی کا اثر ایک حد تک دفع ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکار رات مین متعدد دفعہ جلتی ہوی مشعلون کے ساتہہ انگور کے کھیتون مین پہرین اور منڈوون کو موٹے موٹے درختون پر بلندی کے ساتہہ قائم کرین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جن مقامات مین رات دن سخت اور گرم ہوا کے جہونکے چلتے رہتے ہین

وہان بہی انگور شاداب نہو گا۔ ایسے مقامات پر انگور کی بیلون کو زمینون پر پہیلا نا قطعًا مضر ہے۔

صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ درخت انگور کے لئے گرم اور تیز ہوا بہی ایک آفت ہے جو طرفتہ العین مین درخت کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔ جس مقام پر ایسی ہوا چلنے لگے تو درختان انگور کے بچانے کی اعلے تدبیر یہ ہے کہ عمیق گڑہے تین تین چار چار فیٹ کے اُنکے تہالونمین کہود کر اُن گڑہون کی تہہ پر انگور کے درخت قائم کر دیے ہین۔ جب یہ ہوا بند ہو جاے تو اُنکو بلندی پر لانا کچہ مشکل نہین ہے

پہر آپ فرماتے ہین کہ تیز ہوا انگور کے لئے بہت خطرناک ہے اُسکی وجہ سے درخت انگور بعض وقت سیاہ ہو جاتا ہے اور کبہی سُرخ۔ اور کبہی زرد۔ کبہی اس ہوا سے درخت مین نفخ پیدا ہو جاتا ہے کبہی تمام پہل جہڑ جاتے ہین۔ کبہی کہلا کر ٹہٹہر جاتے ہین۔ پس جب کہ تیز ہوا چلنے لگے تو اُسکو تیز آگ سے بدتر سمجہنا چاہئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جو ہوا مغرب کیجانب سے تیز چلتی ہے وہ مفسد ہوا ہے جسکو زبان عرب مین **دبور** کہتے ہین اور ہندی مین پچہوا۔ دبور کے معنی پیٹھ پہیرنے والے کے ہین۔ بدینوجہ کہ ایک فلاح مشرق کیطرف مُنہ کئے ہوے اور درختون کو بچاے ہوے اس ہوا کو اپنی پیٹھ پر لیتا ہے یا یہہ کہ وہ خود قبلہ سے پیٹھ پہیر کر آتی ہے اسلئے عربون نے اسکو دبور کہا۔ آپ ہی نے فرمایا کہ اس ہوا مین زیادہ ضرر رسان وہ ہوا ہے جو مغرب اور شمال کے درمیان سے چلتی ہے۔ سردی کیوجہ سے اسکا زیادہ ضرر ہے۔ خالص مغربی ہوا اگرچہ کیفیت ردّیہ مین اس سے فائق ہے لیکن اوسمین سردی کم ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمام درختون کو عمومًا اور درخت انگور کو خصوصًا سرد ہوا زیادہ مضر ثابت ہوتی ہے۔ قوی درخت تو کسی قدر متحمل بہی ہوتے ہین لیکن ناتوان پودے بالکل اسکا تحمل نہین کرسکتے گرم موسم مین جو گرم ہوا زیادہ مضرت رسان ہے وہ بہی شمال اور مغرب کی درمیانی ہوا ہے لیکن گرم ہوا کا ضرر سرد ہوا کے مقابلہ مین کم ہے۔ **مینوشاد** نے مغربیہ خالصہ یعنی خالص مغربی ہوا کو بہی درخت انگور کے لئے گزند رسان خیال کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس ہوا سے درخت انگور کے جسم مین بہت سے تغیرات پیدا ہوتے ہین اور وہ مولد امراض ہین۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ نے ذکر کیا ہے کہ حینافا. بادشاہ کے عہد مین شباط کے مہینہ مین ایک دفعہ یہ ہوا چلتی تہی جس سے نہ صرف انگور بلکہ تمام کہیتیان خاک مین مل گئی تہین۔ اور بہت سخت قحط واقع ہوا تھا۔ فلاحان عرب جب اس ہوا کے آثار پاتے ہین تو انگور کے درختون کو خرما کی ٹٹیون اور پردون سے بچاتے ہین۔ یہ حائلات اُسی وقت تک کام دیتے ہین جب تک ہوا خفیف ہو۔ جب اس ہوا کی شدت ہوتی ہے تو اِن تدابیر سے کچھ نفع نہین ہوتا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جب آفتاب کا دورہ برج حمل و ثور و سنبلہ مین واقع ہو تو اُس زمانہ مین جو مغربی ہوا چلتی ہے اُس سے چندان ضرر نہین ہوتا مگر جبکہ آفتاب برج حمل اور برج ثور کے نصف مین آ جاتا ہے تو اُسوقت البتہ اس ہوا کے چلنے سے انگور اور خرما کو نقصان پہونچتا ہے۔ جب آفتاب کا دورہ برج میزان کے شروع سے برج حوت کے آخر تک رہتا ہے تو اس زمانہ کی مغربی ہوا زیادہ مضرت بخش ہوتی ہے۔

قوثامی کا قول ہے کہ یہ ردی ہوا جس روز سے چلنا شروع ہوتی ہے دماغون مین اُسکی بدبو سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ یہ جب بدن پر لگتی ہے تو روئین کہڑے ہونے لگتے ہین۔ اسی زمانہ مین دودہ پینے والے بچے سست اور دُکہیا نظر آتے ہین۔ اس ہوا کا گزر ہر ایک چیز مین انتہا درجہ کی خشکی پیدا کرتا ہے اور ہر ایک چیز کی جلد پر سیاہی کے آثار نمود ہوتے ہین۔ اس موقع پر آپ نے ایک عجیب بات بیان کی ہے۔ فرماتے ہین کہ ہر ایک ایسے مقام پر جہان انگور کے کہیت ہون ایک چہوٹے سے رقبہ مین پودینہ بہی بو یا جاے۔ جس لحظہ پودینہ خود بخود سرد ہوا سے خشک اور سیاہ ہونے لگے تو انگور کے درختون پر آڑ قایم کرنے مین غفلت نہ کرنا چاہیئے۔

ماسی سورانی نے اپنے ایک قصیدہ مین کہا ہے کہ اگر تجھکو معلوم ہوجاے کہ دن کو چڑیان شور مچاتی ہین اور رات کو طائر قطا شور کرتا ہے تو سمجھ لے کہ یہ موذی ہوا چلنے لگی۔

آپ فرماتے ہین کہ کبھی ایسا بہی ہوتا ہے کہ مشرقی ہوا مغربی ہوا کے ساتھ ملکر نباتات کے لئے اُس ضرر کو دفع کردیتی ہے جو مغربی ہوا مین پایا جاتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی کے درمیان مہندسین نے ایک خط قائم

کیا ہے اس خط کے لحاظ سے جو مقامات غرب کی طرف واقع ہین وہ اس ہوا سے زیادہ متاثر ہوتے رہتے ہین اور جو مقامات شرق کیجانب ہین اُن پر اس ہوا کا صدمہ کم ہوتا ہے۔ پس یہی معیار ہے اس بات کے دریافت کرنے کی کہ کس کس ملک مین انگور شادابی کے ساتھہ ہوتا ہے۔

فلاحان عرب کا قول ہے کہ سرد ملکون کے مقابلہ مین گرم ملک درخت انگور کے لئے زیادہ مفید ہین اور سطح سمندر سے زیادہ بلند مقامات کے مقابلہ مین وہ مقامات زیادہ مرجح ہین جنکی سطح بہت زیادہ اونچی نہ ہو۔

بعض تجربہ کارون کی راے ہے کہ جن مقامات کی بارش کا اوسط سو انچہ سے زیادہ ہے اُن مقامات پر بھی انگور کی کاشت شاداب نظر آئی۔ اور جن مقامات کا اوسط کم سے کم پانچ انچہ ہے وہان بھی انگور اچھی حالت مین پائے گئے۔ ایک محقق یورپ کا قول ہے کہ جس مقام پر پانی کی گہرائی ۵، فیٹ سے زیادہ ہے وہان اگر خارجی ذرائع آبپاشی کے وسیع نہین ہین تو انگور کی کاشت شادابی کے ساتھہ نہو سکے گی۔ اسلئے کہ انگور کی جڑین زمینی رطوبت کو بہت زیادہ دوست رکھتی ہین اور اُنکی روانی زمین کے اندر مثل کھجور کے عمق پسند نہین ہے۔

ہندوستان کے ایک مؤلف نے اپنی تالیف مین لکھا ہے کہ انگور کی کاشت کے لئے اُن کو پنجاب اور خاص کر لاہور کی آب وہوا مفید نظر آئی۔ انگور کے متعدد اقسام کی کاشت لاہور مین کامیابی کے ساتھہ نظر آتی ہے۔ پنجاب مین خاص کر ایک قسم جسکے پھلون مین تخم نہین ہوتا اچھی حالت مین دیکھی گئی۔

ایک بزرگ نے اپنی قیمتی تالیف مین اسکا ذکر کیا ہے کہ دولت آباد دکن مین انگور کی سیاہ قسم بہت اچھی حالت مین ہے جسکو آپ نے زمانۂ سیاحت مین بچشم خود دیکھا ہے اور اُسکے ثمرہ سے ذائقہ بھی حاصل کیا ہے جو نہایت لذیذ تہا۔

ایک محقق ہند کا قول ہے کہ ریاست ریوان اور کالنجر مین نہایت نفیس انگور پیدا ہوتے ہین۔ کنوار مین بھی ایک نہایت عمدہ قسم شاداب پائی گئی ہے جسکا وطن غالبًا کشمیر یا وسط

ایشیا ہے۔
ایک مستند کتاب مین اسکا ذکر ہے کہ بنگلور مین انگور کی ایک خاص قسم ہے جسکے پھل اکتوبر یا نومبر مین پختہ ہوتے ہین اور افراط کے ساتھہ ہاتھہ آتے ہین۔
مولف کتاب الاثمار نواح کلکتہ کی آب وہوا کو انگور کے لئے مخالف خیال فرماتے ہین۔ اور اپنے تجربہ پر فرمنجر صاحب کی شہادت پیش کرتے ہین جنہون نے ۱۸۵۵ء مین اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ہم یورپ کے عمدہ اقسام اوٹا کمنڈ سے چنورا لائے مگر کوئی قسم بھی بالیدہ نہین ہوئی جیسی آئی ویسی ہی رہی۔
مولف موصوف کا خیال ہے کہ فرمنجر صاحب کے لائے ہوئے انگور نازک قسم کے ہون گے اسلئے اطراف کلکتہ کی ناموافقت آب وہوا سے ضائع ہوگئے اگر قوی اور مضبوط اقسام کے انگور کلکتہ اور اُسکے اطراف مین بوئے جائین توپیداوار کی امید ہوسکتی ہے۔ مولف حقیر کی راے مین یہ حجّت غور کے قابل ہے۔ قوی اور مضبوط اقسام سے نہ معلوم حضرت کا کیا منشا ہے۔ ایسا قوی اور مضبوط میوہ شاید ہے کہ مشکل ہی سے ہاتھہ آئے۔ جو ناواقف اور غیرمحتاط فلاحون کے ہاتھہ مین صرف اپنی مضبوطی کیوجہ سے شاداب ہوکر آب وہواے مقامی کو کامیابی کا تمغہ عطا کرے میری راے مین درحقیقت بونے والے کے خیالات نازک اور معلومات قوی ہونے چاہئین ورنہ سخت سے سخت جان درخت بھی نااہل کے ہاتھون مین پنپ نہ سکے گا۔ انہین بزرگوار نے ایک اور موقع پر بیان فرمایا ہے کہ حوالی کلکتہ مین گوہری کے مقام پر ڈبلیو اسٹاکرٹ صاحب نے انگور کی کاشت کی تھی جو خوب بالیدہ ہوئی۔ جناب کے خیال مین یہ قسم تنومند اور قوی اور قابل تعریف تھی۔ خاکسار کہتا ہے کہ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے کہ ڈبلیو اسٹاکرٹ صاحب کا تمغہ انگور کو پہنایا جاتا ہے۔ قدماے عرب اور عالمان علم نباتات نے تمام میوون مین بلاشک میوہ انگور کو نازک اور لطیف میوہ کہا ہے۔ لیکن اسکے اقسام مین کسی ایسے سخت جان انگور کا کہین تذکرہ نہین فرمایا جو نگہداشت نہ ہونے پر بھی شاداب رہکر اعلےٰ درجہ کے ثمرہ سے فلاح کا مُنہ میٹھا کرے۔ ہم نے

اپنی اس کتاب کے دیباچہ مین مولفین ہند کا جسقدر گلہ رہا ہے اُسکی یہ بھی ایک مثال ہے۔ کتاب الاثمار کے اور عنوان اور خصوصاً اُسکی فہرست کی وسعت سے ہمکو بہت کچھ امید بندہی کہ غالباً اس کتاب سے کاشت انگور کے متعلق بہت کچھ مفید باتین معلوم ہوسکین گی۔ لیکن جب فہرست کی مدد سے کتاب کے صفحات ۲۹۶ لغایت ۳۲۰ کی سیر ہمنے کی تو اُسکے بہت بڑے حصہ سے ہمکو مایوسی کا ثمرہ ہاتھہ آیا۔ جابجا اہل ہند کے سر یہ الزام تھوپا گیا ہے کہ اُنکی بے توجہی ناکامی کا سبب ہے اور کلکتہ کی آب و ہوا کو یہہ سرٹیفکیٹ عطا ہوا ہے کہ نازک اقسام انگور کو شاداب کرنے کی صلاحیت اسمین نہین ہے حقیقت یہہ ہے کہ ممالک بنگال مین اقسام زمین۔ اوسط بارش۔ لیول۔ پانی کی کیفیت اور ہوا کے اعتبار سے ایک چیز بھی انگور کے مخالف نہین معلوم ہوتی۔ ناکامی کا اصلی سبب زمینداروں اور کاشتکاروں کی ناواقفیت اور قواعد کاشت و نگہداشت کے سرمایہ کی قلت کے سوا کوئی اور بات سمجھہ مین نہین آتی انگریزی تصانیف کثیرہ کی جسقدر کیفیت ہمکو دریافت ہوئی اُس سے یہ نتیجہ ہم نے پیدا کیا ہے کہ ہندوستان کے لئے اُن سے بہت کم مدد مل سکتی ہے۔

مولوی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار نے اپنی تالیف **میوہ جات** مین فرمایا ہے کہ **کلو** اور **شملہ** کے نواح مین امریکہ کے انگوروں کی چند قسمین بوئی گئین اور بارآور ہوئین جنکے آگے کابل کے انگور بھی بعض اوقات شرمندہ ہو جاتے ہین۔ خصوصاً سیاہ انگور نہایت خوش ذائقہ ثابت ہوے۔ آپ کی راے ہے کہ انگور کے اعلے اقسام کی کاشت ہندوستان کے ہر حصہ مین کامیابی کے ساتھہ ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ اُن کی کاشت مین باقاعدہ طریقہ اور قواعد نگہداشت کی پابندی کی جاوے۔ لکھنؤ اور سہارنپور کے سرکاری باغات مین انگور کے بعض اقسام اچھی حالت مین ہین۔ مدراس پریسیڈنسی کے بعض مقامات پر جیسے کڑپہ۔ راے ویلور انگور کے بعض درخت عمدہ ثمرہ دیتے ہین حیدرآباد دکن (جہان مولف کا مستقر ہے) کے بعض مکانات اور باغات مین انگور کے درخت شاداب ہین اور وافر ثمرہ اُن سے حاصل ہوتا ہے۔ ان تمام مثالون سے مولف کہہ سکتا ہے کہ انگور کی کاشت کیلئے ہندوستان کی آب و ہوا ہرگز مخالف نہین ہے۔ قواعد کاشت و نگہداشت کیجانب زمینداروں کو البتہ

توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۳) اُن زمینات کا عام بیان جو انگور کیلئے موافق یا مخالف ہین

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ نباتات کی ہر ایک قسم خواہ چھوٹے قد کی ہو یا بڑے قد کی جب اُسکی پرورش زمین سے متعلق ہے۔ تو اُس کو مناسب اور موزون زمین سے بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ زمین ہی سے اوسکو غذا ملتی ہے۔ زمین کی طبیعت کا اثر اوسمین ہوتا ہے اور نیز زمین ہی سے اوسکو پانی ملتا ہے۔ پس اگر زمین ناقص یا مخالف ہے تو سمجھہ لینا چاہئے کہ پودون مین عوارض پیدا ہون گے۔ اگر زمین کامل اور موافق ہے تو پودے اچھی حالت مین رہین گے۔

قسطوس نے اپنی تالیف فلاحتہ رومیہ مین لکھا ہے کہ انگور کی کاشت کے لئے ایسی ہی زمین اختیار کیجاے جو عمدہ اور شیرین اور صاف ہو۔ کیونکہ جس قدر زمین عمدہ ہوگی اوسی قدر ثمرۂ انگور سے عمدہ شیرہ حاصل ہوگا۔ بدرجہ مجبوری اوسط درجہ کی زمین بھی اس کام کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ لیکن ادنے درجہ کی زمین مین کبھی اپنی محنت کو ضائع نہ کرنا چاہئے اسلیئے کہ درخت کبھی شاداب نہونگے ثمرہ قلیل حاصل ہوگا۔ جس سے ناقص قسم کا شیرہ ہاتھہ آئیگا جو دیرپا نہ ہوگا۔ اور اُسکی بُو بھی اچھی نہوگی۔ ذائقہ خراب ہوگا یہان تک کہ اُسکے پینے والے کو فائدہ کے عوض ضرر پہونچیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جس زمین پر بارش ہوکر ابر کے کھُل جانے کے بعد پانی اوسمین جذب ہوجاے اور جابجا دراڑین پیدا نہون وہ زمین عمدہ اور انگور کی کاشت کے قابل ہے۔ یا جس زمین مین خودرو نباتات کثرت سے نظر آئین تو سمجھہ لو کہ انگور کے لئے مفید ہے یا جس زمین کے درخت گھنے اور موٹے تنہ کے ہون اوسکو بھی اعلے درجہ کی زمین اور انگور کی کاشت کیلئے مفید سمجھو۔

آپ فرماتے ہین کہ جس زمین کے نباتات کمزور ہون یا اُنکے تنے زبردست نہ ہون اُسکو دوسرے درجہ مین اختیار کرسکتے ہو۔ لیکن جس زمین مین روئیدگی کم ہو۔ اور جو درخت اوسمین موجود ہون وہ ٹھٹھرے ہوے پاے جائین اوسمین انگور کے پودون کو ضائع مت کرو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ عمدہ زمین کو اُسکی مٹی کی بُو اور چاشنی سے معلوم کرسکتے ہو۔ اُسکا طریقہ یہ ہے

کہ کسی مقام مین دونین ہاتہہ کا عمیق گڑہا کہودو۔ اور اُسکی مٹی لیکر شیشہ کے ظرف مین میٹھے پانی مین گہولکر رکہدو۔ جب پانی صاف ہوکر نتہر جاے تب اُس پانی کو چکھو اور سُونگہو اگر ذائقہ شیرین ہے تو اول درجہ کی زمین اور انگور کے لئے نہایت موافق ہے اگر مزہ نمکین ہو تو ہم کبہی صلاح ندینگے کہ انگور کی کاشت اوسمین کیجاے۔ تلخ ذائقہ کی زمین تو سب سے خراب درجہ کی ہے خصوصاً اس زمین سے احتراز کرو جسکے پانی کی بو متعفن ہو۔

پہر آپ فرماتے ہین کہ جس زمین مین تم انگور کی کاشت کرنا چاہتے ہو۔ اُسمین ایک مختصر سا گڑہا کہودو۔ پہر اُسکی نکلی ہوی مٹی اوسی مین داب کر بھردو۔ اگر کچہ حصہ مٹی کا بچ رہے تو سمجہ لو کہ اعلے قسم کی زمین ہے اگر کوئی حصہ نہ بچا اور گڑہا بھر گیا تو اُس زمین کو اوسط درجہ کی خیال کرو۔ اگر اُس گڑہے کے بھرنے کے لئے وہ مٹی کافی نہ ہوی تو جان لو کہ اوس زمین مین نقص ہے اور خراب قسم کی زمین ہے جسکا درست کرنا بہت مشکل ہے۔

صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ انگور کے پودے لگانے کے لئے زیادہ موافق وہ زمین ہے جو چکنی ہو۔ اور اوسکا رنگ اکثر مائل بہ سیاہی رہے۔ پہر اگر اوسکے ساتہہ چیپ دار بہی ہو جو کہ دشواری سے ریزہ ریزہ ہوسکے تو ہرج نہین ہے اور چکنی مین متوسط درجے کی زمین انگور کے لئے بہت مفید اور مناسب ہے اور اس زمین کی طبعی خاصیت یہ ہے کہ اگر میٹھے پانی سے سیراب کیجاے تو وہ اوسکو پی جاتی ہے اور کسی قدر پانی اُسکی تہ مین اُتر کر ٹھہر جاے پہر کچہ زمانے کے بعد معدوم ہوجاے۔ آپ ہی کی راے ہے کہ جو زمین پن چور اور چیپ دار مائل بہ سختی ہے یا گچ کا خاصہ رکہتی ہے جو پانی کو اوپر کی جانب روک رکہتی ہے یعنی نہ تو اوسکو کثرت کے ساتہہ پیتی ہے اور نہ اپنے نیچے کی جانب جذب کرتی ہے - اس قسم کی زمین البتہ انگور کے لئے غیر صالح ہے اس قسم کو ترکاریون سے زیادہ مناسبت ہے۔

آپ نے لکہا ہے کہ بعض زمینون کی خاصیت یہ ہے کہ سیراب کرنے پر کل پانی کو پی جاتی ہین اور اپنے تہ مین اُتار لیتی ہین اور اونکے اوپر کا حصہ خشک رہ جاتا ہے۔ اس قسم کی زمینین بہی انگور کے لئے موزون نہین سمجہی جاتین۔

جو زمینین چکنی اور متوسط درجہ کی چیپ دار اور متخلخل ہین اور سیرابی مین متوسط درجہ رکھتی ہین۔ جو نہ تو بالکل پانی کو روک رکھتی ہین (جسکی یہ علامت ہے کہ تھالہ مین کیچڑ ہو جاتی ہے) اور نہ بالکل اپنی تہ مین جذب کر لیتی ہین وہ بقول احمد بن وحشیہ انگور کے لئے نہایت مفید مانی گئی ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ زمینات کی صورت اور رنگ سے ہمارے بیان کئے ہوے علامات کو دریافت کر لینا کچھ مشکل کام نہین ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض زمینین ایسی ہوتی ہین کہ اونکی ظاہری صورت اور رنگ دونون اُنکی عمدگی کو ظاہر کرتے ہین لیکن جب اندر کیجانب ایک یا دو گز تک کھودی جائین تو دوسرا رنگ اور دوسری قسم پائی جاتی ہے جو انگور کے لئے ہمارے بیان کئے ہوے علامات کے لحاظ سے غیر مفید ہوتی ہے۔ محتاط فلاحون کا فرض ہے کہ وہ جس رقبۂ زمین مین انگور کا باغ لگانا چاہین اُس کے متفرق مقامات مین ۳ گز کے عمیق گڑھے کھودین۔ اور دیکھین کہ آیا اندر کا حصہ ظاہری حصہ سے مغائر تو نہین ہے اگر خفیف سا تفاوت نظر آے تو سمجھ لینا چاہئے کہ زمین اچھی ہے اور انگور کے لئے مناسب اور موزون ہے اگر بہت بڑا تفاوت نظر آوے تو اُس سے احتراز ہی اولے ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارا مقصد احتراز سے یہ ہے کہ اگر بہتر قسم کی دوسری زمین موجود ہو تو اوسکو ترجیح دیجاے ورنہ اُسی موجودہ زمین کی اصلاح خارجی تدابیر سے کیجاے مثلاً اوسمین ایک عمیق گڑھا کھود کر جو عمق مین ۲ فیٹ سے کم نہ ہو جو عرضاً اور طولاً نُو نُو فیٹ رہے اُس سے نکلی ہوی مٹی کو اعلے قسم کی کالی مٹی سے مخلوط کر کے بھر دینا ہماری ضرورت کے لئے بالکل کافی ہے۔

طامثری کنعانی کی راے ہے کہ انگور کے لئے زیادہ مناسب تمام اقسام زمین سے وہ مٹی ہے جو نہرون سے جمع کی گئی ہو۔ اور اوسپر مکدّر پانیون کا گزر ہو چکا ہو اور کئی طغیانیان اوسپر آچکی ہون۔ پھر وہ چھن چھنا کر خالص مٹی رہ گئی ہو۔ پس اگر ایسی مٹی کا جمع ہو سکنا ممکن ہو تو اوسکو جمع کر کے اُس قطعہ زمین پر جسمین انگور کی کاشت مقصود ہے پھیلا دیا جاے۔ یعنی جو عمیق گڑھے اسکے لئے تیار کئے گئے ہون اُن مین صرف یہی مٹی یا اگر زیادہ نہ مل سکے تو گڑھون سے نکلی ہوی مٹی کے ساتھ اسکو مخلوط

کرکے پاٹ دیا جاوے۔ اگر کوئی قطعہ خود اسی قسم کی زمین کا ہاتھ آوے تو وہ انگور کی کاشت کے لئے اعلےٰ صلاحیت رکھیگا۔ ہندوستان کے بعض تجربہ کار فلاحون نے اسکے قائم مقام اُس زمین کو قرار دیا ہے جو دریا برآمد ہو جو اکثر ندیون یا جھیلون یا تالابون کے کنارون پر ملتی ہے۔ جس پر طغیانی کے زمانہ مین پانی پہونچتا ہے۔

طامشری کنعانی نے کہا ہے کہ جو زمین مادّی طور پر کچھ تری اور نمی رکھتی ہو۔ اور بالکل خشک نہ ہوتی ہو۔ جیسا کہ تالابون کے قریب کے قطعات ہوتے ہین یا ندیون سے متصل بھی پائے جاتے ہین اگرچہ وہ دریا برد و دریا برآمد نہون تاہم وہ انگور کی کاشت کے لئے موزون ہین۔ ایسے زمینات سے صرف مٹی لیکر تیار شدہ گڑہون کو اُس سے بھر دینا بھی کافی ہے اور ہمیشہ اُن گڑہون کو کم سے کم سال مین ایک بار ایسی مٹی سے بدلتے رہنا چاہیئے۔ اس طرح پر کہ جڑون کو ہرج نہ پہونچنے پاوے اور اطراف سے یہ کام کیا جاوے۔ یا کم سے کم پانی مین ایسی مٹی کو ملا کر اُس سے آبپاشی کرنا چاہیئے اس طریقۂ عمل سے بھی پودون کو بہت فائدہ پہونچتا رہیگا اور مقامی زمین کی ناقابلیت کا بدل ہو جاویگا۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کی راے ہے کہ یہ سب تدابیر مجبوری کی حالت کے لئے ہین۔ اولےٰ یہ ہے کہ کاشت کیلئے مناسب اور موزون قطعہ ہی تجویز کیا جاوے۔

طامشری کنعانی کا قول ہے کہ انگور کے درخت بلند مقام پر لگانے سے احتراز کرو۔ اسلئے کہ بارش کے زمانہ مین اونکی جڑون کو بہت نقصان پہونچے گا جڑون کی مٹی کا بڑا حصہ بہ جائیگا۔ اور کھاد نہ جم سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ بلند مقامات پر لگاے ہوے انگور ہمیشہ حالت ضعف مین پائے گئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی کاشت کے لئے اسکا لحاظ رکھو کہ وہ مقامات ہموار میدانون مین واقع نہ ہون بلکہ ایسی جگہہ مین ہون۔ جہان کچھ نشیب و فراز ہو یعنی چھوٹے چھوٹے ٹیلے اُسمین واقع ہون تاکہ انگور کے درخت اُن ٹیلون سے سہارا پکڑین کیونکہ وہ ایسے ٹیلون کو بالطبع پسند کرتے ہین اور موضع کاشت بھی ایسی نشیبی جگہہ مین ہونا چاہیئے جہان بلندی سے سیل آنے کا اندیشہ نہو تاکہ پانی کا بہاو جڑون کو مٹی سے بالکل خالی نکردے اور کھاد کو بہا نہ لیجاوے۔

مناسبت زمین سکے بیان کے آخر پر صاحب فلاحۃ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ تم اسبات کو یاد رکھو کہ جو اجزا بارش سے بہہ کر پہاڑیوں ٹیلوں سے انگور کے درختوں کی جڑوں مین پہونچتے ہین۔ اُن سے صرف معمولی فوائد منتصور نہین ہین بلکہ وہ بہت بڑے نفع رسان ہین انہین اجزاسے ڈالیان موٹی ہوتی ہین اور پتے کثرت سے نکلتے ہین اور خوشون کی ڈنڈیان قوی ہوجاتی ہین۔ درخت اپنی جگہہ مین پہیلتے ہین۔ بار کثرت سے آتا ہے جسمین شیرہ وافر رہتا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اگرچہ زمینی صلاحیت کے بیان سے اسکو زیادہ تعلق نہین ہے۔ لیکن اس قدر ضرور تعلق ہے کہ زمین کی صلاحیت ان اجزاسے ترقی پذیر ہوتی ہے۔ علی ہذا کہاد کے ذریعہ سے جڑون کو ڈہاپنا اور نئے مقام کی مٹی لاکر جڑون مین پہونچاتے رہنا یہ سب طریقے بہت کارآمد ہین جنسے زمینی صلاحیت ہمیشہ بڑہتی رہتی ہے۔ پس جو زمین جس قسم انگور کے لئے منتخب کیجاے اُس مین ان مراتب کا لحاظ ہر ایک فلاح کو رکہنا چاہیئے۔

اور پہر آپ فرماتے ہین کہ تم اس کلیہ کو بہی یاد رکہو کہ جن زمینون کی مٹی مین ریت کے اجزا ہون وہ ہمیشہ درخت انگور کو ردی امراض سے محفوظ رکہین گی۔ ایسی زمینین عام اعتبار سے انگور کے تمام اقسام کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوی ہین۔

صغریث جو ایک بڑا تجربہ کار اور انگور کا خاص فلاح تہا۔ اُسنے بہی طامثری کنعانی کی راے سے اتفاق کیا ہے۔

الوخا نام ایک فلاح گزرا ہے جسکا قیام سرد مقام پر تہا۔ اُسکی یہ راے ہے کہ ہر ایک زمین کو انگور کے لئے موافق خیال نہ کرلینا چاہیئے جیساکہ بعض کی راے ہے اتفاقاً اگر تمکو ایک خاص زمین۔ انگور کی ایک قسم کو موافق نظر آئے تو پہر وسامت کرو کہ وہ دوسرے اقسام انگور کو بہی موافق ہوگی۔ زمین کی موافقت سب پر فائق اور کاشت کی کامیابی کا اعلے ذریعہ ہے۔ پس جو زمین متخلخل اور چکناہٹ لئے ہوے۔ مائل بہ سیاہی ہو وہ اُس انگور کے لئے موافق ہے جسکے دانے سپید اور دراز یا گول ہون۔ مگر دراز کے لئے ایسی زمین کو بہت زیادہ مفید سمجہنا چاہیئے۔ انگور کی وہ قسم جسکے دانے

گول اور رنگ مین سپیدی و سبزی شامل ہو۔ اُسکے لئے ایسی زمین موافق ہے جو نرمی یعنی پلپلاہٹ کے ساتھہ طبعی طور پر تری اور رطوبت بھی رکھتی ہو۔ آپ فرماتے ہین کہ خالص سپید رنگ کا انگور زیادہ غذا کا طالب رہتا ہے۔ اور پانی کے ساتھہ بہت سے اجزاے زمینی کو کھینچنا چاہتا ہے۔ پس اسیوجہ سے جس زمین کے اجزا رقیق اور ڈھیلے ہون اور جو زمین بالطبع مرطوب ہو وہ اُسکے لئے مناسب نہین ہے۔
آپ نے صراحت فرمائی ہے کہ متخلخل اور ڈھیلے پن مین نازک فرق ہے۔ متخلخل زمین کے اجزا ایک دوسرے سے علحدہ ہوتے ہین اور اُن مین سے ہر ایک جزو بظاہر خشک نظر آتا ہے اور اندر خفیف سی تری لئے ہوے ہوتا ہے۔ اور ڈھیلی زمین کے اجزا چیپ دار معلوم ہوتے ہین۔
آپ ہی کی راے ہے کہ جو زمین گرمی یا سردی کی شدت کی وجہ سے شق ہو جاتی ہے وہ بھی سپید رنگ انگور کے لئے موافق نہین ہے۔
صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ جس قسم انگور کی طبیعت مین نرمی اور ڈھیلا پن ہے۔ اُسکی کاشت کے لئے سخت زمین تلاش کرو۔ اور اگر سخت انگور ہے تو اُسکے لئے نرم اور ڈھیلی زمین تجویز کرو۔ اسی طرح جس انگور کی طبیعت مین خشکی غالب ہے اُسکی کاشت کے لئے مرطوب زمین کو مناسب سمجھو اور جسکی طبیعت مین رطوبت کا غلبہ ہے اوسکو خشک زمین مین لگاؤ۔ متوسط درجہ کی طبیعت رکھنے والے انگور کو متوسط درجہ کی مخالف زمین مناسب سمجھو۔ آپ فرماتے ہین کہ ان کُلیون پر عمل کرنے کے لئے انگور کی طبیعت کا دریافت کرنا ایک ضروری کام ہے۔
آپ ہی کا قول ہے کہ جس انگور کے دانے قد مین بڑے ہون اُسکا درخت ہمیشہ غذاے کثیر کا طالب رہے گا۔ پس اُسکے لئے ایسی ہی زمین تجویز کرو۔ جو زیادہ قوت دار اور اعلی درجہ کی ہو۔
آپ ہی کی راے ہے کہ جن انگورون کے دانے آپس مین ملے ہوے ہوتے ہین اُنکے درختون کو چکنی اور دیرا فتادہ یعنی پڑاؤ[۲] زمین مین نہ بونا چاہیئے کیونکہ ایسی زمین بہت قوی ہوتی ہے اور ایسے انگور بھی قوت دار ہوتے ہین۔ جب ضرورت سے زیادہ اجزاے ارضی اس درخت مین

[۲] دکن کی اصطلاح ہے۔

داخل ہوجائین سگے تو بدہضمی ہوگی اور درخت کو نقصان پہونچے گا اور دانے جھڑ جائینگے۔
آپ ہی کا قول ہے کہ جو انگور متخلخل اور رطوبت والا - اور بہایت رقیق شیرہ کا ہو - اوس کو ہمیشہ چکنی اور نشیبی زمین مین بونا چاہئے ایسی زمین اسکے درخت کو اچھی طرح پرورش کریگی۔
جس درخت کے پتے پتلے اور شاخین باریک نظر آئین تو اُسکو کالی زمین مین منتقل کردینا چاہئے ایسا درخت ضعف کی وجہ سے کامل غذا جذب کرنے پر قادر نہین ہوتا۔ کالی زمین کامل غذا بسہولت درخت کو دے سکتی ہے اگرچہ درخت مین قوت جاذبہ کم ہو۔
صغریث کا قول ہے کہ کالے انگور کے تینون اقسام کو جنکا نام سوناَیا۔ سلیقانی۔ صلباَنیا ہے اور نیز مائل بشقرۃ انگور کو جس سے سرخی مائل بھورے انگور مراد ہین۔ اور سُرخ انگور کو (ان سب کی صراحت ہم نے باب اقسام انگور مین کی ہے۔ مؤلف) ایسی زمین مین بونا مفید ثابت ہوا ہے جو بہایت یبوست رکھتی ہو - اور اُسکے ظاہری علامات سے خشکی کے آثار ظاہر ہون۔ ایسی زمین کا رنگ اکثر مائل بسرخی ہوتا ہے اور کسی قدر سختی رکھتی ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہ وہی زمین ہے جسکو دکن مین کھڑک کہتے ہین۔
صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ قسم سوناَیا کو سرخی مائل سخت زمین یا بہایت کالی زمین مین کامیابی حاصل ہونا تعجب خیز ہے۔ اور ہمارے کھیتون کے خلاف تجربہ ہوا ہے اسلئے کہ سوناَیا طبیعتہً بہایت درجہ گرم اور خشک ہے اور یہ زمینین بھی گرم وخشک ہوتی ہین۔ مؤلف کہتا ہے کہ علامہ نابلسی نے اعلے درجہ کے زمینات کے بیان مین یہ فرمایا ہے کہ وہی زمین اول درجہ کی ہے جو گرم وتر ہو۔ پس آپنے کالی زمین کو اپنی تحقیقات مین گرم وتر مانا ہے اور لال زمین کو دوسرے درجہ مین گرم وتر قرار دیا ہے اور اسباب کی صراحت کی ہو کہ ان زمینون مین علی قدر مراتب پانی کو زیادہ جذب کر رکھنے کی صلاحیت ہے پس ان زمینون کی طبیعت کے نسبت مصنف **فلاحتہ النبطیہ** کو **علامہ نابلسی** کے ساتھہ خفیف سا اختلاف ہے۔ وہ انکو گرم وخشک کہتے ہین اور یہہ گرم وتر فرماتے ہین۔ مؤلف حقیر کو بلحاظ اُس صفت کے جسکو علامہ نابلسی نے بیان کیا ہے۔ انہین کے ساتھہ اتفاق ہے - اور اس حالت

مین صاحب فلاحتہ النبطیہ کا وہ تعجب بہی دفع ہوجاتا ہے جسکا بیان ہم اوپر کر آے ہین۔ اور اوس کلیہ مین بہی فرق نہین آتا جسکو صاحب فلاحتہ النبطیہ بیان کرچکے ہین یعنی گرم وخشک مزاج انگور کو ایسی زمین مفید مانی گئی ہے جسمین تری ہو۔ پس سونا پاکی شادابی سیاہ اور سرخ زمین مین اسلئے قابل تعجب نہین ہے کہ اُسمین تری کی صفت موجود ہے۔

صغریث کا قول ہے کہ جو انگور کہ رنگ مین مائل بشقرۃ ہوتے ہین یعنی تیرگی مائل سرخ رنگ ان کو ایسی زمین سے خاص مناسبت ہے جسکی مٹی رقیق ہو۔ اس زمین مین نباتات کی پرورش کا مادّہ زیادہ ہوا کرتا ہے اور ممالک عرب مین اسکو کہاد ملی ہوی زمین کہتے ہین۔ جس سے یہ مراد ہے کہ قوت دار زمین ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ ہم نے اشقر انگورون کو گرم وخشک زمینون مین شاداب پایا جو تری سے دور تہین۔ بدینوجہ کہ اشقر انگورون مین بہ نسبت اور اقسام کے رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اہل بارما۔ اور کریت کے باشندے ہمیشہ انکی کاشت بلند مقامات پر کرتے ہین۔ تاکہ انکا مزرع خشک اور پانی سے بہت دور رہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ جن زمینات کو کالے انگور اور اُنکے ذیلی اقسام سے مخصوص کیا گیا ہے۔ ان زمینات مین سفید انگور کی کاشت کرکے شادابی اور کامیابی کی توقع ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ سمجھہ رکہو کہ سپید انگور کا تخم ایسے زمینات مین جم ہی نہین سکتا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ سیاہ انگور بہ نسبت سفید کے غذاے کثیر کا طالب رہتا ہے اور کسی قدر دیر مین اسکو جذب کرتا ہے اور اسکی مناسب غذا اُنھین زمینات مین مل سکتی ہے جنکا ذکر اوپر ہوا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ سپید انگورون کے اقسام سے فرفوریا۔ کو ایک ایسی زمین سے مناسبت ہے جو رقیق اور ریتلی ہو۔ اسی کو ہندوستان کے ممالک مغربی وشمالی مین بار اور تہل کہتے ہین اور دکن مین اسکا نام ملون ہے اسکی سیرابی کے لئے زیادہ پانی درکار ہوتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ وہ انگور جسکا نام خالیا ہے اُسی زمین مین شاداب رہتا ہے جو فرفوریا

سے مخصوص ہے اگرچہ خالیاسکے درخت ہر ایک زمین مین کما بیش شاداب نظر آتے ہین لیکن اسکی رغبت اور مناسبت رقیق اور ریتلی زمین ہی مین پائی جاتی ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کا قول ہے کہ وہ انگور جنکے رنگ مین سپیدی اور سبزی مخلوط ہو۔ (جسکو مؤلف نے باب الاقسام مین بیان کیا ہے) سخت زمین کے ساتھہ مناسبت رکھتے ہین۔ پس ان گول دانے والی تینون قسمون کو وہ سخت زمین زیادہ موافق ہے جسمین کسی قدر خشکی اور بھربھراپن ہو۔ اگر گرم زمین مین انکی کاشت کیجاے تو اور بھی بہتر ہے (علامہ نابلسی کی راے مین گرم زمین سے کالی زمین مراد ہے جسکو دکن مین ریگڑ کہتے ہین اور ممالک مغربی وشمالی ہند مین ڈگر۔) آپ فرماتے ہین کہ ملک بابل کے مقامات املیہ۔ عبدسی جبلا۔ قسین۔ عکامانا۔ اورعدن۔ کے اطراف اور رحیب اور طبرنایاد مین اس قسم کے انگورون کی کثرت اور شادابی کا بڑا سبب یہی ہے کہ وہان کی زمین گرم ہے اور کالے رنگ کی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس قسم کے لئے وہ زمینین بھی مناسب ہین جنمین اکثر جنوبی اور گرم وتر ہوا چلتی رہتی ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ سرخ دانے والے انگورون کی کاشت ٹیلون کے نیچے کرنا چاہیے اسلئے کہ ان انگورون کا پہیلاؤ زمین پر مفید نہین ہے۔

آپ ہی فرماتے ہین کہ کمزور انگور کو جنکے پھل چھوٹے اور مہین ہوتے ہین جنمین شیرہ کم ہوتا ہے۔ رطوبت دار زمین مین لگانا چاہیے جو چکنی اور قوی ہو۔ اگر دریا کی ریت بھی اون درختون کے نیچے بچھائی جاے تو اور مناسب ہے اگر اسکے برخلاف خشک زمین مین لگاے جائین۔ وہ نقصان جو اسوقت اُن مین ہے اور ترقی کریگا۔ اور رفتہ رفتہ ایسے درخت بے بار ہوجائین گے قوت دار انگور اگر باتفاق کسی کم قوت زمین مین بودئے جائین تو اُنکی طبعی قوت سے یہ امید ہوسکتی ہے کہ زمینی نقصان کا مقابلہ کرین اور زمین کی سختی برداشت کرسکین۔ پس اگر ایسا اتفاق ہو تو لازم ہے کہ مناسب کہاد کے ذریعہ سے پرداخت کیجاے۔ آبپاشی پر خاص توجہ رہے کہاد سے ہماری مراد کوئی خاص قسم کی کہاد نہین ہے۔ جڑون مین گاے کا گوبر اور بکریون کی مینگنیون سے

مدد پہونچانا بالکل کافی ہے اور نیز کہاد کے وہ اقسام بہی مفید ہون گے۔ جنکا بیان کہاد کے باب مین آوے گا۔ غلطی سے غیر مناسب زمین مین انگور کے درخت لگا دینے کی حالت مین دو ہی علاج ہین۔ ایک یہ کہ بشرط امکان اُن کو عمدہ اور موزون مقام پر منتقل کیا جاے یا اُسی زمین کی اصلاح کی فکر کیجاوے۔ ہماری راے مین صورت ثانی آسان نظر آتی ہے اسلئے کہ ہر ایک مقام پر مناسب اور موزون زمین کا نصیب ہونا آسان کام نہین ہے۔

احمد بک ندی پروفیسر زراعت مصر کا قول ہے کہ جن زمینون مین کیچڑ رہتی ہے اُنکی مٹی کے مسامات ہمیشہ بند رہتے ہین جنمین سے پانی زمین کے اندر نفوذ نہین کرسکتا۔ ایسی زمینین درخت انگور کی کاشت کی صلاحیت نہین رکہتین۔ اسلئے کہ اُن مین رطوبت کی افراط سے درختون کی جڑین متعفن ہو جاتی ہین۔ اور پودون کی نال مین فساد اور مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہلکی اور ریتلی زمینین جن مین کثرت سے بالو اور ریتہ جمع ہوتا ہے کاشت انگور کے لئے صالح نہین ہین کیونکہ اُنمین خشکی با فراط ہوتی ہے جس سے پودون کے اُگنے مین نقصان پیدا ہوتا ہے اور ثمرہ کے منافع بہت کم حاصل ہوتے ہین اور نیز وہ زمینین جنمین دلدل اور بالو اور ڈہیلا پن اور نشیب ہوتا ہے کاشت انگور کے لئے موافق نہین ہین کیونکہ انگور کے پودے اُن مین ضرورت سے زیادہ نشو ونما پاتے ہین جسکی وجہ سے ثمرہ کی خوبی مین فرق آجاتا ہے اور شیرینیت کا مادہ مقدار مین غیر کافی نکلتا ہے اور اُن کا شیرہ ضعیف اور خوشبو اور عطریت سے خالی ہوتا ہے۔

تجربہ سے یہ بات متحقق ہو چکی ہے کہ مختلف طبیعت رکہنے والی زمینون مین انگور کی پرورش کی اعلےٰ صفت ہی۔ ایسی زمینون مین جبکہ کنکریان پتھریان اور چکناپن پیدا ہو جاے تو کاشت انگور کے بہت زیادہ موافق ہو جاتی ہین۔ کیونکہ ان چیزون کی آمیزش سے زمین مین ہوا اور پانی کے نفوذ کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آفتاب کی گرمی بسہولت پہونچنے کے لئے اعانت ہوتی ہے اسی وجہ سے اون زمینون سے جو انگور کی کاشت کے لئے تیار کیجاتی ہین چکناپن دور نہ کرنا چاہیے البتہ زمین کی سختی اور غلظت کو دفع کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ زراعت کے حق مین مضر ہے۔

رطوبت کی افراط جسکی تاثیر سے درخت انگور کے محاصل اور منافع کو نقصان پہونچتا ہے۔ ہمکو زمین کی ایک اور قسم بتا رہی ہے جو کہ زمین کے نیچے کے حصہ مین ہے اور کاشت انگور سے موافقت رکھتی ہے لیکن رطوبت مفرطہ حائل ہوکر پانی کو اُس تک نافذ نہین ہونے دیتی کیونکہ جب یہ رطوبت زمین کی سطح پر بکثرت جمع ہوتی ہے تو پودون کی جڑون کو سڑا دیتی ہے اور اُن سے موذی رطوبت درخت کے ثمرہ اور اجزا مین پہونچکر منافع کے اتلاف اور نقصان کا سبب ہوتی ہے۔ اور جب ایسی زمین معتدل اور مرطوب پر فضا ملک مین واقع ہو تو اُسکا ضرر انگور کو بہ نسبت اُس سرزمین کے زیادہ ہوتا ہے جو کہ نہایت گرم اور محرق ملک مین واقع ہو جسکی یبوست اور خشکی سے اکثر درخت انگور ضائع ہوجاتے ہین۔

لایق مولف کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ سخت کیوال زمین انگور کے درخت کو بالیدہ کرنے کی پوری صلاحیت نہین رکھتی۔ بالو آمیز کیوال یا بلندی یا دورس زمین یا کوئی ایسی زمین جو نرم اور بالو آمیز ہو۔ اس کام کے واسطے موزون ہے اگر سخت کیوال زمین مین انگور لگانے کی مجبوری لاحق ہو تو اس حالت مین جہان جہان انگور کا درخت لگانا مقصود ہو وہان وہان پہلے قدآدم زمین کہود کر نرم کر لو اور بالو آمیز مٹی اوسمین شریک کرو۔ اس ترکیب سے جب درخت انگور لگائے جاینگے تو اُنمین بالیدگی بہت جلد پیدا ہوگی۔ مؤلف حقیر کی راے مین یہ اصول تو بہت صحیح ہے کہ سخت زمین مین انگور کی کاشت کے لئے جہان تک ممکن ہو گہرا گڑہا کہود کر اُسکو مرکب اور نرم مٹی سے بھر دینا چاہیے لیکن ریتلی زمین ہی کی تخصیص ہر ایک ملک مین ضروری نہین ہے لائق مولف کتاب الاثمار کی راے کے مطابق ممکن ہے کہ ممالک بنگال مین اسکی ضرورت ثابت ہوئی ہو لیکن صوبہ مدراس یا دکن مین بعض اون مقامات پر بھی انگور کی کاشت شاداب حالت مین پائی گئی ہے جہان مطلق بالو کو دخل نہین ہے۔

مؤلف میوہ جات فرماتے ہین کہ جن زمینون مین تمام میوہ دار درخت مثلاً آم۔ آڑو۔ نارنگیان بوئے جاتے ہین وہی زمین انگور کے لئے بھی کام دے سکتی ہے۔ بہت سے نخرے اور فضول کارروائیان

سے قطع نظر کرکے مطلب کی بات کو اگر دیکہا جاے تو یہ ہے کہ انگورون کو بعد اختتام پہل چہانٹ کر اُنکے تہالون کو کہول دینا چاہیئے اور نئے باغیچہ کی مٹی مین کسی قدر بالو ملاکر ڈال دینا چاہیئے لائق مولف کے تجربہ سے تو اہل ہند بہت ہی سستے چہوٹے پہر کیاہے ہندوستان کے ہر ایک حصہ مین انگور ہی انگور نظر آئین گے۔ عربون کی ساری دروسری سے نجات ملیگی۔ بارک اللہم فی ہذاالاختصار۔

فلاحان ہند کا اس پر اتفاق ہے کہ ہندوستان کی ہر ایک زمین مین انگور کی کاشت ہوسکتی ہے۔ دکن کے تلنگانہ ملک کی بہ نسبت مرہٹواری کی زمین نہایت مفید اور مناسب مانی گئی ہے جسکو بہوری ریگڑ کہتے ہین۔ یعنی کالی زمین کے اقسام سے یہ درجہ دوم کی زمین ہے جسمین سیاہی کم ہو۔ نیز سرخی مائل زمین بہی انگور کے لئے مفید ثابت ہوی ہے ریتلی اور کنکریلی زمین نواح دکن مین انگور کے لئے بہت مفید ثابت نہین ہوی۔

ایک **محقق یورپ** کی راے ہے کہ انگور کی کاشت باستثنار زمین شور کل اقسام زمینات مین ہوسکتی ہے بشرطیکہ اُنکو درست کرلین اور اُنکے موجودہ نقصانات کو کہادکے ذریعہ سے رفع کرین مثلاً نمکی اجزا زیادہ ہون تو اُسمین کوئی ایسی کہاد دین جسمین ایسڈ ہو۔ یا جسمین کنکر زیادہ ہون یا ریت کا حصہ غالب ہو تو اوسکو ونڈ اور لال مٹی سے مخلوط کرلین۔ ایسی اصلاح ایک ایسے گڑہے مین جو ۲۰ فیٹ مکعب ہو۔ ایک پودہ کے لئے بالکل کافی ہے۔ جب اس گڑہے مین وہ پودہ پنپ جائیگا تو اجزاے مضرہ کا متحمل ہوجائیگا۔ اور دُور دُور سے اپنے مفید اجزا کو جذب کرنے کی طاقت اوسکی جڑون مین پیدا ہوجاے گی۔

مولوی امداد امام بنگالی مصنف کتاب الاثمار کا قول ہے کہ اگر انگور کی کاشت مین طول فضول غلط کارروائیان مروج نہ ہوتین تو اسکی کاشت کی نسبت بہت کچہ تجربہ کی ضرورت بہی نہ ہوتی۔ انگلستان مین انگور کی کاشت بلا وجہ دشوار اور بلا ضرورت بہت خرچ طلب ہو رہی ہے۔ وہان کا دستور ہے کہ اول زمین کو چار یا پانچ فیٹ عمیق کہود ڈالتے ہین اور بعد ازان اس کہودی ہوی

زمین مین طرح طرح کی چیزین بشکل مرکب تقویت زمین کے لئے داخل کرتے ہین۔ جہان تاکستان قائم کرتے ہین وہان کی زمین بتیشتر ایسی ہوتی ہے جو پچاس برس سے گائے بھینسون کی چراگاہ رہا کی ہے اور ان جانورون کے گوبر سے سال ہائے سال مرتب ہورہی ہے اُسپر مزید تقویت کی نظر سے گوبر۔ مینگنیان۔ لید۔ سور کا میلہ۔ گائے کا خون۔ جوش دادہ ہڈیان۔ گہوڑے اور بیلون کے ناخن جو نعلبندی کے وقت تراشے جاتے ہین یہ سب کے سب داخل زمین کئے جاتے ہین۔ جب اس عجیب الترکیب زمین مین انگور کے درخت نصب کئے جاتے ہین تو اونکا نشو و نما بے انداز شروع ہوتا ہے اور جو جو بُرائیان انگور کے لئے مضر ہین اُن سب کا ظہور ہوتا ہے یعنی شاخون کی پورین بہت لانبی نکلتی ہین۔ جز و نیرمی زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ درخت کا جسم متخلخل اور نرم ہوجاتا ہے جب درخت بارآور ہوتا ہے تو پھلون مین ایسی قلب ماہیت پیدا ہوجاتی ہے کہ اعلےٰ قسم کا انگور ادنےٰ قسم کا بنجاتا ہے الحاصل جتنے دولت مند انگلستان مین ہین اُنکے تاکستان مین بہت سی غلط کارروائیان مروج ہین مگر تجارت پیشہ اشخاص ان طول اور فضول کارروائیون کے پاس نہین پھٹکتے۔ یہ لوگ نہ بطریق بالا زمین کو اسقدر عمیق کہودتے ہین اور نہ کہاد کی کثرت سے زمین کی اصلی صلاحیت مین کسی طرحکا غیر طبعی انقلاب پیدا کرتے ہین۔ بلکہ نرم بالو آمیز زمین تجویز کرکے انگور کے درخت لگا دیتے ہین۔ لگانے سے پہلے البتہ تہالون مین نرم اور درست کی ہوئی مٹی ڈال رکھتے ہین۔ نرم زمین مین انگور کی جڑین خود بخود ہر طرف پہیل جاتی ہین اور حسب مراد بالیدہ ہوکر پہل دیتے ہین۔ لیکن تجارت پیشہ گروہ درخت انگور کو موقع سے چھانٹنے مین بڑی کوشش صرف کرتا ہے۔ جسکی وجہ سے اونکو کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ اس بیان کے بعد لائق مؤلف نے ایک محقق یورپ مسٹر کتہل کی راے کا اقتباس فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہین کہ انگور کی کاشت بہت تردد خیز امر نہین ہے۔ لائق مولف کو اُنکی راے کے ساتہہ اتفاق ہے۔ اور فرماتے ہین کہ ہندوستان مین اُسی آسانی کے ساتہہ عمدہ اقسام کے انگور پیدا کئے جا سکتے ہین جیسا کہ انگلستان مین تجارت پیشہ گروہ کا طرز عمل ہے۔ خاکسار کو اس آخر الذکر راے کے ساتہہ تو البتہ اتفاق ہے۔ اسلئے کہ زمانہ کی ترقی نے ایسی سہولتین بہت کچہ پیدا کردی

ہین کہ میوون کے عمدہ تخم یا اونکے پودے یا شائقین انگریزی تاجرین کے حسن توسط سے آسانی کے ساتھہ مل سکتی ہین۔ لیکن کاشت انگور کے متعلق جو سہولت اور سادگی انگلستان کے تجار کے طرز عمل کے حوالہ سے ظاہر کی گئی ہے اور زمین کی درستی اور کھاد کی تیاری اور اہتمام خاص کو جس طرح بے کار گردانا گیا ہے اُس سے ہمہ تن اختلاف ہے۔ قدماے عرب نے اپنے قیمتی تصانیف مین اسکے متعلق بہت کچھ موشگافی فرمائی ہے وہ کہتے ہین کہ زمین کی خصوصیت اور مناسبت بہت بڑی چیز ہے۔ اعلی قسم کی زمین کو میوہ کے تمام اقسام کے لئے یکسان مفید خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ خصوصًا انگور کے لئے زمین کے اقسام کو اقسام انگور سے خاص تعلق ہے کھاد کے مختلف اقسام سے مختلف ضرورتین پوری ہوتی ہین۔ نگہداشت کے خاص طریقے ہین آبرسانی مین مخصوص شرائط ہین۔ کاٹ چھانٹ مین بڑی بڑی نزاکتین ہین۔ عوارض درخت انگور کی تشخیص بہت نازک کام ہے اُنکے علاج مین مختلف تدابیر سے کام لینا۔ بیماریون کے عارض ہونے سے پہلے حفظ ماتقدم کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر ان تمام باتون کا سلیقہ کسی فلاح کو نہین ہے تو اوسکا اثر ثمرہ پر ظاہر ہوگا۔ فلاح کی کوشش کامیابی کے درجہ مین ہرگز نہ پہونچے گی۔ ماسی سورانی نے بار بار کہا ہے کہ فن فلاحت کو آسان خیال نہ کرو۔ اور ہر پودہ کی کاشت مین سہولت اور بے توجہی سے کام نہ لو۔ قواعد مقررہ۔ تجربہ کارون کے ہدایات کو فضول اور بے کار مت سمجھو۔ اگر ان سب باتون کا خیال نہ رکھوگے تو اپنی محنت کا پھل نہ پاؤگے۔ مؤلف کہتا ہے کہ اگر انگلستان کے دولتمند امرا انگور کی کاشت مین اپنے سرمایہ کو بے کار کوششون مین صرف کرتے ہین تو وہ اُنکی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اگر تجارت پیشہ گروہ سادگی سے کام لیتا ہے تو وہ قابل تعریف نہین ہے اسلئے کہ اس آخرالذکر گروہ کی سادگی۔ عصمت زن از بے چادری کا مصداق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خود اُنکو اُن علمی ہدایات اور نازک تجربون سے خبر نہین ہے۔ جو اس خاص کام کے لئے قدما نے اپنی عمرین صرف کرکے حاصل کئے ہین۔ تجارت پیشہ گروہ کے جس طرز عمل کو نتیجہ خیز ظاہر کیا گیا ہے اُنکی

حقیقت اوسوقت ظاہر ہوسکتی ہے جب کہ قواعد علمی کے عمل کرنے والے گروہ کا نتیجہ اسکے مقابلہ مین رکھا جاے۔ صرف ناواقف اور مسرف مالدارون کا مقابلہ ان خوبیون کے اعلے نتائج سے بے پروا نہین کرسکتا۔ جو علمی طریقہ پر کام کرنے سے پیدا ہوسکتے ہین۔ الحاصل مولف کی راے مین اہل ہند کو یہ کبھی مناسب نہین ہے کہ انگلستان کے تجار کی سادگی اور تمثیل کو اس خاص کام مین اپنا دستور العمل قرار دین اور اُن اجمالی ہدایات پر اکتفا کرکے جنکو بعض اختصار پسند موتفین نے کافی خیال کیا ہے۔ نازک اور مفید اور ضروری باتون سے قطع نظر کر بیٹھین جنکی ہدایت ذی علم تجربہ کار فلاحان عرب نے نہایت صراحت کے ساتھہ فرمائی ہے۔

(۴) موقع کاشت کا عام بیان

پروفیسر زراعت ممالک مصر احمد بک ندی فرماتے ہین کہ آب وہوا اور زمینات موافق ومخالف درخت انگور کی کیفیت معلوم ہونے کے بعد فلاح کو موقع کاشت پر توجہ کرنا چاہیئے یعنی نشیبی میدان موافق ہے یا بلند زمین یا دامن کوہ۔ یہ تینون مقامات منفعت مین یکسان نہین ہوتے جو نشیبی مقامات تنگ اور غیر وسیع ہین وہ کاشت انگور کے لئے زیادہ مفید نہین ہین کیون کہ اُن مین فضائی رطوبت زیادہ جمع رہتی ہے جو کہ انگور کی پختگی کے لئے مانع ہے۔ اسی طرح بلند میدان اور بلند پہاڑون کے دامن بہی اسکے لئے مفید نہین ہین۔ کیونکہ ایسے مقامات مین سخت ہوائین مختلف جہات سے چلتی رہتی ہین جنکی وجہ سے ثمرۂ انگور کے مغز مین خشکی بڑھجاتی ہے۔ اور شیرینیت کا مادہ کم ہوجاتا ہے۔ پس ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جو میدان کھلے ہوے اور کشادہ ہوتے ہین اُن مین انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھہ ہوتی ہے۔ پہلون کا شیرہ وافر اور عمدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح پہاڑون کے نشیب مین اسکی زراعت خوب ہوتی ہے اور نہرون کے قریب بھی اس مین کامیابی ہوہی ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ قدماے فلاحین اور زمانہ حال کے کاشتکار دونون کو مقامی خصوصیات مین اختلاف رہاہے۔ بعض کا قول ہے کہ جنوبی مقام کاشت انگور کے حق مین زیادہ مفید ہے اور

بعض کی راے ہے کہ شمالی جہت کو ترجیح ہے اور اکثر کے نزدیک اس باب مین کسی جہت کو کوئی خصوصیت نہین ہے - اور اس آخرالذکر قول کی تائید مشاہدے اور تجربے سے ہوتی ہے یعنی مختلف جہات مین انگور کی کاشت کامیابی کی حالت مین پائی گئی ہے - پس قول فیصل یہ ہے کہ جہت کو اس بارہ مین زیادہ مداخلت اورخصوصیت نہونا چاہیئے بلکہ عرض البلاد اور سطح سمندر کی بلندی ہی کو اسمین زیادہ دخل ہے اور یہی امور کاشت کی خوبی کا اصلی سبب ہین - اسی طرح مرطوب مع النقصان بخش ع (جسکا بیان آب وہوا مین ہوچکا ہے) پس وہ مقام انگور کی کاشت کے لیے بہت ہی نا مناسب ٹھہرا جسمین ٹھنڈی ہوائین جیسے شمالی یا شمالی غربی ہوائین چلتی ہون -

تجربہ کار کاشتکارون نے کہا ہے کہ جن مقامات پر بادام ۔شفتالو - انجیر کامیابی کے ساتھ پھلتے ہین وہ مقامات انگور کے لئے قطعاً مفید ہین -

(۵) کاشت انگور کے عام طریقے

احمد بک ندی موٗلف حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ انگور کی کاشت کے عام طریقے ۳ - ہین -

پہلا طریقہ یہ ہے کہ مثل کھیتی کے انگور کو زمین مین بو دیا جاسے - یہ طریقہ اگرچہ اور طریقون سے بہتر مانا گیا ہے - اسلئے کہ اس طریقہ کاشت سے جڑون کو پھیلنے کا خوب موقع ملتا ہے - اور کوئی مانع زمین مین باقی نہین رہتا - مگر اس طریقہ کاشت مین تمام زمین درست کرنی پڑتی ہے اور مصارف کثیر سے یہ کام ہوتا ہے - جنوبی ممالک کے گرم مقامات اور پہاڑ کے دامنون مین یہ طریقہ ناگزیر اختیار کرنا پڑتا ہے - اسلئے کہ ان مقامات مین درخت انگور کی جڑون کو زمین مین پھیلنے کا موقع اوسوقت ملتا ہے - جب کہ وہ زمین کے عمق مین زیادہ دھنس جائین - جن زمینات مین چکنا پن ہو - یا جن مین سخت اجسام کی آمیزش ہو - اُن مین بھی اسی طریقہ پر کاشت کرنا ناگزیر ہے - اس طریقہ کاشت مین ہمیشہ اس کا خیال رہنا چاہیئے کہ سخت پتھر جو سطح زمین پر ہون یا اندر سے نکلین اونکو چن کر دور کردیا جاسے -

آپ نے اس طریقہ مین مصارف کی زیادتی اسلئے بیان فرمائی ہے کہ ساری زمین کو مناسب

عمق مین کہود کر درست کرنا پڑتا ہے یا متعدد بار ہل چلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہندوستان مین اگر اس طریقہ کو کام مین لائین تو نرم زمینون مین کم سے کم پانچ بار ہل چلانا ضرور ہوگا اور سخت زمینون کو ۳ فیٹ کے عمق تک کہود کر تیار کرنا پڑیگا۔

دوسرا طریقہ کاشت انگور کا لائنون یعنی صفون کے ذریعہ سے ہے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ متوازی نالیان بنائی جائین جنکا عرض پچیس سے بتیس سنتیمتر (= ۸۔ انچہ سے ۱۴۔ انچہ) رہے اور جب پہلی صف تیار ہو جاے تو اوسمین انگور کی کاشت کر دیجاے پھر دوسری صف تیار کیجاے اور جسقدر مٹی اس دوسری نالی سے نکلے اُس سے پہلی کاشت شدہ نالی کو پاٹ دین پھر دوسری صف مین کاشت کیجاے اور تیسری لین کی نکلی ہوی مٹی سے دوسری لین پاٹ دیجاے اسی طرح تمام صفین یکے بعد دیگرے قایم ہو جائین گی۔ اس طریقہ عمل مین پہلے طریقہ سے کم مصارف پڑین گے۔ آپ کی راے ہے کہ اس طریقہ پر عمل نرم اور متخلخل زمینون مین اچھی طرح پر نہین ہوتا۔ **مؤلف** کو اس مقام پر اسقدر صراحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ سب سے آخری صف کو پاٹنے کے لیے مٹی کی ضرورت ہوگی جسکو اُسی زمین کے آخری حصہ سے لے لینا چاہیے۔ لاؤن مؤلف کا یہ ارشاد کہ ایک صف کی مٹی سے دوسری صف کو پاٹ دو۔ اسمین ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ آپکا مقصد یہ ہے کہ گڑہے کی تہ مین وہ مٹی داخل ہو جو سطح زمین کے اوپر رہتی ہے۔ آپ ہی نے اس قاعدہ کو اصول خاص اور قلم لگانے کے ضمن مین صراحت کے ساتھہ بیان فرمایا ہے جو اسی فصل کی اصل دوم مین ہے۔

یہ طریقہ بلاشک معتدل طریقہ ہے۔ لانبی نالیان کہودنے سے مقصد یہ ہے کہ بعوض ایک مستقل گڑہے کے ساری لین کہود دیجاے۔ ان نالیون کے عرض کی مقدار ہندوستان کے لیے کم سے کم ۲ فیٹ رکہنا چاہیے۔ اور عمق ۳ فیٹ سے کم نہو۔ جن مقامات مین زمین بہت سخت ہے وہان ۴ فیٹ کا عمق ضروری ہوگا۔

تیسرا طریقہ گڑہون کے ذریعہ سے کاشت کرنے کا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ زمین مین مربع متعدد

گڑہے بنائے جائین جنکی وسعت سات سنٹیمٹر = تقریبًا ۳۔انچہ ہر طرف ایک سید ہے خط پر ہونی چاہئے ان گڑہون مین انگور کی کاشت عمدگی کے سانہہ ہوتی ہے ۔ یہ طریقہ اگرچہ باعتبار مصارف گزشتہ دونون طریقون سے کم خرچ ہے لیکن باعتبار فوائد سب سے کم ۔ اسلئے کہ درخت کی جڑین جب اس گڑہے کو طے کرتی ہین تو پہر سخت زمین سے اونکو مقابلہ کرنا پڑتا ہے جسکے اندر پانی اور ہوا کا نفوذ سختی کی وجہ سے نہین ہوتا ۔ اسی وجہ سے تجربہ کار فلاحون نے اس طریقہ کو تیسرے درجہ مین رکہا ہے ۔

احمد بک ندی نے جو مقدار گڑہون کی بیان فرمائی ہے وہ صرف پودے کو زمین مین سنبھلا دینے کے لئے کافی ہے ۔ اب رہی یہ بات کہ گڑہے ۔ بغرض درستی و اصلاح زمین ہر ایک درخت کیلئے عرض و طول اور عمق مین کسقدر ہونے چاہیین اسکی صراحت اسکے متعلقہ باب مین آئندہ کیجائیگی ۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اوپر بیان کئے ہوئے تینون طریقون مین اس بات کا لحاظ ایک ضروری چیز ہے کہ زمین کس قدر عمق مین کہودی جائے ۔ ہر ایک ملک اور اُسکے زمینات کی حالت کا لحاظ کرکے اسکا تصفیہ کر لینا چاہئے ۔ جنوبی شہرون مین ۶۰ سنٹیمٹر (= دو فیٹ) کی گہرائی سے زمین کی اصلاح ضروری ہے اور شمالی شہرون مین چالیس سنٹیمٹر (= ۱۶۔انچہ) کافی ہے ۔ جن جن مقامات مین زمین کی خشکی کم ہے اون مین اس مقدار کو کم کرنا جائز ہے ۔

(۴) زمین کی درستی اور گڑہون کی تیاری کا عام بیان

احمد بک ندی مولف حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ جب کہ وہ زمین جسمین انگور کی کاشت مقصود ہو ۔ زراعتی ہو ۔ تو مناسب ہے کہ انگور کے درخت اوس مین لگانے سے پہلے برسیم معمولی یا برسیم حجازی ۔ (دیکہو فرہنگ کتاب ہذا) کی کاشت ایکدفعہ کر لیجائے کیونکہ اس قسم کے نباتات کی جڑین دراز ہوتی ہین اور خوب پہیلتی ہین اور اس پہیلاؤ سے زمین کے مسامات کہل جاتے ہین اور زمینی اجزا ڈہیلے اور نرم ہو جاتے ہین اور اُنکے بقیہ اجزا سے جو کہ کاٹنے کے بعد زمین مین رہ جاتے ہین زمین کی اصلاح ہو جاتی ہے اور اس کاشت کی وجہ سے زمین مین درخت انگور کی پرورش کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ بعض وقتون مین برسیم کی کاشت لازمی ہے خصوصًا جبکہ سن رسیدہ درختان انگور کی

جگہہ نئے درخت قائم کرنا مقصود ہو۔ اگر برسیم کی کاشت نہ ہوسکے تو اُسکے عوض زیادہ مقدار مین کہاد کا استعمال ضروری ہے۔

زمین کی تیاری کے لئے مناسب ہے کہ اُسکے اجزا بقدر چہہ یا آٹھ سنیتمر (۲ یا ۳۔ انچ) ٹہیلے ہوجائین صاحب **فلاحتہ العنبطیہ** فرماتے ہین کہ انگور کے درختون کو زمین مین مستقل طور سے قائم کرنے کے لئے بہت بڑا اہتمام گڑہون کی تیاری مین کرنا چاہئے اسلئے کہ زمین کا طبعی اختلاف یا نقص اس اہتمام کے ذریعہ سے بہت کچہ دفع ہوسکتا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ گڑہے نہایت وسیع ہون اور جہانتک ممکن ہو۔ اُنکی وسعت مین کوشش کیجاے اور خیال رہے کہ گڑہے عموماً مدور ہون اور اقل عمق (گہرائی) ڈہائی فیٹ رہے اور اقل قطر ۳ فیٹ۔ وقت کاشت سے ایک مہنیہ پہلے گڑہے کہود یجائین۔ اور جب انکی تہ مین کسی غیر معمولی مزاحمت کا اثر نہ ہو تو اوسی گہرائی پر اکتفا کیجاے والا جب تک مزاحمت کا اندیشہ دفع نہو گہرائی بڑہانا چاہئے۔ گڑہون سے نکلی ہوی مٹی کو اول سنگریزون سے صاف کرلیا جاے اگر وہ اعلی قسم کی مٹی نہین ہے تو کم سے کم پانچوان حصہ یا بشرط امکان کل مٹی اعلی قسم کی لیجاے پہر اوسمین گوبر ملایا جاے یا اگر عمدہ قسم کی کہاد موجود ہو تو اُسکو بھی اُس مٹی مین شریک کیا جاے۔ جب مٹی اس طرح پر تیار ہوجاے تو اول اُس گڑہے مین سیرابی کے ساتہہ پانی پہنچایا جاے جب گڑہے کی سطح پانی کو خوب جذب کرلے تو پہر یہ تیار کی ہوی مٹی اوسمین بھر دیجاے اور مٹی دبائی نجاے تاکہ اُسکے سوراخون سے ہوا کا گزر اسمین ہوتا رہے۔ ماسی سورانی نے اس حد تک اتفاق کیا ہے۔

قوثامی اور **ذوانایا** کا قول ہے کہ جس رقبہ مین گڑہے بنانا چاہو۔ اول اُسکی تمام سطح کو کہود ڈالو یعنی ایک ماہ پیشتر سے دو تین بار اسمین ہل چلاو۔ پہر دو تین دن تک اُسکو ہوا کہانے دو۔ پہر گڑہون کی تیاری حسب ہدایت بالا کرو۔ جب درخت لگانے کا وقت آئے تو پہر تمام رقبہ مین ہل چلاو۔ اور دو تین دن تک اُسکے حال پر چہوڑ دو۔ پہر اُن تیار مقامات مین درخت نصب کرو۔

صاحب **فلاحتہ العنبطیہ** فرماتے ہین کہ جس رقبہ مین انگور کے لئے گڑہے تیار کئے گئے ہون اُنمین

دوسری دفعہ ہل چلانے کے بعد کوئی ہلکی فصل بو دیجائے تو انگور کے پودون کے لئے جو اُن گڑہون مین قائم ہونے والے ہین بہت مفید ہوگی۔ اس عارضی فصل سے اجزاے ارضی کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور مٹی نرم ہو جاتی ہے۔

جب انگور کی کاشت ہو جاے تو اوسوقت اسکا خیال رکہو کہ اُس رقبہ مین گڑہون کی ہر جانب نشیب و فراز نہ رہے۔

قسطوس کی راے ہے کہ مین نے اس بات کو کبہی پسند نہین کیا کہ درخت انگور کے گڑہے کا گہراو سخت اور خشک زمین مین ۳ فیٹ اور مرطوب اور نم دار زمین مین ڈیڑہ فوٹ سے کم رکہا جاے کیونکہ اگر اس مقدار عمق مین کمی کیجاوے گی تو اُسمین لگایا ہوا درخت جلد بوڑہا ہو جائیگا اور کم پہل لاے گا۔ اور آفتاب کی گرمی اُسکی جڑون مین جلد اثر کریگی اور زمین کی قوت سے جڑین محروم رہین گی۔ واضح ہو کہ آفتاب کی گرمی کا ضرر خشک زمین کے پودون مین بہ نسبت تر زمین کے زیادہ محسوس ہوتا ہے اسی وجہ سے مناسب ہے کہ خشک زمین کے گڑہون کا عمق تر زمین کے گڑہون سے دونا رکہا جاے۔

مؤلف دولت باغبانی نے ہندوستان کے لئے اپنا تجربہ یہ بیان کیا ہے کہ دو فیٹ کا گڑہا کہو دو۔ پہر اوسمین تازہ گوبر اور ڈہائی سیر السی کی کہلی کوٹی ہوی اور بہیگی ہوی۔ اور ڈہائی سیر شیرہ یا گڑ اور سوا سیر چونا۔ ان سب کو اچہی طرح پر ملاکر ڈالدو۔ اور اُس گڑہے کو چندے کہلا رہنے دو جب سڑکر بدبو آنے لگے تو اوسپر ایک فوٹ مٹی ڈالو جسمین ایک تہائی ریت اور ایک تہائی گوبر کی بوسیدہ بانس چہنی ہوی ملی رہے۔ پہر ایام بارش مین اوسمین درخت انگور لگا دو۔

آپ ہی کی راے ہے کہ ماہ اساڑہ مین ۳ فیٹ چوڑی اور ۳ فیٹ گہری خندق کہو دو۔ اور اسمین پُرانے مکانون کی سرخی اور پُرانا چونا۔ کنکر۔ ٹھیکریان اور سیپی کا چونہ۔ گہونگہے کی بکنی اور جانورون کی تازی ہڈیون کا سفوف ان سب کو ملاکر آدہ گز تک خندق کو بہر دو۔ اور اوپر سے آدہ گز مٹی جسمین ایک تہائی دریائی ریت اور ایک تہائی گوبر کی کہاد ملی ہو ڈالدو۔ اور سطح زمین کو ہموار کردو۔ اگر مسلسل خندق تیار نہو سکے تو یہی عمل جدا جدا گڑہون مین کرنا چاہیے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ایک صاحب بہادر نے شاہجہان پور کی کوٹھی کے باغیچہ مین انگور کی کاشت کے لئے چار فیٹ گہری خندق کھودی اور اوسمین مُردہ کتّے ۔ بلیان ۔ گھوس ۔ چوہے ۔ اور چھوٹی مچھلی ڈلوادی اور اوپر سے گوبر کی پانس ۔ پُرانا چونا ۔ سرخی اور ریت برابر مقدار مین ملاکر خندق کو پاٹ دیا اور موسم بارش مین اوس پر انگور کے درخت لگاے تو درخت بہت زوردار ہوے اور کثرت سے پہل دیے ۔

(۷) درخت انگور کی کاشت کو آغاز کرنے کی عام ترکیب

احمد بک ندی فرماتے ہین کہ بعض فلاح انگور کے درختون کو قریب قریب لگاتے ہین اور اسکا نام زبان عرب مین متقارب ہے اور بعضون نے جداگانہ خطوط مین قطار باندہکر دُور دُور لگانا پسند کیا ہے ۔ یہی انتظام اوسوقت بہی قائم رکھنا چاہیے ۔ جب کہ نقل مقام کی ضرورت ہو ۔ شمالی شہرون کے باشندون نے طریقہ اول الذکر کو پسند کیا ہے ۔ اس طریقہ مین اس قدر اصلاح بہت ضروری ہے کہ مناسب فاصلہ کو ہاتہہ سے نہ دیا جاے جسکا بیان آئندہ ہو گا ۔ فرانس اور ممالک جنوبی مین بہی یہی طریقہ کہین کہین مروج ہے ۔ اب رہا دوسرا طریقہ اوسکو نرم اور ہموار میدانون مین زیادہ مفید خیال کرنا چاہیے ۔ صفین سیدہی ہون اور ہر ایک قطار مین معین فاصلہ پر درخت لگاے جائین اور پہر دوسری صف مین متوازی فاصلہ رہے ۔ اور عرض اور طول دونون مین درختون کی صفین سیدہی نظر آئین ۔ جو زمین درختون کے درمیان بچ رہے اوسمین اُن ترکاریون کی کاشت کیجاے جو انگور کے ساتہہ موافقت رکہتی ہین ۔ انگور کا سایہ اُنکے لئے مفید ہے اور اُنکا قرب انگور کے لئے اعلے درجہ کی کہاد کا حکم رکہتا ہے ۔

(۸) انگور کی کاشت کا عام موسم اور وقت

قوثامی نے کہا ہے کہ اگلے فلاحون نے جنکو فن فلاحت کے قطب اور امام کہنا چاہیے کاشت انگور کے وقت مین بہت اختلاف کیا ہے ۔ مگر اس اختلاف کی مکمل بحث سے کچھ زیادہ فائدہ نہو گا ۔ اسلئے کہ ہر ایک کا قول اوسکے وجوہ اور علل پر مبنی ہے ۔ اصول کاشت کی رو سے ہر ایک

پر نظر ڈالی جاے تو بہت کم اختلاف باقی رہجاتا ہے۔ عام راے یہ ہے کہ بارش کا موسم اسکے لئے اول درجہ مین ہے اور پھر جاڑے کے موسم کا درجہ دوسرا ہے۔ لیکن علامتری اور صردا یاے کنعانی کی راے ہے کہ تشرین اول (مطابق کاتک) کے نصف سے تشرین ثانی (مطابق اگہن) کے نصف تک کاشت کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

الوخا اور **آدم** کا قول ہے کہ جب تم انگور کی کاشت شروع کرنا چاہو تو ماہ اذار (موسم بہار کا پہلا مہینہ) کے نصف آخر سے آخر اذار تک شروع کرو۔ یہ وقت فصل بہار کے آغاز کا ہے اور بہت مفید مانا گیا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ ان مہینون کی تخصیص سے اہل ہند کو ہندان سرد کار نہ ہونا چاہیئے اسلئے کہ جن فلاحون نے ان مہینون کی تخصیص کی ہے اُنکے ملک مین فصل بہار کا آغاز انہین مہینون مین ہوتا ہوگا۔ جب اُنہون نے فصل بہار کے آغاز کو کاشت انگور کے لئے مفید بتلایا ہے تو ہر ایک ملک کے لئے فصل بہار کی ابتدا سے کام لینا چاہیئے۔ بعض تجربہ کار فلاحان ہند کا خیال ہے کہ جن افراد کو اس خاص کام سے دلچسپی ہے اُن کو چاہیئے کہ چند درختون کی کاشت انہین خاص مہینون مین کردیکہین۔ ممکن ہے کہ اُس سے کوئی خاص خوبی ظاہر ہو۔

الوخا کا قول ہے کہ اسوقت کی تخصیص کسی خاص شہر یا خاص جگہہ کے اعتبار سے نہین ہے بلکہ مشرق سے لیکر مغرب تک ہر مقام مین انگور کی کاشت فصل بہار کے آغاز مین ہونی چاہیئے۔

آدم فلاح کا قول ہے کہ قدما مین سے ایک تجربہ کار فلاح کی راے ہے کہ انگور کی کاشت کے لئے مفید اور مناسب وقت ماہ شباط (مطابق پہاگن) کی پانچوین تاریخ سے ماہ اذار (موسم بہار کا پہلا مہینہ) کی پانچوین تاریخ تک ہے اور یہ وقت تمام ملکون مین مفید ہے۔ اعم ازینکہ کسی موسم مین یہ مہینے واقع ہون۔

آدم فلاح نے یہ بہی کہا ہے کہ انگورون کے تمام اقسام کے لئے کاشت کا ایک ہی زمانہ مناسب نہین ہوتا۔ لیکن ماسی سورانی نے اسکی تردید کی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ تمام اقسام کی کاشت کا وقت ایک ہے۔ کل اقسام کا نشو ونما وقت کاشت کے لحاظ سے یکسان ہوتا ہے۔ اگلی مدا

ہے کہ تشرین ثانی (مطابق ماہ اگہن) کے آغاز سے اُسکے آخر تک بہترین وقت ہے۔
آپ ہی کا قول ہے کہ جب دن کی کوتاہی ختم ہوچکے اور موسم بارش کا آغاز ہو تو سمجھ لو کہ انگورون کی کاشت کا وقت آچکا۔ اور جب اس موقع پر کاشت نہ ہوسکے تو فصل بہار کے آغاز مین کاشت کرو۔
صغریث کہتے ہین کہ انگور کی کاشت اور اُنکے درخت لگانے کا زمانہ ایک نہ ہونا چاہئے کیونکہ شہرون مین گرمی اور سردی اور اُسکی کم و بیشی کا زمانہ مختلف ہوتا ہے اور انگور کے انواع بھی مختلف طرح کے ہین یعنی اُنکی پختگی اور بارآوری اور تیاری کا زمانہ یکسان نہین ہے بلکہ ان سب امور مین بہت بڑا اختلاف ہے۔ مختلف ملکون کے زمینات مین بھی اتحاد نہین ہوتا۔ بعض زمینین زیادہ سرد ہوتی ہین۔ بعض مرطوب۔ اسی طرح بعض زمینین بالکل میدان ہوتی ہین۔ اور بعض کے آس پاس باغات اور بعض مواضع طبعی اختلاف رکھتے ہین اور بعض موافق۔ ان تمام اختلافات کی وجہ سے مناسب نہین ہے کہ انگور کی کاشت اور درخت لگانے کا ایک ہی وقت تجویز کیا جاے۔ پس جو پودے کمزور ہوتے ہین اور اُنکی شاخین پتلی۔ اور دانے چھوٹے اونکی کاشت یا اُنکی شاخ لگانے کے لئے تشرین اول (مطابق ماہ کاتک) کے نصف اخیر سے کانون اول (مطابق ماہ پوس) کے آخر تک مناسب وقت ہے اور جو پودے اسکے برخلاف ہون یعنی قوی ہون۔ اُنکی کاشت یا شاخ لگانے کے لئے ماہ شباط (مطابق ماہ پھاگن) کی ساتوین تاریخ سے ماہ اذار (موسم بہار کا پہلا مہینہ) کی دسوین تاریخ تک بہتر زمانہ ہے۔ اسی زمانہ مین اُن انگورون کے تخم یا شاخون کی کاشت کرنا چاہئے جنکے دانے سفید یا سیاہ رنگ اور متوسط مقدار کے ہوتے ہین اور جنکا پھل کثرت سے آتا ہے۔
صغریث اور **ینبوشاد** دونون کا قول ہے کہ اوقات مذکورہ کے سوا ہمکو جائز نہین ہے کہ انگور کا تخم یا شاخ لگانے کے لئے کوئی اور وقت تجویز کرین۔ مگر اُن شہرون مین جنکی زمینین ملک **بابل** اور اسکے اطراف کی زمینون سے بھی زیادہ بارآور ہون جیسے **تینوی** اور **بارما** اور **تکریت** وغیرہ جنمین برودت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی زمینون مین البتہ وہ وقت موزون نہین ہے بلکہ ابتداء ماہ آیار (مطابق ماہ جیٹھ) کی پہلی تاریخ سے ہو اور انتہا اس مہینہ کی بیسوین تاریخ پر

کیون کہ سردی کی وجہ سے ایسے زمینات مین ناگزیر گرمی پہونچانے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تا کہ جو شاخ یا جو تخم ان زمینون مین لگایا گیا ہو۔ اُسکا مزاج اعتدال پر رہے اور اچھی طرح پر نشو و نما پا سکے۔

طیحہ فلاح فن فلاحت مین بہت بڑا شیخ اور امام گزرا ہے اُسکا قول ہے کہ کاشت انگور کا بہترین وقت فصل خریف ہے۔ پس جن اقسام انگور کی طبیعت مین رطوبت غالب ہے اور جو پھل کثرت سے لاتے ہین اور غذاے کثیر کے طالب ہین اُنکی کاشت آغاز موسم خریف مین کیجاے اور جنکی طبیعت اسکے برخلاف ہے اُنکی کاشت اخیر موسم خریف مین۔

آپ فرماتے ہین کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ہر ایک درخت اپنے بار سے فارغ ہو جاتا ہے تو اُسکے آرام لینے کا زمانہ آجاتا ہے اور یہی وقت اسکے اطمینان کا ہے اور اسی زمانہ مین اوسکی سالم غذا اوسکا جزو بدن ہوتی ہے اور اُسکے اعضا ترقی کرتے ہین۔ برخلاف اسکے بارآوری کے زمانہ مین اُسکی غذا کا ایک کافی حصہ پرورش بار کے نذر ہو جاتا ہے۔ پس جب کہ انگور کے خوشے تیار ہو کر اُتر چکین تو اُسوقت اُس سے قلم بغرض کاشت قطع کرنا چاہئے اور جب قلم کو قطع کرنے کے بعد زیادہ عرصہ تک بالاے زمین رکھنا مضرت بخش ہے تو قلمون کی کاشت کا وقت معلوم ہو گیا کہ وہی ہے۔ جب کہ وہ درخت سے کاٹی جائین۔ اور تخم کی کاشت کا بھی یہی زمانہ ہے۔

علّامہ نابلسی فرماتے ہین کہ اگر شہر کم پانی والا ہے تو اوس مین درخت لگانے کے لئے خریف کی فصل بہتر ہے تا کہ پودون مین فصل خریف اور موسم سرما اور بہار کی بارش سے برابر پانی پہونچتا رہے۔ بعضون نے کہا ہے کہ سرما کی شدت گزر جانے کے بعد جب کہ شاخون کا مُنہ کھلنے لگتا ہے۔ تو اوسوقت درخت لگانا مناسب ہے۔ اول الذکر وقت مین کاشت کرنے سے درخت کی جڑ قوی ہوگی۔ آپ فرماتے ہین کہ ہماری راے مین انگور کی کاشت بلند اور خشک مقامات پر پھل توڑنے کے بعد کیجاے۔ جو مقامات مرطوب اور زیادہ بلند نہین ہین وہان آخر بہار مین کاشت مناسب ہے۔ شور مواقع مین بھی ثمرہ حاصل ہو جانے کے بعد پودون کی کاشت کرنا بہتر ہے۔ مشرقی اور مغربی

شہرون مین آپکی راے انگور کی کاشت کے نسبت یہ ہے کہ موسم بہار ہی مین کیجاے۔

قسطوس فرماتے ہین کہ بعض فلاحون نے درخت انگور لگانے کا وقت ماہ شباط مین پسند کیا ہے اور بعض نے وہ وقت مناسب سمجھا ہے جسمین درخت انگور تروتازہ اور سرسبز ہو۔ اور بعض نے وہ زمانہ اختیار کیا ہے جسمین انگور کا ثمرہ توڑا جاے۔ لیکن ہماری راے مین افضل وقت تشرین ثانی کا زمانہ ہے بخصوص ایسے شہرون کے لئے جہان پانی کی قلت ہو۔ جو درخت انگور فصل خریف مین بوئے جاتے ہین اُنکی شاخین گران بار نہین ہوتین اور مستحکم اور قوی بن جاتی ہین۔ اور سردی کے صدمہ سے اکثر محفوظ رہتی ہین۔ پس کم پانی رکھنے والی زمینون مین انگور کے درخت کو فصل خریف ہی مین لگانا مناسب ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ مین پہلا شخص ہون جو تشرین ثانی وغیرہ اور فصل خریف مین اس درخت کے لگانے کو پسند کرتا ہون۔ بعض فلاحون نے ابتدا مین مجھہ سے اختلاف کیا۔ پھر جب اُسکے انجام اور مآل کو دیکھا تو شکر گزاری کے ساتھہ مجھسے اتفاق کیا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی کاشت خواہ فصل خریف مین کیجاے یا فصل ربیع مین۔ اُسکا مناسب وقت نصف اللیل اور نصف النہار کے بعد ہے یعنی یا تو آدہی رات گزرنے کے بعد کرو۔ یا زوال آفتاب کے بعد۔ اس حکم سے کبہی انحراف نہ کرو۔ جسکے فوائد ہم پر ثابت ہو چکے ہین۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ ہمنے علماے سلف سے معلوم کیا ہے کہ اُنکو قمری مہینہ کی پہلی چار راتین اس کام کے لئے زیادہ پسند تہین۔ مگر اور لوگون نے اس مسئلہ مین اُنسے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ بعض نے ماہ قمری کے آخری دو ہفتون کو اس کام کے لئے مناسب تجویز کیا ہے۔ حالانکہ اس تجویز مین وہ لوگ خطا پر ہین کیونکہ جس اصول پر درخت کی کاٹ چھانٹ کے لئے نقصان قمر کا زمانہ مناسب خیال کیا گیا ہے اُسی اصول پر درخت انگور کی کاشت زیادت قمر کے زمانہ مین ہونا چاہیئے۔

سودیون جو ایک بہت بڑا عالم اس فن کا گزرا ہے اسکا قول ہے کہ بہتر وقت درخت انگور لگانے کے لئے قمری مہینوں کے اول کی دو راتین ہین یا آخر کی۔

مصنف فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ کاشت انگور کے لئے پسندیدہ وقت وہ ہے جب کہ

چاند افق کے نیچے ہو۔ اور ایسے دنون مین ایک دن منتخب کیا جاے جبکہ چاند کا نور زاید اور قوت ظاہر ہونے لگے آپکی راے مین یہ وقت قمری مہینہ کی چوتھی رات سے شروع ہوتا ہے اور چاند کے نصف ہوجانے تک رہتا ہے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ درخت انگور کی کاشت کا عام وقت تمام ملکون مین یکسان نہین ہے۔ ممالک محروسہ مصر یا اسکے قرب وجوار مین یہ کام فصل ربیع کے آغاز مین کیا جاتا ہے موسم سرما سے اس کام کو بالکل مناسبت نہین ہے جسمین نہ صرف پودون کے جل جانے کا اندیشہ رہتا ہے بلکہ اس موسم مین لگاے ہوسے درختون کے پھول بھی جھڑ جاتے ہین اور جنوبی شہرون مین انگور کی کاشت موسم سرما سے پہلے کیجاتی ہے کیونکہ اگر وہان فصل ربیع مین انگور کی کاشت کیجاے تو فضا کی سخت گرمی کی وجہ سے نئے پودون کی جڑین پھیلنے سے پہلے جل جاتی ہین۔ اور یہ امر مخفی نہین ہے کہ جنوبی شہرون مین درختون کی روئیدگی موسم سرما مین پورے طور پر موقوف نہین ہوجاتی بلکہ نئے پودے موسم سرما مین بھی بڑہتے رہتے ہین اور فصل ربیع کی آمد کے وقت خشکی کے اثر کو برداشت کرسکتے ہین۔

صاحب کتاب الاثمار نے ہندوستان کے لئے آخر ایام بارش کو کاشت انگور کے لئے مناسب خیال فرمایا ہے۔

مولوی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار نے اپنی قیمتی تالیف میوہ جات مین فرمایا ہے کہ ایام برسات کا آخر انگور بونے کا بہتر وقت ہے۔ مؤلف دولت باغبانی کو اس سے اتفاق ہے۔

(۹) درختان انگور کے باہمی فاصلہ کا عام بیان

صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ انگور کا ہر ایک درخت دوسرے درخت انگور سے جو اوسکا ہمسایہ ہے فاصلہ مناسب پر رہنا چاہیئے۔ تاکہ ایک کی جڑین دوسرے سے نہ مل جائین اور نشوونما مین خلل واقع نہ ہو۔

جو درخت صرف زمین پر پھیلاے جاتے ہین اور اونکی بیلین کسی دوسرے درخت یا منڈوے پر

ہنین چڑہائی جاتین۔ اُنکی ہر ایک صف دوسری صف سے اقلاً چھہ فیٹ کے فاصلہ پر رہے اور یہی فاصلہ ایک درخت سے دوسرے درخت کا ہونا چاہئے۔

جن درختون کی بیلین چڑہائی جاتی ہین اُنکی دو قسمین ہین۔ (۱) وہ جنکی بیلین درختون پر چڑہاتے ہین انکے صفوف مین ۲۰ فیٹ سے کم فاصلہ نہ رہنا چاہئے اور ایک درخت انگور سے دوسرے درخت انگور کا فاصلہ ۷ فیٹ ہونا چاہئے۔ جو بیلین منڈوون پر چڑہائی جاتی ہین اُن مین ایک درخت سے دوسرا درخت کم سے کم ۱۰ فیٹ پر رہنا چاہئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کے درختون کی جڑین زمین مین زیادہ پھیلتی ہین اور بہ نسبت دوسرے درختون کے اسکی جڑین کمزور ہوتی ہین۔ اس صورت مین فاصلہ مین سیر چشمی سے کام لینا چاہئے انگور کے درختون کا خاصہ ہے کہ جب قریب قریب ہوتے ہین تو زمین کے اندر ایک کی جڑین دوسرے کی جڑون سے لپٹ جاتی ہین۔ بنا رعلیہ فاصلہ جسقدر زیادہ رہے اوسی قدر بہتر اور مناسب ہے اور اقلاً اسقدر فاصلہ رہے جسقدر کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ جس انگور کی بیلون کو کسی اور قسم کے بڑے درخت پر چڑہانا چاہتے ہو۔ اُسکے تنہ سے کم سے کم ۲ فیٹ کے فاصلہ پر انگور کا درخت قائم کرو اور کسی ایک سہارے سے اسکی بیلون کو اُس بڑے درخت تک پہونچا دو۔ اگر تم اُس بڑے درخت کے تنہ سے متصل انگور کی بیلین لگاؤگے تو اُسکی جڑین اُس بڑے درخت کی جڑون سے لپٹ جائینگی۔ اور انگور کے نشوو نما مین خلل واقع ہوگا۔

صاحب **حسن الصناعہ** فرماتے ہین کہ جو درخت آپس مین فاصلہ پر بوئے جاتے ہین۔ وہ نہایت قوت کے ساتھہ ترقی کرتے ہین۔ لیکن لبسا اوقات نشوونما کی زیادہ قوت اُنکے ثمرہ کو کم کردیتی ہے لہذا ہر ایک مُلک کے لحاظ سے مناسب فاصلہ کا تعین ایک نہایت ضروری چیز ہے۔

آپ کی راے یہ ہے کہ شمالی ملکون اور سرسبز زمینات مین اُنکے باہم کم فاصلہ رکھنا مناسب ہے تاکہ نمو کی قوت اعتدال پر رہے اور بارآوری زیادہ ہو۔ اور ثمرہ کی پختگی سہولت سے حاصل ہو۔

اسکے برعکس گرم ملکون اور خشک زمینون مین جنمین سرسبزی کم ہوتی ہے۔ زیادہ فاصلہ تجویز کیا جاے۔ اگر ہم زیادہ اور کم فاصلہ کو معین کرکے بتلائین تو ہمارا اندازہ کبھی درست نہ ہوگا۔ اسلئے کہ زمینون کے اقسام اور قوتین مختلف ہوتی ہین۔ اور ہر ایک مقام کی آب وہوا بھی جدا جدا اثر رکھتی ہے۔ پس صرف تمثیلاً چند مقامات کا طرز عمل بیان کردینا کافی ہے۔ مثلاً ملک فرانس کے وسط اور شمالی شہرون مین سرسبز زمینون پر ایک درخت انگور کا فاصلہ دوسرے درخت کے ساتھ ۴۰ سنٹیمتر (تقریباً ڈیڑھ فیٹ) اور خشک زمینون پر ایک متر (تقریباً ½ ۳ فیٹ)۔ اور جنوبی حصہ ملک فرانس مین سرسبز زمینون پر ایک متر کا فاصلہ اور خشک زمینون پر دو متر کا فاصلہ ہونا چاہئیے۔

اور صف بستہ کاشت کے لئے دو صفون کا باہمی فاصلہ وسط فرانس مین دو متر اور جنوبی شہرون مین سات متر کافی ہے اور ان صفون مین ایک درخت کا فاصلہ دوسرے درخت سے ۳ فیٹ سے کم نہ ہو۔

علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ درختون کے باہمی فاصلہ مین سیر چشمی سے کام نہ لینا دو آفتون کو دعوت دیناہے۔ ایک یہ کہ شاخون کا پھیلاؤ دھوپ کا حائل ہوگا۔ دوسرا نقصان جڑونکی مزاحمت ہے جو ایک کی جڑ دوسرے کی جڑون کو پھیلنے سے روکتی ہے۔ لہذا کسی حال مین انگور کے درختون کو اقلاً ۱۵ فیٹ سے کم فاصلہ پر نہ بونا چاہئیے۔ اور عمدہ راے یہ ہے کہ ایک درخت انگور دوسرے درخت سے ۲۴ فیٹ پر رہے۔ مؤلف کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ اگر انگور کے لئے ۷ فیٹ عرض کا طولانی منڈوا قائم کردین تو ایک درخت کی بیل ۳۰ فیٹ تک خوبی کے ساتھ پھیلتی ہے۔ اور اُسکے شاخ درشاخ پھیلاؤ سے منڈوے کا عرض بھر جاتا ہے۔ پس ایک درخت کا فصل دوسرے درخت سے اقلاً ۳۰ فیٹ رہے۔ جن مقامات مین بیلون کو زمین پر دوڑانا مقصود ہو وہان کا فاصلہ بھی اسی اندازہ پر رہنا چاہئے۔ اگر پودون کو کسی دوسرے شاخدار بڑے درخت پر چڑھانا مقصود ہے تو ۱۰ گز یعنی ۳۰ فیٹ کا فاصلہ بھی کم ہے اسلئے کہ انگور کا پودہ اُس درخت کے تنہ سے دوری پر لویا جاے گا۔ اور اس فاصلہ مین دونون کی جڑین پھیلین گی۔ پس ایسی حالت مین ایک درخت انگور کا

فاصلہ دوسرے درخت انگور سے ۵ یا ۴ فیٹ رہے ۔ اگر انگور کی بیلون مین ہر وقت کاٹ چھانٹ قائم رکھکر اُسکو سیدھے تنہ کے درخت کی شکل مین قائم کرنا چاہو تو البتہ علاّمۂ نابلسی کی راے اُسکے لئے معتدل ہے ۔ ایک امریکن فلاح کی راے بھی اسی کے قریب قریب ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ انگور کے دو درختون کا درمیانی فاصلہ جسقدر زیادہ رہے گا اُسی قدر اُسکے تنہ کو زبردست پاؤگے ۔ جب ایک منڈوے پر متعدد تنون کی بیلین پھیل جاتی ہین اور وہ پھیلاؤ کے لئے کم جگہہ پاتی ہین ۔ تو اس قدر پیچ در پیچ پھیلاؤ ہوتا ہے کہ فلاح کو اُسکی نگرانی اور خوشون کی حفاظت مین بڑی مشکل لاحق ہوتی ہے ۔

اگر منڈوا زیادہ عریض ہو ۔ اور بیلون کے پھیلاؤ کے لئے کافی وسعت ہو تو ۱۰ فیٹ کا فاصلہ نامناسب نہین ہے ۔ لیکن مولف کو منڈوے کے زیادہ عرض سے اختلاف ہے جسکو اوسکے موقع پر عرض کیا ہے ۔

صاحب کتاب الاثمار نے منڈوے کے بیان مین فرمایا ہے کہ منڈوے کے فیل پائے طول مین سات یا آٹھ فیٹ کے فاصلہ سے قائم کئے جائین اور ہر دو پایہ طولانی کے وسط مین درخت انگور قائم کیا جاے ۔ جسکے یہ معنی ہین کہ دو درختون مین ۱۵ یا ۱۶ فیٹ کا فاصلہ کافی ہے ۔ مولف کو اس راے سے اختلاف ہے ۔ منڈوے کے بیان مین مؤلف نے بیان کیا ہے کہ منڈوے کا عرض ۷ فیٹ سے زیادہ ہونا مناسب نہین ہے ۔ پس اس عرض کے لحاظ سے اُن درختون کا فاصلہ جو اسکے نیچے بوئے جائین اگر ۲۰ فیٹ سے کم رکھا جاویگا تو بیلون کے پھیلاؤ مین نقصان پیدا ہوگا ۔ ایک درخت کی بیلین دوسرے سے مل جائین گی اور اسکا اثر نشو و نما کے لئے مضرت بخش ہوگا ۔

(۱۰) درخت انگور کے پھیلاؤ کے عام طریقے

(۱) بیان عام | فلاحان عرب نے انگور کے درختون کی پرورش کو چار طریقون پر منقسم کیا ہے ۔ (۱) یہ کہ انگور کی بیلین منڈوے پر پھیلائی جائین ۔ (۲) بیلون کو کسی اور درخت پر چڑھا دین ۔ (۳) بیلون کو زمین پر پھیلائین ۔ (۴) بیلون کو قطع کرین اور درخت کو اسکے تنہ پر رہنے دین ۔

صاحب حسن الصناعہ نے پھیلاؤ کی ایک پانچوین قسم بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ
ٹھونیون پر بیلون کے پھیلانے کا بھی رواج ہے۔ مؤلف کی راے مین درحقیقت یہ ایک قسم منڈوے
کی ہے۔ طامتری کنعانی کی راے ہے کہ ان چارون طریقون سے منڈوے کو ترجیح ہے اسلئے
کہ زمینی نقصانات سے بیلین محفوظ رہتی ہین۔ علاوہ اگر آسانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیڑون اور بیماریون
کی فلاح کو بہت جلد خبر ملتی ہے۔ دوسرا درجہ بیل کو کسی درخت پر چڑھانے کا ہے جسمین اس بات
کی احتیاط لازمی ہے کہ اُس بڑے درخت کے تنہ سے جس پر انگور کی بیل چڑھائی جاتی ہے۔ انگور
کی جڑین مناسب فاصلہ پر رہین۔ تیسرے درجہ مین زمین پر بیلو نکا پھیلانا ہے۔ اور یہ اُس خاص
مقام پر بہت مفید ثابت ہوا ہے جسکی زمین مرطوب نہ ہو۔ جیسے کسی دریا کا کنارہ یا شکم تالاب۔
چوتھے درجہ مین وہ درخت ہین جنکی بیلین قطع کرکے شاخون کی شکل پیدا کیجاے۔ یہ طریقہ صرف
اُن مقامات پر پسند کیا گیا ہے جن پر ہرسہ اقسام اول الذکر کی گنجایش نہ ہو۔ تجربہ کار فلاحون
نے بالاتفاق کہا ہے کہ طریقہ چہارم مین بہ نسبت طریقہ ہاے اول و دوم کے ثمرہ کم حاصل ہوگا۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کا قول ہے کہ بیل دار انگور جو منڈوون یا درختون پر پھیلے ہون زیادہ
شیرہ دار ہوتے ہین۔ اور اُنکے پھلون مین ایک خاص قسم کی لطافت ہوتی ہے جو بے بیل کے
انگورون مین نہین ہوتی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض فلاحین نے ثمرہ کے اعتبار سے قسم دوم کو اول پر ترجیح دی ہے
اسلئے کہ ایک جاندار درخت ان بیلون کو سنبھالے ہوے رہتا ہے۔ بہت سی بیماریان جو انگور
کی بیلون کو ہونے والی ہوتی ہین۔ اسمین وہ درخت شریک ہو جاتا ہے۔ برخلاف اسکے اُس درخت
کے عارضون سے انگور کی بیلون کو کوئی نقصان نہین پہونچتا۔

آپ فرماتے ہین کہ ہمارے اس قول کو تم تعجب کی نگاہ سے دیکھوگے اگرچہ ہم اسکو علمی طریقہ پر
سمجھا سکتے ہین جس سے تمھاری تسکین ہوسکتی ہے لیکن ہمکو طول کلام کا اندیشہ ہے۔ پھر آپ
فرماتے ہین کہ نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ درخت جو انگور کی بیلون کا حامل ہے۔ اپنی قوت کا ایک حصہ

ان بیلون کو دیا کرتا ہے۔

آدم فلاح کا قول ہے کہ منڈوے کو درختون پر بے شک ترجیح ہے اسلئے کہ وہ درخت جس پر انگور کی بیلین چڑہائی جائین ان بیلون کے حق مین ایذا دہ ہے۔ جس طرح ایک فلاح کو اپنے سطح منڈوے کی نگرانی مین جو قد آدم کے قریب قریب ہو آسانی ہوتی ہے اُس طرح ایک بلند بالا درخت کی پریشان شاخون پر وہ نگرانی نہین کرسکتا۔ اور ہر ایک شاخ پر اُسکی نگاہ اور اُسکا ہاتہ آسانی سے نہین پہونچ سکتا۔ اب اُسکو لازم ہوا کہ اُس جہاڑ پر سوار ہو کر سیر کرے اور انگور کی بیلون کو لکد کوب کرتا ہوا اور اپنے آپ کو سنبھالتا ہوا گزرے درحالیکہ یہ حالت منڈوے کی نگرانی سے بہت کم درجہ رکھتی ہے۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ میری راے مین جو بیلین کسی درخت پر چڑہائی جائین وہ بہ نسبت اُن بیلون کے جو کسی لکڑی یا بانس پر چڑہائی جائین زیادہ عمدہ اور قوی ہونگی۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بعض قدما نے زمین پر پہیلنے والی بیلون کو زیادہ پسند کیا ہے اسلئے کہ درخت انگور کو زمین سے طبعی الفت ہے۔ پہر فرماتے ہین کہ جو بیلین منڈوے پر چڑہائی جاتی ہین اُنکو سرد مقامات کی ہوا موافق نہین ہوتی۔ مؤلف کا تجربہ یہ ہے کہ ہندوستان کی آب و ہوا کے لحاظ سے منڈوے کو باقی کل طریقون پر ترجیح ہے بشرطیکہ منڈوا پست ہو یعنی ۶ فیٹ سے زیادہ بلند نہ ہو۔ منڈوے کے طریقہ مین جو خوبیان ملحوظ ہین وہ اسی باب مین آئندہ بیان ہونگی۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ محققین علم نباتات نے انگور کے درختون کو تین اقسام پر منقسم کیا ہے۔ (۱) دراز۔ (۲) متوسط۔ (۳) چہوٹا۔

قسم اول یعنی دراز کی بیلین بہت زیادہ پہیلتی ہین جنکو یا تو درخت توت وغیرہ کا سہارا دیتے ہین یا کسی بلند تہونی یا منڈوے پر چڑہا دیتے ہین۔ اور ان مین سے ہر ایک درخت کے لئے چار یا پانچ شاخون سے زیادہ باقی نہین رکہتے۔ یہ جلد بارآور ہوتا ہے اسکے خوشے بلندی کیوجہ سے بآسانی پختہ ہوتے ہین اسلئے کہ آفتاب کی شعاعون کا اثر اُن پر زیادہ پڑتا ہے۔ اس طریقہ کو گرم

ملک والون نے زیادہ پسند کیا ہے لیکن انکے ثمرہ کا شیرہ خوبی مین متوسط درجہ کا رہتا ہے۔اس قسم کی پہچان یہ ہے کہ اُسکے اصلی تنہ کا قد چار پانچ متر سے زیادہ نہین ہوتا یعنی تقریبًا ۱۰ یا ۱۵ فیٹ۔

دوسری قسم متوسط ہے جسکی شاخون کا پھیلاؤ بہ نسبت قسم اول کم ہوتا ہے اُسکی شاخون کو چھوٹی ٹٹیون یا تھونیون پر لگا دیتے ہین اور زمین پر بھی پھیلاتے ہین اسکا ثمرہ اور اسکی آمدنی بہ نسبت قسم اول کے زیادہ نفع خیز ثابت ہوی ہے۔اسکے پھل قرب زمین کی وجہ سے دیر مین پختہ ہوتے ہین اسکا تنہ درازی مین ایک متر تک ہوتا ہے یعنی تقریبًا ۳۹- انچہ)۔

تیسری قسم چھوٹے قد کی بہت نازک ہوتی ہے جسکے تنہ کا قد درازی مین ۱۶ سنٹیمتر یعنی تقریبًا ۶-انچ ہوتا ہے۔اس درخت کی بیلین بعض وقت زمین پر پھیلتی ہین اور بعض مقامات مین چھوٹی چھوٹی تھونیون پر۔ پہلی حالت مین اسکے خوشے زمین سے متصل ہونے کی وجہ سے اکثر خراب ہو جاتے ہین۔اسی ضرر کے تدارک کے لئے بعض تجربہ کار فلاحون نے اسکے لئے ایک زینی منڈوا تجویز کیا ہے جو زمین سے ۱۰-انچہ بلند ہوتا ہے۔اس قسم کے جو درخت تھونیون کے سہارے پر پھیلتے ہین وہ اپنے پھیلاؤ مین قسم اول کا مقابلہ کرتے ہین۔انکی بیلون کے انبار کو متعدد رسیون سے باندکر تھونی کے اطراف مین جما دیتے ہین۔

یہ بات بطور کلیہ کے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خوشون کا قرب زمین سے جسقدر ہوگا بشرطیکہ بالکل زمین سے نہ مل جائین اُسی قدر جلد پختہ ہون گے اسمین آفتاب کی شعاع اور زمین کی حرارت دونون کو دخل ہے۔ دن مین زمین جسقدر گرم ہوتی ہے رات مین اُسکی حرارت اُس سے جدا ہوکر اُس سے قرب رہنے والے اجسام مین اثر کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ قسم سوم کا محاصل اول و دوم سے زائد وصول ہوتا ہے۔ گرم ٹیلون اور پہاڑی ملک مین اسی قسم کی کاشت کا زیادہ رواج ہے۔ فرانس کے شمالی شہرون مین اسی قسم کی کاشت جاری ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ ان تینون اقسام کے بیان مین جہان کہین تنہ کا ذکر ہوا ہے اُس سے وہ ابتدائی حصہ مراد ہے جو سیدہا بڑہتا چلا جاتا ہے جس مقام سے اُسمین شاخین نکلنے لگتی ہین اُسکو تنہ کا انتہائی مقام

خیال کرنا چاہیئے۔

(۲) منڈوے کا بیان۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ انگور کے اکثر اقسام ایسے ہین جنکا پہیلانا زمین پر نہین ہوتا۔ انکے لئے منڈوا بہت مفید اور قوت بخش ہے۔ مثلاً سرخ انگور ہین جو ہمیشہ منڈوے ہی سے شاداب ہوتے ہین۔ انکی کاشت ٹیلون کے قریب نشیبی جانب مین کرکے ان کا منڈوا ٹیلہ تک قائم کردینا چاہیئے۔

آپ فرماتے ہین کہ اگرچہ یہ بات ممکن ہے کہ انگور کے تمام اقسام کی بیلین زمین پر پہیلائی جائین۔ لیکن وہ زمین ایسی ہو کہ جسمین انکی بیلون کو پستی سے بلندی کیجانب پہیلنے اور چڑہنے کا موقع ملے۔ سپید انگور یا مائل بہ سپیدی یا سبز رنگ انگور کے لئے منڈوا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ منڈوے سے اُنکی پرورش اچہی اور اُنکی بیلین قوت دار ہوتی ہین۔ ہر جانب سے تازہ ہوا اُنکو پہونچتی ہے آفتاب کی دہوپ کا صدمہ اُنکو محسوس نہین ہوتا۔ ہمیشہ ہوا پہونچتی رہنے سے ایک قسم کی خنکی اُن مین اثر کرتی ہے کیونکہ شدت گرمی کا تحمل انگور کی جڑون کو بہت کم ہوتا ہے۔ درخت کے تمام اجزا پر ہمیشہ ہوا کا پہونچتے رہنا پہلون کے لئے بہی مفید ہے۔

بہت بڑا فائدہ منڈوے سے یہ بہی ہے کہ تمام اجزا پر فلاح کی نظر کام کرتی ہے۔ بیماریون کی تشخیص کیڑون کی پیدایش سے وہ واقف ہوکر بروقت اونکا علاج کرسکتا ہے۔ طامثری کنعانی نے اپنے ایک قصیدہ مین ہوا کی تعریف کرکے انگورون کو ہوا پہونچانے کا تذکرہ بہی کیا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی جو کاشت نرم زمین مین واقع ہوی ہو۔ یعنی ایسی زمین مین جسکے اجزا نرم ہون یا ایسی زمین مین واقع ہو جسمین تری اور رطوبت کثرت سے ہو۔ اور جہان نرم اور دہیمی ہوائین ہمیشہ کثرت سے چلتی رہتی ہون۔ اُنکے لئے منڈوے کا قائم کرنا زیادہ مناسب ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ہماری راے مندرجہ بالا کا مقصد یہ ہے کہ جو انگور مرطوب زمینات کے لئے غیر مناسب ہین اور باتفاق اُنکی کاشت انہین زمینات مین ہوجاے تو اُس حالت مین اون کی بیلون کو منڈوون پر چڑہا دینا زمین پر پہیلانے سے بہت زیادہ نفع بخش بلکہ ضروری ہے جن اقسام

انگور کو مرطوب اور نرم زمینات سے مناسبت ہے اُن پر منڈوے قائم نہ ہون توچندان ہرج نہین ہے
صاحب **کتاب الاثمار** فرماتے ہین کہ انگور کا درخت بیل دار ہونے کے باعث کسی ایسی مضبوط شے کی استعانت کے بغیر جس پر چڑہکر وہ اپنی شاخین پہیلاسکے بالیدہ نہین ہوسکتا۔ **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ اس خیال مین قطعیت ناقابل اتفاق ہے۔ زمین پر پہیلانے یا درختون کی شکل مین بوٹے قائم کرنے کا طریقہ بہی بعض فلاحون نے پسند کیا ہے۔ اور اُنکے تجربہ مین کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور تجربہ سے یہ بات مانی گئی ہے کہ ان دونون مابعد الذکر طریقون سے بہی درخت انگور شاداب اور بالیدہ ہوا ہے اور وافر ثمرہ اُس سے حاصل ہوا ہے لیکن اسمین کچہ شک نہین کہ متقدمین اور متاخرین دونون نے منڈوے کو اور طریقون پر ترجیح دی ہے۔ بعض فلاحان عرب نے منڈوے سے زیادہ کسی اور درخت کے سہارے کو بہتر خیال کیا ہے جسپر انگور کی بیلین چڑہائی جائین لیکن مؤلف کا ذاتی تجربہ منڈوے کو زمین اور درختون سے زیادہ بہتر خیال کرتا ہے۔

صاحب **کتاب الاثمار** کی یہ ہدایت منڈوے کی نسبت قابل قدر ہے کہ ایک ایسی زمین تجویز کرو جو جنوباً وشمالاً طویل ہو۔ اور عرض مین دس یا بارہ فیٹ سے کم نہ ہو۔ اس زمین کے دونون جانب طولانی حصہ مین سات یا آٹہہ فیٹ کے فاصلہ پر پختہ فیل پائے جو ۱۵ انچہ مربع اور سات فیٹ بلند ہون تعمیر کرو۔ پہر اُن پر بانس کی جعفریان لگاؤ۔ اور عرض کے ہر دو پایہ پر ایک شہتیر رکہو۔ اور ہر شہتیر کے وسط مین دو یا تین فیٹ کا بلند ملوا جڑا جاے اور اس ملوے پر جعفری چہپر ڈالا جاے۔ جب اس تعمیر اور تیاری سے فرصت ہوچکے تب طول کے ہر دو پایہ کے وسط مین درست کرکے انگور کا ایک درخت لگا یا جاسے۔ یہ تاکستان براے خود زیور باغ ہوجاے گا۔ اسکے سایہ مین جنوباً اور شمالاً نہ صرف ٹہلنے کا موقع ہاتہہ آئیگا بلکہ صدہا گملون کے درختون کو سایہ مین رکہنے کا موقع ملیگا۔ آپ فرماتے ہین کہ ہندوستان مین تاکستان تیار کرنے کی یہی ترکیب ہے اور اس ملک کے واسطے یہی طریقہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اہل انگلستان اس وضع پر تاکستان نہین تیار کرتے۔ بلکہ انگور کی بیلون کو اکثر دیوارون پر چڑہاتے ہین۔

مؤلف کہتا ہے کہ منڈوے کی تیاری ایک تو تکلف کے ساتہہ ہوتی ہے۔ اور دوسری بے تکلفی سے۔ جن زمینداروں کو تکلف سے کام لینا مقصود ہو۔ اونکو مقامی سہولت سے کام لینا چاہئے۔ جن مقامات مین پتہر کے تہم ارزان اور آسانی کے ساتہہ مل سکتے ہین۔ جیساکہ دکن کے اکثر مقامات کا حال ہے۔ وہان سب سے بہتر پتہر کے تہم ہین جہان اسکا موقع نہو۔ اینٹ اور چونہ کے مستقل اور پختہ فیل پائے بہی بنائے جاسکتے ہین۔ جہان ساگوانی جنگل قریب اور اسمین زیادہ آسانی ہو۔ وہان ساگوانی ستون بہی کام مین لائے جاسکتے ہین اور جہان صرف مٹی کی دیوارون پر منڈوا اٹھہر سکتا ہے وہان مٹی کی دیوارون سے بہی کام لے سکتے ہین۔ اور اگر تکلف کا موقع نہو یا فلّاح کو اس قدر مقدرت نہ ہو تو وہان پر معمولی لکڑیون کی تہونیون پر منڈوا بآسانی قائم ہوسکتا ہے۔ عرض وطول مین دس یا بارہ فیٹ سے ہمکو اختلاف ہے اسلئے کہ دس بارہ فیٹ کا شہتیر مالدار فلاحون کو تو البتہ مل سکتا ہے مگر عام فلاحون کو بہت دقت سے مل سکیگا۔ لہذا ۷ فیٹ کا عرض ایک معتدل پیمانہ ہے۔ عرض کے کم رہنے سے منڈوا عرصہ تک مضبوط رہے گا۔ بارش کے صدمہ سے شہتیر جلد خم نہو سکین گے اور بار بار اُنکی تبدیل کی ضرورت لاحق نہوگی۔ اور کمی عرض کی وجہ سے تیاری کے وقت زیادہ موٹی لکڑیون کی حاجت بہی نہ ہوگی۔ فلاح کا ہاتہہ دونون طرف سے اُسکے عرض کو طے کرسکے گا۔ منڈوے کے طول کو جسقدر مناسب اور موقع ہو زیادہ بڑہا سکتے ہین۔ منڈوے کی بلندی مین مؤلف کا تجربہ یہ ہے کہ پانچ فیٹ سے زیادہ نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ اُسکے سایہ مین ٹہلنا مالک باغ کو کوئی زیادہ مفید اور راحت بخش نہین ہے اور نہ ایسی سقف کے نیچے ٹہلنا جسمین ہر قسم کے زہریلے کیڑے اور خاص قسم کے بچہوؤن اور سانپون کی پناہ گاہ ہے۔ جسکی تفصیلی کیفیت آئندہ اُسکے موقع پر بیان ہوگی مقتضائے احتیاط ہے۔ منڈوا اسقدر بلند رہے کہ اُسکے اوپر کی حالت کاشتکار کو بغیر کسی سیڑہی کے پیش نظر رہے۔ اور عرض اسقدر رہے کہ اُس پر دونون جانب سے کاشتکار کے ہاتہہ ہر قسم کا کام کرسکین۔ اسیطرح منڈوے کے نیچے کی نگرانی۔ وہ کاشتکار منڈوے کے نیچے بیٹہہ کر یا گھٹنون کے بل بخوبی کرسکتا ہے۔ دس یا بارہ فیٹ کے عرض اور ۷ فیٹ کی بلندی پر کاشتکار کو سیڑہی کے ذریعہ سے چڑہنا پڑیگا۔

اور پھر وسط عرض کی بعض ضرورتون کے لئے منڈوے پر سوار ہونا ہوگا - اور ان ضرورتون کے لحاظ سے لکڑیان زبردست اور قیمتی درکار ہونگی - طول مین ہر دو پایہ کے درمیان ایک ایک پودہ کا لگایا جانا بھی قابل غور ہے لیکن اس بحث کو ہم اس مقام پر مناسب نہین سمجھتے اسلئے کہ اُسکے لئے ایک خاص باب گزر چکا ہے جسمین ہمنے تفصیل کے ساتھہ بحث کی ہے -

(۳) بیلون کو کسی اور درخت پر چڑہانے کا بیان - آدم فلاح کا قول ہے کہ جو پودے اپنے منبت مین بیلین چڑہانے کیلئے تیار کئے جائین اُنکو اُنکے منبت سے اس طرح پر اکھیڑا جاے کہ اُنکے پینڈے کی مٹی اُنکے ساتھہ رہے - اور اُنکے لئے جو گڑہے بناے جائین وہ کسی قدر زیادہ گہرے ہون اور جس درخت پر اُنکی بیلین چڑہانا منظور ہو - اُسکے تنہ سے ۹ فیٹ کے فاصلہ پر تیار ہوے ہون - پھر اُن اُٹھاے ہوے پودون کو مع اُنکے پینڈون کی مٹی کے اُن گڑہون مین جمایا جاے اور اُنکی پرورش مین غور و پرداخت کیجاے - جب وہ جم جائین اور نشو و نما پائین اور اُنکا تنہ کسی قدر موٹا ہو جاے تو اُسوقت مناسب ہے کہ پہلے اُس درخت کے آس پاس اُنکو پھیلا دیا جاے - یہانتک کہ اُس کی بیلین اُس درخت کے تنہ کو ہر جانب سے چمٹ جائین - پھر اُن بیلون کے سرے اُٹھا کر اُس درخت پر رکھے جائین اور درخت کے قریب کی بیلون کی شاخون مین جو آنکھین ہون اُنکو ناخن سے ایک ایک کرکے مٹا دیا جاے صرف شاخ کے سرے پر ایک آنکھہ چھوڑ دیجاے - اس عمل سے یہ فائدہ ہوگا کہ صرف اُسی باقیماندہ آنکھہ سے شاخ بڑہے گی اور درخت کے تنہ سے لپٹ جائیگی اور کامل نشو و نما کے ساتھہ وہ درخت کو پکڑ کر چڑہ جائیگی - اگر ضرورت واقع ہو تو اُس شاخ کو درخت پر چڑہ جانے کے لئے کچھ مدد بھی دیجاے - درخت کے جس حصہ پر انگور کی بیلین پھیلتی جائین اُسکو صاف کرتے رہنا چاہیے اور بیلون کے پھیلنے مین نگرانی رکھنا چاہیے -

پھر آپ ہی نے کہا ہے کہ بڑے درختون کی صف کے مقابل مناسب فاصلہ سے ایک خندق کھودی جاے اور اُسمین انگور کی شاخین لگائی جائین اور خندق سے نکلی ہوی مٹی کو کنڈ کے طور پر اُس درمیانی فاصلہ مین ڈھیر کر دیا جاے جو اُس خندق اور بڑے درخت کے درمیان ہے - فلاحان عرب

کی رائے ہے کہ ایسی خندقون مین لگائی ہوئی شاخین زیادہ خوشحال اور عمدہ ہوتی ہین۔ مٹی کی دریائی مینڈون سے جو ایک قسم کی آڑ ہے۔ شاخون کو بہت مدد ملتی ہے۔ خندق کا عمق دو فیٹ سے کسی حالت مین زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ مؤلف کہتا ہے کہ جن مقامات پر بارش کثرت سے ہوتی ہے وہان موسم بارش مین ایسی خندقون کو سطح زمین تک پاٹ دینا مناسب ہے تاکہ برسات کا پانی اون مین بھر کر پودون کو ضائع نہ کرے۔ خندق مین لگائی ہوئی شاخین جب نشوونما پائین گی اور اُن کی شاخین نکلین گی تو خود بخود مینڈون پر سے ہوتے ہوے درختون کے تنون تک پہونچ جائین گی۔ خندق کا فاصلہ درختون کی صف سے اقلاً ۵ فیٹ اور بشرط گنجایش ۹ فیٹ تک رہنا چاہیئے۔

صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ اگرچہ انگور کی بیلون کو چڑہانے کے لئے کسی درخت کی تخصیص ضروری نہین ہے یعنی ہمہ اقسام کے درختون پر انگور کی بیلین چڑہائی جاسکتی ہین۔ لیکن اگر انتظام ممکن ہو تو ہم ضرور کہین گے کہ خاص قسم کے درختون کو اس کام کے لئے مخصوص کرنا چاہیئے اور اس تخصیص مین بہی دو مدارج ہین تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ بعض درختون کو اس کام سے خصوصیت خاص ہے اور بعض دوسرے درجہ مین ہین۔ **صغریث** کا قول ہے کہ انگور کی بیلین چڑہانے کے لئے سب درختون مین افضل وہ درخت ہے جسپر انگور کی بیلون کی قدرتی روک ہو۔ اور اوس سے زیادہ عمدہ چنار کا درخت ہے۔ اور پہر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ انگور کی بیلین چڑہانے کے لئے زیادہ مناسب وہ درخت ہین جنکا تنہ ایک ہو۔ چنار اور صنوبر کے نر درخت اس مطلب کیلئے زیادہ پسندیدہ ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انگور کے درختون کی بیلین ایسے درختون پر بخوبی نہین چڑہ سکتی ہین کہ جنکی شاخین گھنی اور کثیر ہون اور آپس مین گتھی ہوی ہون کیونکہ ایسے درخت خود انگور کی بیلون پر چھا جاتے ہین اور اُنکو بڑہنے سے روک دیتے ہین اور نیز ایسے درخت کہ جنکا قد ۲۰ فیٹ سے اونچا ہوتا ہے۔ انگور کے چڑہانے کے لئے مناسب نہین ہین۔ نیز دروار کا درخت جسکو ہندی مین بیولا کہتے ہین اس مطلب کے لئے بہت مناسب ہے اور یہ درخت بکثرت پیدا ہوتا ہے اور ملک بابل مین اسکا قد اُس مقدار سے کم ہوتا ہے جسکو ہم نے سابق مین ذکر

کیا ہے۔

کنعان کے شہروں اور جبلایا کی زمینوں مین انگور کی بیلون کو ۵، فیٹ کا قدر رکھنے والے درختون پر بھی چڑہاتے ہین اور اُسکو عمدہ سمجھتے ہین اونکا خیال ہے کہ زیادہ بلند درختون پر بیلین چڑہانے سے پھل عمدہ اور شفاف ہوتا ہے اور آفات سے بچا ہوا رہتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ ہمکو اس طریقہ سے اختلاف ہے اسلئے کہ بڑے قد کے درخت زمینی غذا کو کثرت سے جذب کر لیتے ہین اور ظاہر ہے کہ ایسی جگہ ہین انگور کی بیلون کی پرورش مین خلل واقع ہوگا۔ آپ فرماتے ہین کہ جن درختون پر انگور کی بیلین چڑہائی جائین ان کی جڑون کی زمین ہمیشہ نرم کیا کرو۔ اور کھاد سے اونکو مدد دیا کرو اور اُنکی پرداخت کرو تاکہ انگور کی جڑون کی قوت سے وہ اپنا حصہ نہ لین اسی موقع پر اس بات کو بطور ایک کلیہ کے سمجھہ رکھو کہ بڑے درختون کو کھاد بہت کم دینا چاہیے اور اُنکی جڑون کی زمین کو کم نرم کرنا چاہیے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ کی راے ہے کہ بعض پھل دار درخت بھی انگور کی بیلین چڑہانے کے لئے خصوصیت رکھتے ہین جیسے انار۔ ناشپاتی اور سیب کا درخت۔ کلیہ یہ ہے کہ جن درختون مین قبض اور بستگی کی خاصیت ہے اُن کو انگور کی بیلون سے الفت ہوتی ہے اور اُن کے قرب سے انگور کو نفع پہونچتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ زیتون کا درخت بھی اس خاص کام کے لئے نافع ہے لیکن زیتون کی جڑون سے انگور کے وہ پودے جنکی بیلون کو اُس پر چڑہانا مقصود ہے کسی قدر فاصلہ پر لگائے جائین اور یہہ مسئلہ نادر خواص مین سے ہے جسپر طبرنایاد کے لوگون نے خاص تجربہ حاصل کیا ہے وہ لوگ کہتے ہین کہ زیتون کے درخت کا زیادہ قرب انگور کے لئے مفید نہین ہے۔ لائق مصنف فرماتے ہین کہ میرا تجربہ اسکے خلاف ہے۔ زیتون کا قرب ہمیشہ انگور کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اور اُسکا مصلح ہے۔

یارما اور تکریت کے فلاحون کا قول ہے کہ انجیر کے درخت کا قرب انگور کے لئے عمدہ ہے اسلئے

کہ دونون کی طبیعت مین اتحاد ہے پس مناسب ہے کہ انجیر کے درختون پر انگور کی بیلین چڑہائی جائین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کو اس تجربہ سے اختلاف ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ انجیر کی بارآوری مین یہ عمل مضرت بخش ہوگا۔ اگرچہ انگور کو مفید ہو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ مین اسقدر تو مانتا ہون کہ درخت انگور اور انجیر کا قرب ایک دوسرے کے نشو و نما مین تائید کرتا ہے لیکن اسکو انجیر کے حق مین اچھا نہین سمجھتا کہ انگور کی بیلین انجیر کے درخت پر چڑہائی جائین۔

ساہی جرمقانی عرب مین ایک بڑا نامی فلاح گزرا ہے اوسکا قول ہے کہ اگر قراصیا یعنی آلو بالو کے درخت پر انگور کی بیلین چڑہائیجائین تو البتہ مین اسکو منڈوے پر ترجیح دونگا۔ اسلئے کہ اس درخت کی بارآوری سے انگور کے بار مین افزائش ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ قراصیا کے برگ و بار پر سے جو ہوا گزرتی ہے وہ انگور کے لئے نہایت مفید ہے۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ انگور کی بیل میس کے درخت پر چڑہانے سے انگور کا ثمرہ زیادہ حاصل ہوتا ہے اور بیماریان کم عارض ہوتی ہین۔ برخلاف اسکے انگور کی بیلین اخروٹ کے درخت پر چڑہانے سے ضعیف اور ناتوان ہو جاتی ہین۔

مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ جو انگور کے پودے کسی بڑے درخت پر چڑہائے جائین اُنکی خاص تدبیر یہ ہے کہ اُن پودون کی شاخین جو اُنکی جڑون سے نکلی ہون کسی قدر قطع کیجائین اور بڑے درخت (جس پر وہ پودے چڑہائے جائین) کی وہ جڑین بھی کسی قدر قطع کی جائین۔ جو اُن پودون کے لئے مزاحمت کرتی ہون اور یہ تدبیر اُس وقت ضروری ہے جب کہ انگور کے پودے اُس درخت سے متصل قائم ہون۔ اگر پودون کا فاصلہ درخت کے ساتھہ ۳ یا ۴ فیٹ کا ہے تو پھر اس دردسری کی کچھہ ضرورت نہین ہے۔

(۴) درخت کی شکل مین انگور کی کاشت | منشی وزیر علی شاہجہان پوری اپنی تالیف دولت باغبانی مین فرماتے ہین کہ ہندوستان مین جب انگور کا درخت شاخ کے ذریعہ سے قائم ہوچکا ہو تو اوسکی شاخون سے صرف ایک زبردست کلہ رکھہ چھوڑین اور باقی کو مع حصہ کہنہ شاخ منصوبہ زمین کے [illegible]ل کر

سے نکلے ہوے کلّہ کے کسی قدر اوپر سے کاٹ ڈالین۔ اور اسی سال کے اگہن (نومبر) مین جو شاخ رکہی گئی ہے اُس مین دو آنکہین باقی رکہکر باقی کا صفایا کردیا جاے۔ پہر جب وہ دونون آنکہین دو شاخین نکالین تو دوسرے سال کے اساڑہ (ماہ جون) مین ان دونون سے ایک زبردست شاخ کو قائم رکہہ کر دوسری شاخ کاٹ دیجاے۔ اگہن (ماہ نومبر) مین اُس باقیماندہ شاخ مین دو آنکہہ چہوڑ کر باقی حصہ اُسی شاخ کا قطع کردین۔ پہر تیسرے سال اساڑہ مین اسی طرح عمل کرین یعنی اول نئی نکلی ہوی دو شاخون سے ایک زبردست شاخ باقی رکہکر دوسری کو کاٹ دیا جاے اور نومبر مین اُس باقیماندہ شاخ سے صرف ۳۔ آنکہہ باقی رکہکر باقی حصہ چہانٹ دین۔ چوتہے سال کے ماہ اساڑہ مین اُن تینون آنکہون کی نکلی ہوی ۳ شاخون مین سے دو شاخین دائین بائین چہوڑ کر بیچ کی شاخ تراش دین اور ماہ اگست (بہادون) مین ان دونون شاخون کے اگولون کو تہوڑا سا کاٹ دین۔ اب یہ درخت اس قابل ہو جائیگا کہ اس سے پہل حاصل کیا جاے۔

(۵) تہونیون کے ذریعہ سے پہیلاؤ۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ انگور کی بیلون کو تہونیون پر پہیلانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر درخت کے تنہ کے پاس ایک تہونی لگا دیجاے تاکہ انگور کی شاخون اور بیلون کا بار جون جون وہ بڑہتی جائین وہ اپنے اوپر اُٹہا لیوے اور یہ عمل تمام بلند مقامات مین لازمی نہین ہے بلکہ ایسے شہرون مین لازمی ہوتا ہے جنکی حرارت پست درجہ کی ہے کیونکہ یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ ثمرہ کی پختگی کے لئے ایک معتدبہ حرارت کی حاجت ہوتی ہے اور انگور کا درخت ایسی حرارت کو دن کے وقت آفتاب سے قبول کرتا ہے یا رات کے وقت زمین سے۔ پس تہونیون کیوجہ سے وہ دن کی حرارت آفتاب سے اچہی طرح پر حاصل کرسکتا ہے اور شب مین زمینی حرارت سے محروم نہین رہتا۔ خصوصاً وہ درخت جو بہت کم بلند ہوتا ہے جسکی بیلین بہت چہوٹی ہوتی ہین اُس کے [illegible]ہوے یا درخت غیر سے تہونیان بہتر ہین۔ زمین پر اوسکو پہیلا دینا کسی طرح مناسب نہین [illegible]ہاتا اسلئے کہ آفتاب کی حرارت اوسمین بہت کم پہونچتی ہے۔ اور زمین کا اتصال خوشون [illegible]بسا اوقات سڑا دیتا ہے۔ گرم ملکون مین اگرچہ زمین پر پہیلا دینا چندان مضر نہین ہے۔ لیکن

تاہم پانچ سال سے ۱۵ سال کی عمر تک تھونیون کا سہارا مفید خیال کیا گیا ہے اس کام کے لئے فی درخت ایک متر یعنی ۴ ۔ انچہ کی دراز تھونی کافی سمجھی جاتی ہے کبھی ۵ فیٹ کی تھونیان بھی لگائی جاتی ہین جنکا انتخاب سخت قسم کی لکڑی سے ہونا چاہئے جیسے ببول یا سیتا سپیاری وغیرہ۔ ایسی لکڑیان سیدہی منتخب کرکے ایک سال تک اونکو رکھ چھوڑنا چاہیئے اس طریقہ عمل سے ایک تھونی تیس پینتیس سال تک خراب نہین ہوتی۔ برخلاف اسکے نرم لکڑیان دس پندرہ سال مین بگڑ جاتی ہین تھونیون پر قطران کا لیپ چڑہانا مناسب ہے جس سے ان مین کیڑا نہین لگتا۔ تھونیون کا قیام اُس وقت کیا جاے۔ جب کہ اونکی جڑین زمین مین اچھی طرح پھیل جائین اور انکا تراشنا شروع ہو جاے۔ انگور کے جو درخت ترقید یعنی شاخون کے ذریعہ سے بوئے جاتے ہین اُنکو پہلے ہی سال سے تھونیون کا سہارا دینا مناسب ہے۔ تھونیان گاڑنے کا زمانہ فصل بہار ہے۔ پہلے تھونی کے اسفل کو کسی قدر پتلا کرلین پھر اوسکو زمین مین زور سے بقدر چھہ سات انچہ اُتارین اور فصل خریف کے آنے پر اُسکو زمین سے اُکھاڑ لین اکثر اسی طریقہ پر عملدرآمد جاری ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ تھونیون کا لگانا اگرچہ ابتدا مین آسان اور سہل الحصول معلوم ہوتا ہے لیکن اس عمل مین چند خرابیان بھی ہین ایک یہ ہے کہ تھونیون کے گاڑنے کے لئے زمین کوٹ پیٹ کر مضبوط کرنا پڑتا ہے اور اسکی وجہ سے ہل چلاکر جو خوبی زمین مین پیدا کی گئی ہے وہ خاک مین ملجاتی ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ تھونی گاڑنے کے وقت درخت کی جڑین اکثر مجروح ہو جاتی ہین، تیسری خرابی یہ ہے کہ جب خریف مین تھونیان نکال لیجاتی ہین۔ تو اُنکے سوراخون کے ذریعہ سے جاڑے کی سردی سے جڑونکو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چوتھی خرابی یہ ہے کہ تھونی کی بدولت بعض موذی کیڑون کو گھر مل جاتا ہے۔ ان تمام خرابیون کے سوا تھونیان قیمتی بھی ہوتی ہین۔ کم مایہ فلاحون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ تھونیون کے بدلے ایک درخت انگور کی شاخون کو دوسرے درخت کے ساتھ ملاکر باندہتے جاتے ہین۔ اس طریقہ سے بھی کسی قدر کام نکل آتا ہے۔ جن مقامات مین تھونیون ہی کو پسند کیا گیا ہے وہان اُن نقصانات کا خیال ہمیشہ پیش نظر رکھا جاتا ہے جنکا بیان اوپر ہوا۔

(۱۱) نقل مقام کے عام قواعد

(۱) قواعد عام۔ انگور کی کاشت اعم ازینکہ تخم کے ذریعہ سے ہوی ہو یا اور ذرائع سے۔ پودون کو نقل مقام سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ نقل مقام کے لئے قدماے فلاحین نے تاکید اکید کی ہی اور فرمایا ہے کہ نقل مقام مین بڑے بڑے نتائج ہین جنکا ظہور آئندہ زمانہ مین ہوگا یعنی بہت بڑا اثر نقل مقام کا بار آوری سے متعلق ہے۔ جو پودے نقل مقام کی نعمت سے کامیاب ہوچکتے ہین وہ جلد بار آور ہوتے ہین اور زیادہ پہل دیتے ہین اُنکے پہل عمدہ قسم کے زیادہ شیرہ دار ہوتے ہین۔

صغریث کا قول ہے کہ جن پودون مین بیماری کے آثار پیدا ہوچکے ہون اُن کے لئے نقل مقام ایک بہترین علاج ہے۔

بنیوشاد کی راے ہے کہ مخفی عوارض سے کوئی فلاح واقف نہین ہوسکتا۔ تبدیل مقام ہی ایک ایسا عمل ہے جو مخفی عوارض کو دفع کرتا ہے۔

قدما کا قول ہے کہ نقل مقام وہی بہتر ہے جسمین نئے مقام کا فاصلہ مقام اول سے زیادہ ہو لیکن اگر اسکا موقع نہ ملا تو کم سے کم اسکا خیال رکھو کہ تمہارے مقبوضہ کہیت کے ایک کنارے پر بوئے ہوے پودے دوسرے کنارے پر منتقل کئے جائین۔ **انوخا** کہتا ہے کہ ایک پودے کو اُسکے مقام سے نکالکر دوسرے متصلہ پودے کے مقام مین لگا دینا بہی بہت کافی ہے۔ یعنی باوجود اس قدر قرب کے بہی نقل مقام سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(۲) نقل مقام کی عمر۔ بعض فلاحین عرب کا قول ہے کہ تخم سے بوئے ہوے پودون کو دوسرے سال کے آخر مین نقل مقام ضرور ہے۔

اور جمے ہوئے قلم کو تیسرے سال کے آغاز مین نقل مقام ضروری ہے۔

دبائی ہوی شاخ کے پودون مین دوسرے سال کے آغاز سے نقل مقام کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے

پیوندی پودہ کا پیوند کے دوسرے سال نقل مقام کرسکتے ہین۔

(۳) نقل مقام کا موسم **قوثامی** کہتا ہے کہ تبدیل مقام کے لئے اول درجہ مین بارش کا موسم مناسب

خیال کیا گیا ہے اور دوسرے درجہ مین بہار کا موسم۔

(۴) نقل مقام کا وقت | قسطوس کا قول ہے کہ جب تم انگور کے پودون کا نقل مقام کرنا چاہو تو مناسب ہے کہ جو اُن مین ضعیف ہون اونکو دو گھڑی دن چڑہے اور جو قوی اور عمدہ ہون۔ اُنکو تین گھڑی دن چڑہے منتقل کرو۔ پہر جب منتقلہ پودے نئے مقام پر جم جائین اُس وقت اُنکی فضول شاخون کو صرف ہاتھون سے چونٹ دو لوہے کے آلہ سے ہرگز کام نہ لو۔ اس عمل کے وقت ایک ہاتھہ سے تنہ کو تہامے رہو تاکہ پودے کی جڑون پر کوئی صدمہ نہ پہونچے۔

(۵) نقل مقام کیلئے گڑہے۔ | آپ ہی کا قول ہے کہ جس نئے مقام مین پودے منتقل کئے جائین اس مین ہر ایک پودہ کا گڑہا ڈیڑھ ہاتھ عمیق بنانا چاہیے تاکہ نئے مقام مین اُس کو جلد نشو ونما حاصل ہو۔

(۶) نقل مقام کے بعد آبرسانی۔ | صاحب فلاحۃ رومیہ فرماتے ہین کہ ان پودون مین موقع موقع سے آب رسانی کرنا چاہیے۔ پانی کی کثرت سے اکثر ضرر متوقع ہوتا ہے۔ (نقل مقام کے بعض قواعد اسی فصل کی اصل دوم مین بذیل (کاشت بذریعہ قلم) بہی بیان ہوے ہین)

اصل دوم متعلق بہ اصول خاص

(۱) بزر یعنی کاشت بذریعہ تخم کا خاص بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ | صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ انگور کی کاشت بذریعہ تخم اکثر باغات مین مروج ہے لیکن جمع کئے ہوے تخم پر بہروسہ نہین ہوتا۔ اگر عمدہ قسم کے تخم جمع بہی کئے جائین تب بہی اُن کے پودون کا ثمرہ اُنکی اصلی حالت کے مقابلہ مین متغیر پایا جاتا ہے لہذا باغبان ہمیشہ تخم سے حاصل کئے ہوے پودون کا پیوند عمدہ قسم کے درختون سے باندہتے ہین۔ تخم سے اُگے ہوے پودے اس کام کے لئے بہت مفید ہوتے ہین۔

آپ فرماتے ہین کہ تخم سے بویا ہوا پودہ آٹہہ دس برس مین بارآور ہوتا ہے۔ اس مدت سے پہلے پہل حاصل کرنے کے لئے یا تو اُن کو پیوند کے کام مین لانا چاہیے یا متعدد مقامات پر منتقل

کرنا چاہیئے جس سے البتہ بار آوری جلد ہوتی ہے لیکن پیوند ہی کا طریقہ اس خاص غرض کے لئے زیادہ مفید ہے۔

(۲) تخم لگانے کیلئے زمین کی تیاری۔ **صغریث** کا قول ہے کہ انگور کے تخم بونے کے لئے اول زمین کو تیار کرنا ضرور ہے۔ کاشت کے وقت سے پندرہ بیس دن پہلے ہی سے یہ کام شروع کردینا چاہیئے۔ جو زمینیں کہ رقیق یعنی بھربھری یا جنمیں کہار پن ہے یا جنمیں خشکی غالب ہے وہ ضعیف سمجھی جاتی ہیں اور اخیر کی قسم تو بہت ضعیف سمجھی جاتی ہے۔ پس سب سے پہلے ایسی زمینوں میں ہل چلانا اور اُن کو مناسب کہاد سے مرتب کرلینا چاہیئے تاکہ سخت اور موٹے اجزا ٹوٹ کر نرم ہوجائیں۔ جو زمینیں قوی یعنی چکنی اور سخت ہوں۔ اُنکی تیاری اور قلبہ رانی ماہ حزیران (م ماہ اساڑہ) کے آغاز ہی سے شروع کردینا چاہیئے۔ تاکہ تشرین اول وثانی (م کاتک۔ اگہن) و کانون اول (م پوس) تک گرم شہروں کے لحاظ سے وہ بالکل صالح اور مہیا ہوجائیں۔

اگر موسم بہار کے آغاز میں کاشت مقصود ہے تو درستی زمین کا کام اُس سے ۳ مہینہ پیشتر ہی سے شروع کردینا چاہیئے تاکہ زمین درست ہوکر وقت کے انتظار میں پانی اور دُہوپ کہاتی رہے اور ہوائے تازہ سے درست ہورہے۔ پھر زمانہ کاشت سے متصل ایک دفعہ اور قلبہ رانی کیجاے تاکہ زمین اچھی طرح پر نرم ہوجاے۔ معلوم رہے کہ ابر و بارش کے وقت میں ہل چلانا ہرگز مفید نہیں ہے۔ جب مطلع صاف ہوجاے تو اُس وقت یہ کام کرنا چاہیئے۔

بیغو شاو فرماتے ہیں کہ جب کوئی قطعہ۔ زمین شور کا تمکو ملے اور ضرورۃً انگور کی کاشت بذریعہ تخم کرنا چاہتے ہو تو تم پہلے اُس میں ہل چلاؤ۔ اور پھر اُسکو اُسکے حال پر چہوڑ دو تاکہ بارش کہاے جس سے اُسکی شوریدگی گہٹے۔ اور پھر اُن خاص خاص مقامات پر جو درخت یا تخم لگانے کیلئے کہودے گئے ہیں۔ بہتی ہوی شیریں نہر کی ریتی بچہا دو۔ اور کاشت کی قطاروں سے متصل پانی کی نالیاں سخط مستقیم بناؤ جن میں میٹہا پانی دوڑسکے اور قطاروں کو سیراب کرسکے اس عمل سے زمین شور بہی کاشت تخم انگور کے لئے صالح ہوجاویگی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ پتھریلی زمین مین انگور کے تخم بو دینے سے جسمین چھوٹی مقدار کی کنکریان موجود ہوتی ہین۔ پودے نہایت خوبی سے نشو ونما پائین گے پھر حسب ضرورت اگر اُن کو منتقل کرنا چاہو تو وہان سے اُٹھاکر دوسری زمینون مین اُنکو منتقل کر سکتے ہو۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ انگور کی کاشت کے لئے میری راے مین یہ مناسب ہی کہ اُسکے تخم مٹی کے پختہ کونڈون مین بو دئے جائین جو عمدہ زمین کی مٹی سے بھرے ہوے ہون جنکے پیندے مین ایک سوراخ بھی رہے اور جنکی مٹی مین پُرانی کھاد بھی ملائی گئی ہو۔ بدینوجہ کہ ہر ایک زمین انگور کے لئے مناسب نہین رہتی کاشت کا یہ طریقہ مستحسن خیال کیا گیا ہے جب پودہ درست ہو جاے تو دوسرے سال زمین مین منتقل کر دینا کچھ مشکل نہین ہے۔ اس انتقالی عمل سے درخت کو بہت فائدہ ہو گا اور خوب نشو ونما پائیگا۔

(۳) کاشت کا وقت۔ | ذوانایا فلاح کا قول ہے اور بطور کلیۂ عام کے بیان کیا گیا ہے کہ تخم کی کاشت عروج ماہ کے وقت ہونا چاہیئے اور قمر مین نقصان پیدا ہونے کے بعد بھی پانچ راتون تک اُسکو اس کام کی اجازت ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اس راے سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ذوانایا کے نزدیک قمر۔ آفتاب کے محاذی ہونے کے بعد بھی پانچ دن تک عروج ہی کا حکم جاری رہتا ہے۔ آدم فلاح نے آبپاشی کا وقت بھی وہی مناسب تجویز کیا ہے جسمین چاند زمین کے اوپر ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ اگر ہمارے بیان سے کسی باب مین ایک قول دوسرے کا مخالف پایا جاوے یا ایک کلیہ دوسرے کلیہ کی ترمیم کرے تو ناظرین اسکو یہ نہ خیال کرین کہ ہماری پریشان بیانی کا یہ نتیجہ ہے۔ بلکہ ہم نے تجربہ کارون کے آرا کو جس طرح پایا اُس طرح بیان کر دیا ہے اور بعض کے ساتھہ اپنا تجربہ اور اپنا اختلاف یا اتفاق بھی ظاہر کیا ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ قدما کے تجربون کو فلاحون کے روبرو رکھہ دین۔

علامۂ نابلسی کا قول ہے کہ جس روز سخت ہوا چلتی ہو خصوصاً سرد ہوا یا سخت سردی پڑتی ہو

یا شمالی ہوا ہو۔ ایسے دن مین کوئی تخم نہ بونا چاہیئے اور نہ کسی مقام سے کوئی درخت منتقل کرنا چاہیئے
آپ ہی کا قول ہے کہ جمعہ یا اتوار کے دن کوئی تخم نہ بویا جاے اسلیئے کہ ہم نے اسکی خرابی
کو بخوبی آزمایا ہے۔
پھر آپ فرماتے ہین کہ اس کام کے لیئے مہینہ کے آغاز مین چاند کے نور کی ترقی کا زمانہ پسندیدہ
ہے جو تخم اسوقت مین بویا جائیگا وہ اچھی طرح پر پھیلے گا اور پھلیگا۔ چاند کا نور گھٹنے کے زمانہ مین
کبھی کاشت نہونی چاہیئے اور دن کی تیسری ساعت سے دسوین ساعت تک کاشت کرنے کا
مناسب وقت ہے۔ اُس وقت زمین کی حالت تری اور خشکی مین معتدل رہتی ہے۔
مؤلف کہتا ہے کہ اسی کتاب کی اصل (۱) مین کاشت انگور کا عام موسم دکھلایا گیا ہے یہی وجہ
ہے کہ اس باب مین صرف وقت کاشت کے بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا۔
(۳) تخم کا انتخاب اور کاشت کا طریقہ۔ طامشری اور صردایاے کنعانی کی راے ہے کہ تخم انگور کی
کاشت خشک اور بڑے دانون سے ہونی چاہیئے۔ آپ فرماتے ہین کہ انگور کے بڑے دانے جنکے
بیج بڑے ہون لیکر تین تین یا چار چار دانے ایک ایک گڑھے بوے جائین جو خاص اسی غرض
سے تیار کئے گئے ہون۔ سرد ملکون مین اگر کاشت کے وقت سردی زیادہ ہو تو گڑھون کو ٹٹیون
یا بوریون سے چھپا دینا چاہیئے۔ اگر سردی کا موسم قریب الختم ہو تو ٹٹیون کی کچھ حاجت نہین ہے۔
انوخا کی راے ہے کہ عمدہ قسم کے دانہ ہاے انگور سے خشک بیج نکالو۔ اور پھر ۷ دن تک
اُنکو روغن زیتون مین ڈال رکھو۔ اُسکے بعد اُنکو مقام مقررہ مین بو دو۔ آدم فلاح نے اس سے
اتفاق کرکے کہا ہے کہ اس طریق سے تخم ضائع نہوگا اور پودہ بیماریون سے محفوظ رہیگا۔
انہین دونون استادون کی راے ہے کہ مقام کاشت مین چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر ہر ایک
گڑھے مین ۷ بیجون سے ۱۰ بیج تک مٹی مین دفنا دو۔ اور بقدر کفایت اُنپر پانی پہونچاؤ۔ پھر
چار دن کے وقفہ سے دوبارہ پانی دو۔ پھر لگاتار ہر روز آبپاشی جاری رکھو۔
آدم فلاح کہتا ہے کہ ایک نامی اور تجربہ کار فلاح نے مجھ سے ذکر کیا کہ ۲۰ بیجون کو ایک

گڑہے مین گاڑ دینا چاہیئے اور اسکے ساتہہ مٹھی بہر پسے ہوے جَو بہی جو بہُونے ہوے نہون ڈال دیئے جائین۔ اور اکثر اوقات مین اُن گڑہون کو ٹٹیون کے سایہ مین رکہنا چاہیئے اور بعض اوقات مین ٹٹیونکو دور بہی کرنا چاہیئے تاکہ ہوا کا اثر گڑہون پر پہونچے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ آدم فلاح نے جس تجربہ کار فلاح کا حوالہ دیا ہے وہ کاماس بہرہی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ علم فلاحت کی کتابون مین جو طریقہ کاشت کا عمدتاً بیان ہوا ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ پہلے زبیب یعنی خشک انگورونکو صاف کرکے اچھی طرح پر اُن کو سکہلا لینا چاہیئے۔ پہر ایک دن اُن کو گرم پانی مین بہگو دینا چاہیئے اور دوسرے دن میٹھے پانی مین جوش دیکر سالم پہل جس حالت مین کہ جوش دینے کے بعد رہگئے ہین زمین مین بو دیئے جائین۔ اور بہت سی مٹی اُن پر ڈالدیجاے اور برابر آبپاشی جاری رکہی جاے۔

بینوشاد نے اپنا ایک تجربہ بیان کیا ہے جسپر وہ اپنا وثوق ظاہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تم انگور کی کاشت تخم سے کرنا چاہو تو مناسب ہے کہ پُرانے خشک انگور اعلے قسم کے لوجن پر کئی سال گزر چکے ہون اور پہر اُنکو ایک وسیع ظرف مین ڈال کر کہلے میدانون مین رکہدو۔ اور اُن پر گرم پانی چہڑکا کرو۔ جب ایک دن اور رات یعنی چوبیس گہنٹون کی مدت مین چندمرتبہ اس طرح پر عمل ہوجاے تو اوسوقت اُن مین شگاف دو۔ تاکہ اُنکے تخم نظر آنے لگین اور پہر بودو۔ شگاف دینے سے بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ روئیدگی مین زیادہ زمانہ نہ گزریگا۔ اگر کثرت سے کاشت مقصود ہے اور ایک رات دن تک کی مہلت نہین ہے تو مناسب یہ ہے کہ ان سب کو ایک بار گرم پانی مین اقلاً ایک گہنٹہ تک بہگو کر ہر ایک گڑہے مین پانچ پانچ شگاف یافتہ خشک انگور بودو۔ اور اسکے دو یا تین دن کے بعد اُن گڑہون مین وہ کہاد پہونچاؤ جسکا بیان کہاو کے باب مین آئیگا۔

آپ فرماتے ہین کہ ان دردسریون سے بچنے کے لئے کاہل فلاحون نے شاخون کے ذریعہ سے کاشت کرنے کو ترجیح دی ہے مگر اعلے طریقہ کاشت کا تخم ہی کے ذریعہ سے مانا گیا ہے خصوصاً اُن فلاحون کے لئے جنکو کثیر المقدار کاشت مقصود ہے۔ اور جنکے پاس عمدہ تخم موجود ہین۔

(۵) آب پاشی کا بیان۔ علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ تخم خواہ کونڈے مین بوئے گئے ہون۔ یا زمین مین اُنکی آبپاشی بورئے کی آڑ سے کرنا چاہیے تاکہ اُسکے صدمہ سے تخم اپنی جگہہ سے نہ ہٹ جائین۔ یا زمین مین بہہ نہ جائین۔ اگر پانی ہاتہہ یا اور کسی ذریعے سے چہڑکا جاسے تو زیادہ مناسب ہے۔

فلاحون نے بالاتفاق کہا ہے کہ بوسے ہوسے تخم کو صبح اور شام آبپاشی کرنا چاہیے۔ جس دن باتفاق پانی برسے البتہ اُس دن جدا آبرسانی کی ضرورت نہو گی۔

(۲) عقل یعنی کاشت بذریعہ قلم کا خاص بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ مصنف کتاب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ انگور کی قلم کاٹ کر لگانے کا طریقہ نہایت آسان اور بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ اس طریقہ سے بڑے بڑے نتائج حاصل ہوتے ہین جو شاخین اس طریقہ مین کار آمد ہوتی ہین ہمنے اُنکا نام ذوات العقب رکھدیا ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ قلم کاٹ کر لگا ہوا درخت بہ نسبت تخمی درخت کے جلد بارآور ہوتا ہے اور اسکے ثمرہ پر فی الجملہ اطمینان بہی ہوسکتا ہے اسلئے کہ جس بڑے درخت سے ہمنے قلم لیا ہے وہ ہمارے روبرو ہے جسکے ثمرہ سے ہمکو اطمینان ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ کاٹے ہوسے قلم اکثر جڑین پیدا کرنے سے پہلے ضائع ہو جاتے ہین اسلئے ہوشیار فلاح کو اُنکی نگہداشت مین کامل احتیاط لازم ہے۔ اگر ہوا سرد یا دہوپ سخت ہے تو اُن پر عارضی سایہ بہت ضرور ہے۔

(۲) کس عمر کے درخت سے قلم لینا چاہیے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ پرانے درخت سے قلم نہ لینا چاہیے اور نہ ایسے درخت سے جسکی عمر چہہ سال سے کم ہو بلکہ ایسے درخت سے قلم لو جسکی عمر ۶ سال سے کم اور بیس سال سے زیادہ نہو۔ جن مقامات پر شاذ و نادر درخت کی جوانی تیس سال تک قایم رہتی ہے وہان تیس سال تک بہی اُس سے قلم لے سکتے ہین مگر بیس سال سے زائد عمر والے درخت سے ہرگز قلم نہ لینا چاہیئے۔ ۶ سال سے زیادہ اور بیس برس کے اندر عمر رکہنے والے درخت کا قلم بہت زوردار

ہوا کرتا ہے۔ ضعیف العمر درخت کا قلم اگرچہ جم جاے مگر ہرگز امید نہ رکھو کہ اُس سے عمدہ اور زوردار اور وافر ثمرہ حاصل ہوگا۔

اسی طرح ۶ سال سے کم عمر مین قلم لینا اصل درخت کے لئے تو مضر نہین ہے لیکن جا ہوا پودہ جو قلم سے قائم ہوا ہے ہمیشہ ناتوان رہے گا۔ اسکی مثال اُس اولاد کی سی ہے جو نوعمرون کے نطفہ اور نوعمر لڑکیون کے بطن سے پیدا ہوتی ہے جو ہمیشہ ناتوان اور امراض ضعف مین مبتلا رہتی ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ ہماری راے مین تین اور سات سال کی عمر کے درمیان درخت انگور سے قلم لیا جاسکتا ہے۔ اس عمل مین اصل درخت کو شاخ کے جدا ہونے سے فائدہ حاصل ہوگا۔ ۳ سال کے اندر تو درخت کی جڑین بالکل نرم رہتی ہین۔ احتیاط کے ساتھہ کام کرنے پر بھی جڑون کو نقصان پہونچتا ہے لہذا کسی حالت مین یہ کام ۳ سال سے کم عمر رکھنے والے درخت سے نہ لیا جاے۔ ۳ سال کے بعد سے سات سال کی عمر تک ایک خاص قوت جڑون مین رہتی ہے جو اُسکے بعد نہین رہتی لہذا اعلے وقت اور بہترین زمانہ اس کام کیلئے یہی تجویز ہوا ہے۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ بہترین عمر قلم لینے کی چار سال ہے۔ ایسے قلم بہت جلد جم جاتے ہین اور زیادہ بار آور ہوتے ہین۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ ادھیڑ عمر کے درختون سے قلم یا شاخ کاٹا کرو اور قلم کاٹنے سے پہلے دیکھہ بھال لو کہ اُس درخت کی جڑون مین کوئی نقص یا عارضہ نہ ہو۔ بلکہ صحیح حالت مین اور اچھی طرح پر پھولا پھلا ہو۔

قسطوس کہتے ہین کہ قلم تراشنے کے لئے انگور کا ایسا درخت منتخب کرو جسکے بار کی کثرت اور خوبی پر بھروسہ ہو یعنی ایسا درخت قلم لینے کے قابل ہے جو بار آور ہو۔ پھر اُسکے موٹاپے کی صفت پیش نظر رکھو۔ یعنی اُسکا تنہ زبردست ہو۔ پھر عمر کے لحاظ سے متوسط العمر درخت اختیار کرو۔ کیونکہ بڈھا اور نوعمر درخت کم بار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متوسط العمر کو ترجیح ہے۔

مؤلف کے تجربہ مین انگور کے دہ سالہ درخت کے قلم ہندوستان مین بہت اچھی طرح جمے

اور بار آور ہوے - پنجسالہ درخت سے خود مؤلف نے قلم لیے اور اُنکی نگہداشت مین نہایت کوشش
کی گئی اور وہ سرسبز بھی ہوے لیکن دوسرے سال وہ خشک ہو گئے اور اُنکی حالت سے یہ بات
ٹہیک رہی تہی کہ نہایت ناتوان ہین اگرچہ مختلف قسم کی عمدہ کہاد ون سے اُنکی پرداخت کی گئی
لیکن کوئی فائدہ اُنکو نہین حاصل ہوا - مؤلف کی ذاتی راے یہ ہے کہ پختہ اور قوی عمر درخت سے
قلم لینا چاہیئے جسپر کم سنی کا اطلاق نہ ہوسکے -

(۳) درخت کی کونسی شاخین قلم لینے کے قابل ہین - صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ انگور کی ہر ایک
شاخ قلم لینے کے قابل نہین ہوتی - نباتات مین عمدہ اور قوی حصہ وہ ہے جو درمیانی حصہ کہلاتا
ہے - اسکے سوا اور مقامات مثلاً اطراف اور نیچے کی شاخین اور وہ شاخین جو انگور کے ساق
یعنی تنہ مین نکل آتی ہین - یہ سب کمزور اور غلیظ اور سخت ہوتی ہین - ان مین یہ قابلیت نہین ہوتی
کہ ان کا قلم دوسرے مقام پر سرسبز ہوسکے - اسکی وجہ یہ ہے کہ درخت انگور کے اجزاے بدن سختی -
نرمی - خشکی - رطوبت - دُبلے پن اور موٹے پن مین مختلف ہوتے ہین - پس جو شاخ کہ درخت انگور
کے موٹے اور سخت تنہ مین نکلتی ہے وہ اپنی اصل کے مزاج پر ہونے کی وجہ سے دوسرے مقام
پر لگانے کے قابل نہین ہوتی - کیونکہ اُسمین قوت نشو و نما کم ہوتی ہے اور اسکے اجزا سخت
ہوتے ہین - اطراف کی شاخین اسوجہ سے ناپسندیدہ ہین کہ وہ اکثر ضعیف اور غذا کہینچنے کے مقام
سے دور واقع ہوتی ہین - درمیانی حصہ ان تمام عیوب سے پاک ہوتا ہے اُسکی شاخین قوی
اور نرم ہوتی ہین اور غذا بخوبی جذب کرتی ہین - اور نشو و نما کی قوت ان مین بہت زیادہ ہوتی
ہے لہذا انہین مین سے قلم لینا چاہیے -

جن شاخون مین بار آوری کی قوت زیادہ ہوتی ہے جنسے قلم لینا مفید خیال کیا گیا ہے - اُن
کے ظاہری علامات یہ ہین کہ اُنکی آنکہین قریب قریب ہون اور کونپلین چکنی اور نکلنے کے مقام سے
گہتی ہوی اور ملی ہوی اور بلند ہون - اُنکے قلم بہت جلد جمین گے - انکا پہل بہت زوردار اور
افراط سے حاصل ہوگا - ان پر بیماریون کا اثر بہت کم پہونچے گا - برخلاف اسکے جو شاخین چوڑی

اور سخت اور کھرکھری اور متخلخل اور ڈھیلی اور دُور دُور آنکھین رکھنے والی ہون اُن سے پرہیز واجب ہے ایسی شاخون سے قلم لینا اور لگانا گویا محنت کو برباد کرنا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی ایک شگفتہ اور شاداب بیل یا درخت مین عمدہ شاخین اُن صفات کی جنکا ذکر اوپر ہوا بہت کم ہوا کرتی ہین۔ اور ایسی شاخون کی زیادہ کثرت ہوتی ہے جنکی بُرائی ہم نے بیان کی۔ پس انتخاب کے وقت ہوشیار فلاح کا کام ہے کہ غور سے کام لے۔

عمدہ شاخین جنکا ذکر اوپر ہوا ہمیشہ اُن آنکھون سے نکلتی ہین جو ابتدا مین گوند کے مشابہ ہون۔ ایسی عمدہ شاخون مین اوپر اور نیچے کی جانب مین پانچ پانچ آنکھین ہوتی ہین اور اُن کو بھی گوند کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔

وہ آنکھ جسکی مشابہت گوند سے ہو درحقیقت انگور کے اصلی تنہ سے پیدا نہین ہوتی۔ بلکہ اُسکا تعلق ایک بڑی شاخ سے ہوتا ہے۔ جو بہت سختی سے اپنے نکلنے کے مقام کو چیر کر باہر آتی ہے اسکی علامت اُن چھلکون سے دکھائی دیتی ہے جو کچھ دنون تک اُسکے اطراف کھڑے ہوتے ہین اور پھر چند دنون مین درخت کے بدن مین مُندمل ہو جاتے ہین۔ ایسی اعلےٰ شاخ ہر جانب سے اپنے منبت مین گول شکل پر ہوتی ہے۔ ایسی ہی شاخون سے قلم کا لینا مناسب ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کی رائے ہے کہ ایسی عمدہ شاخون سے جو قلم لئے جائین وہ ایک سال اور کبھی کبھی اس سے کم وبیش مدت مین نشو ونما پا جاتے ہین۔ اس مدت کے ابتدا مین بڑی شاخ کے نکلنے کا مقام پہلے گول ہو جاتا ہے اور پھر اُسمین عمدہ شاخون کے نکلنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر کچھ دنون کے بعد اُس مین سے شاخین نکلنے لگتی ہین۔ اور جسقدر شاخین اس مقام کے قریب مین نکل آتی ہین وہ سب عمدہ ہوتی ہین۔ یہی گول مقام ہے جسمین غذا جذب کرنے کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسمین سے نکلی ہوی شاخین زیادہ بارآور اور قوت دار ہوتی ہین۔ اگر درخت انگور کو زور سے ہلایا جاے تو اُسکی غذا اُسکے تمام جسم سے جمع ہو کر اُسی گول مقام مین جمع ہو جاتی ہے اور محفوظ رہتی ہے اور ہلانے والے موذی کو ضرر رسانی کا موقع کم ملتا ہے۔ آپ فرماتے

ہین کہ حیوانات اور نباتات کے تمام بدن مین جو قوت نامیہ ہے اُسکا بعض اجزا مین سمٹ آنا ایک دقیق مسئلہ ہے جو زیادہ شرح و بسط کا محتاج ہے جس سے ہم اس موقع پر قطع نظر کرتے ہین۔

آپ فرماتے ہین کہ اگر کسی درخت انگور کی چھوٹی آنکھہ مین سے دو شاخین نکلی ہوی نظر آئین توسمجھہ لو کہ یہ شاخ بہت ہی قوت دار ہے اگرچہ اسمین وہ علامات نہ پاے جائین جنکو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ پس ان دونون مین سے ایک شاخ کا قلم بغرض کاشت جدا کر لینا مفید ہوگا اور دوسری کو بدستور اُسی مقام پر رہنے دینا چاہیئے۔ دوسرے سال مین اُس دوسری شاخ کو بھی کاشت کی غرض سے جدا کیا جا سکتا ہے۔

علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ درخت انگور کی جو شاخین شمالی جانب ہوتی ہین اُن مین کوئی خوبی نہین ہوتی لہذا مناسب ہے کہ انتخاب کے وقت انکو ہاتھہ نہ لگایا جاے اور جو شاخین کسی درخت یا عمارت کے سایہ مین پھیلی ہین اگرچہ وہ جلد جم جاتی ہین مگر خرابی یہ ہے کہ اُن مین پھل بہت کم آتا ہے لہذا اُن سے بھی دست کش ہونا مناسب ہے۔

قسطوس کا قول ہے کہ جب تم قلم لینے کے قابل درخت کا انتخاب کر چکو تو اُسوقت اُسکی ایک ایسی شاخ تجویز کرو جو اعلے اور اسفل حصہ کے درمیان نہ ہو بلکہ وہ متوسط حصہ کی شاخ ہو۔ اور وہ شاخ پکی ہوی اور سخت یا کھرکھری یا ہلکی اور دُور دُور آنکھہ رکھنے والی نہ ہو۔ بلکہ ہموار۔ ٹھوس۔ قریب قریب گرہون والی ہو۔ ایسی شاخ کا قلم ہمیشہ زیادہ بار لاے گا۔ اُسکا ثمرہ اور ثمرہ کا شیرہ عمدہ ہوگا اور بہت جلد جم جاویگا۔

ایک فلاح ہند نے مولف سے کہا کہ درخت انگور کی ہر ایک شاخ کو تم دو رنگ مین پاؤگے۔ ایک حد تک تو اُسکا رنگ تیرگی مائل ہوگا اور اُسی شاخ کا آخری حصہ تیرگی سے پاک بالکل سبز نظر آئے گا۔ اُس شاخ کی بارآوری ہمیشہ اُسی تیرہ حصہ تک ہوگی۔ سبز حصہ مین نہ پھول آئیگا اور نہ پھل لگے گا۔ پس قلم تراشنے کے وقت اسکا خیال رکھو کہ تراشیدہ قلم مین وہ تیرہ حصہ کم سے کم بقدر ایک فنط موجود رہے۔ اگر صرف سبز حصہ تراش لوگے تو وہ جڑین تو بہت جلد پیدا کریگا۔

لیکن اُسکی طبعی ناتوانی اُسکے نشو ونما کی مانع رہے گی۔

(۴) قلم لینے اور لگانے کا وقت۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ جوان درخت سے قلم لینے کے لئے وقت کی پابندی مفید اور ضروری چیز ہے۔ یہ ہرگز مناسب نہین ہے کہ رات یا دن مین جسوقت جی چاہے قلم کاٹ لین لہذا مناسب یہ ہے کہ ایسے وقت مین درخت سے قلم جدا کرین جبکہ شرقی ہوا یا شمال ومغرب کے درمیان کی ہوا چلتی ہو۔ کیونکہ یہ ہوائین شاخین قطع کرنے اور زمین مین لگانے کے لئے مناسب اور موافق مانی گئی ہین۔

بعض فلاحون نے شاخون کے قطع کرنے کے وقت کو محدود کر دیا ہے یعنی رات کی آخری ساعت سے تین ساعت دن چڑہے تک کا وقت اس کام کے لئے مفید بیان ہوا ہے۔

انکا قول ہے کہ درخت انگور سے قلم لینے کے لئے دو موسم تجویز ہوے ہین ایک وہ وقت ہے جسمین خوشون پر انگورون کی ابتدا ہوتی ہے اور دوسرا وقت وہ ہے جسمین درختون سے خوشے توڑ لئے جاتے ہین اور درخت خوشون سے خالی رہتا ہے ان دونون وقتون مین سے کسی ایک وقت مین قلم لینا جائز ہے۔ تجربہ کارون نے اس بات کو معلوم کرلیاہے کہ ان اوقات مین شاخ لینے سے اصل درخت کو کوئی ہرج نہین پہونچتا۔

علاّمہ نابلسی فرماتے ہین کہ انگور کی شاخون کو بڑے درخت سے اکھیڑ لینے کا عمدہ وقت ہماری راے مین طلوع آفتاب کے بعد کا وقت ہے جسمین ہلکی دُہوپ کا آغاز ہو۔

مؤلف کا تجربہ دکن کی آب وہوا کے لحاظ سے یہ ہے اور ہندوستان کے لئے غالبًا یہی موافق ہوگا کہ درخت انگور کا قلم قریب شام جدا کیا جاے تاکہ جب وہ مجوزہ مقام پر لگایا جاے تو رات کا ٹھنڈا حصہ اُسکو آرام پہونچاے۔ سرد مقامات مین علاّمہ نابلسی کی راے پر عمل کرنیسے غالبًا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ لیکن دکن یا ہندوستان کے اور مقامات مین غروب کا متصل وقت ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔

علاّمہ نابلسی نے قطع شدہ قلمون کو زمین مین لگانے کیلئے قمری مہنیہ کی پہلی پانچ راتون کو

مناسب خیال فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس وقت مین لگائے ہوے قلمون سے ایک قلم بہی بیکار نہ جائے گا اور جب وہ جم جائین گے تو اُنکی بار آوری بہت عمدہ ہوگی۔ مناسب ہے کہ ہر ایک قلم سے جسکو لگانا چاہتے ہو بجز ایک بڑی آنکہ کے باقی چہوٹی آنکہین ناخن سے مٹا دو۔

(۵) قلمون کا قد۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اول قلمون کو ایک مناسب مقدار طولانی مین کاٹنا چاہئے یہ کچہہ ضرور نہین ہے کہ اُنکی مقدار گز یا بالشت کے اندازہ سے معین کردیجاے بلکہ اُسکا اندازہ اُن آنکہون کے شمار پر ہونا چاہئے جو اُن مین واقع ہون۔ بعض قلمون کی آنکہین قریب قریب ہوتی ہین اور بعض کی دُور دُور۔ پس اگر آنکہین قریب قریب ہون تو ایسی قلم کی درازی اسقدر کافی ہے کہ جسمین آٹہہ یا نو یا دس یا بارہ آنکہین ہون۔ اگر آنکہین فاصلہ پر ہون تو ۵ یا ۶ یا ۷۔ آنکہین رکہنے والا ٹکڑا۔ کاشت کے لئے کفایت کریگا۔ اگر کسی شاخ مین بڑی آنکہ ہو۔ یا کوئی جدید آنکہہ نکلی ہو۔ اور اُسکے ساتہہ ہی باتفاق اور آنکہین بہی قریب قریب ہون۔ تو ایسی شاخ کو اُس مقام سے کاٹنا چاہئے جسکی پہلی چہہ آنکہین اسفل شاخ کیجانب اور اسکے بعد اوپر کے حصہ مین بڑی آنکہہ اور اُسکے اوپر اور پانچ آنکہین رہین۔ ایسی شاخ کی مجموعی آنکہین ۱۲ ہونی چاہئین۔ جس کے متعلق صغریث کی راے ہے کہ نشو و نما مین مطلق تاخیر نہوگی آپ فرماتے ہین کہ ایسے قلم کو زمین مین تنہا لگانا مناسب ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کا قول ہے کہ کاشت کی غرض سے شاخون کا انتخاب اور اُن کے کاٹنے کا جو طریقہ ہم نے تجربہ کارون کی راے اور اپنے ذاتی تجربات کی بنیاد پر بیان کیا ہے۔ اُسمین قلم کی درازی کے متعلق آدم فلاح کے سوا کسی اور نے کچہہ نہین کہا ہے۔ آدم فلاح کی راے ہے کہ ہر ایسا قلم جو کاشت کی غرض سے تراشا گیا ہو۔ دس انچہ سے ایک فوٹ تک دراز ہونا چاہئے۔ دوسرے فلاحون نے کہا ہے کہ اگر اس مقدار سے کسی قدر زیادہ لانبا بہی ہو تو فائدہ سے خالی نہین ہے اور ساہی حبر مقانی کا قول ہے کہ قطع شدہ قلم کی قوت کا مدار اُسکے قد پر نہین ہے بلکہ اُسکی آنکہون پر ہے جسقدر آنکہین اُسمین زیادہ ہون اُسی قدر زور سے وہ نشو و نما پائیگا۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ ان قلمون کا طول موافق درجہ مین ہونا چاہیے چالیس سے ساٹھہ سنتیمتر (۱۶-اانچہ سے دو فیٹ تک) اُنکی درازی کافی ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ وہ شخص ہرگز سرسبز نہوگا۔ جو کسی درخت انگور کی دراز شاخ کو درخت سے قطع کرکے اُسکے کئی ٹکڑے بنائے۔ پسندیدہ اور عمدہ طریقہ یہ ہے کہ جس حالت اور جس قد کا قلم درخت انگور سے کاٹا گیا ہے اُسی حالت مین لگا دیا جاے۔

فلاحان ہند اپنے تجربہ کو اسکے خلاف بیان کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ جس شاخ کو درخت انگور سے جدا کیا ہے بلحاظ اسکے کہ اُسمین تاریک حصہ کم سے کم ایک فٹ کا قائم رہیگا جسکا بیان اسی باب کے نمبر (۳) پر ہوا ہے۔ مناسب ہوگا کہ اُس قلم کے اوپر کا حصہ بھی تراش دیا جاے تاکہ اُسکا قد دو فیٹ سے زیادہ باقی نہ رہے۔ وہ کہتے ہین اور مؤلف کو بھی اُنکی راے سے اتفاق ہے کہ جس قلم کو ہم جڑون کے پیدا کرنے کی غرض سے لگانا چاہتے ہین اُسکا قد کبھی زیادہ دراز نہ ہونا چاہیے۔ اسلئے کہ جڑون کے آغاز سے قبل اُس قلم کی پرورش صرف اُسی رس سے ہوگی جو قطع کے وقت اُسمین موجود ہے۔ نئی غذا کئی دن تک اُسکو زمین سے نہ مل سکے گی پس ایسا قلم جس قدر درازی مین کم اور ہلکا رہے اُسی قدر بہتر ہے۔ بعض فلاحان ہند نے صرف ایک فٹ کا قلم کافی خیال فرمایا ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کی راے پر غور کرنے سے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپکا مقصد یہ ہے کہ ایک قطع شدہ قلم کے متعدد ٹکڑے کرکے ان سب کو بونا غیر مفید ہے اسلئے کہ اُس قطع شدہ قلم سے درخت پیدا کرنے کے قابل صرف ایک ہی ٹکڑا ہاتھہ آسکتا ہے۔ آگے چلکر آپ نے ایک موقع پر بیان فرمایا ہے کہ قطع شدہ قلم سے بونے کے وقت اُسکا بالائی حصہ جدا کر دینے مین کوئی نقصان نہین ہے۔

مؤلف کے ایک اورنگ آبادی دوست نے کہا کہ اُنہون نے ایک منتخبہ شاخ سے ایک قلم حاصل کیا جسمین نیلگون حصہ بقدر ۱½ فٹ تھا۔ پھر اس قلم کے سبز حصہ کو قطع کر دیا۔ اب صرف ۱½ فٹ

نیلگون حصہ ہی باقی رہگیا۔ پہر آپ نے اسکے ۴ حصے کئے اور چارون حصونکو جنکا قد ½ ہو۔ انچہ کا تہا۔ ایک کونڈے مین بو دیا اور اونکی نگہداشت کرتے رہے۔ ۱۲ دن مین اُن قلمون مین کو پلون کے آثار نظر آنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک ٹکڑے مین دو یا تین آنکہین تہین۔ آپ ہی کی راے ہے کہ کوئی ایسا قلم نہین جم سکتا جسمین کم از کم دو آنکہین نہون۔

(۶) قاطع کے صفات۔ **طامٹری کنعانی** کی راے ہے کہ درخت انگور سے قلم حاصل کرنے والا یا قلم لگانے والا شخص بول و براز کی حاجت نہ رکہتا ہو۔ اور نہ جذام یا برص کا مرض رکہتا ہو۔ اور نہ اسکے جسم کی کوئی ہڈی ٹوٹ کر ٹیڑہی جڑہی ہو۔ اور نہ وہ دائم المریض ہو۔ بلکہ تندرست کم عمر۔ نوجوان شخص کے ہاتہہ سے یہ عمل ہونا چاہئے۔ **ماسی سورانی** اپنے انگور کے درختون کو ایسے شخص کے ہاتہون سے لگانا نہین پسند کیا کرتا تہا جسکی عمر بیس برس یا زیادہ سے زیادہ تیس برس سے زائد ہو۔ غلاحان عرب کا عقیدہ اور نیز محققین کی راے ہے کہ ان حدود کی پابندی موثر ثابت ہوہی ہے اور اسکو دلائل سے ثابت کرکے دکہلانے مین طول کلام کا اندیشہ ہے۔ لہذا تجربہ کارون کی نصیحت پر عمل کرنے مین کوئی نقصان نہین ہے۔

صاحب **فلاحۃ النبطیہ** کا قول ہے کہ جس شخص کی فصد لی گئی ہو۔ یا جسکی آنکہون مین کچھ بیماری ہو۔ اُسکے ہاتہہ کا کاٹا ہوا یا لگایا ہوا قلم جمتا ہوا نہین دیکہا گیا۔

مؤلف کہتا ہے کہ آنکہون کا مریض یا لیقین ضعیف البصارت ہوگا۔ اور فصد لیا ہوا شخص یقیناً ناتوان رہیگا۔ پس ناتوانی اور ضعف بصارت کی وجہ سے قطع و برید اور نصیب درخت کے جو قواعد اوپر بیان ہوے ہین اُن پر احتیاط کے ساتہہ عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ اسی قسم کی توجیہین اُن قیود کی نسبت بہی کی جاسکتی ہین جو اوپر بیان ہوے۔ پس مقتضاے عقل یہ ہے کہ اگر ان پابندیون پر عمل کرنا ممکن ہو تو ترک عمل سے عمل اولے ہے اسلئے کہ تجربہ کارون نے ان ہدایات کو کسی نہ کسی نفع اور فائدہ پر مبنی کیا ہے۔ اگر ہکیمانہ اصول پر اُنکے اسباب و دلائل بیان ہون تو واقعی اُنکا ایک ضخیم دفتر ہو جائیگا۔ اور اصلی مقصدین پریشانی لاحق ہوگی۔ تجربہ کارون کی کوئی

ہدایت یا نصیحت فائدہ سے خالی نہین ہے اگرچہ اسکے وجوہ بادی النظر مین ہماری سمجھ مین نہ آئین لیکن اُس پر عمل کرنا کسی حال مین فائدہ سے خالی نہین ہے بخصوص جب کہ اُس عمل مین ہمارا کوئی نقصان نہین ہے۔ دکن کے ایک تجربہ کار ہندو فلاح نے اپنی اولاد کو مرتے دم یہ نصیحت کی تھی کہ میری لاش کو میرے کہیت مین جلاؤ اسلئے کہ مجھکو اپنے کہیت سے بڑی محبت ہے تاکہ میری روح اس عمل سے خوش رہے ۔ اہل برادری نے اُسکی موت کے بعد اس وصیت پر بحث کی اور اہل قصبہ نے عذر کیا کہ ہنود کے لئے مسان موجود ہے جہان لاشین جلائی جاتی ہین۔ اس وصیت پر عمل کرنے سے عادت قدیمہ مین فرق آئیگا۔ متوفی کے لڑکون کو تعمیل وصیت پر اصرار تھا گانون کے جوسی نے کہا کہ یہ شگون بد ہے جس سے خاندان کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ جب بحث نے طول کھینچا تو تحصیلدار کے حکم پر تصفیہ قرار پایا۔ تحصیلدار علم فلاحت سے ماہر تھا۔ مغز سخن کو فوراً سمجھ گیا اور حکم دیا کہ متوفی کی اولاد تعمیل وصیت مین مختار ہے۔ جسکے بعد اوسکی لاش اُسکے کہیت مین جلائی گئی اسواقعہ کے بعد بہی کچہ موتین واقع ہوئین۔ جوسی صاحب نے اپنی پیشین گوئی کی داد چاہی۔ اہل برادری نے شور مچایا۔ مگر تجربہ کار فلاح کے جانشینون نے اپنے واجب التعظیم باپ کی وصیت کے روبرو ایک کی نہ مانی اور اُن لاشون کو بھی اپنے کہیت مین جلایا۔ رفتہ رفتہ اس خاندان مین یہی بہگوٹ ہوگیا۔ جب کہیت کی پیداوار مین ترقی نظر آئی تو اہل خاندان متحیر ہوے اور تمام کا اتفاق اس پر ہوا کہ وہ بڈہا بڑا مقدس شخص تہا۔ اوسکی ہدایت نے برکت عطا کی اور اوسکی روح ہمیشہ اپنے کہیت کی مدد کرتی ہے ۔ اگر بڈہا کاشتکار ہڈی کی کہاد اور راکھ کے منافع کو سمجھانے کی کوشش کرتا تو اُسکی ایک نہ چلتی۔ صرف اُسکی وصیت اور اُسکی تعمیل نے ایک بے بہا نفع اُسکے خاندان کو پہونچایا۔ جو لوگ فن فلاحت سے بالکل ناواقف ہین اگرچہ وہ ذی علم ہون ایسی باتون کو مطلق نہین سمجھ سکتے۔

صاحب فلاحۃ العنبطیہ فرماتے ہین کہ قلم کو درخت سے جدا کرنے والا ایک ایسا شخص ہونا چاہیئے جو انگور کے درختون کے امراض اور پہل توڑنے کے بعد اُنکی تربیت کے طریقہ سے بخوبی

واقف ہو اور قلم تراشنے کے قواعد مین بہی مہارت رکہتا ہو۔ تاکہ ایک چہوٹی غرض کے حاصل کرنے مین بڑا نقصان نہ ہوجاوے۔ بسا اوقات قلم تراشنے کی ادنے بی احتیاطی سے اصل درخت بیمار ہوگیا ہے۔ بعض مقامات پر اس کام کی بے احتیاطی بڑے درخت کی ہلاکت کا باعث ہوئی ہے۔ پس مناسب ہے کہ یہ کام کسی جاہل شخص سے نہ لیا جاوے جو حقائق سے واقف نہو۔ اگر ہم کسی شخص کو حکم دین کہ فلان شخص کو بلا لاو۔ اور وہ اسکی تعمیل اس بے دردی سے کرے کہ مطلوب کا ہاتہہ پکڑ کر گہسیٹتا ہوا لائے تو کیا ممکن نہین ہے کہ مطلوب کے مفصلون مین ہرج پہونچے۔ یا شخص مطلوب زمین پر گر پڑے اور اُسکے اعضا مین چوٹ آئے۔ سب کچہ ممکن ہے۔ یہ موٹی مثال ہماری نصیحت سمجہنے کے لئے بہت کافی ہے۔ شاخ کا منتخب کرنا اصل درخت کی حالت سے ماہر ہونا۔ قلم کا اُکہیڑنا۔ جڑون کو بچانا۔ مقام مقطوعہ کی نگہداشت کرنا۔ جدا کئے ہوئے قلم کی خبر رکہنا۔ یہ سب نہایت نازک کام ہین۔ ایک ماہر شخص ہی ان تمام باتون کا لحاظ رکہکر کام کرسکتا ہے۔

قسطوس کی راے ہے کہ قلم تراشنے والا شخص نازک خیال اور نہایت سمجہہ دار اور قواعد تراش سے پورا واقف ہونا چاہئے۔ درخت انگور کے تمام کامون مین یہی کام بہت زیادہ نازک ہے۔

(۲) قلم جدا کرنے کا طریقہ۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کی راے ہے کہ اگر کوئی شخص کاشت کیلئے درخت انگور سے قلم حاصل کرنا چاہے تو اُسکو لازم ہے کہ منتخبہ شاخ کو اپنے دونون ہاتہون سے مضبوط پکڑ کر چند مرتبہ زور سے ہلا دے۔ اسطرح پر کہ وہ شاخ ٹوٹنے نہ پاوے۔ بلکہ صرف برائے نام اُسمین شکستگی کے آثار پیدا ہون پہر اُسکے بعد اُسکو ایک دم جہٹکا دیکر جدا کرلے۔

بعض تجربہ کار فلاحان عرب کی راے ہے کہ درخت انگور کے قلم تیز چاقو سے کاٹ سکتے ہو۔ مگر خیال رہے کہ محرف کاٹ قائم کیجاوے اور پوست کے کسی حصہ مین شگاف آنے نہ پاوے۔ پہر اُس قطع شدہ مقام پر گاے کا گوبر لگا دیا جاوے تاکہ اُسکا رس زیادہ نہ بہنے پاوے۔ بلینوشاد کا قول ہے کہ قلم کو اصلی درخت سے اُسی وقت جدا کرو جبکہ اُسکے بونے کا مقام اور سامان تیار ہو۔ قلم کاٹنے اور لگانے مین زیادہ عرصہ مناسب نہین ہے اور اس سے بجز نقصان کے اور کچہ حاصل نہوگا۔

فلاحان عرب و مصر نے تیز چاقو سے قلم جدا کرنے کے مقابل اکھیڑنے کے طریقہ کو زیادہ پسند کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مفصل کو کئی بار ہلانے کے بعد جب قوت سے کھینچ لین تو وہ قلم نکل آتا ہے۔ اور جو باریک ریشے اور نسین اُسمین لگی ہوتی ہین وہ بہت جلد جڑ بنجاتی ہین۔ اور اس طریقہ سے نشو ونما کا زمانہ بہت جلد آتا ہے برخلاف کاٹنے کے جسمین ایک زمانہ جڑون کے پیدا ہونے کے لئے درکار ہوتا ہے۔

قسطوس کی راے ہے کہ کاٹے ہوے قلم کے دونون سرون پر تروتازہ گاے کا گوبر فوراً مل دیا جاے۔ اس عمل سے وہ قلم کیڑون اور موذی حشرات الارض سے محفوظ رہے گا اور رس بھی بہنے نہ پائیگا جو اُس قلم کے حق مین چند دنون کی غذا ہے۔

مؤلف کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ قطع شدہ قلم کے ایک سرے پر جو بالاے زمین رہتا ہے۔ زیادہ مقدار مین گوبر لگا کر ایک باریک کپڑا اُسپر لپیٹ دین اور ڈوری سے اُسکو مضبوط باندہ دین پھر ایک ہلکا سا گوبر کا لیپ تمام شاخ پر چڑھا دین اور جس گڑھے مین بونا مقصود ہے اُسمین فوراً بو دین جس سے قلم محفوظ رہے گا۔

(۸) قلم قطع کرنے کے بعد کسقدر عرصہ تک کام آسکتا ہے۔ اسکے متعلق اسی باب کے گزشتہ مضامین مین کہین کہین ذکر ہوا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ درخت انگور سے قلم کو قطع کرنے کے بعد اسکو مقام مقررہ پر فوراً نصب کر دینا چاہئے۔ قسطوس نے اسکی سخت تاکید کی ہے۔ ابن وحشیہ کسدانی اسکے متعلق خصوصیت کے ساتھ فرماتے ہین کہ ایسے قطع شدہ قلم کو اُسکے بنت سے علحدہ ہونے کے بعد دوسرے مقام پر لگانے مین تاخیر کرنا نامناسب ہے۔ اگر ہوسکے تو فوراً اسکو زمین معینہ مین جو درست کیگئی ہو لگائین لیکن دو تین گھنٹہ کی تاخیر چندان مضر نہین ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ زیادہ سے زیادہ ایک دن کی تاخیر بھی بہ مجبوری جائز ہوسکتی ہے اس سے زیادہ کبھی جائز نہین ہے۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ قطع سے ایک دن ایک رات اور دوسرے دن کی ابتدائی چار ساعت کے گزرنے کے بعد وہ شاخ بیکار ہو جاے گی۔ اس تعین وقت کا انحصار اسلئے ہے کہ انگور کے درخت مین

بہ نسبت دوسرے درختون کے حرارت کم ہوتی ہے اگرچہ انگورون کے درخت باخود ہا ایک دوسرے سے حرارت مین کم وبیش نسبت رکھتے ہین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اگرچہ درخت انگور کی رطوبت مائیہ اُسکی اصلی رطوبت کو محفوظ رکھتی ہے لیکن جب کہ اسکا قلم جنبت سے جدا کرکے زمانہ دراز تک رکہہ چہوڑا جاے تو اُسکی حرارت جوش مارتی ہے اور پراگندہ ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے رطوبت مائیہ خشک ہوکر اصلی رطوبت مین بہی زوال آجاتا ہے۔ اور اصلی رطوبت کے زائل ہونے سے نشو ونما کی طاقت باقی نہین رہتی۔ اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ جب تک اُسمین نئی جڑین پیدا ہوکر زمین سے غذا حاصل کرنے لگین اوسوقت تک اُس قلم کی زندگی کو سنبھالنے والی طاقت ضائع ہونے نہ پائے۔

آپ فرماتے ہین کہ اگر کسی اتفاق کی وجہ سے کاٹے ہوے قلمون کو کئی روز تک زمین مین لگانے کی نوبت نہ آئے تو لازم ہے کہ اُنکے قطع شدہ مقام پر تر مٹی کے پینڈے قائم کرکے اُنکو محفوظ کر دیا جاے اور کسی بڑے تہ خانہ مین اُنکو رکہہ دیا جاے۔ جہان گرمی اور سردی کا اثر نہو۔ ایسے تہ خانہ مین اُنکو رکہنے سے پہلے پانی کا چہڑکاو کر دیا جاے۔ پہر اُن قلمون کو اُسمین جدا جدا رکہا جاے تاکہ پانی کی رطوبت ہر ایک مین پہونچتی رہے اور ایک سے دوسرے کو ضرر نہ پہونچے۔ بعض فلاحان عرب کی راے ہے کہ متعدد قلمون کو ملا کر اُنکے پینڈے قائم کرنا مناسب ہے تاکہ ایک قلم کو دوسرے قلم سے مدد ملتی رہے اور ایک کی رطوبت دوسرے مین اثر کر سکے۔ جب زمین مین نصب کرنے کا وقت آئے تو اُنکی چہوٹی شاخین اور ڈنڈیان توڑ دیجائین۔ اس بات کو خوب سمجہہ رکہو کہ جب تک وہ کاٹے ہوے قلم تہ خانہ مین محفوظ ہون اُنکی چہوٹی شاخون اور ڈنڈیون کو ہرگز نہ چہیڑنا چاہیے اسلئے کہ جو رطوبت اُن ڈنڈیون مین ہے اُسکا وجود قطع شدہ قلمون کے لئے اعانت بخش ہے۔ زمین مین لگانے کے وقت ڈنڈیون بلکہ پوست کا نکال دینا بہی مفید ہے تاکہ زمین سے جو غذا کم کم حاصل ہو اُسمین سے اُن ڈنڈیون اور پوست کا حصہ بہی قلم کو نصیب ہو۔

الوغا فلاح کی راے ہے کہ بڑے درخت سے قلمون کے قطع کرنے کے بعد اگر اُنکے نصب کرنے مین

کسی وجہ سے تاخیر واقع ہو تو اُسی درخت کے تہالہ مین ایک گڑہا کرکے اُنکو اُسمین محفوظ کردینا چاہیئے اور معتدل رطوبت سے اُنکو تر رکہنا چاہیئے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ اُن قلمون کو ایک ایسے بڑے مکان مین رکہہ دینا مناسب ہے جسمین گرم ہوا کا گزر نہ ہو۔ اور اس سے بہتر وہ مکان ہے جسمین ہوا جانے ہی نہ پاے۔ اگر قلم قلیل تعداد مین ہون تو ایک بڑے مٹکے مین پانی بہرکر دو گہنٹہ تک اُنکو اُسمین چہوڑ دیا جاے۔ پہر اُس کا پانی اچہی طرح سے نکالکر اُسکی تہ مین مٹی بچہا دیجاے اور پہر اُن قلمون کو یکے بعد دیگرے اُس مٹی مین قائم کرکے بہت سی مٹی اُس مٹکے مین ڈال دیجاے یہان تک کہ وہ مٹی قلمون کو تمام جوانب سے گہیرلے اور اُنکے تمام اجزا مین لگ جاے۔

آدم فلاح کا قول ہے کہ جب قلم بونے کے لئے انگور کے درخت سے قطع کئے جائین۔ تو اُنکے کٹے ہوے سرون پر کوئی لیپ کر دینا چاہیئے۔ اس طرح پر کہ انگور کی چہانٹی ہوی فضول شاخون کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اچہی طرح سے اُنکو کوٹو۔ پہر اُنمین پُرانی مٹی ملاؤ۔ اور اسکے مجموعے کو اچہی طرح پر مخلوط کرلو۔ پہر اسکا لیپ قلمون کے مقطوعہ مقام پر چڑہا دو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ پُرانی مٹی کو انگوری شراب مین ملاکر اُسکو تانبے کے دیگچے مین ڈالو اور اُسمین میٹہا پانی ملاکر پکاؤ۔ جب اوسکا قوام پتلے شہد کے موافق ہوجاے تو اُسوقت قلمون کے مقطوعہ مقام پر اسکا لیپ کردو۔ اس لیپ کے اثر سے قلمون کی رطوبت دو مہینہ تک باقی رہ سکتی ہے۔ اس طریقہ سے اُنکی حالت لگانے کیوقت تک متغیر نہ ہوگی۔

آپ فرماتے ہین کہ اگر ایسے مقطوعہ قلم ایک شہر سے دوسرے شہر تک لیجانا مقصود ہون جو مسافت بعید پر واقع ہو تو پتلی لکڑی کا صندوق بناؤ جسکا طول وعرض ۳ فیٹ کا ہو۔ اور اُس پر باہر کی جانب ڈامر کا لیپ چڑہا دو۔ اور اسکے اندر کیجانب پانی مین شراب ملاکر چہڑک دو۔ پہر ایسے صندوقون مین شاخون کو رکہدو۔ اور اُن پر رانگ کی رکا بیان دہانک کر صندوقون کو بند کردو۔ صندوقون کے بیرونی حصہ مین ڈامر کا لیپ اسلئے نہایت ضرور ہے کہ بیرونی ہوا اُنمین داخل ہوکر اندر کی رطوبت کو

خشک نہ کرسکے۔ پانی اور شراب کا چھڑکاؤ اسلیئے مفید ہے کہ صندوقون کی لکڑی اُس چھڑکاؤ کو جذب کرلیتی ہے۔ اور اُسکی طراوت شاخون کو پہونچتی رہتی ہے۔ رانگ کی رکابیون سے یہ فائدہ ہے کہ اُنکی وجہ سے کٹے ہوے درختون کی رطوبت دیر تک محفوظ رہتی ہے۔ اگر تم یہ چاہو کہ شاخون کی آنکھین خشک نہونے پائین تو اونکو عیرواناکی شاخون سے ڈہانک دو۔ **ابوبکر ابن وحشیہ** فرماتے ہین کہ ہمارے زمانہ کے لوگ اس درخت کو لحیۃ الشیخ اور لحیۃ الیتس کہتے ہین۔ اسکی تاثیر یہ ہے کہ جب اُسکی شاخین درخت انگور کے قلمون پر ڈال دیجاتی ہین تو وہ قلمون کی تروتازگی کو باقی رکھتی ہین۔

آدم فلاح کہتا ہے کہ جب کبھی ایسا اتفاق ہو کہ انگور کے قلم لگانے کی غرض سے قطع کیئے جائین اور مدت دراز تک مین ہین نہ لگاے جائین اور طول مدت سے اُنکی رطوبت خشک ہوجاے تو اُن کو ۱۲ گھنٹہ تک پانی مین ڈالدو پھر نکالو اور فوراً زمین مین لگادو۔ اگر ایسے خشک قلمون کو ۱۲ گھنٹہ تک گرم پانی مین ڈالکر پھر زمین مین لگاؤ۔ تو اور زیادہ بہتر ہے۔ گرم پانی مین صرف ۲ گھنٹہ تک ڈال رکھنا بھی کافی ہے۔

ماسی سورانی۔ طامثری۔ صردایا وغیرہ فلاحین کنعانیین کی راے ہے کہ ان قلمون کی آنکھین خشک ہوجانے کے بعد اُنکا لگانا بے سود ہے۔ وہ کہتے ہین کہ ہمنے بارہا تجربہ کیا ہے کہ خشک آنکھون والے قلم اگرچہ ان تدابیر سے لگ گئے۔ مگر جیسا چاہیئے اُنکا نشوونما نہ ہوا۔ اور اُن کو باربھی نہ آیا۔ آنکھون کے خشک ہوجانے سے انکی حالت ضعیف ہوجاتی ہے اور صحت باقی نہین رہتی۔ لیکن اس نقصان کو دفع کرنے کے لیئے بھی تدابیر سے کام لیا جاتا ہے یعنی ایسے خشک قلم جنکی آنکھین خشک ہوگئی ہون گرم پانی مین بھگونے کے بعد ایک مقام مین دو دو یا تین تین بلکہ چار چار ملاکر لگاے جاتے ہین۔ کوئی نہ کوئی ان مین سے جم جاتا ہے۔ اور ہمنین وہ نقصان جو اوپر بیان ہوا باقی نہین رہتا۔ اگر سب کے سب لگ گئے تو اُنکا نشوونما نہایت قوت کے ساتھ ہوتا ہے

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ اگر انگور کے کاٹے ہوے قلم کسی ایسے ملک کو لیجانا چاہو جسکی

مسافت دو مہینہ کی راہ ہے تو ضرور ہے کہ اُنکو کسی ظرف مین رکہہ کر اُنکے نیچے اوپر عمدہ مٹی ڈال دو اور اُس مٹی مین قلمون کو چھپا دو۔ پہر جب منزل مقصود پر پہونچو تو ایک دن اور رات اُن کو پانی مین بہگو کر فوراً زمین مین لگا دو۔ انگور کے قلمون کو قطع کرنے کے بعد تر زمین یا پانی مین اس قدر مدت تک نہ رکہو جو لگانے سے پہلے کونپل نکل آئے کیونکہ کونپل نکلنے کے بعد جو قلم زمین مین لگایا جاتا ہے وہ ہرگز نشو ونما نہین پاتا۔ رفتہ رفتہ خشک ہو جاتا ہے۔

قسطوس کی راے ہے کہ جن قلمون کو درخت انگور سے کاٹ لینے کے بعد بو دینے کا اتفاق نہو تو اُنکو فوراً نرم اور نم دار زمین مین دفن کر دینا چاہیے یا ٹہیکرے کے ظرف مین نیچے اوپر مٹی بچھا کر چھپا دینا چاہیے تاکہ ہوا کے اثر سے محفوظ رہین اس تدبیر سے دو مہینہ تک قلم خراب نہوگا۔ پہر جب بونے کی نوبت آوے تو ایک دن رات اُنکو پانی مین بہگو کر بونا چاہیے۔

دکن کے ایک پُرانے کاشتکار نے اورنگ آباد کے انگور کے چند کٹے ہوے قلمون کو ایک بنڈل مین باندہ دیا۔ اور اُس بنڈل پر ہر طرف سے گاے کا گوبر لگا دیا۔ پہر اُس بنڈل کو مٹی کے ملوے مین رکہہ کر اُسکے دونون جانب کو چکنی مٹی سے بند کر دیا۔ تیسرے دن جب وہ بنڈل کہولا گیا تو تمام قلم تر و تازہ نظر آئے۔ حیرت انگیز ہے کہ اُنکے پتے بہی خشک نہونے پاے تہے۔ الغرض جب اُنکے بونے کی نوبت آئی تو اُسنے اُنکو میٹہے پانی سے دُہو یا اور پہر اُنکے ایک سرے کو جو بہ نسبت دوسرے سرے کے کسی قدر زبردست تہا چاقو سے محرف تراش کر گاے کے تازہ گوبر کے ساتہہ فوراً زمین مین بو دیا۔ ۲۴ دن مین اُنکے جمنے کے آثار نظر آئے۔ ۱۰ قلمون مین آٹہہ قلم اچھی حالت مین دیکہے گئے۔ لیکن دو قلم کونپل نکلنے کے بعد خشک ہو گئے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ نقصان نئے مقام کی وجہ سے عائد ہوا۔

(د) قلم کے ذریعہ سے کاشت کرنیکا مقام۔ | ماسی سورانی کی راے ہے کہ اگر مزروعہ درختان انگور سے شاخ یا قلم لینے کی حاجت ہو تو اول ایک ایسا مقام تجویز کرو جو طبیعت اور خاصیت مین مزروعہ درختون کی زمین سے مخالف ہو۔ مثلاً سخت زمین مین درخت انگور ہے تو نرم زمین اُن شاخون اور قلمون

کے لئے تجویز کرو۔ یا اگر درخت انگور نرم زمین مین ہے تو شاخ و قلم کے لئے سخت زمین کا انتخاب کرو۔ اسی طرح چکنی زمین کے مقابلہ مین بُھربُھری زمین اور بُھربُھری زمین کے مقابل چکنی زمین ۔ سرخ کے مقابلہ مین سیاہ زمین۔ پتھریلی کے مقابلہ مین کیچڑ والی زمین۔ پہاڑی کے مقابلہ مین میدانی زمین۔ تجویز کرنا چاہئے۔ جب قلم کاٹ لئے جائین یا کونڈون مین اُنکے پودے تیار ہو جائین تو اُنکو مجوزہ زمین مین لگانا چاہئے۔ انگور کی طبیعت کا ہمنے یہ خاصہ پایا ہے کہ اگر وہ ایک مقام مین نشو ونما پاتا ہے تو دوسرے مقام کا طالب رہتا ہے۔ بدینوجہ کہ بڑے درختون کا اس طرح پر نقل مقام کرنا دقت سے خالی نہین ہے۔ شاخون اور قلمون کے ذریعہ سے اس مقصد کو پورا کرنا چاہئے تاکہ اُنکی شادابی اچھی طرح پر ہو۔

کاماس نبہری ایک بڑا فلاح گزرا ہے جو بڑا تجربہ کار اور ذی علم تہا اُس کا قول ہے کہ انگور کے قلمون کو سخت زمین مین ہرگز نہ لگاؤ اور ضائع مت کرو۔ اسلئے کہ اُن مین جڑین پیدا نہ ہونگی۔ پھر وہ فرماتے ہین کہ سخت زمین کی شناخت کرنے کے لئے یہ طریقہ بہت آسان ہے کہ تم زمین مین تین گڑہے کہودو جنمین سے ہر ایک گڑہے کا عمق ڈیڑہ ہاتہہ کا ہو۔ اور جس قدر مٹی اُن گڑہون سے نکلی ہو۔ اُسکو ایک طرف مین جمع کر لو۔ پھر اُس جمع شدہ مٹی کے ہموزن کسی دوسری زمین کی مٹی لاؤ جسکی عمدگی پر تمکو بھروسہ ہے اور اس نئی مٹی سے اُن گڑہون کو اچھی طرح پر داب کر بہردو۔ اگر اس نئی مٹی سے کچہ حصہ بچ رہا تو سمجہہ لو کہ زیر امتحان زمین سخت مٹی والی ہے۔ جب یہ بات معلوم ہوچکے تو پھر اُسمین انگور کے قلم کبھی نہ لگاؤ۔ اگر کچہ مٹی کم پڑے۔ یا برابر ہو جاے۔ تو سمجہہ لو کہ وہ زمین انگور کے قلمون کو پرورش کر سکتی ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ انگور کے قلمون کو تمنے جس زمین مین بو دیا ہے۔ اُس پر سخت پتھر کے ریزے جما دو۔ اس عمل سے قلمون مین نشو ونما بہت جلد شروع ہوگا سرسبزی اور تازگی جلد حاصل ہوگی۔

صاحب کتاب الاثمار کا قول ہے کہ انگور کے قلم بونے کے لئے باعتبار آب وہواے ہند

ایسی زمین مفید ثابت ہوی ہے جسمین ریتی ملی ہوی ہو۔ سخت کیوال زمین مین شاخین کبھی سرسبز نہونگی۔
مؤلف کا ذاتی تجربہ یہہ ہے کہ انگور کے قلم ہمیشہ مٹی کے پختہ کونڈون مین بوے جائین۔ جنکی مٹی مین صرف گاے کا تازہ گوبر ملا ہوا ہو۔ اور اُن کونڈون کو بونے کی تاریخ سے ۲۰ دن تک آفتاب کی تمازت سے بچانا چاہئے ۳ مہینہ کے بعد جب پودے نشو و نما پانے لگین تو اوسوقت اُنکو زمین مین بو دینا چاہیے۔ کونڈون مین انگور کے قلم بہت جلد جمتے ہین اور ہم بڑی آسانی کے ساتھہ کونڈون کو دہوپ سے بچاسکتے ہین۔ بعض فلاحون کی راے ہے کہ ان کونڈون کی مٹی پر انگور کے پتے بچھادینا چاہیئے تاکہ آب رسانی کی رطوبت ہمیشہ باقی رہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ اس طریقہ کا استعمال اون مقامات پر ناگزیر ہے جہان پانی کی سخت قلت ہو۔ ورنہ جڑون سے تازہ ہوا کو روکنا کبھی مفید نہوگا دہوپ کی تیزی کے زمانہ مین ان کونڈون کو سایہ دار مقام مین منتقل کرنا بالکل کافی ہے لیکن رات مین کبھی ان پر سایہ نہونا چاہیئے البتہ سخت ہوا سے انکو بچانا ضرور ہے جس سے قلم ہلنے نہ پائین۔

(۱۰) قلم لگانے کے لئے گڑہے۔ انوخا کی راے ہے کہ قطعہ شدہ قلمون کے لگانے کے لئے گڑہے ایسے عمیق بناو کہ ہر ایک کا عمق اقلاً دو فیٹ سے کم نہ رہے۔ نیز ایسے گڑہون کی تیاری چندروز پہلے سے کر رکھنا چاہیئے۔ آپ نے صراحت فرمائی ہے کہ دو فیٹ گہرائی سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ قلمون کے لگانے کے بعد اُنکا قد سطح زمین سے دو فیٹ گہرائی کے اندر رہے۔ جسکا یہ مطلب ہے کہ چار فیٹ کا گہرا گڑہا کہودنے کے بعد دو فیٹ کی گہرائی تو اُسکی مٹی سے بہر دیجاے اور دو فیٹ کی گہرائی باقی رہے اور شاخون کا تہالہ دو فیٹ کی گہرائی کے اندر بنایا جائے اس سے یہ نفع ہوگا کہ دہوپ کی تیزی کا اثر اُن پر کم پہونچے گا اور ہوا کے جہوکون سے بہی محفوظ رہین گے اُن کی جڑین عجلت سے نکل آئین گی۔ اور نشو و نما شروع ہو جائیگا۔ آپ ہی کی راے ہے کہ ایک شاخ سے دوسری شاخ مین فاصلہ ضرور رہنا چاہیئے۔ طامثری کنعانی نے گہرائی سے اختلاف کیا ہے وہ کہتا ہے کہ دو فیٹ کے گہرے گڑہے مین جو قلم قائم ہوگا اُس پر آفتاب کا اثر بہت کم پہونچے گا اور اُسکی زندگی قائم رہنے کے لئے جڑون مین دہوپ کی گرمی کا قائم رہنا ضرور ہے۔ اسلئے آفتاب

یہ ہے کہ ایک فٹ کی گہری سطح پر قلم کو قائم کرین -
صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ گڑہون کے عمق کی نسبت بڑا اختلاف ہے - ایک جماعت کی راے ہے کہ گڑہون کا گہراو ایک فٹ اور عرض وطول ایک بالشت کافی ہے اور دوسری جماعت کا قول ہے کہ گہرائی ڈیڑھ فٹ اور عرض وطول چار چار انچہ مناسب ہے - تیسری جماعت نے کہا ہے کہ گہرائی تین فیٹ سے کم نہ ہو - عرض وطول مین چندان اہتمام کی ضرورت نہین جسقدر ضروری ہو کافی ہے - چوتہی جماعت کا خیال ہے کہ گہرائی جسقدر ہو عرض وطول بہی اُسی قدر ہونا چاہیئے -
آپکی ذاتی راے یہ ہے کہ اس باب مین کسی ایک کلیہ کا قائم کرنا غلطی ہے - ہر ایک مقام کے لحاظ سے جیسا مناسب ہو ویسا عمل کیا جاے اور اسکے متعلق تمام تر تجربہ کار فلاح کی راے سے کام لینا چاہیئے وہ زمینی حالت اور کیفیت کے لحاظ سے حکم دیگا -
آپ ہی کا قول ہے کہ قلمون کے لگانے مین اسکا خیال ضرور رکہو کہ جب قلم لگاے جائین تو انکی جڑون تک آفتاب کی گرمی پہونچتی رہے اور آفتاب کی گرمی کا زمین کے عمق تک پہونچنا زمینون کے طبائع کے اختلاف کیوجہ سے مختلف طور پر ہوتا ہے اسلئے کہ آفتاب کی حرارت کا اثر ایسی زمین مین کم پہونچتا ہے جو نہایت سخت ہو - نہایت نرم اور رقیق زمین بہی اس خاص باب مین سخت زمین کے مساوی ہوتی ہے - پہر بہری اور متخلخل زمین مین سخت زمین کے مقابل آفتاب کی گرمی زیادہ پہونچتی ہے - پس معلوم ہوا کہ گڑہون کی گہرائی معین کرنے مین اقسام زمین کو بڑا دخل ہے - یعنی دو چیزون کا مجموعہ گڑہون کی مقدار کی علت ہے - ایک زمین کی طبیعت - دوسرے آفتاب کی حرارت - تیسری ایک نازک بات بہی ہے - جسکا لحاظ تجربہ کار فلاح کو ضرور ہے - وہ یہ ہے کہ شاخون کی خوبی اور طبعی حالت بہی ملحوظ رہے - یعنی جس درخت سے شاخین کاٹی گئی ہین وہ خوبی نشو ونما مین کس درجہ مین ہے اور مقطوعہ شاخین اپنے موٹاپے اور پُر مغزی اور پتلے پن اور لطافت مین کس درجہ مین ہین -
احمد ابن وحشیہ فرماتے ہین کہ انگور کے قلمونکو حرارت آفتاب کی حاجت کس قدر ہوتی ہے اسکا

جان رکھنا نہایت ضروری ہے اسلئے کہ گڑھون کی گہرائی کا تعین اُسی پر منحصر ہے اگر قلمون کی جڑون اور چوٹیون پر اندازہ سے زیادہ آفتاب کی حرارت اثر کریگی تو وہ جلکر خشک ہوجائین گے۔ یا کمزور ہوکر جذب غذا سے عاجز رہ جاوین گے اور جب کہ اُن کو اچھی غذا نہ ملیگی تو اُنکا نشو ونما اچھی طرح پر نہوگا۔ پس مناسب یہ ہے کہ ہر قسم زمین کے اعتبار سے آفتابی حرارت کے نزول کا اندازہ کر کے گڑھون کی گہرائی کا فیصلہ کیا جاے۔ آپکی راے یہ ہے کہ جن زمینات مین حرارت آفتاب کا نزول متوسط درجہ مین ہوتا ہے اُنکے گڑھے ۳ فیٹ تک عمیق رکھے جائین اگر اس درجہ سے زیادہ حرارت ہے تو چار پانچ فیٹ کی گہرائی بہی نا مناسب نہین ہے اگر متوسط مقدار سے کم ہو تو دو۔ ڈہائی فیٹ کی گہرائی کافی ہے۔

لیکن اگر زمین ایسی قسم کی ہو جسمین ہمیشہ دراڑین اور شقوق رہتے ہین تو ایسی زمینون مین پانچ فیٹ تک آفتاب کی حرارت نفوذ کر سکتی ہے اور شقوق نہ ہونے کی حالت مین تین ساڑہے تین فیٹ سے زیادہ گہرائی مین حرارت کا نفوذ نہین ہوتا۔

آدم فلاح کی راے ہے کہ تمام اقسام زمین مین گڑھون کے لئے ۳ فیٹ کی گہرائی ایک معتدل مقدار ہے اور اقل مقدار ڈہائی فیٹ اس سے گہٹانا مناسب نہین ہے اور نہ بڑہانیکی ضرورت ہے۔

بینو شاد نے کہا ہے کہ تین فیٹ سے زیادہ گہرائی مناسب نہین ہے۔ خاصکر اُن مقامات بارد کے لئے جہان برف باری ہوتی ہو۔ لیکن گرم شہرون مین چار فیٹ تک گہرائی جائز ہے اسلئے کہ ایسے مقامات مین آفتاب کی حرارت زائد ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ ایک تیز نظر فلاح نے کہا کہ مندرجہ بالا اندازہ پر عمل کرنے کے بعد بہی آفتاب کی تیزی کی زیادتی سے پودہ متاثر نظر آوے تو اُسکا جبر نقصان پانی سے ہونا چاہیے اور یہ ہوشیار فلاح کا کام ہے۔

سوران کے فلاحون نے گڑھون کی تیاری مین بہت بڑی بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ پہلے ایک مرتبہ گڑہے کہودے جائین اور بہر دئے جائین۔ پہر دوسری مرتبہ کچہ وقفہ سے کہودے جائین پہر کسیقدر وقفہ سے تیسری مرتبہ کہودین اور اُنمین قلم قائم کردین۔ اون کا قول ہے کہ یہ عمل مجرب

سے ہے اور اسکی خوبی کا ہمنے تجربہ کیا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اگلے زمانہ کے فلاح ان گڑہون کو چہہ مرتبہ کہودنے اور بہرنے اور اُنکے اطراف کی زمین کو متعدد مرتبہ ہل چلاکر درست کرنے کے عادی تہے اُنکی تمام تر کوشش اس بات پر صرف ہوتی تہی کہ زمینی اصلاح اول ہونی چاہیئے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ ہمارے تجربہ نے اسمین صرف اسقدر اصلاح کی ہے کہ گڑہون کو ایک دو مرتبہ کہود کر بہر دینے کے بعد قلمون کو قائم کردینا چاہیئے لیکن اُسکے بعد متعدد مرتبہ یعنی کم سے کم اول سال مین ۷ مرتبہ اُسی تہالہ کو زیادہ عمیق کہود کر بہرتے رہنا چاہیئے اس طرح پر کہ جمے ہوے پودے کو ہرج نہ پہونچنے پاے۔

آپ فرماتے ہین کہ اس قسم کی کہدائی دوسرے سال بہی چہہ مرتبہ کیجاے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب تم قلمون کے لئے گڑہے تیار کر لو تو اُنکو بہرنیکے لئے نصف مٹی تو انہین گڑہون کی لو۔ اور نصف باقی کے عوض بالو اور نہرون کی مٹی ملاؤ۔ اس طرح پر کسی قدر بالو گڑہے مین ڈالو اور پہر اُس پر تہوڑی سی مٹی اور پہر بالو اور پہر نہر کی مٹی اسی ترتیب سے گڑہون کا وہ حصہ بہردو جو بہرنے کے لئے کہُدوا گیا ہے۔ بالو کے ملانے سے زمین مین ایک قسم کا تخلخل رہتا ہے جس سے ہوا داخل ہوتی رہتی ہے۔

اور اگر دریا کے بالو کے عوض چہوٹی کنکریان نہایت اہتمام سے جنکر مٹی مین ملائی جائین جنکی مقدار چنے اور شہدانہ کے برابر ہو تو اور بہی نافع ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ نے ماسی سورانی سے نقل کیا ہے کہ اگر باتفاق اُس زمین مین انگور کے گڑہے کہودنا چاہو جو انگور کے لئے موافق نہین ہے۔ جسکا بیان گزرچکا ہے تو اس بات کا خیال رکہو کہ اول خندقین کہودی جائین۔ پہر اُن خندقون مین پودون کے لئے گڑہے تیار ہون۔ آپ فرماتے ہین کہ خندقون کا عرض حتے الوسع کم ہونا چاہیئے اور مناسب ہوگا کہ کسی حالت مین دو بیٹ سے زیادہ عریض خندق نہ بنائی جائے۔ اور اسی قدر عمق ہو خندق سے نکلی ہوئی مٹی کو خندق کے دونون جانب نہ رہنے دو۔ اسلئے کہ سطح زمین سے کنارون کا بلند ہونا غیر مفید ہے۔ پہر ایسی خندق

مین چہہ چہہ فیٹ کے فاصلہ پر دو دو فیٹ گہرا گڑہا کہود و۔ اور اسی سلسلہ سے قلم لگاتے چلے جاؤ اور ساتہ ہی جو قلم نصب ہوتا ہے اُسکو پانی بہی دیتے جاؤ۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ گرم ملکون اور خشک اور ہلکی زمینون مین گڑہے زیادہ عمیق رہنے چاہیین۔ آپ نے یہ بہی بیان فرمایا ہے کہ ان مقامات مین اگر قلم کا جسم بہی گڑہے کے اندر رہے تو زیادہ مناسب ہی تاکہ سرما کی سردی اور فصل کی خشکی کا اثر قلم کو ضائع نہ کردے اس سے آپکا مطلب خندقی کاشت سے ہے یعنی اول ایک خندق یا ڈونگا گڑہا کہود کر اُسکی سطح زیرین مین قلم نصب کرین۔ ایسا قلم جب تک گڑہے کے پاس نہ جائین نہ دکہلائی دیگا۔ پس جنوبی شہرون مین آپ گڑہے کی گہرائی کو ۵۰ سنتیمتر کافی خیال فرماتے ہین جو مساوی ہے تقریبًا ۲۰ انچہ کے اور انہین شہرون کی سرسبز زمینون مین ۳۰ سنتیمتر (۱۲ انچہ) آپ ہی کا قول ہے کہ اگر زمین سرسبزی کے ساتہ نشیب مین بہی واقع ہو تو اس سے کم عمق بہی جائز ہے۔

(۱۱) قلم کو زمین مین لگانے کا طریقہ۔ صرو ایا اور طامشری کا قول ہے کہ جب قلم زمین مین لگاؤ تو اسکو مائل اور جہکا ہوا رکہو اور ہرگز سیدہا نہ لگاؤ۔ کیونکہ سیدہے قلم کی جڑین قوت سے نہین نکلتین۔ اور جلد نہین نکلتین۔ الوخا کی راے ہے کہ انکا میلان مشرق کیجانب رکہنا مناسب ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کی راے ہے کہ قطع شدہ قلمون کے پتے احتیاط کے ساتہ علاحدہ کرکے زمین مین نصب کرو۔ اور خیال رکہو کہ پتون کے نکالنے مین قلم پر کوئی خراش نہ آئے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جسقدر قلم لگاے جائین اُن کو متوسط مقدار پر پاٹ دینا چاہیے۔ اسکے یہ معنی ہین کہ اُنکے پیندے کی مٹی کو پیرون سے نہ دباؤ۔ بلکہ ہاتہون سے بہرتے جاؤ۔

بعض فلاحون کی راے ہے کہ ایک گڑہے مین دو دو قلم لگائے جائین تاکہ ایک دوسرے کی مدد کرے۔ اور ایک کے ضائع ہونے کی حالت مین دوسرا کام آئے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ ایک گڑہے مین دو دو یا تین تین بلکہ چار چار قلم لگانا مناسب ہی۔

ہر ایک قلم کے کسقدر حصہ کو زمین مین دفن کرنا چاہیے اسکے متعلق اختلاف ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اتفاق اسپر ہے کہ اقلاً ۳ - انچہ سے ۴ - انچہ تک قلم کو مٹی مین چھپا دینا چاہیئے - اوراگر اس سے زیادہ بہی گاڑدے جائین تو کوئی نقصان نہین ہے -

لیکن الوخا کی راے ہے کہ قلم مقطوعہ مین جسقدر آنکہین موجود ہون اُن مین سے ایک آنکہ کو زمین مین چہپا دینا بہتر ہے اور دوسری آنکہہ کو سطح زمین پر رکہنا چاہیے - اسی کلیہ سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ قلم کا کس قدر حصہ زمین مین دفن کیا جاے گا اور کسقدر اوپر رہے گا -

ایک قلم سے دوسرے قلم کا فاصلہ ابتداے سال مین صرف ایک ایک فٹ یا ایک ایک بالشت بلکہ اُس سے بہی کم کافی ہے - جسوقت اُسمین جڑین پیدا ہو جائین اور انتقالی عمل سے فراغت ہوجائے تو مستقل طور پر اُسکو زمین مین قائم کرتے وقت ایک پودہ کا فاصلہ دوسرے پودہ سے اقلاً چار فیٹ سے کم نہ رہے -

ماسی سورالی کا قول ہے کہ جب قلمون کے لگانے کے بعد وہ تروتازہ ہوتے ہوے نظر آئین - اور کچہ نئی شاخین اُن مین سے نکل آئین تو مناسب ہے کہ اُن شاخون کو سخت ہونے سے پہلے چونٹ کر علٰحدہ کر دیا جاے مگر اُنکے چونٹنے اور علاحدہ کرنے مین سختی نہ کیجاے بلکہ نرمی سے کام لیا جاے اور مناسب یہ ہے کہ لوہے وغیرہ کے آلات سے اُنکو نہ کاٹا جاے بلکہ ہاتہون ہی سے چونٹ دیا جاے - کیونکہ انگور کے پودون مین لوہا لگانا اُنکے لئے زہر قاتل کا حکم رکہتا ہے - پس لوہے سے احتراز اولے ہے -

الوخا نے کہا کہ قلمون کو زمین مین قائم کرنے کے بعد اُنکے پہلو مین ایک لکڑی یا موٹا بانس گاڑ دو تاکہ اُن کو اس سے ٹیکا رہے - اور جب تک وہ نشوونما نہ پانے لگین اُنکی جڑون کو ہوا کے جہونکون سے نقصان نہ پہونچے اور ٹیڑہی نہون - ان قلمون کو اُنکے ٹیکے کے ساتہہ کہجور کے نرم پتون سے باندہ دینا چاہیئے - اس طرحپر کہ اُنکے تنہ پر اُس سے خراش نہ آنے پائے - ان قلمون سے جو شاخ بڑہنے لگے اُسکو زمین پر گرنے نہ دو اسلئے کہ جو درخت سیدہا رہتا ہے اُس درخت کی جڑین بہت مستحکم ہوتی ہین - اور جو درخت سیدہا کہڑا رہنے کے بعد زمین پر گر پڑتا ہے اُسکی جڑین کمزور

ہو جاتی ہین اور پہر جڑ پکڑنا اسپر دشوار ہو جاتا ہے۔

صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ ایک بالشت کے قد کے قلم کو زمین مین ترچہے طور پر اس طرح سے گاڑنا چاہیئے کہ اُسکی دو آنکہین زمین سے اوپر رہین۔ اگر قلم اس قد سے چہوٹا ہو تو صرف ایک آنکہہ کا زمین سے باہر رہنا بہی کافی ہے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ گڑہون مین انگور کے قلم لگانے کے لئے دو طریقون پر عمل ہو سکتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ جب ایک فلاح گڑہا تیار کردے تو دوسرا مالی ایک قلم درخت سے لے اور اُسکو پانی مین غوطہ دے کر گڑہے مین جمائے۔ پہر تیسرا شخص اُسکے اطراف مین کہاد پہیلا دے۔ اور اُس گڑہے کو پاٹتا جاے اور یہی سلسلہ برابر ہر ایک قلم کے لئے جاری رہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حسب عادت جاریہ زمین مین تمام گڑہے تیار کر لئے جائین اُسوقت ایکدم قلم حاصل کئے جائین اور لگانے سے پہلے ہر ایک گڑہے مین گوبر یا بہوسے کی تہہ بقدر چار انچہ جمالے۔ پہر اُس قلم کو بہگو کر ہر ایک گڑہے کے وسط مین ایک جانب جہکا کر لگاتا چلا جاے۔ اس طرح پر کہ اُس سے مثلث کی شکل پیدا ہو سکے قلم کی مجموعی درازی سے ایک ثلث زمین مین دفن ہو اور دو ثلث باہر رہین۔ اسی قاعدہ سے جب ایک صف ختم ہو لے۔ تو دوسری صف مین کام شروع کیا جاے۔ گڑہون کے پاٹنے مین اسکا خیال رکہا جاے کہ سطح زمین کی بالائی مٹی گڑہے کی تہہ مین رہے اور تہہ سے نکلی ہوی مٹی اوپر کی سطح مین۔ اسی فصل کی اصل اول مین بہی اسکے متعلق ہم نے ہدایت کی ہے کہ ایک صف کے گڑہون کے بہرنے مین دوسری صف کی مٹی کو کام مین لانا چاہیئے یعنی جب ایک صف کے گڑہے تیار ہو جائین یا صرف ایک گڑہا کہد جاے تو اُسکی مٹی ایک طرف ہٹا دیجاے اور جب قلم اُس گڑہے مین جما دیا جاے تو دوسرا گڑہا کہودین۔ اور اُسکی مٹی سے پہلے گڑہے کو بہرتے جائین۔ جب قلمون کی کاشت کا کام ختم ہو جاے تو مناسب ہے کہ سطح زمین کو مستوی اور ہموار کردین کیونکہ زمین کی ناہمواری سے سطح زمین مین پانی کی رطوبت ایک جگہہ جمع ہو جاے گی اور قلمون مین فساد پیدا کریگی۔

آپ فرماتے ہین کہ قلم لگا چکنے کے بعد بہت ہی آہستگی سے اُسکے تمام پتے اور چہوٹی چہوٹی شاخین اگر

کچھ دنون تو اُن کو جدا کردینا چاہیئے صرف ایک دو کونپلین رہنے دین یہ کام ممکن ہے کہ قلم زمین مین لگانے سے پہلے ہی کیا جاے ۔ ممالک مصر کے بعض فلاحون کی راے ہے کہ قلم کو سالماً مٹی مین چھپا دیا جاے تاکہ جڑین جلد پھوٹ آئین اور اوپر کا حصہ خشک نہونے پاے ۔ پھر کچھ دنون کے بعد اوپر کے حصہ سے مٹی ہٹا لیجائے ۔ اس طریقہ سے اُن زمینون مین کامیابی ہوئی جو گرم ملکون مین واقع ہین جنپر خشکی غالب ہے ۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ انگور کے قلم زمین مین گاڑنے والے کو لازم ہے کہ ہر ایک قلم کے دونون سرون پر گاے کا تازہ گوبر ملتا جاے اور پھر زمین مین نصب کرتا جاے اور اگر قلم زیادہ دراز ہو تو زمین مین نصب کرنے سے پہلے اُسکے اوپر کا حصہ قطع کردیا جاے ۔ آپ فرماتے ہین کہ قلم کو محرف لگانے کے نسبت قدما نے جو ہدایت کی ہے اُسکو لغو خیال نکرو ۔ اس قدر جھکا کر قائم کرو کہ اگر اُسکی نوک سے زمین تک ایک خط قائم کرین تو مثلث بن جاے ۔ اس عمل سے جڑین بہت جلد پیدا ہوتی ہین ۔ جب گڑھے مین قائم ہو جاے تو اُسکے تھالہ مین چھوٹے چھوٹے پتھر جو مٹھی مین سما سکین جما دئے جائین اور تھوڑی سی مٹی جو اُس گڑھے سے نکلی ہوی نہ ہو ۔ خشک گوبر مین مخلوط کرکے قلم کے اطراف بھر دیجاے ۔ اسکی معتدل گرمی جڑون کے جلد پیدا ہونے مین مدد کریگی ۔ تھالہ کے سنگ ریزے جڑون کو خنک رکھین گے ۔

سودیون کا قول ہے کہ انگور کے پودے یا قلم کو زمین مین قائم کرنے کے وقت تھوڑا سا قطران اُسکی تہ مین ڈال دینا بلکہ اُسکے پیندے پر مل دینا مفید ہے ۔ جسکے اثر سے وہ حشرات الارض کے حملہ اور سڑنے سے محفوظ رہے گا ۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جو قلم بغیر گڑھے تیار کرنے کے صرف زمین مین سوراخ کرکے اُس مین لگایا جاتا ہے وہ اکثر اندھا ہو جاتا ہے یعنی اُسکی آنکھ جو زمین مین دفن ہوی ہے ضائع ہوجاتی ہے اُس مین جڑین پیدا نہین ہوتین ۔ پس اس طریقۂ عمل سے احتراز لازم ہے ۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ درخت بلوط (سیتا سپاری) اور درخت نانخواہ ۔ دونون کو ملا کر

کوٹ لین پھر اُس کوٹے ہوے جسم کو اُس گڑھے مین ڈال دین جسمین قلم بٹھلایا گیا ہے۔ اسکے اثر سے مختلف عوارض سے قلم محفوظ رہے گا۔ بعض علماے فن فلاحت نے مسور، چنے، ماش۔ اور باقلا کے بھوسون کو باہم ملاکر انھین گڑھون مین ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ جاڑے کے موسم مین پودون کو ان بھوسون سے بہت نفع حاصل ہوتا ہے۔ بعض فلاحون نے ان گڑھون مین انسانی پیشاب کا ڈالنا تجویز کیا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ درخت انگور کا کوڑا کرکٹ آگ پر گرم کرکے اُس مین سے ہر ایک گڑھے مین ایک ایک مٹھی ڈالنا مفید ہے۔

بعضون کی راے ہے کہ انگور سے شیرہ نکال لینے کے بعد جو کچھ فضلہ باقی رہجاتا ہے۔ اُسکو ان گڑھون مین ڈالنا چاہیئے۔ بعض نے اس راے مین اسقدر اصلاح کی ہے کہ سفید قسم کے قلمون کے لئے کالی قسم کا فضلہ اور کالی قسم کے قلمون کے لئے سفید انگور کا فضلہ مناسب ہے۔ ان سب تدابیر کا حاصل یہ ہے کہ قلم مین جڑین جلد پیدا ہون اور نشوونما مین ترقی ہو۔

قسطوس کی راے ہے کہ ایک گڑھے مین ایک قلم تنہا نہ لگانا چاہیئے بلکہ دو دو قلم ملاکر لگائے جائین۔ اور خیال رہے کہ ایک موٹے قلم کے ساتھ دوسرا پتلا قلم ملاکر گاڑا جاے اگر دونون مین نشوونما کے آثار پیدا ہوجائین تو پتلی قلم کو کسی اور مقام پر منتقل کردیا جاے اور قوی قلم کو اُسی مقام پر قائم رکھا جاے۔ اسلئے کہ دونون قلمون کا بحالت بالیدگی ایک گڑھے مین رہنا ہرگز مناسب نہین ہے۔ اور ابتدا مین دونون کی یکجائی صرف اس مصلحت سے پسند کی گئی ہے کہ ان مین سے ایک بچ جاے۔ اور ایک کا رس جڑون کے نکل آنے تک دوسرے کی پرورش مین مدد کرے۔

(۱۳) تیار شدہ پودون کا انتقال مقامی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جن قلمون کی کاشت ہمارے بتلائے ہوے قواعد کی پابندی کے ساتھ کی گئی ہے۔ انکو دوسرے اور تیسرے سال مین ایک مقام سے دوسرے مقام پر بدلنا بہت مفید ہے۔ جس کھیت مین ان قلمون کا عارضی مقام ہے وہان ایک قلم سے دوسرے قلم کا فاصلہ چار چار انچہ یا زیادہ سے زیادہ ایک ایک بالشت یا ایک ایک

قدم کا رہنا کافی ہے۔ لیکن تبدیل مقام کی حالت میں البتہ زیادہ فاصلہ رکھنا مناسب ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ انوخا وصرد ایا نے اس باب مین باخود ہا اختلاف کیا ہے کہ کس مدت مین قلمون کو اُنکے مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہیئے۔ طامشری کنفانی فرماتے ہین۔ اور اسی پر اکثر کا اتفاق ہے کہ قلم لگانے سے ایک برس کے بعد دوسرے سال کے آغاز مین یعنی سال دوم کے چالیس روز کے اندر اُسکو اپنے مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہیئے ساہی جر مقامی کہتا ہے کہ یہ انتقالی عمل تیسرے سال مناسب ہے تاکہ اس عرض مدت مین اُن کا جماؤ۔ اُنکی قوت قائم ہو جاسے۔ دوسرے سال منتقل کرنے سے پودے ناتوان ہوجائینگے اگر فلاح کو اس کام مین عجلت ہو تو کم سے کم ۸ امہینہ کے بعد سال کے درمیانی حصہ مین اون کو ہلانا چاہیئے یعنی تبدیل مقام کرنا چاہیئے۔ صغریث نے کہا ہے کہ کم قوتی سے اندیشہ مت کرو۔ دوسرے ہی سال اُنکا مقام بدل دو۔ جو منافع تبدیل مقام مین ملحوظ ہین وہ کم قوتی کے اندیشہ سے بہت زیادہ قیمتی ہین۔ کہاد وغیرہ سے اُنکی پرداخت اور حفاظت کرنے سے کم قوتی بہت جلد دفع ہوجاسے گی اور نشو و نما مین بہت ترقی ہوگی۔

آپ کا قول ہے کہ دوسرے سال کے آغاز مین پہلا انتقال اور تیسرے سال کے آغاز مین دوسرا انتقال اور چوتھے سال کے آغاز مین تیسرا انتقال واقع ہونا چاہیئے۔ جسکے بعد پہر نقل مقام کی چندان ضرورت نہ ہوگی اور اس آخری انتقالی عمل مین ایک دوسرے کا فاصلہ اونہین ہدایات کے مطابق رہنا چاہیئے جو اسی فصل کی اصل اول مین بیان ہوچکے ہین۔

انوخا و ماسی سورانی نے خوفناک ناطاقتی کے لئے ایک مجرب عمل بیان کیا ہے فرماتے ہین کہ درخت بلوط (جسکو فارسی مین بالوط اور ہندی مین سپاسپیاری کہتے ہین) کے پہل بقدر کفایت سلیے جائین پہر اُنکو صاف کرکے باقلہ کی مقدار مین اُنکے ٹکڑے کئے جائین۔ اور ہر ایک ٹکڑا ہر ایک پودے کی جڑ سے متصل دفن کیا جاسے۔ ان ٹکڑون کی تاثیر سے پودون مین قوت پیدا ہوگی۔ طامشری نے کہا ہے کہ مٹر کے دانے لیکر صاف کئے جائین اسکے بعد اُنکو اوکہلی مین توڑا جاسے۔

یہان تک کہ ہر ایک دانہ کے چار یا پانچ ٹکڑے ہو جائین تب اُنکو پودون کی جڑون کے اطراف مین چہڑک دیا جاے۔ پہر اُن پر مٹی ڈال کر اُنکو مخفی کر دیا جاے۔ مناسب ہوگا کہ اُنکے ساتہ بلوط کے ٹکڑے بہی شریک کردئے جائین۔ اگر مٹر کے دانون کو پیس کر اُنکے آٹے مین کسی قدر گاے کا گوبر ملائین اور پہر بیس لیا جاے اور اُسکو پودون کے اوپر چہڑکا جائے تو اس سے بہی پودون مین قوت آئے گی۔ اور قوت آنے کے ساتہ ہی بہت جلد اُنکی روئیدگی شروع ہو گی۔ تقویت کا یہ علاج اس موقع پر اسلئے بیان ہوا ہے کہ تم اس سے نقل مقام کے زمانہ مین کام لے سکو۔

صفربیٹ نے کہا ہے کہ ایک حصہ باقلہ کا بہوسہ اور ایک حصہ جو کا بہوسہ اور ایک حصہ جوار کا بہوسہ اور ایک حصہ سفید انگور کی لکڑیان جو ریزہ ریزہ کی گئی ہون۔ اور ایک حصہ گاے کا گوبر۔ ان سب کو مساوی وزن مین لیکر ملا لینا چاہئے۔ اور پہر اس مجموعہ کو کوٹا جاے۔ یہان تک کہ باریک سفوف ہو جاے۔ تب اُسکو ان پودون کی جڑون مین ڈالا جاے۔ اور اسکے اوپر مٹی کی ایک تہ بچہا دیجاے تو اُن پودون کو جو منتقل کئے گئے ہون بہت زیادہ قوت حاصل ہو گی۔ یہ مجموعہ سڑنے کے بعد بہت زیادہ گرمی پیدا کرتا ہے اور اس گرمی سے پودون کو بہت نفع پہونچتا ہے۔ آپ ہی کی راے ہے کہ اس مجموعہ کی یہ خاصیت ہے کہ جب اسمین خردل یعنی رائی کے پتے ملائے جائین تو اُسکی تاثیر سے حشرات الارض یعنی کیڑون مکوڑون کا ضرر پودون کو نہ پہونچے گا۔ اس خاص کام کے لئے رائی کے پتے بڑے درخت پر سے لئے جائین تو اور بہی بہتر ہے۔

فسلوس کا قول ہے کہ بوئے ہوے قلمون کو تم اُسی وقت منتقل کرنے کا ارادہ کر سکتے ہو۔ جب کہ اُنکے نشو و نما پر بہروسہ ہو جاے۔ انگور کے پودے اوسوقت تک قابل اطمینان نہین ہوتے جب تک اُنکے لئے نقل مقام کا عمل نہ کیا جائے۔ جن پودون کو کم عمری مین نقل مقام کی نعمت نہین نصیب ہوی ہے وہ جوانی مین کبہی عمدہ بار نہ دین گے۔ اُنکا ثمرہ وافر اور پختہ نہ ہوگا۔ بہنے تجربہ کیا ہے کہ جن پودون کو اول اور دوسرے سال نقل مقام کی نعمت نصیب ہوی اُنمین دوہی سال مین بارآوری کے آثار پائے گئے اور غیر منقولہ پودے دراز عرصہ تک بے بار رہے۔

مؤلف کے تجربہ میں بلحاظ آب وہوائے دکن دوسرے اور تیسرے سال نقل مقام بہت مفید ہوا ہے یعنی دوسرے سال کے آغاز میں ایک دفعہ اُن کا مقام بدلا جائے اور تیسرے سال کے آغاز میں مستقل مقام پر قائم کردئے جائیں جسکے بعد پھر نقل مقام کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے مکمل قواعد اصل اول میں بیان ہوچکے ہیں۔

(۱۴۳) منصوبہ قلمون کی آبپاشی کا بیان | صاحب فلاحۃ النبطیہ کی راے ہے کہ جب ایک گھنٹہ دن باقی رہے تو اوسوقت سے آدہی رات تک مناسب مقدار مین منصوبہ قلمون کو پانی دینا چاہئے تاکہ وہ اور اُنکی زمین رات بھر اور چار ساعت دن چڑہے تک پانی جاذب کرسکے۔ اگر اس ہدایت پر عمل کیا جائیگا تو آفتاب کی حدت سے اُن کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ پانی کی تری آفتاب کی گرمی کا مقابلہ کرتی ہے اور اُس سے کوئی ضرر نہیں پہونچنے دیتی اور جس قدر تمازت کا اثر پانی کی تری پر غلبہ کریگا۔ وہ دوسرے دن کی آبپاشی سے زائل ہوجائیگا۔

(۱۴۴) قلمون کی کاشت خندقون مین | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جن ملکون مین یہ دستور ہے کہ انگور کے قلمون کی کاشت سطح زمین پر نہیں کیجاتی بلکہ خندقون کی تہ مین پودے لگائے جاتے ہین اُس ملک کے فلاحون کو اسکے بھید سے آگاہ ہو رہنا چاہئے۔ خندقون کی کاشت عموماً پودون کے طبائع مین تغیر پیدا کردیتی ہے۔ اسلئے عموماً یہ طریقہ غیر مستحسن ہے۔ خاص ضرورتون پر البتہ اس طریقہ کو مفید مانا گیا ہے۔ مثلاً اگر ٹھوس زمینون مین کاشت کا اتفاق ہو جو تخلخل (بھربھری) نہون یا چکنی زمین ہو تو اُس مین خندقون سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پودون کے نصب کرنے کے لئے جو گڑہے کہودے جاتے ہین وہ خندقون مین واقع ہونے کی وجہ سے سخت نہیں ہونے پاتے برخلاف اسکے بالاے سطح زمین ان گڑہون مین بہت تھوڑے عرصہ مین سختی پیدا ہوجاتی ہے جس سے درخت کی جڑین اچھی طرح پر پھیلنے نہیں پاتین۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ انگور کے قلمون کی کاشت کا عمدہ اصول یہ ہے کہ اُسکے لئے دراز خندقین دو فیٹ چوڑی اور ڈیڑہ فٹ گہری کہودی جائین اور اُنکے اندر گڑہے بنائے جائین جنکا عمق آٹھ انگل

کاہو۔ انہیں گڑہون مین درخت انگور کے قلم رکہکر کسی قدر گوبرا نمین ڈالکر مٹی سے اُنکو پاٹ دیا جاے۔ اور زمین کی سطح کو ہموار بنادیا جاے اور جبکہ انگور کے قسلم جم جائین تو ایک سال اُن پر گزرنے کے بعد اُنکے اطراف کی مٹی کہود یجاے اور زمین کے اوپر جسقدر انکی جڑین پہیلی ہون اُن کو لوہے کی تیز درانتی سے کاٹ دیا جاے۔ کیونکہ انگور کے درختون کا خاصہ ہے کہ ہر جانب اُنکی جڑین پہیل جاتی ہین۔

پہر آپ فرماتے ہین کہ ان تیار شدہ درختون کی شاخون کو جہان تک ممکن ہو جنوب اور مشرق کیطرف پہیلانا چاہیئے اور شمال و مغرب کی جہت سے اُن کو پہیر دینا چاہیئے جب وہ خوب دراز ہون گی تو خندقون کے اوپر کی سطح پر پہیلین گی۔

مؤلف کا خیال ہے کہ یہ طریقہ اُن مقامات کے لئے مفید ہوگا۔ جہان بارش کا اوسط نہایت کم ہو۔ ہندوستان کے اُن مقامات مین جہان بارش بہت کم ہوتی ہے۔ یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ساتہہ ہی اسکی سخت ضرورت ہوگی کہ یہ خندقین ایسے مقام پر واقع ہون جنکی سطح اندرونی پانی کی نکاس موسم بارش مین آسانی کے ساتہہ ہوسکے۔ ورنہ زمانہ بارش مین جب ان مین پانی بہر جائیگا تو درخت ضائع ہو جائینگے۔

مؤلف کو اسکا تجربہ ہے کہ انگور کے درخت ابتدائی عمر مین خندقون مین اچہی طرح پر پرورش پاتے ہین۔ ایک دن کی آبپاشی کا اثر دیر تک رہتا ہے اور آب پاشی مین پانی بہت کم صرف ہوتا ہے اور مرطوب ہوا کا اثر ان کی جڑون پر بہت کم ہوتا ہے۔ باوجود ان تمام خوبیون کے مؤلف کا ذاتی خیال یہ ہے اور کاشتکاران دکن کو اس سے اتفاق ہے کہ انگور کے قلمون کی کاشت کو نڈون مین یا سطح زمین پر خندقون کی بہ نسبت زیادہ مفید ہے۔

(۳) ترقید یعنی شاخون کے ذریعہ سے کاشت کرنیکا خاص بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ درخت انگور سے قلم حاصل کرنے اور اسکو زمین مین لگانے کا طریقہ گزشتہ باب مین بیان ہوچکا ہے۔ اب کاشت کا وہ طریقہ جو شاخون کے ذریعہ سے مروج ہے سمجہنے کے قابل ہے

جسکو عربون نے ترقید سے موسوم کیا ہے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ ترقید ہی عمل مین شاخ کو جو زمین مین دابی گئی ہے اُسوقت تک اصل درخت سے جدا نکرنا چاہیے جب تک اُسمین جڑین نہ پہوٹ آئین۔ عالمان علم فلاحت نے اسکے دو قاعدے بیان فرمائے ہین۔ پہلا قاعدہ یہ ہے کہ تنہ درخت کے تمام اجزا مین جب کہ بھیگی ہوئی مٹی اُن پر چڑہائی جاے اور دہوپ سے اُنکو بچایا جاے۔ جڑین نکل سکتی ہین۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جڑون مین جب کہ دہوپ اور ہوا پہونچتی ہے تو اُن سے تنہ پیدا کیا جا سکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہم جڑون سے تنہ پیدا کر سکتے ہین اور تنہ سے جڑین۔

قبل ازینکہ ہم اسکا تفصیلی بیان آغاز کرین مناسب خیال کرتے ہین کہ درخت کے رس کے دورہ کی کچہ کیفیت لکہین تاکہ آئندہ کا مضمون آسانی کے ساتہ سمجہ مین آسکے۔ رس کا دورہ اُن اجزاے درخت مین جو زمین مین مدفون ہین۔ بہ نسبت اُن اجزاے درخت کے جو زمین سے اوپر ہین بآسانی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مستقیم یعنی سیدہے اجزا مین بہ نسبت منحنی یعنی کج اجزا کے رس کا دورہ زیادہ اور جلد ہوتا ہے۔ خاص کر اُسوقت جب کہ انحنا یعنی کجی غیر خلقی ہو یعنی صناعی سے وہ شاخ جہکا دی گئی ہو ۔ ایسی حالت مین دورہ بہت دہیما ہو جاتا ہے اور جب رس کا دورہ جہکاے ہوے مقام پر پہونچتا ہے تو موقع کجی مین ٹہہر کر ٹپکنا چاہتا ہے اور آسگے بڑہنے پر مائل نہین ہوتا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جب یہ خمیدہ اجزا ہوا کے سامنے ہوتے ہین تو اُنکی کجی کے مقام مین کوپلین نکل آتی ہین۔ پس جب ہم نے شاخ کو ٹیڑہی کر کے زمین مین داب دیا تو رس کا دورہ اُس کجی کے مقام سے جو زمین مین مدفون اور ہوا سے محفوظ ہے خواہنخواہ رک جائیگا اور نکل پڑے گا۔ اُسی کی پچہر ہے جو اُس مقام مین پوست کو چیر کر جڑون کی شکل مین باہر نکل آتی ہے۔ یہی ایک مادہ ہے جو کہ دہوپ اور ہوا کے اثر سے کوپل کی شکل مین ظاہر ہو کر شاخ بنتا ہے اور دہوپ اور ہوا سے محفوظ ہونے کی وجہ سے زمین کے اندر جڑ کی شکل مین ظاہر ہوتا ہے۔ مقام خم پر شاخ کے پوست مین خفیف سی تڑک پیدا ہونے سے رس کی پچہر مین زیادہ مدد ملتی ہے۔ اسی کلیہ سے باغبانون کے بعض مصنوعی

اعمال کی توجیہ معلوم ہو جاتی ہے جو کہ سہولت سے جڑین پیدا کر لیتے ہین۔
پس مناسب ہے کہ شاخ کے ایک حصہ کو خم دیکر زمین مین دفن کر دیا جاے اور اُسکو تمام پتون اور کونپلون سے خالی کر دیا جاے۔
اس کام کے لئے دو طرح کی شاخین منتخب کی جاسکتی ہین۔ ایک وہ شاخین جو منتہاے نمو کو پہونچکر لکڑی بنگئی ہون اور سخت ہو چکی ہون۔ دوسری وہ شاخین جو ہنوز نرم اور پتون سے آراستہ ہون۔ قسم اول کو عربون نے فروع خشبیہ کہا ہے اور قسم دوم کو فروع حشیشیہ۔
جو شاخ زمین مین گاڑی جاتی ہے اُسکو ہوا لگنے سے کمہلا جانے کا مطلق اندیشہ نہین رہتا کیونکہ وہ اپنے اصل درخت سے وابستہ ہے اور معمولی غذا سے کامیاب۔
عمل ترقید سے نسل بڑہانے کا بہت بڑا فائدہ خاص کر اُن نباتات کو حاصل ہوتا ہے جنکے قلم دقت سے جمتے ہین ترقید کے کئی اقسام اور طریقے ہین۔

(۲) ترقید کے اقسام۔ عمل ترقید ہی کے عام اقسام دو ہین۔ (۱) ترقید بسیط اور (۲) ترقید مضاعف ہر ایک قسم کے متعدد طریقے ہین جنکی تفصیل ذیل مین بیان کیجاتی ہے۔

(۳) ترقید کا زمانہ اور وقت صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ ترقیدی عمل کے لئے فصل سرما کا آخر حصہ بہت مفید ہے اور یہ زمانہ مخصوص ہے۔ فروع خشبیہ کی ترقید کے لئے۔ فروع حشیشیہ کے لئے فصل گرما زیادہ مناسب ہے۔

(۴) ترقید کے لئے زمین کا بیان۔ عمل ترقید کے لئے زمین کا تخلخل ہونا ضرور ہے اگر ایسی زمین نہین ہے تو موجودہ زمین کو بالو اور کہاد کے ساتہ مخلوط کر کے درست کر لین۔ اور یہ درستی صرف اُسی مقام پر کافی ہے جہان شاخ کو دفن کرنا مقصود ہے۔ پہر زمین کو خود رو پودون اور گہاس سے صاف و پاک کرنا چاہئے اور پہر اُس مین آبپاشی کی جاے اور سخت گرمی کے اوقات مین اوسمین کسی قدر جَو کی بالیون کا بہوسہ (تبن السنبلہ) بہی بچہا دیا جاے۔ کیونکہ اسمین زمانہ دراز تک رطوبت باقی رہتی ہے۔

(۵) زمانہ ترقید کی آبپاشی کا بیان۔ ترقید کے زمانہ مین آبپاشی کا اہتمام بہت ضرور ہے۔ یعنی مقام مدفونہ پر دن مین دو چار دفعہ آبپاشی کرنا چاہیئے۔ اتفاق سے اگر بارش ہوجاے تو اس دن البتہ آبپاشی کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور جس مقام پر آب پاشی کیجاتی ہے اُسکو آفتاب کی حرارت زیادہ نہ پہونچنے پاے تاکہ آبپاشی کا اثر جلد ضایع نہ ہو۔ مؤلف کہتا ہے کہ فلاحان ہند لیسے مقام پر پانی بھرا ہوا ایک گھڑا قائم کردیتے ہین۔ اور اسکے پیندے مین ایک باریک سا سوراخ کردیتے ہین تاکہ اُس سے ہمیشہ پانی کا جریان مقام ترقید پر جاری رہے۔

جو ترقیدات صندوقون یا کونڈون مین کیجاتی ہین اُن مین ہوا کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور خشکی بہت جلد آجاتی ہے لہذا اسمین آبپاشی کا خاص اہتمام ضرور ہے جسوقت جڑین پہوٹنے لگین تو اُسوقت مٹی کا خشک ہوجانا بہت مضر ہے۔

(۶) ترقید بسیط کا بیان اور اقسام (پہلا طریقہ) بقول صاحب حسن الصناعہ ترقید بسیط کی نسبت عربون نے متعدد طریقے دکہلاے ہین جنمین ایک ترقید بالامالہ ہے یعنی شاخ کو زمین کی جانب جھکاکر اسمین جڑین پیدا کرنا۔ اگر درخت انگور کی شاخین زمین سے متصل ہین یا ایسی دراز ہین کہ اُنکا آخری حصہ زمین تک خم ہوسکتا ہے تو یہ طریقہ بآسانی کام مین لایا جاسکتا ہے کہ زمین مین گڑھے کھودین اور نرم شاخون کو جھکاکر گڑھون مین داخل کردین اور اُنکو مٹی سے پاٹ دین اس طرحپر کہ شاخ کا سرا اوپر رہے اور حصہ مقام زمین مین چھپ جاے۔ سطح زمین سے چھ انچ کے عمق مین دفن کردیا جانا کافی ہے۔ اور نیز چھپے ہوے مقام پر کوئی سنگین پتھر رکھدیا جاے یا کوئی آنکڑا لگا دیا جاے تاکہ وہ حصہ زمین سے چسپیدہ رہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جو اقسام نباتات منتقل کرنے سے بیمار ہوجاتے ہین اُنکے لئے ترقید کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُنکی شاخ کونڈے وغیرہ مین داب کر جڑین پیدا کی جائین۔ کونڈے مین شاخون کو دابنے مین بھی تجربہ کارون نے متعدد طریقون سے کام لیا ہے کونڈے مین شاخ دابی جاتی ہے۔ یا کونڈے کے پیندے مین سوراخ کرکے نیچے سے پروئی جاتی ہے۔ غرض اسیطرحپر مختلف طریقون سے عمل کیا جاتا ہے۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ پختہ مٹی سے کونڈے تیار کرو جنکا منہ چوڑا ہو۔ اور ہر ایک شاخ کے لئے ایک ایک کونڈا معین کرو۔ پہر اُس شاخ کے مٹاپے کے مطابق اُس کونڈے کے پیندے مین ایک سوراخ کرو جسمین سے وہ شاخ بلا پتون کے داخل ہوسکے۔ اسکے بعد منتخبہ شاخون سے ایک ایک شاخ ایک ایک کونڈے کے پیندے سے پرو کر اوپر نکالو۔ اور پہر اُس کونڈے کو خواہ درخت انگور کے منڈوے یا کسی دوسرے مصنوعی چبوترہ یا مصنوعی منڈوے پر اچہی طرح پرسیدہا جمادو۔ اور اس مین عمدہ قسم کی کہاد ملی ہوئی مٹی بہر دو۔ اور احتیاط کرو کہ یہ شاخ کونڈے کے بیچون بیچ بچی رہے جب مٹی بہر دیگئی تو ہاتہہ سے اُسکو اچہی طرح پر دبادو۔ اور آب پاشی جاری رکہو۔ تقریبًا ۳ مہینہ مین شاخ کے اُس حصہ مین جو کونڈے کی مٹی مین دفن ہے ہر طرف سے جڑین پہوٹین گی۔ اس مدت کے بعد کونڈے کے پیندے کے نیچے کیجانب سے اُس شاخ کو باہستگی تہوڑی تہوڑی کرکے کئی دن مین قطع کردو۔ کونڈے مین جو حصہ شاخ کا ہے اُسکی تروتازگی مین کسی وقت مین کوئی نقصان پیدا نہ ہوگا۔ پہر اُس کونڈے کو ایک طرف رکہدو اور آب رسانی برابر جاری رکہو۔ ایک سال کے بعد یہ پودہ اس قابل ہوجاے گا کہ اُسکو زمین مین قائم کرسکین۔ جب زمین مین گڑہا تیار ہو جاے تو اُسمین اُس کونڈے کو اُتار دو۔ اور اطراف سے توڑ کر اُسکی ٹہیکریان الگ کرلو۔ اور پودے کے اطراف مین عمدہ مٹی جو کہاد ملی ہوئی ہو۔ بہر کر مضبوط کردو۔ اس ترکیب سے کوئی شاخ ضائع نہ ہوگی اور ایک سال تک اُس شاخ کی پرورش کونڈے مین ہونے کی وجہ سے جب وہ شاخ زمین مین بٹہلائی جائے گی تو نہایت قوت کے ساتہہ نشو و نما پائیگی

(دوسرا طریقہ) صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ ترقید بسیط کے دوسرے طریقہ کو فرانسیسی زبان مین استلاف کہتے ہین۔ یعنی جب کسی درخت کی شاخین زمین سے بہت دور ہی پر ہون تو اُسکے بالائی حصہ کی شاخین ترقید کے کام مین لائی جاسکتی ہین۔ اس طرح پر کہ ایک صندوق کو مٹی سے بہر کر اُن شاخون کیجانب بلند کیا جاے۔ اور اُس صندوق کے دونون جانب دو سوراخ بنائے جائین تاکہ شاخ ایک سوراخ سے داخل ہوکر دوسرے سوراخ سے خارج ہوسکے۔

ممالک مصر مین اس کام کے لئے شیشہ کے چوڑے ظروف بنے ہوے تیار ملتے ہین - پس انگور کی منتخبہ شاخ کے پتے اور کوبلین توڑکر اُسکو پہلے سوراخ سے اُس صندوق مین داخل کرکے دوسرے سوراخ سے اُسکو باہر نکال لینا چاہیے - پہر اُس صندوق مین کہاد ملی ہوی عمدہ مٹی بہر دینا چاہیے مناسب ہے کہ صندوق کے اوپر کا حصہ بہی بند رہے اور روزانہ آب رسانی جاری رکہی جائے - صندوق کے اندر دونون سوراخون کے درمیان جو حصہ شاخ کا مٹی مین دبا ہوا ہے اُسکا میلان کسی قدر نیچے کی جانب کردیا چاہیے تاکہ آسانی کے ساتہہ اُس مین جڑین نکل آئین -

(تیسرا طریقہ) مؤلف حقیر کے تجربہ مین ترقید بسیط کا تیسرا طریقہ پہلے دو طریقون سے زیادہ مفید اور سہل ثابت ہوا ہے - جسمین یہ خوبی ہے کہ ایک مہینہ مین شاخ اس قابل ہو جاتی ہے کہ اُسکو درخت انگور سے جدا کرکے بو سکین - وہ یہ ہے کہ مٹی کا ایک چہوٹا سا لوٹا لو جس مین آدہ سیر پانی سما سکے - پہر اُسکے پیندے مین سوراخ کرکے شاخ کو اُسکے نیچے سے اُسمین داخل کرو - جب اُس لوٹے کے مُنہ مین سے وہ شاخ بقدر دو بیٹ باہر نکل آئے - تو لوٹے مین عمدہ قسم کی مٹی بہر دو - جسمین گائے کا گوبرا ور روغن زیتون کی دردی ملی ہوی ہو - اور ایک ڈوری کے ذریعہ اُس لوٹے کو دونون جانب سے بڑی بیل کے ساتہہ باندہ دو - اس تدبیر سے نہ اُسکے لئے منڈوے پر جمانے کی ضرورت ہوگی - اور نہ کوئی عارضی چبوترہ بنانا پڑیگا - پہر اُس لوٹے کے اوپر کی جانب شاخ داخل شدہ سے ایک مضبوط ڈوری کا سلسلہ قائم کرو - اور اُسکو ایک ایسے گہڑے سے ملا دو جو منڈوے کے کسی بلند مقام پر قائم کیا گیا ہو - جسکے پیندے کی سطح اُس لوٹے سے بلند ہو - پہر اُس گہڑے کے پیندے مین ایک باریک سا سوراخ کرکے اس ڈوری کو گہڑے کے نیچے سے اُس سوراخ مین پرو کر گہڑے کے اندر کسی پتہر یا لکڑی کے ٹکڑے سے باندہ دو - تاکہ ڈوری اُسکے ذریعہ سے گہڑے مین اڑی رہے - اسکے بعد اُس گہڑے مین پانی بہردو - اس پانی کا ایک ایک قطرہ ڈوری کے ذریعہ سے اُس لوٹے مین پہونچتا رہے گا - جسمین شاخ قائم ہے اور شبانہ روز اس پانی کا تقاطر جاری رہے گا - جب گہڑا خالی ہوتا ہوا نظر آئے تو اُسمین پانی بہر دیا کرو - تجربہ سے

ثابت ہوا ہے کہ ایک بڑے گھڑے کا پانی ایک ہفتہ تک ایسے تقاطر کے لئے کافی ہوتا ہے گویا ایک ہفتہ تک فلاح کو آب رسانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تقاطر متصلہ کا یہ اثر ہوگا کہ ایک مہینہ مین شاخ بالکل تیار ہو جاے گی جنکو قطع کرکے دوسرے مقام پر بوسکتے ہین۔ ہر ایک موسم مین یہ طریقہ مفید ثابت ہوا ہے۔ مولف کی راے مین البتہ اسکی ضرورت ہی کہ اُس مٹی کے لوٹے مین جو حصہ شاخ کا مٹی مین دبایا جاویگا۔ اُس کا پوست کسی تیز پتھر یا کُند چاقو سے گھس دیا جاے۔ اور اُس پر گاے کے گوبر کا لیپ بھی چڑہا دیا جاے جسکے اثر سے جڑین بہت جلد پیدا ہونگی اگر بڑا گھڑا اُس لوٹے کے متصل ایک ہی فٹ کے فاصلہ سے کسی قدر بلندی پر قائم رہے تو کافی ہے۔ احتیاط صرف اسی قدر درکار ہے کہ اُسکے پیندے کے سوراخ مین ڈوری پھنسی ہوی رہے تاکہ پانی زیادہ نہ نکل جاے یہ طریقہ تمام اور طریقون سے مفید ثابت ہوا ہے۔ بخصوص اسلئے کہ شاخ بہت کم مدت مین تیار ہوتی ہے۔

(چوتھا طریقہ) صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ ترقید بسیط کا چوتہا طریقہ ترقید باللف ہے جسکو عربون نے بہت پسند کیا ہے۔ یعنی درخت کے تنہ کو زمین سے کسی قدر بلندی پر اطراف سے تراشو۔ پھر اس تراشدہ مقام تک مٹی چڑہا کر ایک ٹیلہ کی شکل بنا دو۔ چند ہی روز مین تم دیکھوگے کہ اُسکے اطراف بہت سی کوپلین نکلین گی اور شاخین بنجائین گی اور جب وہ بلند ہو جائین تو ہر ایک کو تنہ سے جدا کرلو۔ ایسی ہر ایک شاخ مین جڑین موجود ہونگی۔ اس عمل کو فصل بہار ہی مین کرنا چاہیئے۔ آنے والی فصل خریف تک یہ نئی نکلی ہوی شاخین اس قابل ہو جائین گی کہ انکو بڑے درخت سے علاحدہ کر لیا جاے۔

(پانچوان طریقہ) آپ ہی کا قول ہے کہ ترقید بسیط کا پانچوان طریقہ ترقید بالجذور ہے۔ مناسب ہے کہ انگور کے بڑے درخت کی جڑون سے مٹی ہٹا دو۔ اور پھر جڑون کے سرون کو کاٹ دو۔ یا اُن پر کچھ فاصلہ سے زخم لگا دو۔ یا اُنکو چیر دو۔ پھر اُسی حالت مین ہوا کہانے کے لئے چھوڑ دو۔ تااُنکہ شقوق یا مقطوعہ مقامات پر آنکہین پیدا ہو جائین۔ جنسے کوپلین پہوٹ نکلین گی پھر

اُن کو پلون کو مٹی مین اچھی طرح چھپا دو۔ جب ان مدفونہ کو پلون مین بقدر کفایت جڑین نکل آئین تو اُسوقت اُنکو اصل درخت سے جدا کر لو۔ یہ عمل اوائل فصل بہار مین اولے ہے۔ یہ وہ وقت ہے۔ جسمین درخت کا رس بلندی کیطرف جانا شروع کرتا ہے۔

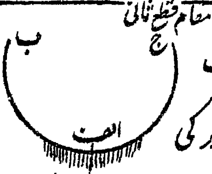
(۷) ترقید مضاعف کا بیان۔

(۱) بیان عام۔

مصنف حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ نباتات کا خاصہ ہے کہ جب اُنکی شاخ مین عمل ترقید کیا جاتا ہے تو اُس شاخ کے مدفونہ حصہ کے اُس مقام پر جو قوسی شکل قائم کرنے کی وجہ سے جھکا ہوا ہوتا ہے۔ جڑین پھوٹ آتی ہین۔ بعض وقت اسکی ضرورت واقع ہوتی ہے کہ شاخ کے مدفون حصہ پر مختلف شکل کی ٹانکیان لگائی جائین جنمین کچھ دنون کے بعد آسانی سے جڑین پھوٹ آتی ہین پس اس عمل کا نام عربون نے ترقید مضاعف رکھا ہے جسکے متعدد طریقے ہین۔

(۱) ترقید بشق حلقی) آپ ہی کا قول ہے کہ جس شاخ مین ترقید کا عمل کرنا چاہو۔ اُسمین چھری کی نوک سے حلقہ کی شکل مین قریب قریب زخم لگاؤ جسکا مجموعی عرض ½ انچہ سے زیادہ نہو۔ پھر اُس شاخ کو جیسا کہ ترقید بسیط مین بیان ہوا ہے خم دیکر اُس زخمی حصہ کو زمین مین دفن کردو۔ خیال رہے کہ شق حلقی کا عمل شاخ کے مدفون حصہ کے وسط مین واقع ہو۔ اس عمل سے بہت جلد زخم کے اوپر کے کنارہ پر آنکھ پیدا ہو جائے گی۔ جس سے متعدد جڑین پھوٹین گی۔ نیز خیال رکھو کہ شاخ کا یہ زخم موجودہ کوپل کے کنارہ سے متصل رہے۔ مصر مین اس طریقہ کا زیادہ رواج ہے۔

مؤلف کی رائے مین اس عمل کو ترقید مضاعف کہنے کی وجہ یہ پائی جاتی ہے کہ اس عمل سے ہر ایک شاخ سے دو تیار شاخین حاصل ہوتی ہین جسکا تجربہ مؤلف نے کیا ہے۔ یعنی جب شق حلق کے عمل سے حصہ مدفونہ مین کثرت سے جڑین نکل آئین تو اُسوقت ہوشیار فلاح کا کام ہے کہ جڑین نکلے ہوئے حصہ کو بیچ سے کاٹ دے۔ پس ایک حصہ جڑون کا تو اُس ٹکڑے کے ساتھ لگا رہے گا جسنے بڑی شاخ کو ختم کیا ہے اور دوسرا حصہ جڑون کا اُس حصہ شاخ کلان سے متعلق ہوگا جو بڑے درخت سے چسپیدہ ہے پھر اُس بڑی شاخ کو زمین سے دو فیٹ چھوڑ کر کاٹ دینا



چاہیے جس سے دوسری تیار شاخ حاصل ہوگی۔ تصویر حاشیہ سے ہمارا مطلب آسانی کے ساتھہ سمجھہ مین آسکتا ہے۔ ج وہ مقام ہے جس سے درخت انگور کی شاخ جہکائی گئی اور اُسکو کمانی شکل مین خم دیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس شاخ کا سرا ب پر ختم ہوا ہے۔ الف وہ مقام ہے جسمین شق حلق کا عمل ہوا ہے جسمین جڑین پہوٹی ہین۔ پس اگر مقام الف کو درمیان سے قطع کردین تو نصف جڑین ب کے ساتھہ رہ جائینگی اور نصف دیگر ج کے ساتھہ۔ پہر اس کو اُس مقام سے کاٹ دین۔ جہان پر حرف ج قائم ہے اس طریقہ سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ ایک شاخ اور ایک عمل سے دو پودے حاصل ہونگے یہی وجہ ہے کہ عربون نے اسکو ترقید مضاعف کہا ہے۔

(۲) ترقید بشق مستطیل) بقول صاحب حسن الصناعہ دوسرا طریقہ شق مستطیل کا ہے۔ یعنی شاخ مدفونہ کے وسط مین اسفل سے اعلے کیطرف دراز زخم لگایا جاوے۔ خیال رہے کہ زخم کی انتہائی حد کوپل سے قریب ہو۔ پس زخم کے کنارون پر آنکہین بنکر کثرت سے جڑین نکلین گی۔ اور اسی ایک شاخ سے دو پودے حاصل ہونگے جیسا کہ قسم اول مین سمجہایا گیا ہے۔ بدینوجہ کہ شق مستطیل بہی ترقید مضاعف کی قسم ہے اس عمل مین بہی دو شاخین تیار ہونگی۔

(۸) ترقیدات کے متعلق ضروری ہدایات　صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ جب کہ ترقیدات مین بقدر ضرورت جڑین نکل آئین تو اُنکو اصل درخت سے جدا کردینے مین احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ باین طور کہ جس مقام سے وہ شاخین زمین یا کونڈے مین داخل ہوی ہین یا اُس مقام سے جسکا ذکر کہ گذشتہ ابواب مین ہوچکا ہے۔ باآہستگی قطع کرین یا بتدریج دو چار دن مین اُسکو کامل طور پر کاٹ لین۔ پہر جدا کرنے کے بعد اُس شاخ کو کچہہ دنون تک سایہ مین ہوا سے محفوظ رہنے دین اور آب پاشی احتیاط کے ساتھہ برابر جاری رکہین۔ جب اس مین نئی شاخین نکلنے لگین تو اُس وقت اُسکو مقام مقررہ مین منتقل کرسکتے ہین۔

(۴) تطعیم یعنی پیوند کے ذریعہ سے کاشت کرنیکا خاص بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ پیوند اور آنکھہ جمانے کو عربون نے تطعیم کہا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ تطعیم کا طریقہ دراصل اُن نباتات کے لئے ایجاد ہوا ہے جنکی نسل تخم کے ذریعہ سے نہین بڑہتی۔ لیکن جب اُسکے فوائد ظاہر ہونے لگے تو اُن نباتات کے لئے بہی مستحسن قرار پایا جنکی نسل تخم یا ترقید کے ذریعہ سے بہی بڑھ سکتی ہے۔ لفظ تطعیم۔ طُعم سے ماخوذ ہے جسکے لغوی معنی مزہ کے ہین اور اصطلاح فلاحت مین طُعم زندہ نبات کا ایک ایسا جزو ہے کہ جب اُسکو دوسرے نبات پر رکہا جاے تو وہ اُسکے مشابہ ہوکر نشو ونما پاے۔ آپ فرماتے ہین کہ اس باب کو پڑہنے سے پہلے چند اصطلاحات کے معنی سے واقف ہو رہنا بہتر ہے جس سے آئندہ مضامین کے سمجہنے مین آسانی ہوگی۔

(۱) مطعَّم۔ وہ پودہ ہے جس پر تطعیم کا عمل جاری ہوتا ہے۔ یعنی وہ جڑ رکہنے والا پودہ جسکی شاخ سے کسی اور درخت کی شاخ کا پیوند لگاتے ہین یا وہ پودہ جسکے تنہ یا شاخ مین کسی اور درخت کی آنکہہ جماتے ہین۔

(۲) مُطعَّم علیہ۔ وہ درخت ہے جس سے شاخ یا آنکہہ لیتے ہین گویا وہ ایک طفیلی شاخ اور آنکہہ ہے جسکی زندگی دوسرے درخت کی جڑون پر منحصر ہے۔

پہر آپ فرماتے ہین کہ آلات تطعیم سے واقف ہو رہنا بہی ضرور ہے جنکے بغیر کام نہین چل سکتا۔ ایک ایسے فلاح کو جو تطعیم کا عمل کرنا چاہتا ہے۔ اول آلات وادوات کو فراہم کرلینے کے بعد اس کام کا ارادہ کرنا چاہیئے۔ اور کم سے کم سامان حسب ذیل ہونا چاہیئے۔

(۱) سکین التطعیم۔ یعنی وہ چہوٹی سی چُہری جسکا پہل کسی قدر گول ہو جسمین ایک لکڑی یا ہڈی یا دانت کا دستہ لگا ہوا ہو۔ یہ چُہری اگر لوہے یا فولاد یا کسی دہات سے نہ بنی ہو تو بہتر ہے۔ اسلئے کہ اسکا کام صرف پوست کے اُٹہانے کا ہے۔ اگر اسکی تیزی سے زخم گہرا ہو جائیگا تو نامئیت کا مادہ تلف ہو جائیگا۔ مؤلف کہتا ہے کہ صناعان یورپ نے اس خاص کام کیلئے ایک خاص قسم کا چاقو بنایا ہے جس سے عمدگی کے ساتہہ کام چل سکتا ہے۔

(۲) منشار التطعیم۔ وہ نازک آرہ جسکے ذریعہ سے شاخین قطع کیجا سکین۔
(۳) ساطور۔ یعنی چھُری جسکی ضرورت اکثر اس کام مین پڑتی ہے۔
(۴) قَدُوم۔ یعنی ایک مختصر سا بسولا جس سے نہ صرف چھیلنے بلکہ ہتوڑی کا کام بھی لیا جا سکتا ہے۔
(۵) اِسفین۔ یعنی ایک مضبوط اور نوک دار کھونٹی جس سے بعض اوقات سوراخ کے بڑہانے اور شگاف کو قائم رکھنے کا کام لیا جاتا ہے۔
(۶) مضبوط بندہن۔ یعنی بٹی ہوی ڈوری جو نرم ہو۔ یا بعض درختون کا مضبوط تار یعنی نس جیسے کیلے کی نس یا اور کسی درخت کی۔ جس سے مقام تطعیم کو مضبوطی کے ساتہ باندہ سکین۔
(۷) موم جامہ یا چمڑا یا مضبوط اور دبیز کپڑا جو مقام تطعیم پر لپیٹنے کا کام دے سکے۔
(۸) ایک خاص قسم کی مٹی۔ جسکا ضماد مقام تطعیم پر ہو سکے۔
ہند مین گاے کے گوبر سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ اسکے لیپ سے ہَوا کے گزر کو روکنا مقصود ہے۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ اس خاص کام کے لئے ایک خاص قسم کی لگدی تیار کر لینا مناسب ہے۔ جسکا نسخہ ذیل مین لکھا جاتا ہے۔ مٹی اور گوبر مین یہ اندیشہ رہتا ہے کہ حشرات الارض اُسمین گہر بنا کر مقام تطعیم کو ضائع کر دین۔ برخلاف اسکے اس مرکب لگدی سے وہ بہاگتے ہین اور اُسکے پاس نہین پھٹکتے۔

(۱) زفت سیاہ یا زفت خاکی۔ یہ درخت گرجن کی رطوبت ہے اور درخت گرجن اقسام سرو یا صنوبر سے ہے۔ (محیط اعظم) ۲۸ حصے۔
(۲) زرد موم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ حصے۔
(۳) زیتون کا تیل۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ حصے۔
(۴) چھنی ہوی راکہہ یا گیرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ حصے۔
ان سب اجزا کو مخلوط کر کے مٹی کے پختہ ظرف مین جسکے اندر روغن چڑہا ہو آگ پر رکھدین۔ اور پگہلائین اور لکڑی کے چمچے سے اُنکو ہلایا کرین۔ جب تمام اجزا مخلوط ہو جائین تو پہر شیر گرم

اُس کا استعمال کرین - زیادہ گرم استعمال کرنے سے درخت کا پوست جلنے کا اندیشہ ہے جس سے
تطعیم مین نقصان پیدا ہو گا -
آپ فرماتے ہین کہ جب یہ تمام آلات و ادوات تیار رہین تو اُسوقت تطعیم کا عمل شروع
کرنا چاہیے -

(۲) تطعیم کے شروط - صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ تطعیم کا عمل انہین دو نباتات مین
مفید ثابت ہوا ہے جنمین باخود ہا مناسبت ہو یعنی یا تو ایک ہی خاندان کے دونون درخت
ہون یا کچھ تعلق باعتبار خاص ان دونون مین ہو جس سے مناسبت صفاتی مراد ہے - اگر ان شروط
سے ایک بھی شرط نہ پائی جاے تو تطعیم مین کامیابی نہ ہو گی - علم نباتات نے نباتات کے خاندان
اور موافقت اور محبت اور صفات کی شرکت کو بیان کر دیا ہے - جس سے شوق رکھنے والے فلاحون
کو واقف ہو رہنا کچھ مشکل نہین ہے -
آپ ہی کا قول ہے کہ جس مناسبت کا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے اُس سے مناسبت اجزاے قوی
مراد ہے نہ مناسبت اجزاے ضعیف - اور صفات سے صفات طبعیہ مراد ہین - یعنی دونون کے صفات
طبعیہ مین شرکت لازمی ہے - یہی وجہ ہے کہ نبات خشبی (جسمین مثل لکڑی کے سختی ہو) کی تطعیم نبات
حشیشی (جسمین مثل گھاس کے نرمی ہو) کے ساتھ نہین ہو سکتی - اگرچہ یہ دونون ایک جنس اور
ایک نوع کے ہون - اگر ان دونون کی تطعیم نہایت اہتمام اور تکلف سے بھی کیجاے - اور بظاہر جم
بھی جاے تو چند ہی روز مین ہوا کے اثر سے نبات حشیشی جسکا وصل خشبی سے ہوا ہے جدا ہو کر سوکھ
جاوے گی -

پھر آپ فرماتے ہین کہ تطعیم کے لئے جو پودے منتخب کئے جائین وہ قوی ہون اور نمو حاصل
کرنے کے قابل نظر آئین مُطعّم اور مُطعّم علیہ مین نمو کی مناسبت بھی مدنظر رہنا چاہیے مُطعّم علیہ کی
جس شاخ کو مُطعّم سے ملانا چاہتے ہو - اُن دونون کا جسم موٹاپے مین قریب قریب رہے - اگر ایک
شاداب مُطعّم علیہ کا پیوند کسی کمزور یا بیمار مُطعّم سے ملاؤگے تو پیوند ملجانے کے بعد بھی نشو و نما کی اُمید

نہ رہے گی۔

قوتامی کا قول ہے کہ تطعیم کی ہر ایک قسم مین اس امر کا لحاظ رکھو کہ مقام تطعیم مین ہوا کا گزر بالکل نہ ہونے پاسے اور وہ مقام خشک نہ ہو جاسے اور اس خاص غرض کے لئے روغن زیتون کا اُس پر ٹپکاتے رہنا نہایت مفید ہے۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ درخت انگور کے پیوند کے لئے فلاحان قدیم نے چند امور کو مشروط گردانا ہے اور کہا ہے کہ عمل تطعیم مین اسکا اثر ضرور ہے۔

پہلی شرط۔ یہ ہے کہ جس درخت مین پیوند لگایا جاسے اُسکے اطراف عامل فلاح کو چند بار چکر لگانا چاہئے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ پیوند لگانے سے پہلے عامل فلاح کو اپنی مرغوب زوجہ کے ساتھ ہمکلام اور ہم بستر ہونا چاہیے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ پیوند لگانے والے فلاح کی طبیعت پر اطمینان اور فرحت اور انبساط رہے۔

مؤلف کے ایک کرمفرمانے ان تینون شرطون کو پڑھکر مضحکہ اُڑایا۔ اتفاقاً ایک عرب صاحب بھی اُس جلسہ مین تھے۔ جنھون نے اس مضحکہ پر اپنا افسوس ظاہر کیا اور فرمایا کہ ذی علم فلاحان قدیم کی عادت تھی کہ اصولی ہدایات کی نسبت علمی طریقہ پر بحث کرنے اور دلائل و براہین سے کام لینے سے زیادہ اس طریقہ کو پسند کرتے تھے کہ روزمرہ آسان باتون مین اُنکے فوائد کا اظہار کرین۔ وہ سمجھتے تھے کہ ماہران علم کی تعداد۔ عام فلاحون کے مقابلہ مین بہت ہی کم ہے اگر طرز بیان عام گروہ کی سمجھہ مین نہ آیا تو اُسکی افادت محدود رہے گی۔ ذی علم لوگ جو اس فن سے واقف ہین ہمارے مقصد کو خوب سمجھہ جائینگے کہ ہمارے یہ ہدایات کن اغراض اور کون مصالح پر مبنی ہین۔

پھر آپ نے فرمایا کہ علامۂ نابلسی کا یہ ارشاد کہ فلاح کو عمل تطعیم سے پہلے چند بار درخت انگور کے اطراف چکر لگانا چاہئے محض اس لحاظ سے ہے کہ وہ درخت کو ہر طرف سے دیکھہ بھالے

اگر اُنھین کسی مرض کے آثار پیدا ہون تو فلاح کو اُس پر اطلاع حاصل ہو۔ اسلیے کہ مریض درخت سے پیوند لینا غیر مفید ہے۔ اکثر فلاح اس کلیہ کو جانتے ہین لیکن درخت کی بیماری پر اونکو سرسری نگاہ سے اسقدر اطمینان نہین حاصل ہوسکتا جب تک کئی بار وہ اُسکے اطراف وجوانب پر نگاہ نہ کرلین اگر علامۂ نابلسی چکر لگانے کے بھید کو ظاہر کردیتے تو خود پسند۔ غیر محتاط۔ کاہل الوجود فلاح صرف اپنی ایک نظر کے بھروسہ پر اکتفا کرتے اور بسا اوقات اُنکی بے احتیاطی اُنکو نقصان مین مبتلا کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ علامۂ نے ایک ایسی شرط لگادی جسپر معمولی فلاح بڑے شوق سے عمل کرتے ہین۔ بعض تو اسکو ٹوٹکا سمجھتے ہین اور بعض اپنے خیال کے مطابق فال نیک جانتے ہین۔ اور بعض صرف علامہ کی ہدایت پر اکتفا کرکے تعمیل حکم پر مجبور ہوتے ہین اور اس ضمن مین اُنکو ایک بڑے مقصد پر عبور ہوجاتا ہے جسکی سخت ضرورت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ دوسری شرط پہلی سے زیادہ پرمعنی ہے۔ اسلئے کہ عمل تطعیم بہت ہی نازک عمل ہے جسمین فلاح کو زور آزمائی اور کرختی کی ضرورت ہرگز نہین ہے۔ اگر مولانا نابلسی اس بھید کو ظاہر کرتے تو خرانٹ فلاح جنکے رگ وپلے مین ہمیشہ کھیتون کی ورزش سے خون کا دورہ تیز رہتا ہے۔ کوشش کے ساتھ بھی نزاکت سے کام نہ لے سکتے۔ پس اگر علامہ نے ایک ایسی ہدایت کی جو ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے تو کونسا گناہ ہوا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہوسکتی جسکی ہدایت علامۂ نابلسی نے کی ہے۔

اب رہی تیسری شرط۔ اُسکے متعلق غالبًا علامہ کا مقصد یہ ہے کہ فلاح اس عمل کو کسی ایسے وقت مین نہ کرے جسمین وہ بھوکا یا پریشان ہو۔ کبھی اُنکا مقصد یہ نہین ہے کہ فرحت وانبساط کے لئے تھوڑی سی شراب پی لے اسلئے کہ اطمینان کا مقصد تو اس سے بالکل رخصت ہوجائیگا ہان انگور یا شیرہ انگور کو وہ پی سکتا ہے۔ یا اور فواکہ یا نقل کے ذریعہ سے مطمئن اور مسرور ہوسکتا ہے اور سچ پوچھو تو شرط دوم کی تعمیل کے بعد اُسکی طبیعت ہر طرح پر مطمئن اور منبسط رہیگی۔

پھر اسکے بعد شارح صاحب وجد مین جھومنے لگے اور فرمایا کہ ایسے پرمعنی اور پرافادت

ہدایات کی قدر صرف عرب ہی کرسکتے ہین۔

(۳) انگور مین کن کن درختونکا پیوند ہوسکتا ہے۔ فلاحان عرب نے اس خاص غرض کے لئے درختون کے اقسام کی حلقہ بندی مختلف اعتبارات کے لحاظ سے کردی ہے۔ مثلاً وہ درخت جنسے تیل نکلتا ہے۔ جیسے زیتون۔ سرو۔ وسمہ کا درخت۔ ان کا باہمی پیوند مل سکتا ہے۔ اسی طرح گوند والے درخت۔ جیسے شفتالو۔ زردالو۔ آلوبخارا۔ بادام۔ پستہ وغیرہ انمین بھی باہم پیوند جم سکتا ہے۔ علی ہذا مائیت رکھنے والے میوے کے دخت جنکے پتے موسم خزان مین گرجاتے ہین انمین بھی پیوندی عمل جاری ہوسکتا ہے۔ جیسے سیب۔ بہی۔ ناشپاتی۔ انگور۔ انار۔ اگرچہ ہمنے انگور کے پیوند کا بیان غیر انگور کے ساتھ اسی کتاب کی فصل چہارم۔ باب الصنائع سے متعلق کیا ہے۔ لیکن اس موقع پر اصولی طور پر صرف اسی قدر بیان پر قناعت کرتے ہین کہ بقول علامۂ نابلسی انگور کے ساتھ اُن درختون کے پیوند کا ارادہ ہرگز نہ کرنا چاہیے جو اسکے مخالف یا باعتبارات متذکرہ بالا انگور سے غیر متجانس ہون۔ آپ نے اسپر اصرار فرمایا ہے کہ انگور کی ایک قسم کا پیوند انگور ہی کی کسی ایسی قسم سے نہ لگاؤ۔ جن دونون مین باہمی عداوت ہو۔ انگور کے دوست اور دشمنون کا خاص تذکرہ آئندہ کسی خاص باب مین کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۴) تطعیم کے منافع۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ عمل تطعیم کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نباتات کی نسل بڑہتی ہے اور اس خاص مقصد مین اُن نباتات کے لئے یہ عمل ناگزیر ہے جنکے تخم سے نسل نہین بڑہ سکتی۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس عمل سے پھلون کی خوبی بڑہ جاتی ہے۔ اُنکی پختگی جلد ہوتی ہے کیونکہ دو مختلف شاخون کے مل جانے سے درخت کا رس اوپر کیجانب چڑہنے مین مقام پیوند پر کسیقدر سختی اور دقت اور رکاو پیدا ہوتا ہے۔ اور اس مزاحمت کیوجہ سے مطعّم علیہ کے پھلون مین ایک خاص قسم کی خوبی پیدا ہوتی ہے۔ اس مقصد کو دوسرے الفاظ مین یون بیان کرسکتے ہین کہ مقام تطعیم مین رس چھنتا ہے اور اُسکی اصلاح ہوتی ہے اور اسی اصلاح کی وجہ سے درخت کے پھل عمدہ

اکثر خوبیان پیدا ہوتی ہین یعنی مزہ - شیرینی - لطافت وغیرہ بہ نسبت سابق کے بڑہ جاتی ہے۔ جن ملکون کی آب وہوا انگور کے پہل کو دیر مین پختہ کرتی ہے وہان تطعیم کا عمل نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بارآوری بہت جلد ہوتی ہے اسکا سبب غذا کی لطافت ہے اور لطافت اُسی مقامی عمل سے پیدا ہوتی ہے جسکا ذکر اوپر ہوا۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک لڑکا جسکی گزران معمولی غذا پر تہی۔ جب اُسکو مقوی اور لطیف غذائین ملنے لگین تو ظاہر ہے کہ اُس کی تندرستی اور طاقت کی زیادتی اُسکو ایک ایسے شخص کے مقابلہ مین جسکی غذا معمولی اور ردی اور غیر مقوی ہے بہت جلد توانا اور بالغ بنا دیگی - پس جان لو کہ انگور کا درخت بحالت تطعیم چار ہی سال مین بارآور ہو جاتا ہے۔ اور بعض انگور کے درخت تطعیم کے بعد دوسرے ہی سال نشو و نما پا کر بارآور ہوے ہین۔

چوتہا فائدہ یہ ہے کہ تطعیم کے ذریعہ سے ایک غیر معمولی بو باس۔ رنگ اور خاصیت درخت کے اجزا اور اُسکے ثمرہ مین پیدا ہو جاتی ہے - جو مُطعَّم مین پہلے سے نہ تہی۔ اور یہ مُطعَّم علیہ کا خاص اثر ہے۔

(۵) تطعیم کا موسم اور وقت۔ بقول صاحب حسن الصناعہ تطعیم کا عمدہ وقت فصل بہار مین ہے وہ زمانہ ہے جسمین فضا کی حرارت نہایت لطیف اور کم درجہ مین ہو - اور آسمان پر ابر محیط ہو۔

پہر آپ ہی فرماتے ہین کہ انگور کی جس شاخ سے تطعیمی عمل کرنا چاہتے ہو۔ اگر وہ سخت ہو چکی ہے تو اُسکے لئے یہ عمل فصل خریف مین مناسب ہے۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ فلاحان عرب نے انگور کے درخت مین پیوند لگانے کے لئے ماہ آیار (ماہ ہندی جیٹھہ) کو پسند کیا ہے۔ بعضون کی رائے ہے کہ خاصکر تطعیم انگور کے لئے وہ زمانہ زیادہ مفید ہے جب کہ درخت کے رس مین زیادہ جوش نہ ہو - اور یہ بات البتہ موسم بہار مین حاصل ہوتی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بارش کا موسم اس کام کے لئے مضر نہین ہے بلکہ نافع ہے۔

مگر جو پیوند پوست مین جمایا جاتا ہے (جس سے غالباً آپکی مراد آنکہہ لگانے سے ہے) اُسکے لئے بارش کا موسم نقصان بخش ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ جب کسی درخت کا قلم ہاتہہ سے توڑکر شاداب درخت انگور مین لگانا چاہئے تو اسکا بہتر وقت زوال آفتاب سے پہلے ہے جب کہ ہوا رُکی ہوی ہو۔ آپکا یہ ارشاد غالباً طریقہ تطعیم بالفروع المنفصلہ کی نسبت ہے جسکا بیان آئندہ اسی باب مین آئیگا۔

(۵) تطعیم کے اقسام۔ (الف تطعیم بالتقریب) صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ انگور کی جس شاخ کا پیوند تیار پودہ مین لگانا مقصود ہو۔ اول اُس شاخ اور اُس پودہ کا انتخاب کرو۔ شاخ ایسی ہو کہ اُسمین دو یا تین کو پلین موجود ہون اور پودہ ایسا ہو جو تندرست اور خوب نشو و نما رکہتا ہو۔ پہر آپ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ تطعیم کے طریقے صدہا ہین لیکن ہم انگور کی مناسبت کے لحاظ سے صرف تطعیم بالتقریب کو یہان بیان کرتے ہین۔ اور اس سے وہ تطعیم مراد ہے جسمین مُطعِّم علیہ کو مُطعَّم سے اُسوقت تک کاٹ کر جدا نہین کیا جاتا۔ جب تک دونون کے وصل پر اطمینان نہ ہو جاے۔ اور یہی طریقہ اور طریقون سے زیادہ مفید اور پرانا ہے اور اسکے تاریخی احوال سے معلوم ہوا ہے کہ اس طریقہ کی تعلیم ہمکو قدرت نے کی ہے یعنی زمانہ سلف مین بعض درخت ایسے نظر آے جنکی شاخون مین ہوا کی شدت سے اول ایک قسم کی رگڑ پیدا ہوی۔ پہر اُنہین سے ایک قسم کا لعاب جاری ہوا۔ اور بعض پیچیدگیون کی وجہ سے ایک شاخ دوسری شاخ سے چمٹ گئی اور وہ رگڑ کہایا ہوا مقام ایک دوسرے سے مل گیا۔ اسی قدرتی سامان کو دیکہکر فلاحان قدیم نے تطعیم بالتقریب کا طریقہ سیکہہ لیا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ مُطعَّم کا پوست آلہ نمبر (۱) سے جسکا بیان اسی باب کے ابتدائی حصہ مین ہو چکا ہے۔ طولانی مقدار مین چہیلا جاے باین طور کہ تمام پوست اور کسی قدر نرم حصہ بہی چہل جاے۔ اس خراش کا طول وعرض پودہ کی قوت کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ پہر مُطعَّم علیہ کی منتخبہ شاخ مین بہی اُسی قسم کی خراش قائم کرو۔ اس موقع پر آپ نے صراحت کی ہے

کہ مُطعّم کسی کونڈے یا صندوق مین بو یا ہوا ہونا چاہیے تاکہ مُطعّم علیہ کے اُس مقام سے اوس کو قریب کرسکین جس مین پیوند کے لئے خراش قائم کی گئی ہے یا اگر مُطعّم علیہ خود اسقدر دراز ہے جوزمین پر جُھکایا جاسکتا ہے تو مُطعّم کا زمین مین قائم رہنا بھی ممکن ہے۔

بہرحال جب مُطعّم اور مُطعّم علیہ دونون مین آلہ نمبر (۱) سے خراش پیدا کر دیجاے تو نہایت عجلت کے ساتھہ دونون کے خراشیدہ مقام کو قریب کرکے اس طرح پر ملا دو کہ دونون کے خراشیدہ حصے باہم اچھی طرح پر منطبق ہوجائین اور پھر بندھن نمبر ۷ سے اُسکو معتدل طریقہ پر باندہ دو۔ اس طرح پر کہ ڈوری کے متعدد حلقے اُس مقام پر لپیٹ جائین۔ زیادہ کسکر نہ باندہنا چاہیے۔ جس سے رَس کا دورہ رُک جانے کا اندیشہ ہے اور نہ اسقدر ڈھیلا باندہین کہ وصل مین فرق آئے اسی لئے ہم نے اعتدال کی ہدایت کی ہے۔ لیکن اعتدال مین دباؤ کا پلہ بھاری رہنا چاہیے۔ یعنی جو فلاح اعتدال کا امتیاز اچھی طرح پر نہین کرسکتا ہے۔ اُسکا میلان خاطر بہ نسبت ڈھیلے پن کے کھچاوٹ کیطرف زیادہ رہے اسلئے کہ زیادہ کھچاوٹ سے جو نقصان بیان ہوا ہے اُسکے مقابلہ مین ڈھیلا پن زیادہ مضر ہے۔ غرض جب کہ تم اس کام کو کرچکو تو اوسوقت موم جامہ یا چمڑا یا دبیز کپڑے کی دھجی اُس مقام پر مضبوطی کے ساتھہ لپیٹ دو۔ چمڑے کا درجہ سب مین اعلےٰ ہے۔ اُسکے بعد موم جامہ اور آخر درجہ مین دبیز کپڑا۔ پھر اُس پر ڈوری سے ایک اور بندش قائم کرو جسکے حلقے قریب قریب ہون اور سب سے آخر اُس بندش پر وہ ضماد چڑہا دو۔ جسکا ذکر نمبر ۸ پر ہوا ہے۔ ہَوا اور پانی کا گزر مقام تطعیم پر سخت مضرت بخش ہے اسی لئے یہ ساری کارستانی کیجاتی ہے۔

اگر کچھ دنون کے بعد بندش کے دونون کنارون سے پُھلاوٹ اور ورم کے آثار نظر آئین تو سمجھہ لو کہ اعتدال سے زیادہ کساوٹ ہوی ہے۔ اس حالت مین مقام تطعیم کو باہستگی کھولکر اصلاح کرنا چاہیے۔ لیکن ہرایک عمل مین پھرتی سے کام لو تاکہ ہوا کا اثر اُس مقام پر نہو جاے بلکہ ان کامون کے وقت ٹٹیون کی آڑ سے ہوا کو روکنا بہت مناسب اور مفید ہے۔

جو پیوند ان ہدایات کے مطابق باندہا جائیگا وہ تین مہینہ یا باعتبار آب و ہوائے مقامی کچھ کم و بیش زمانہ مین مل جائیگا۔ جب مدت اور حالت کے اعتبار سے اُسکے ملجانے پر بھروسہ ہوجائے تو اُن بندشون کو آہستگی کے ساتہہ کہولکر مقام وصل پر غور کرو۔ اگر کچھ خامی نظر آئے تو پہر بندش کردو۔ والا آہستگی کے ساتہہ مُطعَّم علیہ کی شاخ کو مقام بندش سے ڈیڑہ فٹ دراز باقی رکہہ کر قطع کردو۔ محتاط فلاحون نے کہاہے کہ ایک ہی دن مین اُسکو کاٹ دینے سے بہتر ہے کہ دو چار دنون مین بتدریج قطع کرین۔ اور ہر وقت نگاہ جمائے رہین کہ قطع کے اثر سے شاخ زیر قطع کے پتون مین کسی قسم کی پژمردگی تو نہین ظاہر ہوی ہے۔ اگر پژمردگی کے آثار پاؤ تو قطع سے باز آؤ اور کچھ عرصہ تک اُسی طرح پر چہوڑ دو۔ بلکہ مقام قطع پر بہی اُسی لیپ کا ضماد کردو جسکو ہمنے نمبر ۸ پر بیان کیا ہے۔

جب شاخ قطع ہوجائے تو مقام قطع پر گائے کا گوبر یا اُسی نسخہ نمبر ۸ کا ضماد اچھی طرح پر کردینا چاہیئے تاکہ رطوبت زیادہ نہ بہنے پائے۔ مُطعَّم علیہ کی اصل شاخ کے مقام مقطوعہ پر بہی اُسی ضماد سے کام لیا جائے تاکہ رس کا زیادہ بہ جانا اُسکو مضرت نہ بخشے۔

تطعیم کے زمانہ مین ہوا کے جہونکون سے مقام تطعیم کو اکثر نقصان پہونچتا ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ اُس مقام کو منڈوے کی کسی لکڑی یا کسی عارضی تہونی سے باندہ دین تاکہ وہ ہلنے سے محفوظ رہے۔ مُطعَّم اور مُطعَّم علیہ دونون کی آبپاشی مین نہایت اہتمام کیا جائے تاکہ دونون کے تہالہ کمی آب کی وجہ سے خشک نہ ہونے پائین کیونکہ تطعیم کے زمانہ مین آبرسانی کی کمی سے نقصان کا اندیشہ ہے اور آبرسانی کی افراط کے مقابلہ مین تعزیط کا نقصان غالب ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اگر انگور کے بیلہے اور اعلے قسم کے درخت سے پیوند لینا مقصود ہو تو اُس کو تطعیمی عمل کے بعد جسکے لئے فصل ربیع کا آغاز مناسب تجویز ہوا ہے۔ دوسرے سال کی فصل ربیع تک مُطعَّم علیہ سے جدا نہ کرنا چاہیئے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ عمل تطعیم کو ہم نے انگور کی کرمتہ الدریاق کی قسم مین بے اثر پایا یعنی اگرچہ کرمتہ الدریاق کا پیوند حاصل کیا لیکن اُسکے پہل مین تریاقی اثر باقی نہ تہا۔ آپ کو تطعیم بالتقریب کے طریقہ بالاسے اصولاً اتفاق ہے لیکن جن چیزون مین آپ نے صراحت مزید کی ہے اُنکو ہم ذیل مین بیان کرتے ہین۔

آپ فرماتے ہین کہ مُطعَم اور مُطعَم علیہ مین جو طولانی خراش قائم ہوگی۔ اُسکی مقدار دو انچ کافی ہے اور جب دونون کو ملا دیا جاے تو اُس مقام پر روغن زیتون کا ٹپکانا مفید ہے۔ آپکی راے ہے کہ چالیس دن کے عرصہ مین پیوند مل جائیگا۔ آپ فرماتے ہین کہ پیوند کے زمانہ مین اور نیز پیوند کے جم جانے کے بعد بہی مُطعَم مین نئی شاخین نکلنے نہ دو۔ یعنی صرف وہی ایک شاخ رہنے دو۔ جسپر پیوند ہی عمل ہوا ہے جو آخر پر تنہ ہو جاے گی۔ اسکے سوا جس نئی شاخ کے آثار نظر آئین۔ اُسکو ناخن سے چونٹ دینا چاہیے۔ نیز آپکی راے ہے کہ عمل تطعیم کے زمانہ مین آفتاب کی سخت تابش کا ٹٹیون یا آڑ کے ذریعہ سے روکنا مناسب ہے۔ اور زمانہ تطعیم مین دو چار بار مقام پیوند پہ بندش پر سے روغن زیتون کا ٹپکانا ضروری ہے۔ جس سے پیوند بہت جلد ملجاتا ہے اور پودہ کو ایک خاص قسم کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ نیز آپ کا قول ہے کہ تطعیم کے زمانہ مین مُطعَم اور مُطعَم علیہ کے تہالون مین کہاد کا استعمال نہ کرنا چاہیے اور نہ کسی قسم کی چہیڑ مناسب ہے۔

(ب) تطعیم بالفروع المنفصلہ) صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ انگور کے درخت سے ایک شاخ کاٹ کر پودہ انگور پر اُسکو جماتے ہین۔ اسکا نام تطعیم بالفروع المنفصلہ ہے۔ اس طریقہ مین چند شروط ہین۔ اگر اُنکا لحاظ نہ رکہا جائیگا تو تطعیم مین کامیابی نہوگی۔

(۱) یہ کہ اس کام کے لئے مُطعَم علیہ سے وہ شاخ منتخب کی جاے جو گزشتہ سال نکلی ہو اور وہ قوی شاخ ہو۔

(۲) یہ کہ مُطعَم علیہ نشوونما کی صفت مین مُطعَم سے کسی قدر ضعیف ہو۔

(۳) مُطعّم کے تنہ کو جسمین مُطعم علیہ کا جانا مقصود ہے اس طرح پر تراشا جاے کہ اُسکے تراشیدہ پوست کا کنارہ سیدھا اور ہموار رہے اور پارہ پارہ نہونے پاے۔

(۴) یہ عمل فصل ربیع کے اوائل ہی سے مخصوص رہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اوسوقت مُطعم علیہ کی کوپلون کے کہلنے کا زمانہ شروع ہوچکا ہو۔

(۵) عمل تطعیم کے جاری ہونے کے بعد ۱۵ دن تک اُس پر سایہ کیا جاے تاکہ آفتاب کی گرمی کا اُسپر مطلق اثر نہ ہو۔

(۶) مقام تطعیم کو چاندی کے ورق سے چھپا دیا جاے۔

ان تمام شروط کے ساتہ اُسی طریقہ پر تطعیم کا عمل جاری کیا جاے۔ جو تطعیم بالتقریب مین بیان ہوا ہے۔ اس خاص قسم مین اسقدر احتیاط اور تکلف کی ضرورت اسلئے واقع ہوی کہ مُطعم علیہ کی شاخ اول کاٹ کر پہر پیوندی عمل کیا جاتا ہے۔ یہ عمل اُن مقامات کے لئے ہے۔ جہان مُطعّم علیہ موجود نہو بلکہ ہم مُطعّم علیہ کی شاخ کو کسی اور مقام سے لاکر اپنے مقام پر پیوند لگائین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اگر وہ شاخ کسی دور دراز مقام سے لانا ہے تو اُن تمام ہدایات پر عمل کرنا چاہئیے جو قلم کے بیان مین قطع شدہ قلمون کی حفاظت کے متعلق بیان ہوے ہین۔

نیز آپ کا قول ہے کہ ایسی لائی ہوی شاخ کو جوان درخت انگور پر بہی جما سکتے ہین۔ لیکن بہ نسبت جوان کے کم عمر پودہ پر خوبی کے ساتہ جمنے کی توقع ہے۔ اگر جوان درخت ہی پر جانا مقصود ہو تو اُسکی شاخون کو بالکل کاٹ دینا چاہئیے۔ اور صرف وہی شاخ باقی رکہنا چاہئیے جسکو مُطعّم بنانا مقصود ہے۔

آخر پر آپ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ سے پیوند جمنے پر زیادہ بہروسہ نہین ہوتا لہذا زیادہ عرصہ تک انتظار کرنا چاہئیے اور جلدی سے کام نہ لینا چاہئیے۔ پہر آپ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ سے ایک سرسبز درخت انگور پر متعدد تراشیدہ شاخین ایک وقت مین جما سکتے ہو۔ لیکن جسقدر تعداد کم ہو۔ اُسی قدر بہتر ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ اس طریقہ کے لئے ضرور ہے کہ مُطعَم علیہ کی شاخ جسکو ہم جدا کرنا چاہتے ہین انگوٹھے کے برابر موٹی ہو۔ اسکو تیز درانتی کے ذریعہ اُسکی منبت سے جدا کر لینا چاہیئے۔ پھر اُسکے سرے کو بقدر ڈہائی انگل کے تراش کر باریک کر لینا چاہیئے۔ اور یہ تراش قلم کی صورت مین ہو۔ تاکہ اُسکا مغز بھی نمایان ہو جاے۔ اسی طرح مُطعَم کے مقام منتخبہ کو بھی اسی طریقہ پر تراش لینا چاہیئے تاکہ دونون تراش وصل کی حالت مین مثل ایک مسلم شاخ کے ہو جائین۔ پھر پیوند کے مقام پر کچہ راکھ یا مہین مٹی چھڑک کر ڈوری سے باندہ دینا چاہیئے اور اسپر خالص مٹی (جو ریت سے معرا ہو) کو گوبر مین ملاکر بطور لیپ کے لگا دینا چاہیئے۔ اس عمل کے بعد کسی قدر میٹھا پانی بھی موقع پیوند پر چھڑکین۔ اور ہوا کی حرکت سے مقام پیوند کو محفوظ رکہنے کے لئے ایک عارضی تھونی کا سہارا اُسکو دیا جاے۔ اس عمل کے لئے فلاحان سلف نے آخر ماہ کو پسند کیا ہے جسمین چاند غائب رہے اسوقت مین ملایا ہوا پیوند بہت جلد جم جاتا ہے۔ اکثر اُستادون نے اس پیوند کے لئے فصل خریف کو زیادہ پسند کیا ہے۔ جسمین درختون مین ایک قسم کی سختی ہوتی ہے۔

(ج) تطعیم بالشق یا تطعیم بالقلم۔) صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ تطعیم بالشق یا تطعیم بالقلم دونون ایک ہی طریقہ کے نام ہین اور اسی طریقہ کو تطعیم نبطی بھی کہتے ہین۔ یہ ایک پیوند ہے جو درخت انگور کے تنہ یا شاخ مین لگایا جاتا ہے۔ اس طرح پر کہ مُطعَم کے مقام منتخبہ سے وہ تنہ یا شاخ کاٹ دیجاتی ہے۔ اور پھر مُطعَم علیہ کی ایک باریک شاخ کو مقام مقطوعہ کے سرے مین داخل کیا جاے۔ آپ فرماتے ہین کہ اس عمل کے لئے مُطعَم کی ایک عمدہ شاخ منتخب کرو۔ یا تمام شاخین کاٹ کر صرف تنہ باقی رکھو۔ پھر مقام مقطوعہ کے حجم یعنی موٹائی مین آلہ نمبر ۳ یا ۵ سے ایک سوراخ کرو۔ اور اُس سوراخ مین مُطعَم علیہ کے سر کو جو کاٹ دیا گیا ہو بہت تھوڑا داخل کر کے وصل کے دونون جانب لکڑی کے دو ٹکڑون کا سہارا دیکر باندہ دو۔ اور اُس پر چمڑا یا موم جامہ وغیرہ لپیٹ کر اُنہین تمام قواعد کے لحاظ سے عمل کرو جو تطعیم بالتقریب

مین بیان ہوے ہین۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بعض فلاحون کا خیال ہے کہ مُطعَم کے سوراخ مین مُطعَمؔ علیہ کی شاخ اسقدر داخل کیجاے جسمین مُطعَم علیہ کی ایک یا دو یا تین آنکھین اندر ہوجائین۔ اور احتیاط کیجاے کہ اس مدخولہ حصہ سے پتے یا کونپلین اگر ہون تو چونٹ دی جائین۔ اس طریقہ عمل سے تقریبًا ۳ مہینہ مین وصل قائم ہوجاے گا۔ جسکے بعد مُطعَم علیہ کو مقام وصل سے دو بینٹ کی درازی قائم رکھکر انہین تمام قیود کے ساتھہ کاٹ دینا چاہیئے جو تطعیم بالتقریب مین بیان ہوے ہین۔ اس عمل کو بعض فلاحون نے فصل خریف مین پسند کیا ہے۔ مگر صاحب حسن الصناعۃ کی راے مین فصل بہار کو ترجیح ہے۔ بعض فلاح مقام وصل پر نقرئی نلی پہنا دیتے ہین۔ اور اُسکے اثر سے مقام وصل بہت جلد ملجاتا ہے۔ بعض فلاحون نے مقام وصل پر روغن زیتون سُہانے کا حکم کیا ہے جو التیام زخم کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ آپ ہی کی راے یہ ہے کہ گہوڑے کی دم یا ایال کے بالون سے ایک کپڑا بُن کر اُسکو اُس مقام پر لپیٹ دین تو بہت زیادہ مفید ہے لیکن ہرحال مین اس مقام وصل کو دہوپ کی تیزی سے بچانا ضرور ہے۔

(د) تطعیم بالجذور) فلاحان عرب نے تطعیم بالجذور کا طریقہ بہی انگور کے لئے مفید پایا ہے۔
بدینوجہ کہ یہ پیوند مُطعَم کی جڑون مین لگایا جاتا ہے اسکا نام تطعیم بالجذور ہوا۔

مؤلف نے ایک عربی فلاح کو تطعیم بالجذور کا عمل کرتے ہوے دیکھا ہے۔ سب سے پہلے اُسنے ایک پودہ عمدہ قسم کے انگور کا حاصل کیا۔ جو ۴ سال کی عمر کا کونڈے مین بویا ہوا تھا۔ یہی پودہ گویا مُطعَم تہا۔ پہر اُسنے اُس کونڈے کو ایک جانب سے توڑا اور اُس لکڑی کی بڑی جڑ مین ایک خفیف سا زخم لگایا۔ جسکا عمق تقریبًا پاؤ انچہ تہا۔ پہر جوان درخت کی ایک بیل منتخب کی اور اُسکا سر ایک منتخبہ آنکہہ کے قریب سے قطع کرکے اُسکے پوست کو ہر طرف سے چہیلدیا پہر اُسکی نوک کو مُطعَم کے زخم مین داخل کرکے ایک ایسی لگدی سے اُسکو چہپا دیا جو جو کے آٹے اور چکنی مٹی اور روغن زیتون۔ ان تینون کو ملاکر تیار کررکہی تہی۔ پہر اُسنے ایک خشک شاخ کا

ٹکڑا لیکر مُطعِم کے تنہ اور مُطعَم علیہ کی شاخ وصل شدہ سے ملا کر مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا۔ تاکہ ہوا کا کوئی صدمہ مقام وصل کو جدا نہ کر سکے پھر مُطعِم کی جڑون مین مٹّی بھر دی۔ یہان تک کہ مقام وصل مٹّی مین چھپ گیا۔ ڈیڑہ مہینہ کے بعد بلا کسی اندیشہ کے اُسنے مُطعَم علیہ کو کاٹ کر جدا کر دیا۔ اور پھر مُطعِم کے پودے کو باستثنا پیوند شدہ شاخ کے سالمًا جڑ کے قریب سے کاٹ کر پھینکدیا اور مقام مقطوعہ پر گائے کا گوبر لگا کر تھوڑی سی مٹّی اُس پر ڈال دی۔ اب اُس کو ٹنڈ سے مین صرف مُطعَم علیہ کی وہی شاخ باقی رہ گئی جس کو اُسنے بامید وصل دو ہیٹ کی درازی مین باقی رکھکر کاٹ دیا تہا۔ جس پر کوئی پتّا یا کوپل باقی نہ تھی۔ جب اس عمل کے بعد اور دو ہفتہ گزرے تو اُسمین سے کوپلون کے آثار ظاہر ہوے اور پتّے نکل آے۔ رفتہ رفتہ اُسکا نشو و نما بڑہنے لگا۔ پھر جب متعدد شاخین اُسمین پیدا ہوئین تو عامل نے ایک قوی شاخ کو باقی رکھکر اور شاخون کا صفایا کیا اور بالآخر اُس پودہ کو زمین مین منتقل کر دیا۔

اگرچہ صاحب حسن الصناعہ نے تطعیم بالجذور کا طریقہ عام طور پر بیان کیا ہے۔ لیکن درخت انگور کے لئے اسکا خاص عمل حسب صراحت بالا مؤلف کے مشاہدہ سے گزرا ہے۔

اس عرصہ مدت مین عامل نے آب پاشی کو برابر جاری رکھا۔ دن مین کبھی کبھی دھوپ سے بچاؤ کے لئے ٹٹّی کی آڑ بھی قائم کی گئی۔ لیکن صبح اور شام مین ہمیشہ وہ اُس آڑ کو ہٹا دیتا تھا۔

قسطوس کا قول ہے کہ تطعیم بالجذور کی نسبت ہمارا تجربہ یہ ہے کہ درخت انگور کی دو عمدہ شاخین لی جائین اور انگور کی اعلےٰ جڑ مین اُن کا پیوند لگایا جاے۔ پھر پیوند کے مقام کو ہوا سے بچانے کے لئے خالص مٹّی سے جسمین بالو کی آمیزش نہ ہو۔ اُسکو لیپ دیا جاے۔ پھر ان دونون شاخون کے محاذی ایک تھونی نصب کر کے اُنکو اُس سے باندہ دیا جاے۔ تاکہ اُن کو ہوا سے صدمہ نہ پہونچے۔ یہ تھونی اُن شاخون کے جم جانے اور بارآور ہونے تک بحال خود رہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بعض فلاح انگور کے درخت کی جڑ مین ایک بالشت کا گڑہا

کھودتے ہین۔ پھر بڑی جڑ مین سوراخ کرکے انگور کی شاخ مُطعّم علیہ سے لیکر اُس سوراخ مین جماتے ہین۔ پھر نکالی ہوئی مٹی کو بدستور گڑھے مین بھر دیتے ہین۔ بعض فلاح گڑھا نہین کھودتے بلکہ صرف زمین کے اوپر ہی سے تنہ کی انتہا یعنی جڑون کے قرب مین سوراخ کرکے شاخ کا پیوند لگا دیتے ہین۔ آپکا قول ہے کہ درخت انگور کے اعلی حصہ مین تطعیم کا عمل جاری کرنے سے جڑون مین پیوند جمانا بہت زیادہ بہتر ہے اسلئے کہ ہَوا سے زیادہ بچاو اسی ایک طریقہ مین ممکن ہے۔ آپ نے تاکید کی ہے کہ یہ عمل اُسوقت مین زنہار نہ کرو۔ جب کہ سخت ہوائین شروع ہو جائین۔ اسکے لئے بہترین وقت نیسان کا زمانہ ہے۔ نیز آپ نے حکم کیا ہے کہ اس عمل کو تروتازہ شاخ سے کرنا چاہئے جسمین کسی قسم کی بیماری نہ ہو۔ اور جسکی آنکھین دُور دُور ہون اور جو پُرمغز اور سیدہی بھی ہو۔ پھر ارشاد ہوا ہے کہ گزشتہ سال کی نکلی ہوئی شاخین اس خاص عمل کے لئے سال حال کی شاخون سے بہتر ہین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جو شاخین درخت انگور کی جڑون سے نکلتی ہین اُن کو تنہ سے باہستگی جدا کرکے اُنکے پیندے مین گوبر لیپ دین۔ پھر ایک کونڈے مین جسمین نمدار مٹی ہو۔ اُن کو قائم کردین اور جب ۷ یا دس دن تک وہ اسی حالت پر ہَوا سے محفوظ رہین تو اُسنے مُطعّم کی جڑ مین پیوند لگائین۔ یہ طریقہ بھی بہت مفید ثابت ہوا ہے بخصوص اُن مقامات کے لئے جہان مُطعّم زمین مین ہو۔ اور مُطعّم علیہ اُسکے قریب اور دراز شاخون والا ہو۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ جو پیوند زمین کے اندر جڑون مین لگایا جاتا ہے۔ اُس پیوندی شاخ مین پھل دیر مین لگتا ہے۔ برخلاف اسکے جو پیوند درخت کے اعلے حصہ مین لگایا جاتا ہے اُسمین پھل جلد آتا ہے۔ باوجود اسکے ہم زمینی پیوند کو زیادہ بہتر سمجھتے ہین۔ اسلئے کہ اُسکا ثمرہ بہت لطیف اور عمدہ ہوتا ہے۔ اور پیوندی اثر بہ نسبت شکل دوم کے زمینی پیوند مین زیادہ ہوتا ہے۔

(۵) **تطعیم حلقی**) تطعیم حلقی وہی عمل ہے جسکو اہل ہند آنکھ جمانا کہتے ہین۔ صاحب حسن الصناعہ

فرماتے ہین کہ اول مُطعَّم علیہ کی ایک منتخبہ شاخ پر دو زخم حلقی یعنی گول بنائے جائین - ان مین سے ایک زخم عمدہ نمو والی آنکھہ کے اوپر کی طرف ہو- اور دوسرا زخم اُسکے نیچے کی طرف - پہر اس آنکھہ کی تیسری جانب ایک طولانی ایسا زخم لگایا جاے جو اُسکے نیچے اور اوپر والے زخمون سے مل جاے - پہر ایک نازک نہرنی سے اُس حصہ کو الگ کر لیا جاے جو اِن تینون زخمون کے درمیان ہے -

اسکے بعد مُطعَّم کے ایک مناسب مقام سے جو دو آنکھون کے درمیان ہو- ایک صاف ٹکڑا پوست کا اُتار لیا جاے جو عرض و طول مین اس حصہ کے مساوی ہو- جو مُطعَّم علیہ سے جدا کیا گیا ہے پہر اُس مقام پر مُطعَّم علیہ کا کاٹا ہوا ٹکڑا جما کر کنارون کو اچہی طرح پر ملا لیا جاے - اور اُسپر چمڑے یا موم جامہ وغیرہ سے اُسی طرح باندہ دیا جاے جیسا تطعیم بالتقریب مین بیان کیا گیا ہے - صرف اس قدر احتیاط رہے کہ اس بندش مین مُطعَّم کی وہ آنکھین نہ چہپ جائین - جو مقام تطعیم سے قریب ہین - نیز اس امر کی احتیاط کیجاے کہ مُطعَّم کا چہیلا ہوا مقام مُطعَّم علیہ سے جدا کئے ہوے حصہ سے کم و بیش نہ ہو بلکہ برابر ہو- اس طریقہ سے آنکھہ جم جائیگی اور کچہ دنون کے بعد جب اوپر کی بندہن کہول دیجائیگی تو وہ ٹکڑا مُطعَّم کا جزء بدن نظر آئیگا - فلاحان عرب نے اس طریقہ تطعیم کو اور طریقون سے زیادہ لطیف اور مفید مانا ہے - اور ہدایت کی ہے کہ اس طریقہ سے زیادہ کام لین -

(۵) بچون کے ذریعہ سی کاشت کرنیکا بیان خاص

صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ درخت انگور کی جڑون کے پاس سے بعض وقت بچے نکل آتے ہین - بعض فلاحون کی راے ہے کہ اُن کو قطع کرنا ضرور نہین اُنکی ماں کے ساتہہ اُنکا اتصال باقی رہنا چاہیے وہ دراز ہوکر بارآور ہونگے لیکن صغریث نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب ایسے بچے دو فیٹ کے قامت مین آجائین تو اُنکو احتیاط کے ساتہہ ماں کی گود سے جدا کرکے ایک خاص مقام پر اُنکو قائم کرنا چاہیے - اینین جڑین ہوتی ہین جنسے

وہ بہت جلد ترقی کرینگے انکی علٰحدگی سے بڑے درخت کو نفع ہوگا اسلئے کہ اُسکی غذا کا شریک جدا ہو جانے سے کامل غذا اسکو ملیگی اور یہ بچہ بہی اُسکا محتاج نہ رہے گا۔ اور اپنی ذاتی جڑون کو سبہالکر بہت جلد ترقی کریگا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو بیل منڈوے پر قائم ہے اُسکے بچون کو ماں کے ساتہہ رہنے دینے سے چندان ہرج نہیں ہے اسلئے کہ وہ دراز ہوکر منڈوے کے سہارے سے اپنا گہر سنبہال سکتے ہین۔ لیکن جو درخت صرف زمین پر قائم ہون یا جو پودے نوعمر ہون انکی بچون کو ضرور الگ کر دینا چاہئے ورنہ یہ بچے اپنی ماں کی بارآوری مین ضرور حارج ہونگے۔

ایسے جدا کئے ہوے بچون کی پرداخت کہاد و آبرسانی وغیرہ سے کیجاے تو دوسرے یا تیسرے سال یا آخر درجہ مین چوتہے سال ضرور بارآور ہونگے۔ تجربہ کار فلاح ایسے بچون کو بہت عزیز رکہتے ہین اسلئے کہ لگاے ہوے قلمون کے مقابلہ مین یہ قوی اور تندرست رہتے ہین۔ ان مین کسی قدر جڑین بہی ہوتی ہین جسطرح لگاے ہوے قلمون سے بعض ضائع ہوجاتے ہین۔ ان مین سے ایک بہی ضائع نہین ہوتا۔

اصل سوم متعلق بہ لواحق کاشت

(۱) انگور کے پودون کی حفاظت اور نگہداشت کا بیان

صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ جو پودے اپنے مقام پر اچہی طرح سے جم جائین اون پر سمجہدار فلاح کو کافی نگرانی کرنا چاہئے تاریخ کاشت سے ۱۴ مہینے گزر جانے کے بعد اُنکی جڑون پر خاص نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو جڑین زمین کے اوپر پہیلی ہون اونکو تیز درانتی سے کاٹ دینا چاہئے تاکہ اس عمل سے پودون کو نفع حاصل ہو۔ اور زمین کے عمق مین اُنکی جڑین جلد پہیلین۔ سطح بالاے زمین کی جڑون سے پودہ کو مطلق غذا نہین ملتی بلکہ وہ اپنی پرورش کے لئے غذا کا ایک حصہ پودہ سے حاصل کرتی ہین۔ ان بیرونی جڑون کے کٹ جانے سے پودہ کی چوٹی مستحکم ہوتی ہے۔ جن مقامات مین بے احتیاطی کی وجہ سے ہم نے بعض جڑون کو

سطح زمین پر پہیلے ہوے دیکہا ہے اُس پودہ کے تنہ کو ہمیشہ ضعیف اور ناتوان پایا ہے۔

پودون کے تہالون کو ہمیشہ خودرو گہاس وغیرہ سے صاف وپاک رکہنا چاہیئے اور جبتک پودہ ترقی کر نہ جاے کسی قسم کی کاشت اُسکی متصل زمین مین نہ کرنا چاہیئے تاکہ زمینی قوت اور زمینی غذا مین پودہ کے ساتہہ دوسرا شریک پیدا نہ ہوجاے۔

تہالہ کی زمین کو ہمیشہ نرم رکہنا چاہیئے اور کنکر۔ پتہر کو اُس سے نکالتے رہنا چاہیئے۔ سال مین دوبار آغاز بارش اور فصل بہار مین جڑون مین کہاد پہونچانا چاہیئے۔

پودہ کو ہر قسم کے جھٹکے یا صدمہ سے بچانا چاہیئے۔ جڑون پر جھٹکا پڑنے یا پودہ کی آنکہہ یا ساق پر کسی قسم کی چوٹ لگنے سے بسا اوقات پودہ ضائع ہوجاتا ہے۔ عربون نے درخت خرما کو بلحاظ اُسکی نزاکت کے قمری سے موسوم کیا ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ پودون کے اطراف مٹی کو کثرت سے کہودنا زمین کو نرم کرنا (باستثنار زمانہ بارآوری) بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ بار بار کریدنے کی صورت یہ ہے کہ پہلے مٹی اور کہاد سے جڑون کو پاٹ دیا جاے کچہ دنون کے بعد اُسکو پہلپہلی اور نرم کیا جاے اسیطرح مکرر اور بدفعات پاٹنے اور نرم کرنے سے غذا مین تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اسی عمل کے وقت اس کا لحاظ رہے کہ نئی پہوٹی ہوی شاخون کے قوی ہوتے تک تہالہ کو نہ چہیڑا جاے۔ اس عمل مین درخت کے تنہ یا جڑون کو مطلق گزند نہ پہونچنا چاہیئے۔ لوہے کے آلہ کا زخم جڑون یا تنہ پر لگنے سے درخت بیمار ہوجاتا ہے اور اس قسم کے زخمون سے درخت کی عمر گہٹ جاتی ہے۔

(۲) درخت انگور مین شادابی بڑہانے کی تدبیر

عام تدبیر۔ صاحب خلاصتہ الفلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ جس مقام پر انگور کی کاشت کثرت سے ہوتی ہے وہان ایک سال آڑ چہوٹے قد کے اجناس کی کاشت کیجاے جو انگور کے مخالف نہون اس سے انگور کے درختون مین ایک نئی زندگی پیدا ہوگی۔ اُنکا نشو ونما اور شادابی بڑہیگی۔ بیماریان کم عارض ہونگی۔ پہلون مین شیرہ وافر اور عمدہ پیدا ہوگا۔

قسطوس کی راے ہے کہ انگور کے درختون کے درمیان کسی اور قسم کے درختون کا بونا گو کہ وہ چہوٹے ہی قد کے کیون نہون ہماری راے کے برخلاف ہے اسلئے کہ غیر جنس کی صحبت سے ہمیشہ نقصان ہی کی توقع رکہو۔ البتہ بعض لوگ کہیرے اور ککڑی کی کاشت کو انگور کے حق مین مفید کہتے ہین اور اُنکا خیال ہے کہ انکے قرب سے انگور کی شادابی بڑہتی ہے۔

صاحب حسن الصناعہ نے کہا ہے کہ آدم علیہ السّلام ہمیشہ مخلوق کو کہا کرتے تہے کہ انگور کے درختون مین کہیرے اور ککڑی کی کاشت کرو۔ اسلئے کہ انگور کو اُس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے ایک خاص قسم کی رطوبت انکی بیلون سے انگور کو حاصل ہوتی ہے اور یہ کاشت انگور کے بعض امراض کی دوا بہی ہے۔

(۳) انگور کے پرانے درختون کی حفاظت اور اُنکو طاقت پہونچانے کا طریقہ

مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگرچہ کہاد کے ذریعہ سے نئے پُرانے کل درختان انگور کو ہر سال طاقت پہونچائی جاتی ہے لیکن جو درخت بیس برس کی عمر رکہتے ہون وہ خاص نگرانی کے محتاج ہین جب تک غیر معمولی طور پر انکی پرداخت نہ کی جاے۔ یہ بارآوری پر قائم نہین رہ سکتے ہین لہذا ہمنے مناسب خیال کیا ہے کہ انکی نسبت خاص طور پر فلاحون کی توجہ کو مائل کرائین۔ ضرور ہے کہ انکے اطراف کی مٹی نکالکر وہ مقام بکریون کی مینگنیون اور کبوترون کی بیٹ اور انسان کا میلا اور نئی مٹی کی مخلوط کہاد سے پاٹ دیا جاے۔ کہاد کے بیان مین ہم نے جو کچہ لکہا ہے اسکے سوا یہ خاص ہدایت اور خاص نسخہ ہے۔ پُرانے درختون کی سنبھال کیلئے اگر کاشتکار اس ہدایت پر عمل نہ کرے گا تو وہ ہرگز ان پُرانے درختون سے پہل نہ پائیگا۔

اُپ ہی کا قول ہے کہ یہ تدبیر اُن درختون کے لئے بہی ضروری ہے۔ جنکی عمر ۱۴ سال کی ہوچکی ہو۔ اگرچہ وہ پُرانے اور ضعیف درختون کے سے محتاج نہین ہین۔ تاہم اس عمل سے اُن کو بہت بڑا فائدہ پہونچے گا۔ اُنکی طاقتین گہٹنے نہ پائینگی۔ اُنکی بارآوری برابر قائم رہے گی۔ لاکن اسبات کا لحاظ رہے کہ یہ عمل اُسوقت نہ کیا جاوے۔ جب کہ پہول یا پہل نکل

چکے ہون ورنہ اکثر پہل جہڑ جائین گے۔ بارآوری کے زمانہ مین اُنکے تہالون کو مطلق نہ چہیڑنا چاہیئے اور نہ درخت کو کسی قسم کی حرکت مفید ہے بلکہ اُسکو اُسکے حال پر چہوڑ دینا چاہیئے۔ یہ کام بارآوری کے وقت سے ایک مہینہ قبل کیا جاے جس سے بار زیادہ حاصل ہوگا۔

نیسان کے زمانہ مین ہمیشہ انگور کے درخت مین نئی شاخین نکلا کرتی ہین۔ جب تک شاخین قوی نہ ہولین درخت کے تہالہ مین کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہیئے جس سے اُن شاخون کو ہرج اور نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو۔

اس کہاد کے دینے کے لئے جب درخت انگور کے تہالہ مین گڑہا نکالو تو سخت احتیاط کرو کہ کدائی کی کوئی مار جڑون پر نہ لگنے پاے۔ جڑون کا خاصہ ہے کہ جب اُن مین لوہے کے آلہ سے کوئی خراش لگ جاتی ہے تو نہایت کمزور ہوجاتی ہین اور غذا بہت ہی کم جذب کرتی ہین۔ جس سے بارآوری مین بہت بڑا نقصان پیدا ہوجاتا ہے۔ بسا اوقات اسی ایک بے احتیاطی سے بار برآئندہ ہوجاتا ہے۔

اسی طرح انگور کے درختون کے تنہ اور شاخون پر کسی قسم کی چوٹ نہ آنا چاہیئے۔ جس سے دیر تک درخت مضمحل اور نشو ونما مین نقصان پیدا ہوتا ہے۔

(۴) درخت انگور کی تجدید اور حفاظت کا بیان۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ انگور کا درخت جبکہ ۱۵ سال کی عمر کو پہونچے تو اُسکے ثمرہ کی آمدنی کسی قدر کم ہوجاتی ہے۔ ابتداً اسکا حال اچہی طرح پر ظاہر نہین ہوتا۔ رفتہ رفتہ ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہ نقصان صرف تقاضاے سن ہی کی وجہ سے عائد نہین ہوتا۔ بلکہ اس وجہ سے بہی کہ انگور کا تنہ اور اُسکی اصلی شاخین انتہاے عروج پر پہونچ جاتی ہین جن پر حسب معمول سالانہ کاٹ چہانٹ کرنے سے گرہے اور کہرا پن ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور یہ گرہے قوت مائیہ کی روانی مین مانع ہوتے ہین۔ پس ایسی حالت مین اُسکی تجدید کا آغاز کرنا چاہیئے جسکے تین طریقے ہین۔

(پہلا طریقہ) تجدید کا عمل ترقید ہے۔ جسکا بیان خاص طور پر ہوا ہے اور یہ عمل درخت کی قوت زائل ہونے سے پہلے کیا جاتا ہے۔

(دوسرا طریقہ) تجدید کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تنہ درخت کے وسط مین سے ایک شاخ منتخب کیجاے۔ جوکہ کافی طور پر نمو پا چکی ہو۔ پھر جہان سے یہ شاخ درخت کے تنہ مین نکلی ہے۔ اُس مقام کے اوپر سے اصل درخت کاٹ دیا جاے۔ جسکے بعد یہی شاخ اصل درخت کے قائم مقام ہوجاے گی۔ اور یہ طریقہ پہلے طریقہ سے زیادہ مفید اور مروج ہے۔ اسمین مصارف کم ہوتے ہین۔ لیکن اس طریقہ کو اُسی حالت مین کام مین لاسکتے ہین جب کہ درخت مین کافی قوت موجود ہو۔

(تیسرا طریقہ) تجدید کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ جو درخت ۳۰ سے ۴۰ سال کی عمر پا چکا ہو۔ اُسکو اکھیڑ کر ایک مدت کے بعد وہان نیا درخت قائم کیا جاے۔ تاخیر کی شرط اسلئے لگائی گئی ہے کہ قدیم درخت کی جڑین زمین کے اندر تحلیل ہوجائین اور نئے سرے سے اُس زمین کو نئی جڑون کی پرورش کی قوت حاصل ہو۔ مگر اس طریقہ مین اول الذکر دونون طریقون سے زیادہ مصارف عائد ہون گے۔ تجربہ کار فلاحون نے اسکو گزشتہ طریقون پر ترجیح دی ہے۔ لائق مؤلف کی ذاتی راے یہ ہے کہ اس طریقہ پر اُسی وقت عمل کرنا چاہیئے جب کہ درخت زیادہ سقیم حالت مین ہو۔ ورنہ اول الذکر دونون طریقے بہتر اور مناسب ہین۔

مؤلف حقیر کی راے مین صاحب حسن الصناعہ نے تجدید کے طریقے محض اسلئے دکھلائے ہین کہ انگور کا باغ ہمیشہ جوان اور سیر حاصل رہے۔ کتاب کے ابتدائی حصہ مین یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ درخت انگور کی عمر ڈیڑھ سو سال سے زیادہ ہوتی ہے اور عمر کے ہر درجہ کے ثمرہ کی کیفیت بھی بیان کی گئی ہے۔ تجربہ کار فلاحان یورپ کی راے سے جسکا بیان اسی کتاب مین اُسکے موقع پر ہوا ہے یہ بات ظاہر ہے کہ درخت انگور کی نگہداشت عمدہ طریقہ پر کرنے سے وہ بہت بڑی عمر تک بارآور رہتا ہے۔ اسی اصل مین ایک خاص باب بذہے درخت کی نگہداشت اور اُسکی قوت بڑھانے کا بھی گزر چکا ہے۔ لیکن اگر عمر کی زیادتی اور پیرانہ سالی یا عروض عوارض کی وجہ سے وقت سے پہلے درخت

کی حالت بگڑتی ہوئی نظر آئے اور ثمرہ گہٹنے لگے تو اُس وقت البتہ اس باب کے احکام سے مدد لینا چاہئے۔

(۵) درخت انگور کے تہالے کہول دینے کا بیان۔

مولوی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار نے اپنی تالیف میوہ جات مین فرمایا ہے۔ اور آپکا تجربہ ہندوستان کے لئے بہت قیمتی ہے کہ درخت ہاے انگور کے تہالے اکتوبر کے اخیر مین کہولنے چاہئین اور انکو جہینہ بہر کے لئے کہلا رکہنا چاہئے۔ پہر بند کر دیکر جنوری مین پہر کہول دین اور فبروری مین جب پتیان پہوٹنی شروع ہون تو اُسوقت تہالون مین نئی مٹی ڈال کر بند کر دین اور حسب ضرورت پانی دین۔

دکن مین اسکا تجربہ نہین کیا گیا۔ صرف ایک وقت تہالے کہولے جاتے ہین یعنی شاخون کی کاٹ چہانٹ کے بعد جب جڑون کے بعض اجزا کاٹے جاتے ہین تو تہالون کو دو چار دن تک کہلے رکہکر کہاد اور نئی مٹی سے اُن کو پاٹ دیا جاتا ہے۔ اور سیرابی کے ساتہہ آبپاشی کی جاتی ہے اور فلاحان دکن کا یہ خیال اور مؤلف کو اُن سے اتفاق ہے کہ تہالون کو بند کرکے جڑون کو چہپانے کے بغیر باقیماندہ شاخین پہوٹ نہین سکتین۔

(۶) درخت انگور مین ٹانکی لگانے کا بیان۔

صنعریث نے کہا ہے کہ جب انگور کا درخت تین برس کا ہو جاے تو سال مین ایک دفعہ موسم خزان مین ایک تیز درانتی سے اُسکے تنہ پر ٹانکی لگاو۔ نہ اس طرح کہ تنہ کٹ جاے بلکہ ایسی صفائی سے کہ صرف چہال پر خفیف سے زخم آئین۔ اور اُن مین سے ریزش جاری ہو۔ پہر اس عمل کے بعد اُسکی جڑون سے مٹی کُرید کر اسکے عوض کہاد بہر دو۔ اور سیرابی کے ساتہہ آبرسانی کرو۔ اس عمل سے درخت انگور کی قوت مین ترقی ہوگی۔ اور قوت کے ساتہہ نشو و نما پائیگا۔ بعض فلاحون نے کہا ہے کہ یہ کام کسی معمولی فلاح کا نہین ہے۔ اگر غفلت سے زیادہ ریزش بہ جاے گی تو درخت کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ ہوشیار فلاح کو اس عمل کے بعد نگران رہنا چاہئے۔ ریزش زیادہ

بھینی ہوئی نظر آنے کی حالت مین اُن مقامات پر گائے کا گوبر ضماد کر دینا چاہئے۔

(۷) درخت انگور کی کاٹ چھانٹ کا بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ ہندوستان کے ہر ایک حصہ مین یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جب تک درخت انگور کی کاٹ چھانٹ نہ کی جاوے وہ بارآور نہین ہوتا۔ اور اسی عمل کا نام دکن مین خصی ہے۔ محققین ہند سے برٹش انڈیا کے محکمۂ زراعت ممالک متحدہ آگرہ و اُودہ کا قول ہے (دیکھو رسالہ مفید المزارعین جلد نہم نمبر ۲۔ یکم فبروری ۱۸۹۴ء) کہ انگور کی جو شاخ ایک دفعہ بارور ہو چکی ہے پھر اسمین عمدہ پھل نہین آتے۔ اور ہر سال نئی نئی شاخین نکلتی رہتی ہین اور پھل لاتی ہین۔ اگر پُرانی شاخین چھانٹ نہ ڈالی جائین بلکہ رکھہ چھوڑی جائین تو اُنمین بھی پھول اور پھل آئین گے اور بہ نسبت گزشتہ پھلون کے سوگنی زیادتی ہوگی۔ لیکن وہ نہایت ہی اونے درجے کے پھل ہون گے۔ برخلاف اسکے اگر پُرانی شاخین چھانٹ دیجائین اور ہر شاخ مین دو دو یا تین تین اکھوے یا آنکھین چھوڑ دی جائین تو اس صورت مین پھل عمدہ اور رسیلے اور بڑے حاصل ہون گے۔

فلاحان عرب کہتے ہین کہ انگور کی کاٹ چھانٹ یا تو درخت کی قوت بڑہانے کیلئے کرنا چاہئے یا بیماریون کی روک کے لئے بطریق حفظ ماتقدم یا عارضہ لاحقہ کے علاج کے لئے علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ درخت انگور کی کوئی شاخ جب کمزور نظر آوے تو اُسکو فوراً قطع کر دینا چاہئے تاکہ اُسکی غذا قوی شاخون کی طرف رجوع ہو جاوے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ جب تمکو کسی درخت انگور مین بیماری کا اثر معلوم ہو تو پہلا کام یہ ہے کہ اُس کی شاخین کاٹی جائین۔ اور اُسکا بوجھہ ہلکا کیا جاوے۔ بیماریون کی روک کے لئے بھی سال مین ایک دفعہ کاٹ چھانٹ مفید ہے۔

صاحب کتاب الاثمار کی رائے ہے کہ درختون کی تقویت کی نظر سے ہر سال انقضاے ماہ اکتوبر کے بعد انگورون کی جڑون کو کھود کر ۲ یا ۳ ہفتے تک کھلا رکھو۔ اس عرصہ مین پُرانی

پتیان خزان کر جائین گی۔ ایسے وقت مین انگور کی شاخون کو چھانٹنا بہی لازم ہے۔ فروری کے آغاز مین نئی شاخین اور پتیان نکلنا شروع ہو جائین گی۔ شاخون اور پتیون کے نکلنے کے قبل چھانٹنے کا یہ فائدہ ہے کہ درخت کا مادہ ضائع نہین ہوتا۔ جو لوگ شاخہاے نورستہ و برگہاے تازہ کے ظہور کے بعد ایسا کرتے ہین وہ ٹہیک نہین کرتے جس سے درختون کی قوت مفت مین ضائع ہو جاتی ہے۔ بہرحال جب شاخہاے نورستہ و برگ ہاے تازہ کی نمود شروع ہو تو اسیوقت درختون کی کہلی جڑون کو کہاد ڈالکر بند کر دینا چاہئے۔ اور اگر پانی کی ضرورت دیکھی جاے تو بقدر اندازہ پانی بہی دینا چاہئے۔

بعض فلاحان ہند کی راے ہے اور مؤلف کو اُن کے ساتھہ بالکل اتفاق ہے کہ کاٹ چھانٹ کے بعد جڑون کو کہاد ڈالکر بند کر دینا اور پانی بافراط دینا چاہئے۔ اسطرح پر کہ تہالہ مین ہمیشہ پانی لہرا رہے اور یہ حکم قطعی ہے۔ اس موقع پر درخت کی جڑون مین کہاد کا دیا جانا خود پانی کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے۔

صاحب کتاب الاثمار کا قول ہے کہ انگور کو باردار کرنے کے لئے اُسکی شاخون کو موقع موقع سے چھانٹنا ضروریات سے ہے ورنہ معقول پیداوار کی امید ساقط ہو جاے گی۔ انگور کا درخت کثیر الاوراق اور کثیر الاغصان ہوا کرتا ہے یعنی اُسکے پتے کثرت سے ہوتے ہین اور شاخین بہی خوب پہیلتی ہین۔ چونکہ ہیزمی مادہ اُسمین زیادہ ہے اسلئے اُسکی کاٹ چھانٹ سال بسال ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ مادہ جو شاخون اور بیلون کی طرف رجوع ہوتا ہے وہ بارآوری کیطرف منتقل ہوکر بارآوری کا سامان پیدا کر سکے۔

احمد بن وحشیہ فرماتے ہین کہ جب تمکو انگور کے درخت کی بارآوری بکثرت مطلوب ہو تو اُسکی اکثر شاخون کو چھانٹو۔ اور درمیانی شاخین جو کہ کچی اور نیچے کی طرف سے کسی قدر موٹی ہون اُن کو رکہہ چھوڑو تاکہ وہ شاخین دراز ہو جائین۔ پہر اُس درخت کی جڑین کہود کر پہلے اُن کی مٹی ہٹا دو۔ پہر دوبارہ اُنہین مٹی ڈالکر نئی مٹی اوپر کے حصہ مین خوب جما دو۔ اور اسکے قریب مین جو درخت

انگور کے ہون اُنکی کٹی ہوئی شاخون اور پتون سے اس زیر عمل درخت کو غذا پہونچاؤ۔ اسی طرح اس درخت کی قطع شدہ شاخین دوسرے درختون کے لئے کام مین لائی جائین۔

مؤلف کہتا ہے کہ آپ کا مطلب غذا پہونچانے سے یہ ہے کہ اون قطع شدہ شاخون کو بطریق سبز کہاد استعمال کرو۔ یعنی کٹی ہوئی بیلون کے ٹکڑون اور پتون کو مٹی مین مخلوط کرکے تہالہ کے اطراف مین دفن کردو۔ اور آب رسانی جاری رکھو۔ آپ فرماتے ہین کہ اس عمل سے درخت انگور کی بارآوری بہت زیادہ ہوگی اور خوشے کثرت سے نکلین گے اور اُنکے دانے بڑے ہون گے۔ بہت بڑی علامت اس عمل کے مفید ہونے کی یہ ہے کہ ایک ایک آنکھہ سے متعدد خوشے نکل آئین۔ اور باقی ماندہ شاخون کے ہر ایک مقام سے دو دو یا تین تین نئی شاخین پیدا ہون۔ آپکا قول ہے کہ ہم نے بارہا اسکا تجربہ کیا ہے کہ اس عمل کے زمانہ مین راتون مین مشعلون کا بیلون مین کئی بار پہرانا بہت مفید ہے۔ مؤلف کی راے مین یہ عمل کرم کشی کے لئے نہایت موثر ہوسکتا ہے کیڑون کا بازار شب ہی مین گرم ہوتا ہے۔ روشن مشعلون کا منڈوے کے نیچے اوپر بیلون سے متصل دورہ کرنا کچہ تو اُنکو جلا دیتا ہے اور کچہ فلاحون کی نظرون مین اُنکو پیش کردیتا ہے۔ آپ نے اسکی صراحت کی ہے کہ انگور کے پتون اور قطع شدہ شاخون کی سبز کہاد کو کبوتر کی بیٹ اور بکریون کی مینگنیون کے ساتہہ ملاکر جڑون کے قریب دفن کرنا چاہیئے۔ ہندوستان کے ممالک دکن مین سڑی ہوئی مچھلیان اور زمینی مُردہ جانور جیسے گھونس۔ چوہے وغیرہ اسی خاص وقت مین بطور کہاد استعمال کیئے جاتے ہین اور مفید مانے گئے ہین۔ لیکن اس کہاد کے استعمال مین اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ کم سے کم ۳ فیٹ کے عمق مین اُنکو دفن کیا جاے۔ اور پھر آب پاشی کثرت سے کیجاے۔

صاحب **حسن الصناعہ** کا قول ہے کہ درخت انگور کی کاٹ چھانٹ سے متعدد فائدے حاصل ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ درخت کی شکل مناسب اور خوشنما ہوجاتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس عمل کی وجہ سے شگوفون پر عمدہ اثر پڑتا ہے اسلیئے کہ جب کسی درخت کے زوائدات تراش

دئے جاتے ہین تو اُن تراشیدہ شاخون کی قوت بقیہ شاخون مین تقسیم پاتی ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بارآوری پر اسکا اثر پہونچتا ہے یعنی اسی عمل کے ذریعہ سے درخت کا پھیلاؤ ایک معتدل اور محدود حد تک رہتا ہے۔

(۲) کاٹ چھانٹ کرنیوالے کے احکام۔ قسطوس کا قول ہے جسکو صاحب فلاحتہ رومیہ نے بیان کیا ہے کہ درخت انگور کو تراشنے والا فلاح اپنے لئے کسنوس کی ایک ٹوپی بنائے۔ جب وہ اس ٹوپی کو پہنکر کاٹ چھانٹ کا عمل کریگا تو اُن درختون کی بارآوری زیادہ ہوگی۔

کسنوس غالباً یونانی زبان کا لفظ ہے۔ اکثر لغات اس سے ساکت ہین۔ صاحب محیط اعظم نے البتہ کسوس کا ذکر کیا ہے اور کچھ عجب نہین کہ کسوس ہی کو کتابت کی غلطی نے کسنوس کردیا ہو۔ آپ فرماتے ہین کہ کسوس سے خشخاش زبدی مراد ہے۔

(۳) کاٹ چھانٹ کی عمر۔ فلاحان ہند کی راے ہے کہ کاٹ چھانٹ کا عمل نئے قائم کئے ہوے پودہ مین جو قلم کے ذریعہ سے قائم ہوا ہو تیسرے سال سے آغاز ہونا چاہئے۔ بعض کی راے ہے کہ پہلے ہی سال سے۔ اور مؤلف کو بھی اسکا تجربہ ہے کہ اول سال ہی سے اسکا عمل اُسکے وقت معینہ پر سال مین ایک بار جاری ہونا مفید ہے تاکہ درخت کی قوت ترقی کرے۔ درخت کیسا ہی کم عمر اور کم قوت ہو لیکن اس عمل کے بعد ضرور پھول نکل آتا ہے۔ پہلے اور دوسرے سال اسکو ابتدائی حالت ہی مین توڑ دینا چاہئے۔ اور تیسرے یا چوتھے سال سے قائم رکھنا مناسب ہے۔ بعض محتاط فلاحون کی راے ہے کہ پانچوین سال سے بار لینا چاہئے۔ جو درخت تخم سے لگایا گیا ہے اُسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ جب تک اُسکی بڑی بیل اقلاً ۲ گز کی نہ ہولے اُسکے خوشے قائم نہ رکھے جائین۔ بعض نے کہا ہے کہ درخت خواہ تخم سے لگایا گیا ہو یا شاخ سے۔ جب تک اُسکے تنہ کا قطر اقلاً تین انچہ کا نہ ہولے اُسکے خوشے قائم نہ رکھے جائین اگر یہ احتیاط نہ کی جاے گی۔ تو درخت کمزوری کی وجہ سے ضائع ہو جائیگا اور ثمرہ اچھی حالت مین نہ رہے گا۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ پودونکا قد جب تک قدآدم سے نہ بڑھے اُسوقت تک چھانٹنے

کی حاجت نہین ہوتی۔

مصنف فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ انگور کے درختون کی تراش چار برس کی عمر کے بعد سے آغاز ہونا چاہیئے اور دو شاخون سے کم نہ چھوڑی جائین۔ با قیماندہ شاخون کے اسفل سے دو آنکھین جو تنہ کیجانب واقع ہون چھوڑ دیجائین۔ اور اُنکا مقام گھس کر مٹا دیا جاے۔ اسی مقام سے زیادہ روئیدگی ہوکر نشو ونما مین ترقی ہوگی۔ اگرچہ اور فلاحون نے تراش کی نسبت اپنے خاص خاص تجربے بیان کئے ہین جنکا ذکر آئندہ آویگا۔ لیکن اس ہدایت کو بطور کلیۂ عام کے یادرکھو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ کاٹ چھانٹ کے لئے فصل بہار مناسب ہے۔ وقت کے متعلق بھی فلاحان عرب نے مختلف طور پر راے زنی کی ہے۔ جسکو ہم اسی فصل مین آئندہ بیان کرینگے لیکن معتدل وقت باعتبار عمر عام طور پر بھی مناسب ہے جسکو ہمنے اسموقع پر بیان کیا ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ ہمارے شہر مین فلاحون نے درخت انگور کو دو سال کی عمر مین کاٹ چھانٹ کر درست کیا۔ اُن کا قول ہے کہ اس عمل سے پودون کو نفع حاصل ہوا۔ البتہ ایک سال کی عمر مین کاٹ چھانٹ نقصان بخش ثابت ہوی۔ بعض فلاحون نے کہا ہے کہ کاٹ چھانٹ سے دو اغراض متعلق ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ صرف قوت بڑہائی جائے۔ دوسرے یہ کہ بارآوری کیجانب میلان پیدا کرایا جاے۔ کم عمری کی کاٹ چھانٹ صرف پہلی غرض سے متعلق ہوتی ہے۔ جو کاشتکار سمجھدار اور نازک خیال ہوتے ہین وہ اس احتیاط کے ساتھ اول ہی سال مین کاٹ چھانٹ کرتے ہین کہ پودہ کی جڑون کو کوئی جھٹکا نہ پہونچنے پاے۔ اور تنہ مین کوئی خراش نہ لگ جاے۔ اُن کا خیال ہے کہ اس عمل سے ضرور فائدہ پہونچتا ہے اسلئے کہ پتون کے گھٹانے اور چھوٹی شاخون کے کم کرنے سے اُنکی غذا بھی باقی ماندہ حصہ کو پہونچتی ہے اور پودہ قوی ہو جاتا ہے۔

(۴) چھانٹنے کا وقت۔ علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ شاخون کے تراشنے کا اعلے وقت موسم سرما ہے۔ جسمین نباتات کا رس تیزی کے ساتھ دورہ نہین کرتا۔ اس موسم مین درخت

انگور کو چھانٹنے سے اُسکے نشو ونما مین ترقی ہوتی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہین کہ میری راے مین چھانٹنے کا عمدہ وقت پھل توڑنے کے بعد ہے۔

صاحب کتاب الاثمار کی راے ہے کہ ہندوستان مین انگور کے درختون کی کاٹ چھانٹ بارآوری کی ضرورت سے وسط ماہ نومبر مین مناسب ہے بلکہ آغاز ماہ مین۔ انقضاے نصف ماہ نومبر کے بعد جسقدر زیادہ تاخیر ہو گی اُسیقدر بارآوری کو کم فائدہ پہونچے گا۔

برٹش انڈیا کے محکمہ زراعت کا پوزنے۔ اپنے رسالہ مفید المزارعین جلد ۱۸ نمبر ۸ مین لکھا ہے کہ انگور کی بیل کی تراش کا اصلی وقت ہندوستان مین وسط نومبر ہے۔ تراش کے بعد جڑون کے اطراف گہرائی کے ساتھ کھودنا چاہیئے اور جڑون کو ایک دو دن تک ہوا دینا چاہیئے۔ اور پھر باریک چھلیون کو آدہ سیر پُرانے چونے کے ساتھ بطور کھاد جڑون کے اطراف بھر کر تہالہ کو مٹی سے پاٹ دینا چاہیئے۔ پُرانے چونے سے مراد پُرانی استرکاری ہے۔ جو چونا اور ریتی کیساتھ پسی ہوی ہو۔ اور دیوارون پر کام مین لائی گئی ہو۔ جسپر دو تین سال کا زمانہ بھی گزر چکا ہو۔ ایسے پُرانے چونے کو باریک پیسکر بطور کھاد اُسکا استعمال کرنا چاہیئے۔

بعض فلاحان عرب کا قول ہے کہ ثمرہ سے فراغت ہو جانے کے ساتھ ہی کاٹ چھانٹ کردی جاے تاکہ درخت کو کامل راحت ملے اور اُسکی قوتین بڑہنے لگین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ ثمرہ حاصل ہو جانے کے بعد زیادہ سے زیادہ پندرہ روز تک تامل کرنا چاہیئے۔ اور کم سے کم ایک ہفتہ تک۔ پھر کاٹ چھانٹ سے فراغت حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر اس وقت مین سردی شدت سے رہے تو اور چندے تامل کرنا مناسب ہے تاکہ زخمون کے بھرنے مین خرابی پیدا نہ ہو۔ بعض کا قول ہے کہ فصل بہار سے پہلے یہ کام مناسب ہے۔ تاکہ بارآوری پر اسکا عمدہ اثر پڑے۔ بینوشاد نے اول الذکر وقت کو مناسب خیال کیا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ کاٹ چھانٹ کا عمل آفتاب نکلنے سے پہلے ہو جانا چاہیئے۔ لیکن سرد ملکون مین طلوع آفتاب کے بعد دھوپ مین یہ عمل مفید ثابت ہوا ہے۔ اور طلوع آفتاب سے ۳ گھنٹہ گزر جانے کے بعد

چوتھا گھنٹہ اس کام کے لئے نہایت مناسب خیال کیا گیا ہے تاکہ اسوقت شاخین کسی قدر گرم رہین۔ سرد وقت مین تراشنے سے بسا اوقات عارضہ خدر کے لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ عربون نے سرد شاخون کی تراش کا نام مخدر رکہا ہے۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ درخت انگور کی کاٹ چھانٹ زمانہ نشو ونما سے پہلے ہونا چاہیئے۔ تاکہ نشو ونما جلد جلد ہو۔ کیونکہ درخت کی تمام مائیت جب باقی شاخون مین نفوذ کریگی۔ تو لامحالہ اُن کا نمو قوت کے ساتہہ ہوگا۔ اور انتہائی کونپلین بہی جن سے ثمرہ حاصل ہوتا ہے زوردار ہونگی۔ مسن درختون کی تراش اور نیز کمزور درختون کو فصل سرما مین تراشنا چاہیئے۔ کم عمر درختون کو اور نیز اُن درختون کو جو زیادہ قوت کے ساتہہ نشو ونما پاتے ہون فصل بہار مین تراشنا زیادہ مفید ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ قسطوس اور نیز بعض اور محققین نے کہا ہے کہ انگور کے تراشنے کا زمانہ پچاس دن ہین۔ جسکی ابتدا کانون اول کی اکیسوین تاریخ سے ماہ اذار کی گیارہوین تاریخ تک ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ نصف شباط سے ماہ اذار کی بیسوین تاریخ تک کاٹ چھانٹ کا وقت ہے۔ مصنف فلاحتہ رومیہ کہتے ہین کہ ہمارے شہرون کے اکثر لوگ انگور کے درختون کو اسوقت تراشتے ہین جب کہ اُن کا ثمرہ توڑ لیا جاے اور اُنکے پتے گرنے شروع ہون۔ پہر آپ نے فرمایا ہے کہ فصل خریف مین پت جھڑ کے وقت تراش دینا اولیٰ ہے۔ جس سے آئندہ کیلئے اُنکی بارآوری زوردار ہوگی۔ اتفاق اسپر ہے کہ فصل ربیع سے فصل خریف ہی اس کام کے لئے بہتر وقت ہے۔ اکثر کا قول ہے کہ فصل ربیع مین تراشنے سے اُنکی قوت سلب ہو جاتی ہے نیز اُن کا قول ہے کہ اگر فصل ربیع مین کاٹ چھانٹ کرنے کے بعد باتفاق اُوسلے برس جائین تو درختون کو بہت نقصان پہونچتا ہے۔

قسطوس کی راے ہے کہ جس زمین مین سردی شدت سے ہو اُسکے انگور کے درختون کو فصل

خریف ہی مین تراشنا ضرور ہے بدین طریق کہ اطراف کی فضول شاخون کو فصل خریف مین تراش لین اور باقی کی تراش ربیع مین ۔ ربیع کی تراش اُسوقت ہو جب کہ آفتاب کی گرمی اور اولون کے اندیشہ سے نجات مل جاے۔

(۵) آلہ تراش۔ علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ جب تک درخت چارسال کی عمر کا نہو جاسے۔ اُسکو لوہے کے اوزار سے نہ تراشنا چاہئے اسلئے کہ چارسال سے پہلے لوہے کا لگانا اُس کے حق مین سم قاتل کا حکم رکہتا ہے بلکہ اُسکو ہاتہون سے چہانٹین ۔ اور جب لوہے سے کام لین تو مار کر نہ لین تاکہ درخت کو صدمہ نہ پہونچے اور کاٹنے سے درخت مین بڑا زخم پیدا نہ ہو جاے اگر زخم بڑا نظر آسے تو اُسپر سفید اور چکنی مٹی کا لیپ بہت ضروری ہے ۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ درخت انگور کے تراشنے کی چھُری ہر ایک ملک مین ایک خاص شکل کی ہوتی ہے ۔لیکن مصر کے فلاحون نے ایک خاص قسم کی قینچی تجویز کی ہے لیکن یہ قینچی صرف مہین شاخون کے لئے اچھی ہے موٹی شاخون کے لئے وہ غیر مفید ثابت ہوی۔ اُنکے لئے چھُری ہی مناسب ہے جو خوب تیز ہو۔ تاکہ سیدہی تراش کا فائدہ اُس سے بآسانی حاصل ہو سکے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ کاٹ چہانٹ لوہے کے اوزار سے ممنوع ہے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ جس فلاح نے ۳ سال کے اندر کاٹ چہانٹ کا کام جاری کیا ہو۔ اُسکو خصوصًا لوہے کے اوزار سے سخت احتراز لازم ہے ۔ کیونکہ ۳ سال کے اندر درخت کو کامل قوت حاصل نہین ہوتی۔ وہ لوہے کے اوزار کی گرمی کا متحمل نہین ہوتا۔

قسطوس کا قول ہے کہ تیز درانتیون سے درخت انگور کی کاٹ چہانٹ اچھی طرح پر ہو سکتی ہے لیکن یہ راے صرف کلان عمر درختون کے لئے ہے۔ نو عمر درختون کو تراشنے کے لئے لوہے کا آلہ مناسب نہین ہے صرف ہاتہون سے چوٹ دینا کافی ہے۔

آپ ہی کی راے ہے کہ ریچھ کی چربی پگہلا کر آلہ تراش پر مل دیجاے۔ اور اُسکا کچھ حصّہ

درخت کی جڑون پر بھی ڈالا جاے۔ تو کاٹ چھانٹ کے بعد اُس درخت پر کیڑون کا حملہ نہوگا۔

(۶) کاٹ چھانٹ کا طریقہ اور نیز یہ کہ کون کون سی شاخین کاٹی جائینگی۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ چونکہ انگور کی شاخون کا چھلکا باریک اور گودا زیادہ ہوتا ہے لہذا مناسب ہے کہ چھوٹی اور پتلی شاخون کو اخیر کوپل سے دس سے پندرہ میلیمیٹر کا فاصلہ رکھکر تراشین ورنہ وہ شاخ محل قطع سے اسفل کی طرف خشک ہوجاے گی۔ اگر تراش اخیر کوپل کے قریب واقع ہو تو اُسکے صدمہ سے کوپل مین سخت امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اخیر کوپل کے مقابل جہت سے ہٹاکر تراشنے اور درخت کا رس بہنے سے کوپل مین تغیر پیدا نہ ہوگا۔ موٹی شاخون کو محرف تراشنا مناسب ہے تاکہ تراش کے زخمون کا اندمال بآسانی ہوسکے۔ نئی ایجاد کی قینچی موٹی شاخون کے لئے اسلئے مفید نہین ہے کہ اُس سے محرف تراش نہین ہوسکتی۔ مناسب ہے کہ یہ کام نہایت احتیاط اور اہتمام سے کیا جاے۔ تراش کے وقت تنہ کے اطراف سے تمام شاخونکو دور کردینا چاہیئے اور زخمون کو لیپ سے چھپا دینا چاہیئے۔ ورنہ اندمال مین تاخیر ہوگی۔ اور اُن مقامات پر ہوا لگنے سے لکڑی مین فساد پیدا ہوگا اور درخت کی عمر گھٹ جاے گی۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جب شاخہاے انگور کے چھانٹنے کی نوبت آے تو پہلی بار مناسب ہے کہ جو شاخین بہت بڑی ہین چھوڑ دیجائین اور باقی چھوٹی چھوٹی شاخون کو جو کثرت سے ہوتی ہین چھانٹ دیا جاسے۔ بڑی شاخون کے باقی رکھنے مین نشو ونما اور بارآوری زیادہ ہوگی اور اُنکے پھلون مین شیرہ بھی عمدہ پیدا ہوگا۔ حوالی مدراس اور بنگلور کے فلاح۔ اس عمل مین ایک خاص نزاکت سے کام لیتے ہین۔ اُنکا طرز عمل یہ ہے کہ ہر ایک پودہ سے وہ موٹی بیل جسکو ان مقامات مین رسّی کہتے ہین چھوڑ دیجاتی ہے۔ اُس بڑی بیل سے جو بیلین بطور شاخون کے نکلی ہین اُنکے رنگ پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ ہر ایک شاخ مین دو قسم کا رنگ ہوتا ہے جسقدر حصہ شاخ کا سیاہی یا سرخی مائل ہوتا ہے۔ یا خاکی رنگ کا سفوف اُس پر نمایان ہوتا ہے۔

وہ چھوڑ دیا جاتا ہے جس قسم سے وہ سیاہی یا سرخی یا سفوف غائب رہتا ہے اور محض سبزی ہوتی ہے اُس مقام سے اُس شاخ کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ لیکن جو منفرد پتے اس شاخ پر نظر آتے ہین وہ بالکل توڑ دئے جاتے ہین۔ اُنکا قول ہے کہ ہر ایک شاخ مین سیاہی یا سرخی یا سفوف خاکی کا وجود۔ بار آوری کی علامت ہے۔ اُس حصہ کو ہرگز نہ کاٹنا چاہیئے۔ جسپر یہ علامتین موجود ہون۔ چھانٹنے کے بعد باقیماندہ شاخین بغیر پتون کے مثل رسیتون کے باقی رہ جاتی ہین۔ سارے منڈوے پر سبزی کا کہین نام ونشان نہین رہتا۔ انھین مقامات پر یہ عمل ہر ایک درخت کے لئے بالالتزام ایک ہی دن مین کیا جاتا ہے اور ساتھہ ہی اُن درختون کی جڑون کا مقام کھول دیا جاتا ہے اور سو دن تک آب پاشی روک دیجاتی ہے۔ جب تھالہ خشک ہوتا ہوا نظر آتا ہے تو اُسوقت اُس کھولے ہوے مقام پر کھاد ڈالکر آب پاشی بکثرت کیجاتی ہے اور ہر روز بلاناغہ اس کثرت سے پانی دیا جاتا ہے کہ رات دن تھالہ مین پانی بھرا ہوا نظر آتا ہے

مینوشاد کا قول ہے کہ کاٹ چھانٹ کے وقت درخت پر کچھ شاخون کو باقی بھی رکھنا ضرور ہے۔ انھین شاخون کو چھوڑ دینا چاہیئے جنھین آنکھون کا شمار زیادہ ہو۔ جب چھانٹی ہوی شاخین پھوٹنے لگین تو اُسوقت باقیماندہ شاخون کو بھی کاٹ دینا مناسب ہے یہ کام دو مختلف وقتون مین ہونے سے درخت کو زیادہ ہرج نہین پہونچتا۔

قوثامی نے کہا ہے کہ شاخون کے تراشنے والے کو ضرور ہے کہ ہر پودے اور مستحکم درخت پر مضبوط اور زبردست چار شاخین چھوڑ دے۔ جنکو عربی زبان مین (مناکب الکرمہ) کہتے ہین اور ان چار شاخون پر بھی چھوٹی چھوٹی دو دو شاخین باقی رہنے دین جنکو عربون نے (عضدین) کہا ہے۔ کہا گیا ہے کہ آئندہ موسم مین انھین دو چھوٹی شاخون مین بار آوری ہوگی۔

صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ ہمارے تجربہ مین یہ طریقہ مفید ثابت ہوا ہے کہ جس درخت انگور کا پھل سفید ہو۔ اسکی لمبی اور موٹی اور زیادہ آنکھہ والی چار شاخین باقی رکھکر اور شاخون کو کاٹ دینا چاہیئے اور باقیماندہ چار شاخون کو ہر روز نرمی کے ساتھہ چند مرتبہ

ہلانا چاہئے۔ صغریث نے بھی اس راے سے اتفاق کیا ہے اور فرمایا ہے کہ شاخون کو ہلانا ایسا ہے جیسا کہ انسان ورزش کرتا ہے جس سے فضول اور غلیظ رطوبتین جو کاٹ چھانٹ مین بہ جانے کے بعد باقی رہگئی ہون تحلیل ہو جاتی ہین۔

آپ فرماتے ہین کہ بڑے دانے والے انگورون سے جنمین کچہ سرخی کی دمک ہوتی ہے۔ وہ چار شاخین باقی رکہہ دیجائین جو بہت زیادہ لمبی ہون۔

ماروطیشا کی قسم کے کاٹنے مین چارون مناکب سے ہر ایک منکب مین ایک ایک شاخ چہوڑ دیجائے جو کسی قدر دراز ہو۔

جن انگورون مین سیاہی غالب ہوتی ہے اُنکے درختون کو سال مین دو مرتبہ چھانٹنا مناسب ہے پہلی مرتبہ صرف دو شاخین چہوڑ دیجائین اور پہر دس دن کے بعد اُنکو بہی تراش دیا جائے۔

جن انگورون کے رنگ مین سفیدی کے ساتہہ سبزی اور زردی اور دانے گول ہوتے ہین۔ انکے درخت مین چھوٹی چھوٹی شاخین باقی رکھکر باقی کا صفایا کر دیا جائے ان چھوڑی ہوی شاخون کے انتخاب مین اسکا لحاظ رہے کہ ہر ایک مین کم سے کم تین چار آنکہین موجود رہین۔

ایک قسم انگور کی ہے جسکے دانے چھوٹے اور پچے ہوے ہوتے ہین اور انکے رنگ مین سرخی کی دمک ہوتی ہے۔ جب وہ پختہ ہوتے ہین تو مائل بسیاہی ہو جاتے ہین۔ پس اس قسم کے درختون کی وہ شاخین کاٹ چھانٹ کے وقت زیادہ باقی رکہی جائین جو زیادہ لمبی نہ ہون۔ شمار مین چھہ یا آٹھہ شاخون کا چہوڑ دینا کافی ہے۔ اس قسم کے درختون کو شاخون کی کثرت زیادہ مرغوب ہے۔

ایک اور قسم انگور کی ہے جسکے دانے دراز یعنی مستطیل اور رنگ پختگی مین کسیقدر سیاہ ہوتا ہے اسکی تراش مین اسکا لحاظ رہے کہ اسکی چار شاخین چہوڑ دیجائین اور کاٹ چھانٹ کے ساتہہ ہی گاے کا گوبر اور نہرون کے کنارون کی مٹی اُنکی جڑون مین ڈال دیجائے۔

اور ایک قسم انگور کی ہے جسکے پختہ انگور گول اور سبز رنگ مائل بسپیدی ہوتے ہین۔ انکی

تراش مین مناکب کے سوا اور کوئی شاخ نہ چھوڑی جاے۔

اور ایک قسم کا انگور ہے جسکے دانے گول اور چھوٹے اور رنگ مین زیادہ سرخی ہوتی ہے۔ (دیکھو اقسام انگور مین زعرہ) اسکی تراش اور اقسام کی تراش کے بعد اور نہایت تیز اور بارٔہ دار ہتھیار سے ہونا چاہیئے۔ اور اسکے درخت کو زمانہ تراش مین کثرت سے ہلاتے رہنا مفید مانا گیا ہے۔

صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ ہر شاخ کی تین آنکھ یعنی تین پورین چھوڑکر باقی سب کو تراش دینا چاہیئے تراشنے کے بعد عرق شجری اعلے کی طرف صعود کرنا شروع ہوگا۔ (جس سے آپکی مراد غالبًا رس کا دورہ کرنا ہے) اور نئی شاخون کے آثار نمودار ہونا شروع ہونگے۔ پتیان نکلنے لگین گی۔ اور آخر کار پہول نمایان ہوگا۔ اور پھر پہل لگین گے۔ آپ فرماتے ہین کہ جو لوگ ایسے زمانہ مین اپنے انگورون کو چھانٹتے ہین جسمین عرق شجری صعود کرنے لگتا ہے اور پتیان درختون مین نکلنے لگتی ہین تو اُنکے انگور کے درخت اُنکی اس غلط کارروائی کی وجہ سے کمزور ہو جاتے ہین اور حسب مراد بارور نہین ہوتے اسلئے کہ بے موقع چھانٹنا ضرر رسان ہے۔

صاحب فلاحۃ رومیہ کہتے ہین کہ تجربہ کار فلاحون کی راے مین جس سے قسطوس نے بہی اتفاق کیا ہے۔ انگور کی کمزور بیلون کو چھانٹنے سے پہلے ہاتہون پر اُٹہا لینا چاہیئے۔ پہر اُنکو تراشنا چاہیئے یہ عمل بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب کاٹ چھانٹ سے فراغت حاصل ہو جاے تو بورق رومی کو۔ (جسکو ہندی مین پاپڑی لون اور فارسی مین بورۂ سفید کہتے ہین) آگ پر جلاکر اور پانی کے ساتہہ مخلوط کرکے باقیماندہ شاخون پر لیپ دینا چاہیئے۔ یا اُسی دوا کو گاے کے تر گوبر مین ملاکر درخت کے تنہ پر مل دینا چاہیئے۔ اس عمل سے درختون کو خاص قسم کی قوت حاصل ہوگی۔ اور اُنکا ثمرہ وافر اور بہت جلد پختہ ہو جایگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی جو بیلین کسی درخت پر چڑہائی گئی ہین اُنکی کاٹ چھانٹ کے

بعد ہر ایک درخت کی جڑ مین بکری کے تین سینگ قریب قریب گاڑ دینا چاہیئے جسکا اثر ثمرہ کی مقدار کو بڑہائیگا۔

(۷) کاٹ چھانٹ کا ایک خاص طریقہ۔ صاحب دولت باغبانی نے کاٹ چھانٹ کا ایک خاص طریقہ بیان فرمایا ہے جو ابتدا سے عمر سے جاری رکہا جاتا ہے۔ اسکے ایک حصہ کو چار سال کی عمر تک ہم نے اسی کتاب کی فصل دوم۔ اصل دوم ضمن ہ نمبر (۴۴) مین بیان کیا ہے۔آپ فرماتے ہین کہ چوتھے سال نومبر کے مہینے مین اُن دونون ڈالیون سے جو تنہ کے دائین بائین جانب رکہی گئی ہین (دیکہو فصل و اصل متذکرہ بالا) ہر ایک مین سات سات آنکہہ رکہکر باقی کو کاٹ ڈالین۔ اور پہر پانچوین سال کے فروری (ماگہہ) مین جب اُن سات آنکہون مین سات شاخین نکلین۔ تب ہر ایک شاخ کی تیسری اور ساتوین شاخ کو قائم رکہکر باقی کو کاٹ دین۔ اب اسوقت گو یا کُل درخت مین چار شاخین باقی رہ جائین گی۔ پہر ان چار شاخون کو سیدہا اُٹہاکر یا پیچ دیکر منڈوے پر چڑہائین۔ یا اُسی پیچ کو درخت کی شکل مین قائم رکہین۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہر بچکی ہوی جگہہ مین مادہ سبجہ ہوکر پہل دینے والی شاخین اُس سے نکلین گی۔ ان چار بچکی ہوی شاخون کے اگولون کو (پیچھے کو) تہوڑا تہوڑا تراش دین تو مناسب ہے۔ ان چارون شاخون مین سے جو شاخین نکلین گی اُن مین صرف پانچ آنکہہ تک انگور کے خوشے لگین گے۔ پس فلاح کو مناسب ہے کہ اُن مین سے فی شاخ ایک ایک زبردست خوشہ باقی رکہکر باقی خوشون کو کاٹ دے اور بارآوری کے زمانہ مین پہل والی شاخ کے اگولون کو اور نیز اُنکے فروعات کو چہانٹ دے تاکہ تمام قوت پہل کیجانب مائل رہے اور پہل بڑا ہو۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اس زمانہ مین جو کہاد درخت کے لئے مفید ہے وہ صرف ہڈیون کی کہاد اور جانورون کی آنتون کا میلا۔ اور کمیلہ کا خون ہے جسکو درخت کی جڑ مین ڈالنے سے کلان قد۔ اور شیرین اور لذیذ ثمرہ ہاتہہ آئیگا۔ جبوقت پہل حاصل ہو چکین تب اُن چارون بڑی شاخون کو ڈیڑہ فٹ کے اندازہ مین رکہکر باقی کو تراش دینا چاہیئے اور چہوٹی شاخون مین سے ایک ایک

اخیر کی شاخ سالمًا باقی رکہین اور دوسری چہوٹی شاخون مین صرف ایک ایک آنکہہ رکہکر باقی کو تراش دین پہر اسی طرح ہر سال بعد حصول ثمرہ کاٹ چہانٹ کا عمل جاری رہے یعنی ابتدا مین بڑی شاخون کی سات سات آنکہین باقی رکہکر باقی تمام شاخون کو کاٹ دین - اور جب اُن آنکہون سے شاخین نکل آئین تو تیسری اور ساتوین شاخ چہوڑکر اور شاخون کو کاٹ ڈالین - جیساکہ اوپر صراحت کے ساتہہ بیان ہوا ہے اور پہر ثمرہ حاصل ہو جانے کے بعد ان چار شاخون کے فروعات کی نسبت بہی وہی عمل کرین جو اوپر بیان ہوا ہے یعنی اُن مین ہر سال ایک ایک چہوٹی شاخ کو سالمًا چہوڑ دینا چاہیے اور باقیون کے ساتہہ وہی عمل کرنا چاہیے جسکا ذکر ہوا - یعنی پہلے سال چہوٹی شاخون سے ایک سالم شاخ چہوڑ دی جاے اور دوسرے سال دو سالم شاخین چہوڑی جائین - اور تیسرے سال تین - اسی طرح ہر سال ایک ایک سالم شاخ زیادہ چہوڑ دینا چاہیے -

اس طریقہ سے ہر سال درخت کا تنہ آدہ انچہ کی مقدار مین موٹا ہوتا جائیگا -

(۸) جڑون کی کاٹ چہانٹ - صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہین کہ انگلستان مین جڑون کے چہانٹنے کا بہی دستور ہے - مسٹر جیمس کٹہل کا قول ہے کہ درختان مثمر کی جڑون کو چہانٹنا ایک نہایت توجہ طلب امر ہے - انگلستان کے باغبانون نے بہت دنون کے آگے امتحانًا پُرانے درختان مثمر کی جڑون کو کہود کر چہانٹنا شروع کیا - اسکا اثر یہ ہوا کہ وہ ہر سال بلا ناغہ حسب مراد بارور ہونے لگے -

مسٹر ریوس نے کہا ہے کہ درختون کی جڑون کو چہانٹنا بہت فائدہ بخش اور ثمرہ کی زیادتی پر موثر ہے - مسٹر کٹہل لکہتے ہین کہ ہم نے دو درخت انگور لگاے ان درختون کی عمر دس برس کی تہی جب کہ ہمنے انکی جڑین چہانٹ ڈالین جسکے دوسرے ہی سال یہ درخت حسب مراد بار آور ہوے اور پہر اسوقت سے بیس برس کا عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ دونون درخت بلا ناغہ ہر سال افراط سے پہل لایا کرتے ہین -

آپ ہی کی راے ہے کہ اور ملکون مین بہی اس طریقہ کے رواج پانے سے بار آوری کو فائدہ حاصل ہوگا -

فلاحان عرب نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔ خصوصاً بنیوشا دنے اسپر بہت زور دیا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ جب درخت کی عمر ۱۵ سال کی ہو جاتی ہے تو اُسکی جڑین مضمحل ہو جاتی ہین اور اسکا اثر ثمرہ پر پڑتا ہے یعنی ثمرہ کم ہونے لگتا ہے۔ خصوصاً اُن مقامات مین جہان کی زمین مین سختی ہو۔ پس ایسی حالت مین درخت سے ثمرہ حاصل ہو جانے کے بعد اُس درخت کی شاخون کو انہین ہدایات کے مطابق قطع کرو۔ جو قدما نے کئے ہین اور پھر ساتھہ ہی جڑون کی مٹی ہٹا کر اُنکو کھول دو۔ اور ہوا لگنے دو۔ اور پھر دوسرے دن اُن کی باریک جڑون کو قطع کردو۔ آپ فرماتے ہین کہ ہوشیار اور زیرک فلاح برابر معلوم کرسکتے ہین کہ قطع شدہ شاخون کی جڑین کونسی ہین۔ اگر خاص کرانہین جڑون کو قطع کردیا جاے تو بہت مناسب ہے۔ اگر فلاح اس قدر ہوشیار نہین ہے تو بڑی جڑ کو چھوڑکر باقی کل جڑون کے نصف کو چھانٹ دینا ہی مفید ہے۔ پھر جب جڑین چھانٹی جائین تو بھوسے کی سڑی ہوی کھاد اُن مین بھر کر تازہ مٹی سے گڑھے کو پاٹ دو۔ اور پیرون سے مضبوط نہ کرو۔ بلکہ ہاتھون سے بھر دینا کافی ہے۔ اور پھر سیرابی کے ساتھہ آب رسانی جاری رکھو۔ تم دیکھوگے کہ نئی شاخین کسی قدر دیر اور بہت زور سے نکلین گی۔ آئندہ سال وافر ثمرہ ہاتھہ آئیگا۔

مؤلف نے اپنے باغ کے انگورون مین اسکا تجربہ اُن درختون پر کیا۔ جنکی بارآوری بہت کم تھی۔ باوجودیکہ درخت کی عمر ۷ سال سے زیادہ نہ تھی لیکن جڑون کے چھانٹنے کا اثر یہ ہوا کہ دوسرے ہی سال وافر ثمرہ ہاتھہ آیا۔ یعنی جس سال جڑین چھانٹی گئین سارے درخت سے صرف دو خوشے حاصل ہوے لیکن جب نئی شاخین نکلین تو غیر موسم پھول کے آثار نظر آے وہ پھول توڑ دیا گیا۔ دوسرے سال موسم پر برخلاف پچھلے سالون کے ۲۰ خوشے ہاتھہ آئے۔

(۸) درخت انگور کی کھاد کا بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ اجزاے ارضی مین انگور کی پرورش کا مادہ خود موجود ہے لیکن بعض مقامات پر زمین کی خرابی کی وجہ سے مفید اجزا کم ہو جاتے ہین اسلئے انگور کی پرورش مین نقصان واقع ہوتا ہے اور بعض درختون کی مختص حالت کے لحاظ سے بعض

خاص اجزا کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ درحالیکہ وہ اُس زمین مین معتدل مقدار مین موجود رہتے ہین۔ پس اسکے جبر نقصان کے لئے اعلےٰ تدبیر یہ ہے کہ مصنوعی کہاد سے اُنکو مدد دیجاے۔

انگور کے پودون کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پر منتقل کرنے کے زمانہ مین جو نا طاقتی عائد ہوتی ہے اُسکے لئے ہم نے مختصر سا بیان اس امداد کا اُسی باب مین کر دیا ہے لیکن عام طور پر کہاد کا مفصل بیان اس باب مین کیا جاتا ہے تاکہ فلاحون کی بصیرت بڑہے۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ ممالک مصر کے بعض فلاحون نے جب دیکہا کہ بعض قیمتی انگور کے درختون مین کہاد نہ دینے پر بہی پہلون سے عمدہ شیرہ نکلتا ہے جو گران قیمت ہے تو اُنہون نے کہاد کا استعمال ترک کر دیا اور اس بات کے قائل ہوگئے کہ کہاد کے استعمال سے شیرہ کی خوبی مین ضرور فرق آتا ہے۔

ایک گروہ فلاحین نے جب تجربہ کیا کہ اقسام کہاد کی کثرت استعمال سے انگور کے درختون کی آمدنی بڑہ گئی ہے تو اُنہون نے کہاد کا استعمال جاری رکہا۔ کہاد نہ دینے سے بے شک انگور کے درختون کی آمدنی بہت گہٹ جاتی ہے۔ اور کہاد نہ دینے سے اُنکے ثمرہ کا شیرہ بلاشبہ عمدہ نکلتا ہے۔ پس ہم کہتے ہین کہ جس گروہ کو آمدنی کی زیادتی مقصود ہے وہ ضرور کہاد کا استعمال کرے اور جسکو شیرہ کی خوبی مقصود ہے وہ کہاد نہ دے۔ آمدنی کی کثرت کے خیال سے شیرہ کی خوبی سے قطع نظر کرنا غلطی ہے اور شیرہ کی خوبی پیش نظر رکہہ کر آمدنی کی زیادتی کو کہونا بہی نادانی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس راستہ کو اختیار کرین۔ اسکا جواب بہت آسان ہے۔ وہ یہ ہے کہ کہاد ضرورت پر دو۔ شیرہ کی خوبی کو ہاتہہ سے نہ دو۔ یہ خیال کرنا محض غلطی ہے کہ کہاد کی کثرت سے ثمرہ کی کثرت ہوگی۔ اور ضرورت پر کہاد دینے سے شیرہ ناقص ہوجاے گا۔ کہاد دراصل دوا ہے۔ ضرورت پر اگر دوا کا استعمال نہ ہوگا تو مرض دفع نہ ہوگا۔ مریض درخت سے عمدہ شیرہ کی توقع رکہنا غلطی ہے۔ کہاد کی کثرت درحقیقت ایک بلا ہے۔ جس سے بدہضمی ہوگی اور کبہی بدہضمی سے یہ امید کرنا صحیح نہین ہے کہ ثمرہ وافر ہوکر آمدنی بڑہے گی۔ اگر کوئی درخت

قدرتی طور پر اچہی حالت مین ہے اور اتفاق سے اُسکی زمین بہی زوردار ہے جسمین پرورش کا مادّہ درست ہے تو بہول کر کہاد کا نام نہ لینا چاہیئے۔ ثمرہ کی کثرت۔ آمدنی مین زیادتی۔ شیرہ کی خوبی۔ سب کچہ اسی درخت سے ممکن ہے اگر کوئی زمین خراب ہے جسکی وجہ سے درخت کی پرورش عمدہ حالت مین نہین ہے یا درخت مین کوئی ایسا عارضہ عارض ہوا ہے جسکے علاج کے لئے قوت کا بڑہانا یا گہٹانا۔ یا شوریت کی کمی کیوجہ سے نمکی اجزا کی زیادتی ناگزیر ہو تو تمہارا فرض ہے کہ مناسب اور معتدل کہاد سے ضرور کام لو۔ جب تک ایسا نکروگے تمہارے درخت انگور کا شیرہ کبہی درست نہ ہوگا۔

اب ایک ایسے تندرست درخت سے سوال ہے جسمین طاقت معتدل ہے ثمرہ بہی معتدل طور پر حاصل ہوتا ہے اور اُسکا شیرہ اعلے قسم کا ہے تو ایسے درخت کو اگر تم خوانخواہ عمدہ کہاد دوگے تو کچہ شک نہین کہ ثمرہ کی مقدار اور زیادہ ہوگی۔ لیکن شیرہ کی وہ خوبی جو پہلے تہی ضرور گہٹے گی۔ اب ان دونون مین تمہاری ضرورتون کے لحاظ سے کون چیز تمکو پسند ہے اسکا تصفیہ خود تمہارے ہاتہ ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ انگور کے درختون مین کہاد دینے سے پہلے مناسب ہے کہ اُنکی جڑون سے مٹی ہٹائی جاے اور جڑون کے اطراف ایک گول گڑہا بنایا جاے پہر ایک دن جڑون کو ہوا دیجاے اور آب پاشی بہی بند کیجاے۔ دوسرے دن اُس گڑہے کو کہاد سے اس طرح پاٹ دیا جاے کہ چار اُنگل کہاد سطح زمین سے اونچی ہوجاے اور درخت کے تنہ سے کہاد ملی ہوئی رہے۔ اس طرح پر کہ کوئی دوسری چیز کہاد اور تنہ مین حائل نرہے۔

صغریث کی راے اسکے برخلاف ہے وہ کہتا ہے کہ جب کسی قسم کی کہاد انگور کے درختون مین ڈالنا چاہو تو مناسب یہ ہے کہ درختون کی جڑون سے کہاد کو ملنے نہ دو۔ بلکہ ذراسی مٹی کہاد اور جڑون مین حائل رکہو تاکہ کہاد کی گرمی درختون مین بدیردہ سرایت کرے۔ کسی چیز کے حائل نہ ہونے سے جڑون کو دو طرح کی گرمی پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ ایک فی نفسہٖ کہ

کی گرمی۔ اور دوسری آفتاب کی گرمی۔ جب کہ درختون پر دہوپ پڑتی ہے تو خود وہ بالائی گرمی سے متاثر ہوتے ہین۔ جسکا اثر جڑون تک پہونچتا ہے اُسی کے ساتہہ کہاد کی متصلہ حرارت سے جڑون مین حدت اور جلن پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کے درخت کو ہمیشہ کہاد کے مخالف خیال کرتے رہو۔ اور ضرورت کے بغیر کہاد سے کام نہ لو۔ اور ہمیشہ کہاد کے استعمال مین تنگ چشمی سے کام لو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ فلاحان قدیم کا قول ہے کہ درخت انگور کہاد کا محتاج نہین ہے اور بعض درخت انگور کے ایسے ہین جنکو کہاد لگانے کی کبہی حاجت نہین ہوتی۔

آپ نے یہ بہی کہا ہے کہ جن درخت ہاے انگور کو کہاد نہین دیجاتی اُن کی عمر بہ نسبت اُن درختون کے جنہین کہاد کا استعمال ہوتا ہے بہت ہی کم ہوتی ہے جسکا تجربہ پہاڑی اور جنگلی انگورون کے مشاہدہ سے ہوا ہے جسکا پہیلاؤ بہی کم ہوتا ہے اور شاخین بہت چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین۔ یہ اُس انسان کے مشابہ ہین جسکو ایک ہی قسم کی معمولی غذا ہمیشہ ملتی رہی ہے۔ یہ غذا زندگی کے قائم رکہنے کے لئے تو کافی ہوجاتی ہی لیکن اور خوبیون سے محروم رکہتی ہے عمدہ غذاؤن سے جو مرغن اور پرورش دار ہون۔ انسان تنومند اور تیار ہوتا ہے اور اُسکے اعضاے رئیسہ قوی ہوجاتے ہین اور اصول حکمت کی رو سے کہا جاسکتا ہے کہ اُس کی قوت ازدیاد عمر پر موثر ہے۔ یہی کیفیت نباتات کی ہے جو عمدہ کہاد کے استعمال سے نباتات مین پیدا ہوتی ہے۔

(۲) کہاد دینے کا وقت | فلاحان عرب نے انگور کے لئے کہاد کا عمدہ موسم۔ موسم بہار کو تجویز کیا ہے۔ **قوثامی** کا قول ہے کہ میری راے مین کہاد کا استعمال سال کے بارہ مہینون سے ہر ایک مہینہ مین مناسب اور موضوع ہے۔ ضرورت اور وقت کو معلوم کرنا سمجہہ دار فلاح کا کام ہے۔ کہاد ایسی چیز نہین ہے جسکو معمولی غذا خیال کرین اور ضرورت بے ضرورت اُسکا استعمال کرین کہاد درحقیقت ایک بدل ہے۔ جسوقت بدل کی ضرورت لاحق ہو۔ تو اُسی وقت اُسکا

استعمال ہونا چاہیے اگر آج ہمکو زمین کی کم قوتی پر یقین ہو تو آج ہی ہمکو کہاد دینے کی ضرورت ہے۔ اگر باتفاق کوئی ایسا مرض درخت انگور میں پایا جاوے جسکا علاج کہاد ہے تو فوراً کہاد کا استعمال کرین۔ صحیح اور تندرست درخت کو خوش قسمتی سے زور دار زمین ملی ہے تو کسی وقت مین کہاد کی ضرورت لاحق نہوگی۔

صاحب **دولت باغبانی** فرماتے ہین کہ ہر سال جب درخت انگور کے پتے خود بخود جہڑنے لگین (غالباً یہ وقت بارش کے بعد آخر ماہ اکتوبر مین آویگا) تو اسوقت تہالے کے گرد چہہ چہہ انچہ یا ایک ایک فٹ چہوڑ کر اسی قدر گہرائی سے گڑہا کہود و۔ اور پہر اسی حالت پر ایک مہینہ تک چہوڑ دو۔ اور ساتہہ ہی درخت کے اور پتون کو بہی توڑ دو۔ پہر اسکے بعد انہین گڑہون مین کہاد کا استعمال کرو۔

صاحب **حسن الصناعہ** فرماتے ہین کہ ہماری راے مین درخت انگور کی کہاد کا استعمال ہر سال تمام زمین کے پانچوین حصہ مین کرنا چاہیے۔ تاکہ باری باری سے پانچ سال کے بعد پہر اُس حصہ کی نوبت آوے۔ آپ نے لکہا ہے کہ جو لوگ ہر سال انگور کے درخت مین کہاد کا استعمال کرتے ہین وہ ناعاقبت اندیش ہین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ کہاد کے استعمال کے لئے فصل خریف بہت مناسب زمانہ ہے۔ جبکہ انگور کا ثمرہ توڑ لیا جاوے اور انگور کے درختون کی کاٹ چہانٹ سے فراغت حاصل ہوجاے تو اسوقت کہاد کو زمین پر پہیلا دینا چاہیے۔ پہر اُس پر ہل چلا کر زمین مین مخلوط کردینا چاہیے۔ انگور کی جڑون مین کہاد کا ڈہیر لگا دینا اور زمین کے ساتہہ مخلوط نکرنا مضرت سے خالی نہین اسلئے کہ اس طریقہ مین کہاد کے منافع سے جڑین محروم رہین گی۔ اور کہاد کی حرارت درخت انگور کو نقصان پہونچاے گی۔

(۳) کہاد دینے مین عمر کا لحاظ۔ | صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ درخت انگور کو کاشت کے پہلے سال بہت کم کہاد دو۔ دوسرے برس مین کچہ زیادہ اور پہر تیسرے سال مین اور زیادہ۔

جون جون اُسکی عمر بڑہتی جاے کہاد کی مقدار مین بہی زیادتی لازم ہے۔ دس برس کی عمر تک اسی طریقہ پر احتیاط ضرور ہے۔ دس برس کے بعد البتہ کوئی زیادہ اندیشہ کہاد کی زیادتی سے نہین ہوتا لیکن جو درخت جوانی سے گزر کر ضعیفی مین قدم رکہتے ہین اُنکی نسبت بہی احتیاط لازم ہے ایسے درختون کو برداشت سے زیادہ کہاد نہ دیجاے ورنہ کم سنی اور کبر سنی دونون حالت مین کہاد کی زیادتی خود مورث امراض ہو جاے گی۔

اوائل عمر کی کہاد بہت ہلکی ہونا چاہئے۔ جیسے سبز پتون کی کہاد۔ سڑے ہوے بہوسہ کی کہاد گاے کے گوبر کی کہاد۔ اسی طرح ضعیفی مین بہی اسی قسم کی ہلکی کہاد زیادہ مناسب ہے۔

کم سنی اور کبر سنی مین گرم کہادون سے سخت احتراز مناسب ہے۔ بعض اوقات کبر سنی مین گرم کہاد اقل مقدار مین ناگزیر دینا پڑتی ہے۔ لیکن کم سنی مین تو گرم کہاد کا نام نہ لینا چاہئے۔

(۴۴) استعمال کہاد مین لائق لحاظ امور۔ **قوتامی** کا قول ہے کہ کہاد کے استعمال مین مختلف چیزون کا خیال رکہو۔ مثلاً صغر سنی۔ کبر سنی۔ گرم موسم۔ سرد موسم۔ گرم ملک۔ سرد ملک۔ زمین کا اختلاف ان سب کے لحاظ سے ایک ہوشیار فلاح اپنی قوت عقل اور ہوشیاری سے اچہی طرح پر اندازہ کر سکتا ہے کہ موجودہ ضرورت کس قسم کی اور کس مقدار مین کہاد دینے کی متقاضی ہے۔ زمینون کا اختلاف البتہ ایک باریک امر ہے جسمین ہم کسی قدر اپنے تجربہ سے مدد دیتے ہین۔

مثلاً اگر وہ زمین جسمین انگور کی کاشت ہے۔ ریتلی ہے یعنی اُسمین بالو ملی ہوی ہے۔ تو ایسی زمین مین کہاد کی ضرورت کم لاحق ہوگی۔ اگر ضرورت لاحق ہو تو اول درجہ مین بہیڑ یا بکری کی مینگنیان بہتر ہین۔ لیکن لحاظ رہے کہ اسکا استعمال پُرانی مٹی کی شرکت کے ساتہہ کیا جاے۔

جو زمین سخت اور رنگین ہو یا جسکی مٹی کا رنگ سفید ہو۔ ایسی زمین مین بوے ہوے انگور کے درختون کے لئے گاے کا گوبر جو کہ روغن زیتون کی دردی مین سڑایا گیا ہو مناسب ہے اور اُسکے ساتہہ کسی قدر گیہون اور جو کا بہوسہ بہی ملا لینا چاہئے۔

جس زمین مین کسی قدر شوریت ہو۔ اُسمین درخت انگور کے لئے ایک ایسی مرکب کہاد مناسب ہے جو گائے کے گوبر۔ خرما کی شاخون کی راکھ اور خرما کے پہلون اور درخت انگور کے ایندہن کی راکھ سے بنی ہو جو زمین کسی قدر تلخی رکہتی ہو۔ اُسمین درخت انگور کے لئے وہ کہاد مناسب ہے جسکی ترکیب انسانی میلہ اور غلون کے بہوسون اور گٹھلیون کی راکھ اور انگور کے ایندہن کی راکھہ سے کی گئی ہو۔ کبھی ایسی زمین مین کدو۔ اور کاسنی اور لہسوڑہے کے پتون اور بقلہ باردہ کی بہاجی اور انسانی میلہ کی سڑی ہوی کہاد مفید مانی گئی ہے۔

جس زمین کے ذائقہ مین شیرینی کے سوا کوئی مخالف مزہ پایا جاے اُسمین ایسی کہاد کا استعمال زیادہ مناسب ہے جوکہ زیادہ چکنی ہو۔

جو زمین مٹہاس یا پہیکا پن رکہتی ہے اُسمین زیادہ تیز اور سرایت کرنے والی کہاد مفید ہے۔

(۵) اعتدال کی ضرورت۔ | صغریث کا قول ہے کہ اگر کہاد کے استعمال مین اعتدال ملحوظ نظر نہ رہے تو وعوت سے عداوت کا نتیجہ پیدا ہوگا۔ ہلکی سے ہلکی قسم کی کہاد کیون نہو جب اُس کا استعمال کثرت سے ہوگا تو گرم اور تیز کہاد سے زیادہ مضرت بخش ہوگی خصوصًا انگور کے درخت کہاد کی زیادتی سے بالکل جل جاتے ہین۔ پتون کی کیفیت سے ایک ہوشیار فلاح فورًا معلوم کرسکتا ہے کہ کہاد کا زہر درخت مین سرایت کررہا ہے ایسی حالت مین ضرور ہے کہ تازہ اور سادہ مٹی جڑون مین بہردی جاے اور شیرین پانی سے عرصہ تک سیراب کیا جاے کہاد کے استعمال مین اعتدال کا لحاظ رکہنا بہت نازک کام ہے۔ کم سمجہ اور ناتجربہ کار فلاحون کے لئے کہاد کے استعمال مین افراط سے تفریط زیادہ بہتر ہے۔ اسلئے کہ تفریط کا نتیجہ مہلک نہین ہے برخلاف افراط کے جس سے بیشتر ہلاکت واقع ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ اعتدال کا معیار دکہلانا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن ایک ایسی کتاب مین جس مین تکمیل ہدایات کا دعوے ہوا ہو۔ اس سے بالکل قطع نظر کرنا بہی ناگوار ہے۔

لہذا ہم کہتے ہین کہ یک سالہ پودہ کے لئے کہاد کی ایک مٹھی بہت کافی ہے اور دو سالہ پودہ کے لئے دو مٹھی اور سہ سالہ کے لئے سو مٹھی۔ اسی طرح دس سالہ کے لئے دس مٹھی کہاد بالکل کافی ہے۔ اُسکے بعد پودہ کی قوت کسی قدر بے اعتدالی کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ مگر ہم کہتے ہین کہ خدا بے اعتدالی سے بچاوے۔

پہر آپ فرماتے ہین کہ ایک مٹھی کہاد سے ہمارا مقصد یہ نہین ہے کہ آپ پودہ کو ہر روز ایک مٹھی کہاد دیا کرین۔ اس کتاب کے پڑہنے سے آپکو اسکا تجربہ ہوگا کہ کہاد کی ضرورت سال مین کتنی بار کس وقت، کس موسم مین ہوتی ہے۔ صرف ضرورت کے وقت ہمارے اعتدالی انداز سے کام لینا چاہیئے۔

(۶) کہاد کا لیپ | **بینوشاد** کا قول ہے کہ گاے کا گوبر تر ہو یا خشک اُسمین گاے یا آدمی یا بکری کے پیشاب کو ملاکر نوعمر پودون کے تنہ اور شاخون پر اُسکا لیپ کیا جاے اور کہلی ہوی جڑون پر اُسکو ڈالا جاے تو یہ عمل فائدہ بخش ہوگا۔ اس عمل سے پودون کے نشو و نما مین ترقی ہوگی اور وہ تمام کیڑے اُن سے دفع ہو جائینگے جو شاخون اور جڑون مین پیدا ہوتے ہین۔

آپ ہی نے کہا ہے کہ اگر اشیاء مذکورہ کا فراہم ہونا دشوار نظر آے تو صرف گاے کے تازہ گوبر مین اُسی کا پیشاب ملاکر نئے اور پُرانے درختون پر لیپ کرنا کافی ہے۔ اس عمل سے نئی شاخین اور قلم بہت جلد جم جائینگے اور پُرانے درختون مین نشو و نما کی خاص قوت پیدا ہوگی پہر اُنکی بار آوری بڑہے گی اور پہل بڑا ہوگا۔ اس لیپ کا اثر یہ ہے کہ جب انگور کے درختون پر یہ خشک ہو جاتا ہے اور پہر سڑ جاتا ہے تو اسکی بُو سے پہلے چوہے بہاگ جاتے ہین اور دوسرے اقسام کے خارجی کیڑے یا تو بہاگ جاتے ہین یا تلف ہو جاتے ہین۔ خاصکر وہ کیڑا جو انگور ہی کے درخت مین پیدا ہوتا ہے جسکی غذا انگور کے پتے اور شاخین اور درخت کا رس ہے جسکا مُنہ چوڑا ہوتا ہے اس لیپ سے ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۷) چکنی کہاد۔ | صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ چکنی کہاد سے وہ کہاد مراد ہے جسکی

ترکیب مین گاے کا گوبر اور غلون کے بہوسے اور سرد تر درختون کے پتے اور لعاب ارد زختون کی شاخین روغن زیتون کی دردی کے ساتہہ شریک ہون - اس کہاد کو زود ہضم کہا گیا ہے - اور درخت انگور کے لئے یہ نہایت مفید مانی گئی ہے۔ **صفریث** نے اس کہاد کا نام عُلُوّ کہا ہے۔

(۸) تیز اور گرم کھاد۔ آپ ہی کا قول ہے کہ تیز کہاد سے وہ کھاد مراد ہے جو انسانی میلے اور کبوتر کی بیٹ سے تیار ہوی ہو۔ گرم کھادون مین اسکا درجہ اول ہے۔ جس کہاد مین اور اجزا کے ساتہہ انسانی میلہ یا کبوتر کی بیٹ شامل ہوتی ہے اُسکو گرم کھاد کہتے ہین - اس موقع پر **بینوشاد** نے کہا ہے کہ کھاد کی ہر ایک قسم جب کہ افراط کے ساتہہ زمین مین دیجاتی ہے تو وہ گرم کہاد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ یعنی اُس سے پودہ کو ویسا ہی نقصان پہونچتا ہے جیسا کہ گرم کہاد کو بلا ضرورت اور بے موقع استعمال کرنے سے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ بسا اوقات غذاے صالح کی زیادتی انسان کے لئے زہر کا حکم رکہتی ہے -

(۹) بہوسے کی کھاد۔ **بینوشاد** کا قول ہے کہ غلون کے سڑے ہوے بہوسون کی کہاد درخت انگور کے لئے نہایت مفید ثابت ہوی ہے اور وہ خصوصاً انگور کی طبیعت کے موافق ہے خاصکر گیہون اور باقلہ کا بہوسا۔ آپ کہتے ہین کہ بہوسہ کی کھاد سے کسی آفت کا خوف نہین رہتا۔ بہوسہ کی یہ ایک منفعت کیا کم ہے کہ ہر قسم کے کیڑے اُسکے استعمال سے دفع ہو جاتے ہین بشرطیکہ سڑنے کے بعد اُسکا استعمال کیا جاے اسلئے کہ کیڑون کو بہوسون کے ساتہہ طبعی مخالفت ہے۔ بہوسہ کی کہاد کا استعمال کئی طرح پر نافع ہے ایک تو اُس سے نشو و نما کی قوت ترقی کرتی ہے۔ اور دوسرے کیڑے دفع ہوتے ہین۔ تیسری منفعت یہ ہے کہ سردی کی مضرت درخت کو نہین ہوتی آسمانی پانی اور برف کا ضرر اُن درختون مین بہت کم ہوتا ہے جنہین ہمیشہ بہوسہ کی کہاد دیجاتی ہے۔ **علامہ نابلسی** فرماتے ہین کہ باقلہ۔ جو۔ جوار۔ ان تینون کا بہوسہ اور انگور کے درخت کی ایندہن کا چورا لاٹہی سے کوٹا جاے۔ پہر گاے کے گوبر مین ملاکر انگور کے پودون کی جڑون مین دفن کردیا جاے تو اس کہاد کے اثر سے کیڑے مرجائینگے اور نشو و نما مین بہت کچہ ترقی ہوگی۔

(۱۰) آگ کی گرمی بہی کہاد کا حکم رکہتی ہے | صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ تم ہر قسم کے درختون کو چہوٹے ہون یا بڑے۔ قوی ہون یا ضعیف۔ تندرست ہون یا بیمار۔ آگ کی گرمی پہونچا سکتے ہو۔ تمکو آزمائش سے معلوم ہوگا کہ اسکی عجیب تاثیر ہے۔ علمی طریقہ پر بہی ہم اسکی تاثیر تمکو سمجہا سکتے ہین۔ روے زمین کا عالم۔ سردی اور یبوست کا عالم ہے کیونکہ اسکا انجام سردی اور یبوست ہے اور اسکا وجود مٹی اور پانی سے ہے اور یہ دونون سرد ہین مگر مٹی خشکی رکہتی ہے اور پانی مین تری ہے۔ اگر اس عالم مین ہوا اور پانی سے ترویح اور خفیف سی گرمی اور آفتاب سے سخت گرمی اور ستارون سے متوسط گرمی دن اور رات مین نہ پہونچتی تو کوئی درخت زمین مین پرورش نہ پاتا۔ اور نہ کوئی جانور زندہ رہتا اور نہ کوئی معدنی شئے اسمین پیدا ہوتی۔ پس ہم مشاہدہ کر رہے ہین کہ یہی گرمی ہے جو ذی حیات چیزون کی حیات کا مادہ ہے اور موت۔ حیات کی ضد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے اشیا کی حیات ہے اُسکی ضد سے اُنکی موت ہونی چاہئے۔ جب گرمی کی ضد سردی ہے تو سمجہہ لینا چاہئے کہ بیماریون کا باعث اور موت کا سبب یہی سردی ہے جب ہم سردی کو گرمی سے دفع کرینگے تو موت اور عوارض بہی اُس سے رُک جائینگے۔ پس ہمارے لئے مناسب یہ ہے کہ مناسب وقت مین آگ کی گرمی سے کام لین جس سے درخت تندرست رہے گا۔ تمام آفتین اور تکلیفین اس سے دفع ہو جائینگی۔ اور ایسے اعلے درجہ کی تاثیر اُس مین پیدا ہوگی جو کہادون کے جملہ اقسام سے زیادہ نفع بخش ثابت ہوگی۔ آپ فرماتے ہین کہ درخت انگور کے گرمی پہونچانے والے کو مین ضرور یہ مشورہ دونگا کہ جب تک وہ اس نازک کام سے پورے طور پر ماہر نہ ہو جاے ہرگز یہ کام نہ کرے۔ ہر ایک قسم درخت کے لئے اس بات کو جان رکہنا ضرور ہے کہ اُسکے لئے گرمی کی مقدار کس قدر مفید ہے۔ انگور کا درخت گرمی کی ضرورت مین درخت خرما کے مساوی مانا گیا ہے۔ لیکن جس زمانہ مین اسکی ضرورت لاحق ہو۔ اُس زمانہ کو بہی گرمی کے اندازہ مین دخل ہے۔ مثلاً اگر گرمیون مین اسکی ضرورت لاحق ہو تو برسات کے مقابلہ مین بہت کم گرمی پہونچائی جائیگی اسلئے کہ خود موسم گرم ہے۔ اسیطرح جس غرض اور ضرورت سے

گرمی پہونچانا مناسب خیال کیا گیا ہے۔ اُس غرض اور ضرورت کو بہی گرمی کی مقدار مین دخل ہے اور اس عمل کے متعدد طریقے ہین۔ ایک طریقہ گرمی پہونچانے کا یہ ہے کہ درخت کی جڑون مین آگ روشن کی جاے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنہ پر گہانس رکھ کر آگ دیجاے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ درخت سے کسی قدر فاصلہ پر آگ روشن کی جاے۔ اول و دوم طریقہ سے صرف اُنہین درختون کے لئے کام لینا چاہئے جنکا تنہ زبردست ہو۔ انگور کے لئے صرف تیسرا طریقہ مفید ہے۔ البتہ انگور کے پُرانے درختون کے لئے جنکا تنہ نہایت سخت اور موٹا ہوچکا ہو۔ بعض وقتون مین طریقہ دوم سے بہی کام لے سکتے ہین خصوصاً جبکہ موسم بہی سرد ہو۔ اور کسی مرض کے علاج کے لئے یہ کام کیا جاے۔ لیکن انگور کے درخت کے لئے سرد موسم مین صرف طاقت پہونچانے کے لئے تیسرے ہی طریقہ پر عمل کرنا چاہئے بدینوجہ کہ آفتاب کی گرمی ابر یا دیگر عوارض کی وجہ سے کافی نہین ہوتی اور رات مین ہمیشہ اُس سے مایوسی رہتی ہے لہذا اُسکا بدل آگ ہی کی حرارت سے ہوسکتا ہے۔ انگور کے درختون کی کمزوری گرم کہاد یا آگ کی گرمی سے دفع ہوجائگی اور تندرست درختون کو بہی آگ کی حرارت نفع بخشے گی۔ فلاحان عرب نے اس کام کو مختلف آلات اور آتشی شیشون سے لیا ہے۔ بعضون نے آہنی سیخون کو آگ مین خوب گرم کرکے درخت کے تہالون مین ٹہونس دیا ہے۔ ہماری راے یہ ہے کہ سرد موسم مین درخت کے تنہ سے ۲ فیٹ کے فاصلہ پر بالاے سطح زمین یا جہان سردی کی شدت سے آگ روشن نہ رہ سکتی ہو تو وہان ایک گڑہے مین آگ روشن کردینا اعلے درجہ کی کہاد کے برابر اثر رکہتا ہے۔ اور پہر اسمین آگ کی کمی یا زیادتی اور قرب و بعد۔ سمجہدار فلاح کی راے سے متعلق ہے۔

(۱۱) کہاد کا چھڑکاو۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کا قول ہے کہ درخت انگور کے لئے رقیق کہاد بہی خارجی استعمال کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے جو ہر قسم کی غلیظ ہواؤن کے اثر

کی دافع ہے جس سے اکثر اقسام کے کیڑے دفع ہو جاتے ہین اور درخت کی قوت بڑہتی ہے
بیماریون کی روک ہوتی ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک کانچ کے ظرف مین میٹہا پانی بہرلو
پہر اسمین تہوڑا سا روغن زیتون ملا لو۔ اور ہر مہینہ مین ایک بار مُنہ سے تمام بیلون اور پتون
پر چہڑکا کرو۔ اس سے ایک عجیب قسم کی تدہین ہوگی۔ بعض پُرانے فلاح اس پانی کو صرف
اپنے ہاتہون سے درخت انگور پر چہڑکتے ہین۔ قوثامی نے کہا ہے کہ اس رقیق کہاد کو
صرف ہاتہون سے موٹی بیلون پر ملنا اور پتون پر چہڑکنا بہی کافی ہے۔ اسنے اسکی اعانت
کی نسبت زیادہ مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ انگور کے لئے یہ نسخہ آب حیات کا
حکم رکہتا ہے۔

اکثر تجربہ کارون نے بالاتفاق اسکی تصدیق کی ہے کہ اسکے استعمال سے انگور پر سردی
کا مضر اثر بہت کم ہوتا ہے۔

ذوانایا جسکو زمانہ جہالت مین عربون نے سید البشر کا لقب دیا تہا جو فن فلاحت
کا بڑا فاضل اور ذی تجربہ شخص تہا۔ کہتا ہے کہ انگور کے درختون کو سال مین دو بار اُسوقت
دُہونا چاہیے جبکہ اُسکی شاخین چہانٹ دیجائین۔ اس عمل سے درخت انگور کو بہت بڑا
فائدہ حاصل ہوگا۔

(۱۲) دخانی کھاد۔ **ذوانایا** کا قول ہے کہ انگور کی جو شاخین کاٹ دی جائین اُن کو
جمع کرلو۔ اور ابر کے دن اُن سے ایک حصہ لیکر منڈوے کے نیچے یا کہیتون کے درمیان متفرق
مقامات مین جلائو۔ تاکہ اُن کا دُہوان درختون مین گہومے۔ وہ کہتا ہے کہ اس دُہوین سے
درخت انگور کی بیلون مین ایک قسم کا ایسا اثر پیدا ہوگا جو تندرستی اور نشو و نما کے لئے بہت
مفید ہے۔ پہر اس راکھ کو جمع کرکے انگور کی کہاد مین ملائو۔ اور خیال رکہو کہ ہر ایک قسم
کی کہاد کے استعمال کے بعد پانی سیرابی کے ساتہہ دیا جاے تاکہ کہاد کے اجزا جڑون
مین اثر کرین۔ پہر آپ فرماتے ہین کہ دہونی کا عمل کہرا گرنے کے وقت ہرگز نہ کرنا چاہیے

اسلئے کہ دہونی مین کپڑے کا نقصان درخت انگور کو بہت جلد پہونچتا ہے۔

(۱۳۱) راکھ کی کہاد۔ تجربہ کار فلاحان عرب وہند نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ راکھ کی کہاد نہایت معتدل اور انگور کے لئے بہت مفید ہے اسمین یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ فلاح کی بے اعتدالی سے درخت کو کم نقصان پہونچتا ہے۔ اگر گرم کہاد کی ضرورت پر راکھ سے کام لینا چاہو تو نارنج اور زعفران کے درخت اور پتون اور جڑون کی راکھ سے کام لے سکتے ہو۔ سیوتی چمیلی۔ پودینہ۔ جنگلی تلسی۔ اجمود کی شاخون اور پتون کی راکھ اس کام کے لئے عجیب تاثیر رکھتی ہے۔

ماسی سورانی نے کہا ہے کہ انگور کے درخت کے لئے بے ضرر اور مفید کہاد اُسی کے ایندہن کی راکہ ہے۔ جسکی زیادتی کسی وقت مین نقصان نہین دیتی۔ آپ نے تاکید کی ہے کہ اگر کوئی فلاح کہادون کی حقیقت اور استعمال کے وقت اور ضرورت سے بے خبر ہو۔ تو اُسکو ہم یہی صلاح دینگے کہ ہمیشہ ہر موقع پر انگور کی خشک شاخون اور پتون اور بیکار جڑون کے ایندہن کو جلاے اور اُسکی راکھ بطور کھاد استعمال کرے۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ درخت انگور کو پُرانی راکھ کی کھاد ایک خاص قسم کا نفع پہونچاتی ہے یعنی جس درخت کا پہل گر جاتا ہو تو اُسکی جڑون مین پُرانی راکھ بطور کہاد دینے سے اُسکا اثر پہل کی ڈنڈیون کو مضبوط کریگا۔ اور پہر پہل کے گرنے کا شکوہ باقی نرہےگا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ درخت بید کی شاخون کو اُنکے پتون کے ساتہہ جلاکر اُنکی راکھ جمع کرلیجاے اور گاے کا جلایا ہوا گوبر اسمین شریک کرکے دونون کو اچھی طرح پر ملالین اور پہر درخت انگور کی شاخون اور پتون پر چہڑکین تو درخت انگور بہت توانا ہوگا۔ اور اُسکا پہل بہ نسبت سابق کے بڑا ہاتہہ آئیگا۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ راکہہ کے اقسام جن سے جوہر نکالا گیا ہو کبہی کبہی ممالک مصر مین انگور کے درخت کے لئے بطور کہاد استعمال کئے جاتے ہین جنکی عمدہ تاثیر

علانیہ طور سے ظاہر ہوتی ہے۔ مختلف اقسام کی گہانسون کو جلاکر راکہہ بنالینا بہت آسان ہے۔

(۱۴) انسانی پیشاب کی کہاد | علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ درخت انگور کے لئے آدمی کا پیشاب بہت عمدہ کہاد ہے۔ خصوصًا بڑہے درخت کے لئے جسکی طاقت اس کہاد کے استعمال سے عود کرتی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ کہاد کے تمام اقسام مین ایسی ہلکی اور سریع الاثر کوئی اور کہاد نہین ہے۔ پس فلاح کو لازم ہے کہ باری باری سے ایک ایک درخت کے تہالہ کو اپنا پیشاب خانہ قرار دے۔

(۱۵) چونے کی کہاد۔ | صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ درخت انگور کے زمینات کو چونے کی کہاد سے بہت نفع پہونچتا ہے۔ خصوصًا وہ زمینین جنکی مٹی ٹہوس اور غیر متخلخل ہو۔ یا جنکی مٹی مین چونے کے اجزا کم یا بالکل نہ ہون اُن مین مارن یا جیر (چونہ کا جزو) کا استعمال بہت مفید ثابت ہوا ہے جس سے اکثر درخت سرسبز اور کثیر الحاصل ہوے ہین۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ فصل سرما سے پہلے سطح زمین پر مارن پہیلا دیا جاے اور جیر کو جوکہ اُسکا مصلح ہے۔ زمین کے اجزا مین مخلوط کر دیا جاے یہ دونون عمومًا اور جیر خصوصًا انگور کی پیدا وار مین بہت بڑہی مدد دین گے۔

(۱۶) پتھرون کی کہاد۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ چہوٹے چہوٹے پتھر بھی درخت انگور کیلئے کہاد کا کام دیتے ہین یعنی انگور کے پودون کے تہالون مین چہوٹے چہوٹے پتہرون کو جما دینا چاہیئے اور اُنہین پر سے آب پاشی کرنا چاہیئے۔ ان پتہرون کی وجہ سے بہت سی بیماریان پیدا نہین ہونے پاتین۔ یہ پتہر انگور کے پودون کے لئے مقوی غذا کا حکم رکہتے ہین۔

مؤلف کہتا ہے کہ تہالہ کی زمین کو نرم کرنے وقت ان پتہرون کو ہٹا لینا چاہیئے۔ اور پہر اُسی جگہہ پر جما دینا چاہیئے۔ اضلاع دکن کے ایک زمیندار کو مؤلف نے دیکہا ہے کہ اُسنے اپنے باغ مین ہر ایک درخت کے تہالہ مین انڈے کے برابر پتہرون کو ایک سطح مین جما رکہا تھا۔ مؤلف نے خیال کیا کہ خوبصورتی اور خوشنمائی کے لئے غالبًا ایسا کیا گیا ہے۔ لیکن گفتگو سے

معلوم ہوا کہ وہ ہر ایک درخت کے لئے یہ بات نہایت مفید خیال کرتا ہے کہ اُسکی آب پاشی انہین پتھرون پر سے کیجاے اسنے کہا کہ اُسکے بزرگون نے تاکید کی ہے کہ گار کے پتھر اون مقامات مین ضرور بچہا دئے جائین جنپر باغات کی نہرین دوڑتی ہون۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ ٹھوس اور غیر متخلخل زمین یا جس زمین مین چونے کے روڑے پاے جائین اُسکی مٹی کو بالو اور پتھریون کی آمیزش سے متخلخل بنانا بہت ضرور ہے۔ اور اس کام کے لئے فصل خریف نہایت مناسب وقت ہے۔اس کام کا آغاز اس وقت کیا جاے۔جب کہ ثمرہ توڑنے اور تراشنے سے فراغت حاصل ہو جانے۔یہ عمل درحقیقت ایک اعلے درجہ کی کہاد لگانے کا حکم رکہتا ہے۔

(۱۷) سینگ کی کہاد۔ علّامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ اگر بکری یا ہرنی کے تین سینگ لیکر درخت انگور کے اطراف مین اُلٹے دفن کردئے جائین تو اُسکے اثر سے نہ صرف درخت طاقتور ہوگا بلکہ اُسکا خاص اثر یہ ہے کہ پہل بکثرت حاصل ہون گے۔قدمانے اس کہاد کی تاثیر کو ثمرہ سے مخصوص کیا ہے اور تجربہ سے اُسکا فائدہ ثابت ہوا ہے۔

(۱۸) ہڈی کی کہاد۔ علّامۂ نابلسی کا قول ہے کہ اگرچہ میوہ دار درختون کو عموماً ہڈی کی کہاد سے نفع پہونچتا ہے لیکن خاصکر ہاتہی کی ہڈی جلاکر درخت انگور کو دُہونی دینے سے ایک عجیب قسم کی قوت اُسمین پیدا ہوتی ہے۔اسی ہڈی کا بُرادہ تہوڑا سا جڑون مین دفن کرنے سے درخت بہت طاقتور ہوتا ہے اور کیڑے مرجاتے ہین۔بعض فلّاحون نے ہاتہی کی ہڈی کی کہاد کو دُہونی پر ترجیح دی ہے۔

لفٹننٹ پاکس نے اس خاص غرض سے ہڈیون کو جلاکر خاکستر بنانے کا ایک طریقہ بیان کیا ہے۔جسکا تذکرہ صاحب کتاب الاثمار نے اپنی قیمتی تالیف مین فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہین کہ زمین مین ایک گول گڑہا ایک فٹ عمیق بنایا جاے جسکا قطر ۳ فیٹ ہو۔ اسمین ایک تہ ہڈیون کی اور دوسری تہ اُپلیون کی پہر تیسری تہ ہڈیون کی اور چوتہی تہ اُپلیون

کی جانا چاہیے۔ سب سے اوپر بیس یا تیس اُپلیون کا ڈھیر لگا کر اُس مین آگ دیدینا چاہیے اور جب آگ جلکر بیٹھ جاے اُس وقت تمام ہڈیون کو نکال کر اُنکا سفوف بنا لینا چاہیے اور اُپلیون کی راکھہ کو بھی بحفاظت ایک جگہہ پر جمع کر لینا چاہیے۔

آپ فرماتے ہین کہ ایک من ہڈی جلانے سے نصف من سفوف تیار ہوگا لفٹننٹ پاکس کا تجربہ ہے کہ اس نسخہ کے استعمال سے انگور کے پرانے درختون کو بہت نفع ہوگا اور بارآوری بڑہے گی۔ خاکستر استخوان مین فاسفیٹ کثرت سے موجود رہتا ہے۔ اسی خاکستر کے ذریعہ سے فاسفیٹ آف لایم۔ فاسفیٹ آف میگنیشیا۔ فاسفیٹ آف پٹاس فاسفیٹ آف آئرن پیدا ہوتے ہین جو تمام تر انگور کو مفید ہین۔

برٹش انڈیا کے محکمہ زراعت ممالک متحدہ آگرہ و اودہ کی راے مین بھی انگور کے لئے ہڈی کی کہاد بہت مفید ہے یعنی مردہ جانورون کو درختان انگور کے تہالون مین گاڑ دینے سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

(۱۵) سبز کہاد کا بیان۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ فرانس کے جنوبی شہرون مین درخت انگور کی صفون کے درمیان کاٹ چہانٹ کے بعد باقلا کی کاشت کی جاتی ہے۔ اور اسی سخت زمینون مین چنون کی۔ اور جب کہ ان نباتات پر پہول آجاتے ہین تو پہر انکو انہی زمین مین بطور کہاد دفن کر دیتے ہین۔

اسی طرح تر زمینون مین قصب کے درخت جسکو فارسی مین نے بوریا کہتے ہین جس سے قلم بھی بناتے ہین بودیے جائین اور پہر اُن کو کاٹ کر درخت انگور کے درختون کے پاس بطور کہاد دفن کر دین۔

اسی طرح انگور کے پہلون سے شیرہ نکال لینے کے بعد جو فضلہ باقی رہ جاے یعنی پوست اور تخم۔ اُسکو بطور کہاد کے درخت انگور کی جڑون مین دفن کر دین جس سے درخت کو اعلےٰ درجہ کا فائدہ پہونچے گا۔

اسی طرح درختون کے پتّون اور بیلون کو۔ مختلف قسم کی گہاسون کے ساتہہ جمع کرکے سڑایا جاے پہر اُن کو انگور کے درختون کے لئے بطور کہاد استعمال کیا جاے تو بار آوری عمدہ ہوگی۔ آپ نے اس مقام پر لکہا ہے کہ ایسی گہاسین اور بیلین جو ایک یا دو برس تک سڑی ہون درخت انگور کے حق مین کیمیا کا حکم رکہتی ہین۔

(۲۰) انگور کے لئے مرکب کہاد۔ **بینوشاد** کا قول ہے کہ انگور کے پودون کو طاقت پہونچانے کے لئے ایک مرکب کہاد کا نسخہ ہاتہہ آیا ہے وہ یہ ہے کہ انگور کے پتے معہ اُنکی ڈنڈیون کے جمع کئے جائین اور اُن مین کدو اور لوبیہ اور خطمی کے پتے بہی ملاے جائین اور اس مجموعہ کو دہوپ مین سکہا لیا جاے۔ پہر اچہی طرح پر خشک ہو جانے کے بعد اُسکو کوٹا جاے یہانتک کہ وہ بہوسہ کی شکل پیدا کرے پہر اُس بہوسہ مین کسی قدر کبوتر کی بیٹ اور آدمی کا میلا اور تہوڑا سا گاے کا گوبر ملاکر اچہی طرح سے مخلوط کر دیا جاے اور کسی نشیبی مقام مین جو کہ خندق کے مشابہ ہو اُسکو ڈال دیا جاے پہر اُسپر تہوڑی سی مٹی ڈالکر چہوڑ دیا جاے اور اوپر سے بانوبتدریج پانی پہونچایا جاے یاکسان اُس پر چیتاب کرتے رہین تا آنکہ اسکا رنگ و بو بدلجاے۔ پہر اسکو پہیلا دیا جاے یہانتک کہ وہ خشک ہو جاے پہر اُسمین گہوڑون کے تہان۔ اور راستون کی جمع کی ہوی مٹی ملائی جاے جسمین لید اور گوبر بہی ملا ہوا ہو۔ آخر پر تہوڑا سا کتان کا بہوسہ اسپر ڈالا جاے جب یہ مجموعہ اچہی طرح پر مخلوط ہو جاے تو اُسکو کوٹ کر مثل غبار کے باریک کر لینا چاہئے تب اس غبار کو انگور کے نئے پودے اور جوان درخت اور بیلون اور لگائی ہوی شاخون پر چہڑکا جاے اور کچہ اسمین سے اُنکی جڑون مین پہونچایا جاے۔ اور آب رسانی مین خاص اہتمام کیا جاے تو اس سے انگور کی کاشت کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا نشو و نما مین ترقی ہوگی۔ قوت بڑہے گی۔ امراض کا انسداد ہوگا۔ پہل بڑے ہون گے شیرہ وافر ہاتہہ آئیگا۔ صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ یہ کہاد کا مرکب نسخہ عجیب و غریب اثر رکہتا ہے۔ بارہا تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ انگور کے لئے ہمہ تن لیساہی

مفید ہے جیسا کہ انسان کے لئے انگور۔

علامۂ نابلسی کی راے مین درخت انگور کی سب سے بہتر کہاد راستون کی مٹی ہے۔ جسمین کتان کا بہوسہ ملایا گیا ہو۔

مؤلف نے ہندوستان کی آب وہوا مین درخت انگور کے لئے مچہلیون کی کہاد کو زیادہ مفید پایا ہے یعنی چہوٹی چہوٹی مچہلیان ایک ظرف مین سڑائی جائین اور پہر اُنکو مسلّم درخت انگور کی جڑون مین دفن کردیا جاے۔

دکن مین پُرانے گچ کی کہاد بہی انگور کے لئے مفید سمجہی جاتی ہے یعنی شکستہ مکانون کی استرکاری کا چونا جو ریتی مین پسا ہوا ہو بشرطیکہ وہ ایک سال سے زیادہ عمر کا ہو۔ جسقدر زیادہ پُرانا ہو۔ اسیقدر زیادہ مفید ہے۔ اورنگ آباد کے ایک پُرانے دہسکہبہ نے کہا کہ وہ چونا جو دیوار کو کہار لگنے سے جہڑا ہو درخت انگور کی جان ہے اور بہت زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

علامۂ نابلسی کا قول ہے کہ سیتا سپیاری لیکر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرلئے جائین۔ اور باقلا کے ساتہہ اُنکو درخت انگور کی جڑون مین ڈال دین اور مٹر کے دانے اور کہلی مین کوٹ کر پودون کی جڑون کے قریب چہڑکین تو نشو ونما مین بہت ترقی ہوگی۔ یہ مرکب عجیب تاثیر بخش ہے۔

صاحب کتاب الاثمار کا قول ہے کہ ہندوستان مین انگور کی جڑون کے لئے ایک خاص قسم کی کہاد بہت مفید ثابت ہوئی ہے یعنی شورہ۔ ۴۔ اثار۔ سرسون کی کہلی ۲۰ اثار۔ گوبر بوسیدہ ایک من۔ چونا ۲ اثار۔ گڑ ۱۰ اثار۔ ان سب کو باہم ملاکر سڑائین۔ لیکن شورہ اور چونہ کو جدا جدا پانی مین گہول کر اسمین ملائین اور پہر اس مجموعہ کو درخت انگور کی جڑ وںمین ڈالین۔ آپ ہی کا قول ہے کہ کہٹی ہوئی مچہلی کو جڑون مین ڈالکر اوپر سے پسیا ہوا شورہ چہڑکین اسکے بعد تہالہ کو پاٹ دین اگر مچہلی کی کہاد کا اہتمام نہو سکے تو کہونگہے کے مغز کی کہاد بہی استعمال

کی جا سکتی ہے جو مچھلی کا بدل ہے۔ گہونگھے کے مغز کی کہاد بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک گہڑے مین بہت سے گہونگہون کا مغز اور نرم مٹی تہ بہ تہ ڈالتے جائین۔ دو تین مہینہ مین سب مغز بوسیدہ ہوکر مٹی مین شامل ہوجائے گا۔ جسکے بعد وہ درخت انگور کی جڑون مین دیا جاسکیگا نظام نباتات مین نمک و پوٹاش و فارسفورس کے اجزا کو بہت کچہ دخل ہے۔ گہونگہون کی کہاد مین فارسفورس موجود ہے۔ لیکن مچہلی سے کم۔

صاحب **دولت با عبانی** کا قول ہے کہ کمیلہ سے دو سیر بہیڑ یا بکری کا خون او۔ اوجھ کا میلا لاؤ۔ اور اوسمین تہوڑی سی مٹی ملالو۔ اور کہودے ہوے گڑہے مین جس کا بیان اسی باب کے ضمن (۲) پر ہوا ہے اوسکو بہر دو۔ اور پہر سادہ مٹی سے اُسکو پاٹ دو۔ اور تین چار دن تک متواتر کثرت سے آب رسانی کرو۔ پہر حسب معمول آبپاشی جاری رکہو۔

آپ ہی کا قول ہے کہ دو حصہ بالو اور ایک حصہ مٹی اور دو سیر بہیڑ کا خون اور دو سیر مچہلی ان سب کو ملاکر درخت انگور کی جڑون مین بہر دینا کافی ہے لیکن اسکا استعمال اُسی وقت کے لحاظ سے ہو جسکا بیان اسی باب کے ضمن (۲) مین گزرا ہے۔

صاحب **حسن الصناعہ** فرماتے ہین کہ نیا گوبر۔ راستون کا کیچڑ۔ انسانی میلہ۔ بوسیدہ ہڈیان۔ جانورون کے سینگ کا برادہ۔ پُرانے چند بان جو اونی ہون۔ ان سب کا مجموعہ انگور کے لئے ایک اعلے قسم کی کہاد ہے جس سے درخت قوت کے ساتہہ بڑہتے ہین۔ لیکن اسکے استعمال سے خصوصاً ابتدائی برسون مین انگوری شیرہ خراب نکلتا ہے جسکی بُو اور مزہ دونون ناپسندیدہ ہوتے ہین۔ گرم ملکون اور خشک زمینون مین بہ نسبت سرد ملکون اور سرسبز زمینون کے یہ بات کم پیدا ہوتی ہے۔

سمندر کے کنارہ پر جو درخت بوئے جاتے ہین اُن مین اس قسم کی کہاد غیر مفید ثابت ہوئی ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ مندرجہ بالا کہاد جو اعلے قسم کی کہاد ہے صرف کم عمری مین دیجائے اور ثمرہ کے موسم مین ایسی نباتی اور معدنی کہادون کا استعمال کیا جا

جنمین کثرت سے پوٹاشا شریک ہو۔

آپ ہی کا قول ہے کہ نہرون کا کیچڑ اور برک (یہ ایک قسم کے درخت کا پوست ہے جو خرفہ کے مشابہ ہوتا ہے اور امریکہ سے لایا جاتا ہے) دونون کو مخلوط کرکے ایک سال تک ہوا مین رکہین اور بار بار الٹاتے پلٹاتے رہین اور کسی قدر چونا بہی اُسمین شریک کرلین۔ تو اس کہاد کے استعمال سے درخت انگور کی سرسبزی بڑہ جائیگی۔

آپ ہی کا قول ہے بیرسوز کیما وہی فرانساوی ایک مشہور محقق فرانس مین گزرا ہے جسکے بتلائے ہوئے بعض کہاد کے نسخے ہم ذیل مین بیان کرتے ہین جو انگور کے لئے مفید ثابت ہوئے ہین۔ جن کہادون مین چکناپن ہو۔ جیسے بوسیدہ ہڈیان اور پُرانے چمڑے اور سنگون کا بُرادہ اور خون وغیرہ ان سب سے درخت انگور کے اعضا کو نمو حاصل ہوتا ہے اور پوٹاش کی شوریت رکہنے والے اشیار سے پہلون کے نمو مین اعانت ہوتی ہے۔ اسی طرح فاسفورس سے بہی انگور کے وہ کم عمر پودے جنکی جڑون مین پیوست ہوتی ہے بہت جلد نشو ونما پاتے ہین اور نیز اُسمین کسیقدر کہلی ڈالی جاے تو اور زیادہ فائدہ ہوگا۔ معلم بیرسوز فرانسیسی کہتاہے کہ سلیات پوٹاشا اور نوسفات پوٹاشا اور غیر خالص چونا بہی زمین کی سطح ظاہری کے کچہ نیچے استعمال کرنے سے انگور کے پودون کو نفع پہونچتا ہے۔ بشرطیکہ اسکے استعمال مین مبالغہ اور کثرت سے کام نہ لین۔ لاکن مؤلف کی راے ہے کہ اس کہاد کو بنجبا لہ درختون مین صرف ایک مرتبہ دینا کافی ہے۔

برٹش انڈیا کے ممالک متحدہ آگرہ واودہ کی راے ہے کہ انگور کے جو درخت کمزور یا روگی ہون اُن مین گندہک یا گندہک کی مٹی کو بطور کہاد دینا چاہیئے اور نیز کہنہ عمارتون کا چونا اور اینٹ کے روڑے تہالون مین گاڑ دینے سے تہالون کی مٹی پولی اور نرم ہوجاتی ہے۔ اسی طرح سرسون کی کہلی کو سڑا کر اور اُس مین ہینگ ملاکر تہوڑے سے شورہ کی شرکت سے درختون کو چہانٹنے سے پہلے تہالون مین دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ

اول بہالے گوڑے جائین اور پہر مٹی نکال کر یہ پالش دیجاے اور اُس پر پہر مٹی پہیلا ئی جاے اس سے متعدد قسم کے کیڑے اور دیمک دفع ہوگی اور درخت کو طاقت پہونچیگی۔

(۲) درخت کو پہیلانے والی کہاد۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر تم چاہو کہ درخت انگور مین غیر معمولی طور پر نشو ونما اور پہیلاو ہو تو کبوتر کی بیٹ اور مٹی اور انسان کے میلہ کو اچہی طرح سے مخلوط کرکے ۲۰ دن تک رکہہ چہوڑو۔ اور پہر اُسمین انگور کے کچہ پتے شریک کرو۔ اور اُس پر پانی چہڑکو۔ اور اس مجموعہ کو ایک گڑہے مین ۲۰ دن تک داب دو۔ پہر اُسکو نکالکر ہوا پہونچاؤ۔ اور اُسمین تہوڑا سا بہوسا ملاؤ اور پہر گاڑدو۔ ۱۵ دن کے بعد اس مجموعہ کو نکال کر درخت انگور کی جڑون مین دفن کرو جس سے تم غیر معمولی پہیلاو اور نشوونما پاؤگے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس قسم کی کہاد مین یہ ایک خرابی ہے کہ اسکے استعمال سے انگور کا شیرہ فاسد اور خراب اور قابض۔ بدمزہ اور بدرنگ ہوجاتا ہے لہذا فلاح کو ہمیشہ غیر معمولی کوشش سے بچنا بہتر ہے۔ ہم نے اس نسخہ کو صرف اس خیال سے بیان کردیا ہے کہ بطور صنعت یاد رہے۔

(۹) درخت انگور کی آبرسانی کا بیان

(۱) پانی کے مدارج۔ علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ درختون کی آب پاشی کے لیئے ہر حال مین زیادہ مفید اور مناسب شیرین پانی ہے جو وزن مین پانی کے کل اقسام سے ہلکا ہوتا ہے۔ بارش کا پانی اگرچہ شیرین ہے لیکن کہیتون اور ترکاریون کے سوا اور درختون کیلیئے ثقیل سمجہا جاتا ہے۔ نہر کا شیرین پانی عموماً جملہ اقسام نباتات کو مفید اور مصلح ہے۔ کنوؤن اور چشمون کا پانی ایسے درختون کے ساتہہ زیادہ مناسبت رکہتا ہے جنکی جڑین بڑی اور زمین کے نیچے دور تک جانے والی ہون۔

دوسرا درجہ ملے پانی کا ہے جسمین شیرینی کم ہو۔ تیسرا درجہ کہاری پانی کا ہے جسمین شیرینی مطلق نہو۔ چوتہے درجہ مین تلخ پانی ہے جو اِن سب سے ردی ہے۔

انگور کا درخت اُن نباتات سے ہے جو پانی کے زیادہ محتاج ہین - اسکی رغبت پانی کے ساتھہ اس درجہ مین ہے کہ کنارہ نہر یا کنارہ دریا یا لب چشمہ یا حوض یا تالاب پر تو بہہ زیادہ آب رسانی کا طالب نہین ہوتا - اسلئے کہ ذرائع آب کا قرب اسکو تسکین بخش ہوتا ہے لیکن جن مقامات پر ذرائع آب قریب نہون وہان اول درجہ کی آب رسانی کا محتاج ہے - اعم ازینکہ کسی قسم کا پانی ہو بجز تلخ پانی کے باقی کل اقسام پر یہ درخت صبر کر لیتا ہے - اور شاداب رہ سکتا ہے -

(۲) آب پاشی کا زمانہ - آب پاشی کے تین زمانے ہین - (۱) جاڑے کا زمانہ (۲) خریف - (۳) ربیع - جاڑون مین آب پاشی ضرور ہے تاکہ درختون مین گرمی اور رقت کے مادہ کو تحریک پیدا ہو - اور خریف مین اسلئے کہ کہاد کا تحمل کر سکین - اور ربیع مین اسلئے کہ نشو و نما مین مدد پہونچے -

بعض فلاحان عرب کی راے ہے کہ اگر گرمی کے موسم مین غیر موسم پانی شدت سے برسے تو حسب معمول آب رسانی کا کام جاری رکہو - اور سیرابی کا اندازہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے پیش نظر رکہو -

جاڑے کے موسم مین غیر معمولی طور پر پانی برس جاے تو درخت کے تہالہ کو چٹائیون وغیرہ سے ڈہانگ دو - اور نالیان کاٹ کر پانی کی نکاسی کا بندوبست کرو - اور بجرد پانی تہمنے کے حسب معمول آب رسانی کرو -

سردی کی شدت مین آب رسانی درخت کو کوئی نقصان نہین پہونچاتی اور جڑون اور شاخون کے کیڑون کو ہلاک کرتی ہے -

گرمی کے موسم مین سیرابی کے ساتھہ آب پاشی نہ کرنے سے درخت کی پرورش مین خلل واقع ہوتا ہے اور امراض مہلکہ کے عارض ہونے کا اندیشہ ہے -

بارش کے موسم مین آبرسانی بے ضرور ہے اور بیفائدہ مگر کشش باران کیحالت مین مفید ہے -

علامۂ نابلسی کا قول ہے کہ درخت انگور ماہ نیسان مین آب پاشی کا مشتاق رہتا ہے اور پہل توڑنے کے زمانہ مین بھی۔

کہاد دینے کے بعد اور شاخون کے تراشنے کے بعد آب پاشی مین کامل نگرانی لازم ہے۔

(۳) آب پاشی کا وقت۔ گہڑون سے پانی دینا بہت نازک کام ہے۔ فلاح کو ہمیشہ موسم اور زمین کی حالت پر نگران رہنا پڑیگا۔ کسی مقام پر باعتبار موسم ممکن ہے کہ صرف دن مین ایک دفعہ پانی دینا کافی ہو۔ کہین دن مین متعدد دفعہ آبرسانی ضرور ہو۔ کہین روزانہ آبرسانی کی ضرورت نہو۔

آب پاشی کے لئے ہر موسم اور ہر مقام مین رات کا پہلا حصہ زیادہ مفید ہے۔ اور دوم درجہ مین صبح دہوپ کے تیز ہونے سے پہلے اور سوم درجہ مین قریب غروب۔ گرمی کی شدت کے وقت سیراب کرنے سے درخت کو راحت نہین ملتی۔ اگرچہ کچہ نقصان نہین پہونچتا۔

فلاحان عرب اور ہند کا اتفاق ہے کہ گرم ملکون مین گرمی کے موسم مین انگور کو طلوع آفتاب کے ساتہہ ہی ایک دفعہ آب پاشی کرنا چاہیئے۔ اور ۸ بجے شب کیوقت دوسری دفعہ اور سرد ملکون مین رات کے آخری حصہ یعنی صبح کے قریب طلوع آفتاب کے قبل ایک دفعہ کافی ہے۔ اور بارش کے موسم مین جبکہ متصلاً چار دن تک پانی نہ برسے تو سیرابی کے ساتہہ صبح مین پانی دینا چاہیئے اور یہ حکم سرد ملکون کے لئے ہے۔ گرم ملکون مین جس دن پانی نہ برسے اُسکی دوسری صبح پانی دینا ضرور ہے۔

جاڑے کے موسم مین روزانہ ایک دفعہ سرشام آب رسانی لازم ہے اور یہی حکم گرم اور سرد دونون مقامات پر ہے۔ سرد مقامات پر برف یا پالے کے ذریعہ سے جو سردی پہیلتی ہے اُسکو آب رسانی سے کچہ تعلق نہین ہے اُسکی حفاظت اور اُسکے نقصان کے دفعیہ کے لئے کسی اور مقام پر ہدایت ہوگی۔

(۴) آب پاشی کی مقدار۔ زمین کی سیرابی میں مبالغہ سے کام نہ لینا چاہیئے اور ضرورت کے مطابق پانی دینا چاہیئے۔ یعنی جس موسم میں درخت کو جسقدر تشنگی ہو۔ اُسی قدر آب رسانی مفید ہے۔

درخت کا تہالہ جب تک پانی جذب کرتا جاے اُسوقت تک بلاتکلف پانی دینا چاہیئے جب تہالہ کی سطح بالائی میں پانی ٹھہرنے لگے تو روک دینا چاہیئے۔ اگر آب رسانی کا ذریعہ بہتی نالی کی شکل میں ہو تو درخت سے دو فیٹ کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی زمینی نالی کا رات دن بہنا انگور کے لئے بہت مفید ہے وہ اُس سے اُسی قدر پانی جذب کرتا ہے جس قدر اُسکو ضرورت ہے۔ ایسی نالی کو تہالون کے بیچ سے ہرگز نہ بہانا چاہیئے۔

(۵) میٹھے پانی کی آب پاشی۔ باولی کے میٹھے پانی کی آب رسانی تہالہ کے اندر یا اگر کوئی بہتی ہوی نالی ہے تو تہالہ سے متصل جائز ہے جس سے کوئی مضرت کا اندیشہ نہیں ہے شیرین نہر کے پانی کی نالی درخت انگور سے دو فیٹ کے فاصلہ پر بہنا مفید ہے اور اس سے قریب بھی غیر مضر ہے۔

(۶) ململے یا کھاری پانی کی آب پاشی۔ ململے پانی کی نالی دو فیٹ پر بہنے سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اور اس سے قریب بہنے سے امراض کے عارض ہونے کا اندیشہ ہے۔ کھاری پانی کی آب رسانی تہالہ میں کسی وقت مفید نہ ہوگی۔ اسکی نالی ۴ فیٹ کے فاصلہ سے بہنا چاہیئے مگر یہ ہوسکتا ہے کہ تہالہ کے مقابل اُسی نالہ سے ایک اور نالی نکالی جاسکے جو درخت سے دو فیٹ کے فاصلہ پر آکر رُک جاے۔

(۷) آب شور کی آب پاشی۔ بہ مجبوری اگر آب شور سے آب رسانی کرنا پڑے تو صرف ایک ایسے گڑھے میں آب شور ڈالنا چاہیئے۔ جو درخت سے ۳ فیٹ کے فاصلہ پر ہو۔ اسکی نالی بہنے سے زیادہ مضرت کا اندیشہ ہے۔

(۸) تبدیل آب پاشی کا بیان۔ جن درختون کی آب پاشی میٹھے پانی سے ہوتی ہے اُنکے

تہالہ مین سہ مہنیہ مین ایک دفعہ ایک ایک مٹھی نمک ڈال دیا جاے۔

جن درختون کی آب پاشی ملیلے پانی سے ہوتی ہے یا کہاری پانی سے۔ اُن کو موسم گرما مین ماہانہ ایک دن تالاب یا نہر شیرین یا میٹھے پانی کے کنوین سے آبرسانی کرنا ضرور ہے اگر ایسا ذریعہ میٹھے پانی کا قریب مین موجود نہ ہو تو صرف موسم سرما مین ماہانہ ایک دن درخت کے تہالہ مین آب رسانی کے وقت تہوڑا سا انگوری سرکہ ڈال دینا چاہیے

(۹) آبپاشی کے متعلق ہدایات خاص۔ جن درختون کی آب پاشی گہڑون سے کیجاتی ہے وہان ہمیشہ اس بات کی پابندی رہے کہ پانی کا گہڑا زمین پر رکہہ کر تہالہ کے ایک کنارے اور ہاتہہ کے سہارے سے پانی بہا دین۔

جن مقامات پر پانی کی قلّت ہے اور گہڑون سے آب رسانی کی جاتی ہے۔ وہان مناسب ہوگا کہ ہر ایک تہالہ مین ایک خالی گہڑا دہرا رہے جسکے پیندے مین ایک باریک سا سوراخ ہو۔ اس گہڑے کو پانی سے بہر دین۔ اور خالی ہوتا جاے تو پہر بہر دین یہ طریقہ موسم گرما اور سرما دونون مین مفید ہے۔

فلاحان عرب و عجم کی راے ہے اور زمینداران ہند کو اس سے اتفاق ہے کہ اگر بیس ایکڑ کے رقبہ مین انگور کی کاشت کی جاے اور اُس رقبہ کے درمیانی حصہ مین چار باولیان اس طرح پر کہودی جائین جنکا باہمی فاصلہ سَو سَو فیٹ رہے اور ایک باولی سے دوسری باولی کی تہ مین باریک راہ قائم کردین تو انگور کے درخت جو اُس مجموعی رقبہ مین بوئے گئے ہون بہت تہوڑے پانی مین سیراب ہو جائینگے۔ اور ان چار باولیون کا مجموعی پانی ضرورت سے بہت زیادہ ثابت ہوگا۔ جس سے اور قسم کے موافق اجناس کی کاشت درمیانی حصہ مین ہوسکے گی۔

(۱۰) درخت انگور کے آفات اور عوارض کا بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ حیوانات اور نباتات دونون

کی طبیعت کا اعتدال سے تجاوز کرنا سبب مرض ہے۔ نباتات مین کبھی سردی اپنے حد اعتدال سے بڑھ جاتی ہے اور کبھی گرمی۔ دونون حالتون مین یہ کہا جاویگا کہ عارضہ کا سبب پیدا ہوگیا۔ بہت سے عوارض ایسے ہین جو حرارت کے زیادہ ہونے سے عائد ہوتے ہین اور کثیر بیماریان سردی کے غلبہ سے لاحق ہوتے ہین۔ ہر ایک بیماری کے علامات خاص اور نام بھی جدا جدا ہین۔ ہوشیار فلاح کا کام ہے کہ وہ اُن علامات کے لحاظ سے جو درخت انگور کی جڑون۔ پتّون۔ شاخون اور اُنکے رنگ اور ثمرہ سے پائے جائین۔ اول مرض کی تشخیص کرے اور پھر اسکے سبب سے واقف ہو جاے اسکے بعد دفع سبب مین کوشش کرے اسی کا نام علاج ہے۔ جب سبب عارضہ دفع ہو جاتا ہے تو عارضہ جاتا رہتا ہے یا سبب کے کم ہونے سے مرض کی شدت کم ہوتی ہے۔ یا سبب کی ترقی کرنے سے مرض بڑھ جاتا ہے۔ بسا اوقات تشخیص کی غلطی یا بحالت صحت تشخیص۔ سبب کے قوی ہونے اور علاج کی تدبیر موثر نہ ہونے کیوجہ سے درخت ضائع ہو جاتا ہے۔

اکثر مواقع مین لحوق سبب کے آثار سے واقف ہوکر۔ اُسکو روکنے سے مرض کے پیدا ہونے کی نوبت ہی نہین آتی۔ اسی کا نام حفظ ما تقدم ہے۔

قدماے کسدانیین نے چاند اور ستارون کے تاثیرات کو سبب امراض قرار دیا ہے اور اسکا نام **آفات الکروم من النجوم** رکہا ہے اگرچہ اُنکے خیال کا بڑا حصہ جیسا کہ بعض تصانیف سے ظاہر ہے اُنکے عقیدہ سے متعلق ہوگیا ہے لیکن معقولی اصول پر بھی یہ بات ماننے کے قابل ہے کہ موسمی سردی اور گرمی مین آسمانی سیارون کو ہر طرح کا تعلق ہے۔ ہرگاہ درخت انگور کے امراض کا سبب اسی گرمی اور سردی سے تعلق رکھتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ آفات الکروم من النجوم کے معنی صحیح ہین۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ مشرقی۔ مغربی۔ شمالی اور جنوبی ہوا کو بھی اسمین دخل ہے۔ بسا اوقات ہواے ردیہ طبعی اعتدال مین خلل انداز ہوتی ہے۔

بعض عالم فلاحون نے کہا ہے کہ عوارض انگور کے اسباب مین زمین کو بہی دخل ہے۔ اسی وجہ سے فلاحان عرب نے امراض انگور کو آفات سماوی و آفات ارضی و آفات ہوائی کہا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ آفات سماوی مین چاندگرہن اورسورج گرہن کو بہت بڑا لعاق ہے جسکی وجہ سے انگور کی طبیعت مین ایک خاص قسم کی سردی پیدا ہوجاتی ہے جس سے پودہ کو ضعف عارض ہوتا ہے اور اسی ضعف سے بہت سے امراض لاحق ہوتے ہین۔

محققین یورپ کا قول ہے کہ عوارض جن مین درخت انگور مبتلا ہوتا ہے وہ دو قسم کے ہین۔ (۱) کیڑے۔ (۲) فنگس۔ فنگس ایک قسم کی پہپوندی ہے جو درخت کے بعض حصص پر ظاہر ہوتی ہے جسکو میکراسکوپ سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باریک باریک نباتی نمو کا ایک مجموعہ ہے جسکا انگریزی نام مشروم ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کا قول ہے کہ انگور کے ہرایک مرض کے لئے اگرچہ علاجات مخصوص ہین لیکن ایک ایسا عام علاج بہی ہے جو تمام امراض کے لئے نافع ہے جس کو ہم پہلے بیان کرتے ہین۔ جب انگور کی بیلون مین ڈہیلا پن اور پتون مین زردی اور رس مین عفونت پائی جاے یا ثمرہ کم آنے لگے تو ان علامات کے پاے جانے یا جمع ہونے سے سمجھہ لینا چاہئے کہ طبیعت مین اعتدال نہین رہا ہے اور ضعف آگیا ہے۔ اعم ازینکہ یہ ضعف گرمی کی زیادتی سے ہو یا سردی کے غلبہ سے۔ اگرچہ یہ بات بالکل ممکن ہے کہ اس ضعف کی وجہ سے کوئی خاص مرض عارض ہوا ہو لیکن فلاح کو اُس خاص مرض پر آگاہی ہو یا نہ ہو۔ سب سے پہلے وہ تدبیر کرنا چاہئے جس سے ضعف گہٹے اور وہ تدبیر صرف یہی ہے کہ پتون اور بیلون کو چہانٹا جاے جس سے بوجہا ہلکا کرنا مقصود ہے۔ ثقل مضر کو دور کرنا ہر شئے کے لئے پہلا علاج ہے جس سے قوت ترقی کرتی ہے اور صحت کی امید ہوتی ہے۔ فلاح طبیبون نے اس کاٹ چہانٹ کو تنقیہ نباتات کہا ہے۔ فلاحان تجربہ کار

نے اس عمل کو بغیر کسی عارضہ کے بھی سال مین ایک دفعہ ضروری خیال کیا ہے ۔ تاکہ حفظ ماتقدم ہوجاے اس کاٹ چھانٹ مین اُنہین تمام ہدایات پر عمل کرنا چاہئیے ۔جو اسکے خاص باب مین بیان کئے گئے ہین ۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ امراض انگور کے لئے ایک ایسی دوا ہم بیان کرتے ہین جو جمیع امراض کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے وہ ایک خاص قسم کی کھاد ہے ۔ تم انگور کے پتون اور اُسکی اینڈہن اور پہلون اور گٹھلیون کو جلاکر اُنکی راکھہ جمع رکھو ۔ یا انہین اجزا کو باہم ملا دو تاکہ سڑ جائین ۔ پھر گاے کے پیشاب مین انکو بھیں لو ۔ یا گاے کے پیشاب ہی مین سڑالو ۔ اور اس نسخہ کو ہمیشہ اپنے پاس تیار رکھو ۔ ہر ایک مرض کے لئے اس نسخہ کا جڑون مین استعمال کرنا مفید ہے ۔ نافہم اور جاہل فلاح جو تشخیص مرض اور علاج کے متعلق ہوشیاری سے عمل نہ کرسکتے ہون وہ اس نسخہ سے کام لے سکتے ہین ۔

(الف) بیماریان اور اُن کا علاج

(۱) آکلہ یا تاکل کا مرض ۔ آکلہ اور تاکل بقول آدم فلاح ایک ہی مرض کا نام ہے ۔ اکل کے معنی زبان عرب مین کھانے کے ہین ۔ چونکہ یہ مرض درخت انگور کی جڑون کو کھا جاتا ہے لہذا عربون نے اسکا یہ نام رکھا ۔ اس مرض سے بیمار درخت کی جڑین یا تو گل جاتی ہین یا بیکار ہوکر پتلی پڑ جاتی ہین اور ذرا سے اشارہ سے اوپر نکل آتی ہین اُن مین گرفت بالکل باقی نہین رہتی ۔

یہ مرض اکثر زمین شور یا ریتلی زمین مین انگور کی کاشت ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور کبھی صرف کھاد کی زیادتی کیوجہ سے بھی عارض ہوتا ہے ۔

اسکا عمدہ علاج یہ ہے کہ کثرت سے کدو یا کھیرے یا ککڑی کی کاشت درخت انگور کے اطراف مین کردی جاے اور نرم اور سبز کھاد جسمین حدت بالکل نہو بیمار درخت کی جڑون ... ڈالی جاے ۔ نرم کھاد سے یہ مطلب ہے کہ انسانی میلا یا کبوترون کی بیٹ بالکل اُٹھین

شریک نر ہے۔ گائے کا گوبر۔ بکریون کی مینگنیان اور گھوڑ کی مٹی اس مرض کے علاج کیلئے بہت مفید ہے۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ جب تک انگور کے درخت پودہ کی حالت مین چھوٹے قد کے ہون اُن کو یہ مرض لاحق ہو تو کسی اور تدبیر کے مقابلہ مین کھاد ہی سے علاج کرنا بہتر ہے۔ ککڑی اور کھیرے وغیرہ کی کاشت اُنکے قرب مین غیر مفید ہوگی مرض تو بیشک اس کاشت سے کسی قدر گھٹے گا لیکن ساتھہ ہی پودون کی قوت بھی زائل ہو جائیگی۔ انگور کے بڑے یعنی جوان یا بڈہے درختون کے لئے مرض آکلہ یا آکل کے علاج مین کدو۔ کھیرے کی کاشت بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ مین نے اس صراحت کے ذریعہ سے پہلے قول پر کوئی اعتراض نہین کیا ہے بلکہ ایک معقول بات سمجھائی ہے جو پہلے مقولہ کی صراحت کرتی ہے۔ چھوٹے قد کے انگور کے پودے زیادہ قوت اور آفتاب کی شعاع اور عمدہ اور وافر ہوا کے طالب رہتے ہین۔ جب اُنکے قریب اُنکے ہم قد یا اُن سے قدآور درخت ہو جائینگے تو اُنکی تندرستی مین نقصان آئیگا۔ غذا۔ ہوا۔ روشنی اُنکو کم ملے گی۔ بیماری کی حالت مین ان تینون چیزون کی کمی ایک نئی آفت اور برپا کریگی لہذا مختلف تدابیر سے اور ضرورت کو پیش نظر رکھکر علاج کرنا چاہیے۔

اسی موقع پر آپ نے ایک نازک بات بیان کی ہے جو ہر ایک فلاح کو سمجھہ رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ کدو یا کھیرے یا ککڑی کی بیلین اگرچہ بہت زیادہ مثل انگور کے نہین پھیلتین لیکن کسی قدر تو ضرور پھیلتی ہین۔ انگور کا جو پودہ اتنی کم سنی مین ان جوان بیلون کے مساوی پھیلاؤ رکھتا ہے وہ بحالت صحت یا بحالت بیماری ان بیلون سے نفع حاصل نہین کرسکتا اسلئے کہ اس کم سن پودے کی مساوات ظاہری شکل مین ان جوان بیلون کے ساتھہ قائم ہوئی ہے طبعی قوت کے لحاظ سے وہ جوان بیلین جذب غذا مین اس کمسن پودے سے زیادہ قوی ہونگی۔ پس اسکی مثال ایک جوان بندر کی ہوگی جسکا قد ایک انسانی بچہ کے برابر ہو۔ یہ بات ظاہر ہے کہ یہ بندر اپنے ہم قد انسان کے بچہ کو بلاشک نقصان پہونچا

سکتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ بیماری آکلہ یا تاکل کے علاج کے لئے کدو۔ کھیرے۔ ککڑی کی بیلون کا قرب اُسی حالت مین مفید ہوگا۔ جب کہ انگور کی بیل جوانی یا بڑھاپے مین اُس مرض مین مبتلا ہوی ہو۔

(۲) مرض الغبار۔ **طامٹری کنعانی** اور **صِردایا** کا قول ہے کہ انگور کے درخت پر جو غبار اُڑ کر جم جاتا ہے وہ بارآوری کو ضرور نقصان پہونچاتا ہے۔ **انوخا** کی راے ہے کہ یہ غبار درخت انگور کے لئے مفید ہے۔ آپ ہی کی راے ہے کہ جن بیلون کا نشوونما زمین پر پھیلنے کی حالت مین بھی قائم رہ سکتا ہے اُن کے لئے غبار کبھی مضرت بخش نہین ہوسکتا۔ وہ کہتا ہے کہ درخت یا منڈوے پر اسکی بیل کا چڑہانا ایک مصنوعی عمل ہے۔ طبعی طور پر انگور کی بیل خاک ہی پر لوٹنے پوٹنے کی عادی ہے اسلئے غبار خاکی کسی طرح اسکو مضرت بخش نہین مانا جاسکتا۔

طامٹری اور **صردایا** کہتے ہین کہ تمام اقسام نباتات کا قیام زمین پر ہے جس سے وہ اُگتے ہین لیکن اسکے ساتھ ہی وہ پانی کی مدد کے محتاج ہین۔ کیونکہ درخت ہو یا کوئی اور مٹی کا پتلا جیسے انسان۔ اُس پر مٹی کا گرنا کبھی اُسکو خوشگوار نہین ہوسکتا۔ ایک زندہ جانور یا ایک پودہ کو مٹی مین دفنا دین تو وہ زندہ نہین رہ سکتا۔ ہوا کا گزر بند ہوکر اُسکا تنفس اور زندگی باقی نہین رہ سکتی۔ یہی حال نباتات کا ہے کہ اُن پر کثرت سے خاک کا جم جانا اُنکے مسامات کو بند کردیتا ہے۔ اُنکا جسم تازہ ہوا نہین پاسکتا۔ اُنکے اندرونی زہریلے بخارات باہر نہین نکل سکتے۔ انہین خرابیون سے پرورش اور زندگی مین فتور آجاتا ہے۔ مصنف **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ ہر چیز ایک مقام پر مفید ہوتی ہے اور دوسرے مقام پر مضر۔ مٹی کی صحبت جڑون کو مفید ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ درخت کے ہر ایک حصہ پر مٹی مفید ہو۔ انسان کو جو غذا معدہ مین پہونچکر مفید ہوتی ہے کیا وہی غذا صرف پیٹ پر باندہ دینے سے فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ ہرگز نہین۔ بعض وقتون مین ضرورت کے وقت کھاد کا نباتات

کے جسم پر چھڑکنا بے شک مفید ثابت ہوا ہے لیکن ہوا کے ذریعہ سے اُڑی ہوئی خاک
نباتات کے جسم پر کثرت سے جم جانا ہمیشہ غیر مفید ثابت ہوا ہے پس اس بات کو مان
لینا چاہیئے کہ مرض الغبار انگور کے لئے ایک خوفناک مرض ہے۔ گرم اور سرد مقامات
مین یہ بات مانی گئی ہے کہ جب انگور کے پتون اور شاخون پر کثرت سے تہ بتہ غبار
جم جاتا ہے تو وہ درخت انگور کو سخت ضرر پہونچاتا ہے اسی لئے اس کو ایک بیماری
کا درجہ دیا گیا ہے۔ اسلئے کہ یہ بھی ایک عارضہ ہے۔ پس اسکے دفعیہ کی تدبیر یہی ہے کہ
تمام درخت کو شیر گرم پانی سے کئی بار دھو کر صاف کرین۔

(۳) مرض الحمرۃ یعنی سرخ بادہ کا مرض۔ | آفات النجوم سے ایک خاص مرض ہے جس کے
عارض ہونے سے درخت کے پتے نہایت سرخ ہو جاتے ہین اور بعض ریشے بھی سرخ
نظر آتے ہین ڈنڈیون سے بھی سرخی چمکنے لگتی ہے۔ سرخ پتون کے آس پاس بعض اجزا
سیاہ معلوم ہونے لگتے ہین اور تنہ اور موٹی شاخون کے چھلکے کسی قدر اُبھر آتے ہین
پھل کا رنگ زردی مائل ہو جاتا ہے۔ شیرہ کی مقدار قلیل اور ناقص۔ یہ مرض اُسوقت
لاحق ہوتا ہے جب کہ مشتری کے گہن کے متصل مریخ کا گہن واقع ہو۔ بعض فلاحون
نے اس مرض کو عام الفاظ مین آفت النجوم لکھا ہے اور بعض حکیمون نے سرخ بادہ
نام رکھا ہے۔ کنعانئین نے اسکے علاج کے لئے یہ تدبیر بتلائی ہے کہ روغن زیتون کو
شراب مین عمدہ طور سے ملا لیا جاسے۔ اور درخت کے تنے اور شاخون پر اسکی مالش
کیجاسے۔ **الوخا** نے کہا ہے کہ روغن زیتون اور شراب اور میٹھا پانی تینون کو ملا کر
جوش دو۔ پھر اس مرکب کو بیلون اور شاخون پر ملو۔ **صغریث** کہتا ہے کہ تنہ کے
موٹے مقام مین آر پار سوراخ کر کے بلوط (سیتا سپیاری) کی لکڑی کی میخ اوس مین
ٹھونس دو۔ پھر درخت کی جڑون کی مٹی کھود کر اسمین بلوط کی لکڑی دفن کرو۔ اور
پھر اُس مرکب غذا کو جسکو فارسیون نے آبکامہ کہا ہے۔ پانی مین اچھی طرح بھگو کر اسکی

جڑون مین ڈال دو۔ **بینو شاد** کہتے ہین کہ آٹھہ دن تک ایسے بیمار درخت کے تہالہ مین ایک دن گائے کا پیشاب اور دوسرے دن آدمی کا پیشاب پہونچایا جاوے۔ اور کسی قدر شاخون اور پتون پر بہی چہڑکا جاوے۔ پہر کچہہ دنون کے توقف سے دِبس یعنی دوشاب انگبین وخرما (شیرہ خرما۔ شیرہ انگور۔ جو گاڑہا ہو) پانی مین گہول کر معتدل القوام بنا لو اور پہر اسکی مالش بیمار درخت کے تنہ اور شاخون پر کرو۔ اس سے کیڑے مکوڑے جمع ہوجائین تو اُنکو دفع مت کرو۔ اسلئے کہ وہ اس مرض کے ازالہ کے لئے مفید ہین۔ صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ دبس مین شراب انگوری کا نہایت ترش سرکہ دونی مقدار مین ملاکر بیمار درخت کے تنہ پر مالش کرنا زیادہ مفید ہے۔ پہر گائے کے پیشاب مین بلوط کی لکڑیون کی راکہہ ملاکر جڑون مین ڈالنا چاہیئے۔ دو مرتبہ اس طرح عمل کرنے سے بیماری دفع ہوجاوے گی۔ آپ ہی کا قول ہے کہ زوغن زیتون اور سرکے کو اچہی طرح پر ملاکر پکالو۔ اور پہر اسکی مالش درخت پر کرو تو اکثر مفید ہوجاتا ہے۔ ایک فلاح کا قول ہے کہ بارما کے باشندے اس مرض کا علاج گائے کے پیشاب مین شراب انگوری ملاکر کرتے ہین۔ اس طرح سے کہ انگور کے درختون کی جڑون مین اس مجموعہ کو ڈالتے ہین اور صرف موٹی شاخون پر چہڑکتے ہین۔ اور ملک بابل کے رہنے والے سمندر کے پانی کو بیمار درخت کی جڑون مین پہونچاتے ہین اور شاخون اور پتون پر چہڑکتے ہین جو بہت نافع ثابت ہوا ہے۔ **قوثامی** کہتا ہے کہ سرد ملکون مین اس بیماری کا علاج انوخا کی راے کے مطابق مفید نظر آیا۔ اور گرم ملکون مین دوسرے علاجات متذکرہ بالا فائدہ بخش ثابت ہوے۔ ساحرین نے اپنے عقیدہ کے مطابق ایک جدا نسخہ تجویز کیا ہے وہ کہتے ہین کہ بہرمرح الضم کو لیکر سات رات اور دن تحت السماء انگور کے باغ مین رکہہ چہوڑ دو پہر لوہے کے سوہان سے اُسکا برادہ نکالکر اسکو پانی اور شراب انگوری مین ملاکر جوش دو۔ جب چودہ مرتبہ اسمین جوش آجاے تب اُس تیار مرکب کو بیمار درخت پر چہڑکدو

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ساحرون کی راے سے ہمیشہ مجھکو نفرت رہی ہے۔ لیکن اس علاج کو حکیمانہ تدبیر فرض کرکے تجربہ کرلیا جاے تو کچھ ہرج نہین ہے۔ ہم نے اسکے تجربہ کی کوشش نہین کی اسلئے کہ مجرب تدابیر موجود تھے جنکا تذکرہ اوپر ہوا۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ نمک کو پانی مین حل کرکے بیمار درخت کو اُس سے سیراب کرنا اس مرض کے ازالہ کے لئے بہت مفید ہے۔

(۴) سُقم الکرم کا مرض۔ ایک اور مرض درخت انگور کا ہے جسکا نام سُقم الکرم ہے۔ اس کے عارض ہونے سے بارآوری رُک جاتی ہے۔ کبھی خوشے آتے ہین لیکن تل یا تھہائی کی مقدار مین خشک ہوکر جھڑ جاتے ہین۔ اسکا سبب قوت کی زیادتی اور شاخون کا زیادہ پھیلاؤ ہے۔ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ کاٹ چھانٹ سے درخت انگور کا جو کوڑا فراہم ہوتا ہے اُسمین انگور کے سبز پتے شریک کرکے بلوطا یا دُلب کی سُوکھی لکڑیان اسمین ملائی جائین اور پھر مجموعہ کو آگ دی جاے تاکہ جلکر راکھہ ہو جاے۔ پھر اس راکھہ کو احتیاط کے ساتھہ کانچ کے شیشون یا مٹی کے پختہ گھڑون مین جمع کیا جاے اور اسمین میٹھا پانی ڈال کر لکڑی سے خوب ہلایا جاے تاکہ پتلا ہو جاے۔ پھر اس مین سے تھوڑا سا لیکر بیمار درختون کی موٹی شاخون اور تنہ پر ڈالا جاے جس سے اکثر یہ بیماری دفع ہو جاتی ہے۔

بلینوشاد نے یہ صلاح دی ہے کہ میٹھے پانی کے عوض کھٹا سرکہ شریک کیا جاے تو زیادہ مناسب ہے۔ طامثری کنعانی نے اس عارضہ کے لئے صرف انسانی پیشاب کو مفید تجویز کیا ہے اور کہا ہے کہ انگور کے بیمار درخت کی جڑون مین اور نیز اوپر کے حصہ پر پیشاب کا چھڑکنا بہت مفید ہے۔ صغریث کہتا ہے کہ بیمار درخت کو زمین سے صرف ایک یا دو ہاتھہ چھوڑکر بالکل کاٹ دو۔ اور پھر جڑون سے مٹی نکالکر اُس مین کھاد بھرو۔ کھاد سے ہمارا مطلب وہ مرکب کھاد ہے جسکا بیان فصل متعلقہ مین ہوا ہے اور پھر ہر روز جڑون پر پانی چھڑکتے رہو۔ جب نئی شاخین پیدا ہون اور بڑھنے لگین تو اُن نئی شاخون

مین جو شاخ کمزور نظر آے اُسکو کاٹ دو۔ اسی طرح دوسرے سال اعلے درجہ کی شاخون کو باقی رکہکر دوسری شاخین چہانٹ دو۔ خیال رکہو کہ اس عمل کے لئے درانتی یا اور کسی آہنی آلہ سے ہرگز کام نہ لیا جاے۔ اس تدبیر سے امید ہے کہ بیمار درخت بارآور ہوگا۔ **صغریث** نے اپنی اس راے پر بہت زور دیا ہے اور کہا ہے کہ اس تدبیر کے سوا اور علاجات ہرگز نافع نہین ہین۔ صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ مرض کی ابتدائی حالت مین اور علاجات بہی مفید ثابت ہوے ہین لیکن جب یہ مرض کہنہ ہو جاتا ہے تو آخر الذکر علاج کے سوا جس کا تجربہ **صغریث** کی راے کے مطابق ہم نے بہی کیا ہے کوئی اور علاج مفید نہین ہوتا۔ **قوثامی** کہتا ہے کہ بیمار درخت کی جڑ مین پیشاب ڈالنے سے یہ نادر بات دیکہی گئی کہ جب پہل آے تو پہلے سے زیادہ خوشبودار تہے۔

طبرنایاد کی ایک فلاح عورت نے کہا کہ مجہ کو خواب مین ایک بڑہیا نے ہدایت کی کہ **قوثامی** سے کہدے کہ جب انگور کے درخت کو سقم کا مرض ہو جاے تو مولی کا عرق نچوڑ کر بیمار درخت کی جڑون مین ڈال اور کسی قدر وہی عرق پتون اور شاخون پر چہڑک۔ اس عورت کو اپنے اس خواب کے نسخہ پر بہت بہروسا تہا اُسنے کہا کہ بارہا اسنے تجربہ کیا ہے اور اس تدبیر کو مفید پایا ہے لیکن ہم نے خواب وخیال پر اپنا عقیدہ مائل نہین کیا۔ بلکہ صغریث کے نسخہ پر عمل درآمد رکہا۔ بخصوص اسوجہ سے کہ علم نباتات کی رو سے مولی انگور کی دشمن ہے۔

علامۂ نابلسی اپنی تالیف علم الملاحہ مین فرماتے ہین کہ انگور کا چہانٹا ہوا ایندہن جمع کرو پہر کسی قدر انگور کے پتے لیکر اُنکے ہم وزن سینتا سپیاری اور چنار اُن مین ملالو پہر ان سب کے مجموعہ کو جلاکر راکہہ بنالو۔ اور ایک کانچ کے ظرف مین یا ایسے ظرف مین جس مین کانچ کا روغن چڑہا ہوا ہو۔ اُس راکہہ کو بہر کر اُسمین میٹہا پانی ڈال دو۔ اور خوب ہلاؤ تاکہ وہ اچہی طرح پر مل جاے۔ پہر بیمار درخت کے تنہ اور شاخون پر اُسکو چہڑکا کرو۔ اگر میٹہے پانی

سے عوض عمدہ سرکہ ملائین تو زیادہ مفید ہوگا - ایسے بیمار درختوں کی جڑون مین انسان کا پیشاب
چھڑکا جانا بھی مفید ثابت ہوا ہے - یہ عمل کئی بار کرنا چاہیے اگر اس سے کچھ فائدہ نہ نظر آوے
تو مناسب یہ ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ کی بلندی باقی رکھکر باقی تمام درخت کو قطع کر دین -
پھر اسکی جڑ مین عمدہ کھاد ڈالکر نرم اور پھلپلی مٹی سے اُسکو پاٹ دین اور زور سے نہ دبائین -
اسکے بعد سیرابی کے ساتھہ آب پاشی کرتے رہین اور علاج متذکرہ بالا بھی جاری رکھین امید
ہے کہ اس علاج سے مرض دفع ہو جاوے اور بالیدگی کا آغاز ہو - جب شاخین نکلنے لگین تو
زوردار شاخون کو باقی رکھین اور کمزور شاخ کو ہاتھہ سے چھونٹ دین - جب خوشے نکل آئین
تو اُنکو انگور کے ایندھن کی راکھہ سے جسمین سرکہ مخلوط ہو آلودہ کر دین اور پھر درخت پر بیس روز
تک روغن زیتون کی دردی چھڑکی جاوے اور سرکہ اُسکی جڑون مین ڈالا کرین اور جب سرکہ
ڈال دیا جاوے تو ایک ساعت کے بعد سیراب بھی کیا کرین -

صاحب **کتاب الاثمار** فرماتے ہین کہ اکثر فلاحون کی غفلت اور درخت کی کہن سالگی
کی وجہ سے انگور کے درختون کو یہ عارضہ اکثر پیدا ہوتا ہے اسکے علاج کے لئے لفٹنٹ پاکس
کی راے یہ ہے کہ ماہ فبروری مین اُنکی جڑین بحفاظت کھولی جائین اور اُن مین دو گھڑے
رقیق کھاد داخل کیجاوے جسکا ایک خاص نسخہ ذیل مین لکھا جاتا ہے :-

سلفیٹ آف لائیم ۳- اثار - شورہ ایک اثار - کسیس پاو اثار -

شورے کو ایک بالٹی مین رکھکر پانی مین حل کرو - پھر کسیس اُسمین ملاؤ - پھر سلفیٹ آف لائیم
کو اُس مجموعہ مین حل کرو - جب یہہ مرکب اور رقیق کھاد جڑون مین جذب ہو جاوے تو
اُسوقت مندرجۂ ذیل نسخہ کو جڑون مین ڈال کر مٹی سے پاٹ دو - اور ماہ مارچ تک بیمار
درخت کو اپنے حال پر چھوڑ دو - مارچ کے مہینہ مین ہفتہ مین دو بار ایک مشک پانی
سے اُسکو سیراب کرو -

(نسخہ) سفوف استخوان سوختہ - دو سیر - جڑون پر چھڑکا جاوے تب اُس پر سے دو انچہ نرم

مٹی ڈالی جاے۔ پہر اُسپر اُپلی کی وہ راکہہ بچہائی جاے جسمین ہڈیان جلائی گئی ہون۔ اور سب سے اوپر نئی مٹی بہر دیجاے۔ اور اپریل کے مہینہ تک بیمار درخت کو اُسکے حال پر چہوڑ دیا جاے۔ جب شاخون مین پہول نکلنا شروع ہو تو اُسوقت رقیق کہاد کا نسخہ متذکرہ عنوان پہر ایک دفعہ استعمال کیا جاے اور اسکے بعد زمین کو خشک حالت مین چہوڑ دیا جاے تاآنکہ زمین مین خشکی کی وجہ سے تڑک پیدا ہو۔ اُسوقت ہفتہ مین دو دفعہ درخت کو سیراب کرنا چاہیے امید ہے کہ اس علاج سے مرض جاتا رہیگا۔

(۵) مرض العارضہ۔ ایک اور بیماری ہے جو درخت انگور کو عارض ہوتی ہے اسکا نام عارضہ ہے۔ یہ عجیب نام ہے جسکے لغوی معنی صرف بیماری کے ہین۔ اسکی دو قسمین ہین۔ (۱) وہ جس سے انگور کے پہل خشک ہوجاتے ہین یعنی ابتدا مین تروتازہ اور تندرست معلوم ہوتے ہین اور پہر جب چنون کے دانہ کے برابر ہوجاتے ہین یا اس سے بہی کسی قدر بڑے تو اُسوقت اُن مین خشکی کا اثر ظاہر ہوتا ہے یہان تک کہ رفتہ رفتہ سبکے سب خشک ہو جاتے ہین۔ **صنعریث** کہتا ہے کہ یہ خشکی صرف ایک ڈنڈی مین یعنی خوشہ کیجانب اسفل مین اُسکے منتہا پر ہوا کرتی ہے۔ ہوشیار فلاح کو اس سے آگاہ ہوکر اسکو نوچ ڈالنا چاہیے۔ پہر انگور کی لکڑیون کی راکہہ کو روغن زیتون اور سرکہ مین ملاکر اُسکا لیپ اُس نوچے ہوے مقام پر کردینا چاہیے۔

صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ انگور کے ایندہن اور اُسکے پتون اور کسمبہ کے سالم درختون کی لکڑی کو جلاکر اُنکی راکہہ کو روغن زیتون مین ملالو۔ اور پہر سرکہ مین خمیر کرو۔ پہر بیمار درخت کی موٹی شاخون اور تنہ پر اسکا لیپ کرو۔ خیال رکہو کہ اس لیپ کا قوام پانی کی طرح پتلا اور رقیق رہے۔ اسی مین سے تہوڑا سا بیمار درخت کی پتلی شاخون پر بہی چہڑکو۔ امید ہے کہ یہ عارضہ اس تدبیر سے دفع ہوجائیگا۔ ماسی سورانی اور بلینوشا دنے اونٹون۔ اور آدمیون کے پیشاب کو شاخون پر چہڑکنا اور جڑون مین ڈالنا بہی مفید بیان کیا ہے وہ

کہتے ہین کہ سات روز تک برابر ہر روز تین بار اسکا چہڑکاؤ جاری رکھو۔ مگر خیال رکھو کہ پیشاب تازہ نہ ہو بلکہ دُہوپ مین تپا ہوا ہو۔ اگر ایسا پیشاب نہ ملے تو کسی قدر کوٹی ہوی رائی بھی پیشاب مین شریک کرلو۔ اور تین دن تک دُہوپ مین رکہہ چہوڑو۔ پہر بیمار درخت کے تنہ پر چہڑکو۔
انوخا کی راے مین اس مرض کے علاج کے لئے اخروٹ کا مغز زیتون کی دردی کے ساتہ ہم وزن کوٹ لیا جاے۔ پہر اُسکو عمدہ سرکہ مین پکا لیا جاے۔ جب قوام پتلا ہو جاے تب بیمار درخت کی شاخون پر چہڑکا جاے۔ یہ عمل متصل بیس دن تک جاری رہے۔ **انوخا** کا قول ہے کہ اگر تم چاہو تو بیمار درخت کی جڑین کہُود و۔ اور اُسمین روغن زیتون کی دردی سرکہ مین ملاکر ڈالو۔ اس طرح پر کہ تیل سرکہ سے کسی قدر زیادہ رہے۔ پہر ایک گہنٹہ کے بعد اسمین پانی دو۔ اس ترکیب سے امید ہے کہ مرض دفع ہو جائیگا۔

(۲) دوسری قسم اس عارضہ کی بہ نسبت قسم اول کے زیادہ خطرناک ہے۔ جب انگور کے درختون کو چہانٹا جاتا ہے تو اُسوقت کسی قطع شدہ شاخ سے رطوبت بکثرت بہنے لگتی ہے یہ رطوبت بمنزلہ بلغم خام کے ہے جو انسان کے بدن مین جمع ہوتا ہے اور جبکہ وہ پک جاتا ہے تو اُن مقامات مین جذب ہو جاتا ہے جنمین وہ رُکا رہتا ہے یا رقیق بنکر خارج ہو جاتا ہے اگر خارج بہی نہ ہو۔ اور جذب بہی نہو جاے تو ایک ایسا عارضہ بنجاتا ہے جو اعضا کو اپاہج اور بے کار کر دیتا ہے۔ یہی حالت درخت انگور کی رطوبت کی ہے۔ یہ درحقیقت ایک غذا ہے۔ جسکو درخت انگور کی طبیعت ہضم کرلیتی ہے جب ہضم کے قصور سے کچہ خام رہ جاتی ہے تو وہ فاسد مادّہ کی طرح درخت کو نقصان پہونچاتی ہے۔ اب اس بات کو معلوم کرو کہ کسی خاص شاخ کے کٹنے سے زیادہ رطوبت کے بہنے کی کیا وجہ ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ رطوبت غذاے غیر پختہ ہے جسمین طاقت کا مادہ کم ہو جاتا ہے۔ جب اُسکو کوئی ایسی راہ مل جاتی ہے۔ تو وہ رقت کی وجہ سے کثرت سے بہ جاتی ہے۔ اسکے بہنے سے درخت بہت کمزور ہو جاتا ہے اور رُکنے سے جدا آفت پیدا ہوتی ہے یعنی درخت کے جسم مین اسکا پک کر ہجانا بار آوری پر

اثر کرتا ہے اور صالح رس کو بگاڑنے لگتا ہے۔ آخر مین درخت کی تندرستی جاتی رہتی ہے۔ درحقیقت یہ مرض انسانی اُس مرض کے مقابل ہے جس سے جگر کے پردون مین ریم پیدا ہو جاتی ہے اور علاج کے موثر نہونے سے سارے بدن کے خون مین پہیلنے لگتی ہے اور آخر پر مہلک ثابت ہوتی ہے۔ پس جب کبھی کسی درخت کی کاٹ چھانٹ کے بعد کسی ایک شاخ سے زیادہ رس بہنے کا واقعہ پیش ہو جاے تو سمجھ لو کہ کچھ دنون کے بعد کوئی نہ کوئی مصیبت اُس درخت پر آنے والی ہے۔ ہمیشہ اُس درخت کی نگرانی اور اُسکی تندرستی کو دیکھا بھالا کرو۔ جب درخت روز بروز دُبلا اور بدرونق نظر آے تو سمجھ لو کہ یہ مرض لاحق ہوچکا۔ اب اُس رطوبت غلیظ کے خارج کرنے کی فکر کرو۔ جو پک کر پہیلنے لگی ہے۔ اسکے نکالنے کا راستہ درخت انگور کے بدن مین بنانا چاہیے یعنی انگور کے تنہ مین ٹانکیان لگائی جائین۔ ٹانکی لگانے سے وہ رطوبت غلیظ بہکر نکل جائیگی۔ **صغریث** نے اس راے کو **کاماس نہری** سے حاصل کیا ہے جو اس فن کا بڑا اُستاد تہا۔ وہ کہتا ہے کہ احتیاط کرو کہ ٹانکی کسی آنکھ پر واقع نہو بلکہ تنہ مین لگائی جاے۔ جس سے وہ مقام مراد ہے جو دو آنکہون کے بیچ مین واقع ہو۔ صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ فلاحان عرب نے اس ترکیب کو مفتی یا معرق کہا ہے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ ایک خاصا آپریشن ہے یا بقول یونانیان فصد کہولنا ہے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اس عمل کے بعد معتدل کہاد سے درخت کو طاقت پہونچاؤ۔ تاکہ اُسکا ضعف کم ہو جاے۔ زم اور معتدل کہاد سے وہ کہاد مراد ہے جسمین انسان کا میلا اور کبوتر کی بیٹ اور دوسری کوئی گرم چیز ملی نہو بلکہ گاے کا گوبر انگور کے پتون اور کدو اور ککڑی کے پتون سے مرکب ہو۔ ان تمام پتون کو گاے کے گوبر مین سڑانے سے معتدل کہاد تیار ہوتی ہے۔ جسمین پرانی مٹی ملانے سے بیمار درخت کو بہت فائدہ پہونچتا ہے۔ اس علاج کے زمانہ مین کہاد یا غیر کہاد کا غبار ہرگز درخت پر نہ ڈالا جاے بلکہ ہر قسم کے غبار سے درخت کو صاف و پاک رکہا جاے اس عمل پر ۲۸ دن گزر جانے کے بعد روغن زیتون کی دردی مین اخروٹ یا بادام یا پستہ

کے چھیلے ہوئے اور پسے ہوئے مغز مین جَو کا آٹا ملاؤ اور اگر ان چیزون سے کچہ نہ ملے تو صرف زیتون کی دردی ہی کو جوش دے لو۔ یہان تک کہ اُسکا کچہ حصہ خشک ہو جاے۔ اور کچہ باقی رہے پہر اُسکو ٹہنڈا کر لو۔ اسکے بعد ٹانکی کے مقامات یعنی مندملہ زخمون پر بشرطیکہ کچہ پیجر جاری رہے اسکا لیپ چڑہا دو۔ اگر رطوبت کا بہنا باقی نہین ہے تو اس لیپ کو موضع سیلان کے اسفل مین اور اوپر کی جانب اور اطراف مین لگانا ہی مفید ہے۔

مختاط فلاحون کی راے ہے کہ اول یہ لیپ تیار کر لیا جاے اور بعدہ ٹانکی لگانا چاہئے تاکہ رطوبت غلیظہ کے نکل جانے کے بعد جسکا رنگ سیاہی مائل اور بو متعفن ہوتی ہے۔ فوراً اُن مقامات پر اس لیپ کا ضماد کر دیا جاسکے۔ جس سے صالح رطوبت بہنے نہ پائیگی۔

آپ ہی فرماتے ہین کہ ٹانکی کے لئے آہنی آلہ سے ہرگز کام نہ لینا چاہیے بلکہ شہتوت کی لکڑی کا ایک تیز چاقو بنا لیا جاے اور اُس سے کام لیا جاے۔ ٹانکی بہت گہری نہ ہو۔ بلکہ پوست سے گزر کر کسی قدر جسم درخت مین اثر کرے۔ **ماسی سورانی** نے کہاہے کہ اس ٹانکی کے بعد پیجر کو روکنے کے لئے ایک اور نسخہ بہی تیار ہوسکتا ہے یعنی انگور کے ایندہن کی راکہہ۔ اور سرنیس اور کاندر۔ ان تینون اشیا کو ہم وزن لیکر اچہی طرح پر کوٹنا چاہئے۔ تب اوس پر تہوڑا سا سرکہ ڈالکر مکرر کوٹنا چاہیے۔ یہان تک کہ اچہی طرح پر تینون چیزین مل جائین۔ اور آپس مین ممتاز نہ ہوسکین۔ جب سرکہ کی شرکت سے جوارش کی شکل پیدا ہو جاے تو اُسوقت اُسمین اور تہوڑا سا سرکہ ملالو۔ تاکہ بنفشہ کے رنگ کا شربت ہو جاے تب اُسکو زخمون پر لگادو اور اسی کا ایک حصہ پانی مین ملاکر مجروح درخت کی جڑون مین ڈالدو۔ یہ دوا زخمون کو بہت جلد ملا دیگی۔ اس دوا کا خاصہ یہ ہے کہ درخت انگور کے اندرون بدن سے غلیظ رطوبتون کو ظاہر بدن کی طرف کہینچ لاتی ہے اور انہین زخمون سے ٹپکاکر خارج کر دیتی ہے۔ **بلینوشاد** نے کہاہے کہ ٹانکیون کا عمل موسم بہار کے وسط مین واقع ہو تو زیادہ مناسب ہے۔

(۶) یرقان کا مرض۔ | صاحب **فلاحۃ النبطیہ** بیان فرماتے ہین کہ یرقان ایک ایسی بیماری ہے

جو ہر قسم کے چہوٹے اور بڑے انگور کے درختون کو عارض ہوتی ہے اور یہ ردی اور مہلک مرض ہے جسکی تشخیص مین کسی طرح کا شبہ نہین رہتا اور اس مرض کا سبب فضا کا فساد ہے۔ گرمی اور جلی ہوی رطوبت سے یہ مرض اکثر پیدا ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے درخت مین ہلکی سی سوزش پیدا ہو جاتی ہے جو کہ درخت کو ضعیف کر دیتی ہے۔ یہ رطوبت پہلے فضا کو بالعرض عارض ہوتی ہے یعنی جب کہ قمر کی روشنی سے فضا بہر جاتی ہے تو یہ روشنی فضا کو اپنی رطوبت آمیز گرمی سے گرم کر دیتی ہے جس سے ایک قسم کی عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس وہ ردی عفونت فضا سے زمینی اشیا مین منتقل ہوکر اونکو ضرر پہونچاتی ہے۔ اس ضرر کو نباتات بہت جلد قبول کر لیتے ہین اور نباتات مین بہی انگور کا خاص میلان اس طرف بہت زیادہ ہوتا ہے اسکی روشن علامت ایک طرح کی خفیف سی سرخی ہے جو کبہی کبہی آسمان کے کنارون پر دکہائی دیتی ہے۔ کبہی یہ سرخی دن مین نظر نہین آتی۔ بلکہ رات کے وقت ظاہر ہوتی ہے جب دن کے وقت ہوا مین اس سرخی کا وجود ہوتا ہے تو بہت کم نظر آتی ہے۔ کبہی پانی کے حباب کی طرح ہوا مین سُرخ سُرخ آبلے نظر آتے ہین مگر زیادہ دیر تک اُن کو قرار نہین ہوتا اس سرخی کا ظہور اُن ایام مین ہوتا ہے جب کہ چاند کی روشنی بہت زیادہ ہو۔ اور اُس کا وقت نوین رات سے اُنیسوین رات تک ہے۔ پس جب کہ تمکو ان معینہ راتون مین بعض اُن علامات کا وجود معلوم ہووے تو سمجہہ لو کہ وہی یرقان ہے۔ اور جان لو کہ تمہارے انگوری کہیت کو نقصان پہونچنے والا ہے۔ اسلیے کہ اسمین اس مرض کے قبول کرنیکی قابلیت بہت زیادہ ہے۔ جب تم کو فضا سے یرقان کی علامتین معلوم ہون تو پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ بیل کا دہنا سینگ اور گاے کا بایان سینگ لیا جاے اور ہاون مین اُن کو کوٹ کر اُنکے ہم وزن گاے کا سوکہا گوبر ملا لیا جاے اور پہر انگور کے کہیت مین ہوا چلنے کے رخ پر اسکو آگ پر جلایا جاے تاکہ کثرت کے ساتہہ اُسکا دُہوان پہیلے۔ یہ دُہوان جس قدر زائد ہوگا اُسی قدر مفید ہوگا۔ طلوع آفتاب تک یہ دُہونی سلگی رہے

تو بہتر ہے۔ کاماس نبہری نے ذوانایا سے نقل کیا ہے کہ یہ تدبیر اعلےٰ درجہ کا حفظ ماتقدم ہے۔ کاماس نبہری نے اپنی رائے اس طرح پر ظاہر کی ہے کہ اس دُہونی کو اُس لکڑی پر جلانا چاہیئے جسکا نام قنا ہے۔

الوخا اور طامثری کسخانی نے اسکے علاج کا ایک اور طریقہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ میٹھے پانی یا دریاے شور سے کیکڑے پکڑ لو اور اُنکو چھوڑ رکھو۔ یہان تک کہ مرجائین یا راکھہ سے اون کا گلا دباکر اُنکو ہلاک کردو۔ اسکے بعد کوری ہانڈی مین اُنکو جلاؤ۔ اور اُنکے دوسنے وزن مین کپاس لو اور اُسکے ہم وزن گیہون کا بہوسہ اور اسیقدر بکری کی مینگنیان شریک کر لو۔ پہر اس مجموعہ کو اچہی طرح پر مخلوط کرکے آگ پر جلاؤ تاکہ اُسکا دُہوان اچہی طرح پرکہیت مین پہیل جاے۔

صغریث کا قول ہے کہ گاے کا گوبر درخت انگور کی شاخون اور پتون کی ایندہن مین ملاکر اُسکی دُہونی سے انگور کے درختون مین دُہوان پہیلانا کافی ہے۔ اسی دُہونی مین کسی قدر گیہون کا بہوسہ بہی ملا دیا جاے تو بہت مناسب اور مفید ہوگا۔

بلینوشاد نے ذکر کیا ہے کہ مچہلیون کے جسقدر اقسام ہین اُن مین سے ہر ایک قسم مرض یرقان کے علاج کے لئے نافع ہے۔ اس طرح پر کہ مچہلیون کو پاش پاش کرکے ہمیشہ اُن راتون مین جنمین یرقان کے علامات ظاہر ہون ہوا کے سامنے جلانا چاہیئے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ گرمی اور رطوبت سے جو فساد ہوا مین پیدا ہوتا ہے اُسکو دفع کرنے کے لئے مچہلی مین عجیب طرح کی خاصیت ہے۔ نیز خشکی اور گرمی سے جو خرابی ہوا مین پیدا ہوتی ہے وہ بہی مچہلیون کی دُہونی سے دفع ہو جاتی ہے۔ نیز کہا ہے کہ اگر یرقان کا اثر ہوا مین بہت زیادہ نظر آے تو مناسب ہے کہ مارماہی کو جلاکر اسکی راکھہ جمع کرلیجاے اور اسمین کسی قدر پرانی مٹی اور گاے کا گوبر ملا لیا جاے۔ پہر اس مجموعہ کو انگور کے درختون کی جڑون مین مٹی ہٹاکر بہر دیا جاے۔ اس کہاد کا اثر دُہونی کے ساتھہ مرض

یرقان کو دفع کریگا۔

قوثامی کا قول ہے کہ اگر نفس ہوا مین اس مرض کے حادث ہونے کا اتفاق ہو۔ اور اُس سے بچاؤ کی کوئی سبیل اسلئے نہو سکے کہ اُسکے علامات نظر نہ آئین تو اُسوقت درخت انگور کی حالت سے علامات کو معلوم کرنا ہمارا کام ہے۔ پس پتّون کی پژمردگی اور سیاہی اور ڈہیلا پن اور بعض پتّون کا زرد ہوکر گر پڑنا۔ پہلون کا گر جانا۔ جڑون کا پانی کو نہ جذب کرنا۔ بارات کے وقت اُن پر تری اور رطوبت زائدہ کا ظاہر ہونا جوکہ شبنم کی مقدار سے بہت زیادہ ہو۔ اور آخر پر پتّون سے پانی ٹپکنا یہ تمام علامتین یرقان کی ہین۔ ان مین سے بعض یا اکثر علامات ظاہر ہون تو سمجہہ لو کہ یرقان کا مرض لاحق ہوگیا ہے۔ ایسی حالت مین تم قثا الحمار یعنی کہکر بیل کا سالم درخت مع شاخون اور پتّون کے لیلو۔ اور حنظل یعنی اندرائن کے درخت کی جڑین اور نیز مختلف اقسام کے پودے مع اُنکی شاخون اور پتّون اور جڑون کے لیکر مجموعہ کو اچہی طرح پر کوٹو۔ اور پہر اُسکو پانی مین ڈال دو۔ یہان تک کہ ان چیزون کی قوت پانی مین نکل آئے تب اس عرق کو انگور کے یرقان زدہ درختون پر آفتاب نکلنے سے پہلے چہڑکا کرو۔ پہر جبکہ دہوپ پہیل جاسے تو اُسوقت اس عرق کا چہڑکاو موقوف کرو۔ اگر اس تدبیر کو متصل کئی روز تک جاری رکہوگے تو امید ہے کہ یرقان کا مرض دفع ہوجاسے گا۔

صغریث نے اس مرض کا ایک اور علاج دکہلایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ انجیر اور بلوط اور آس کی لکڑیان جمع کرکے جلائی جائین اور اُنکی راکہہ کو جمع کرکے میٹہے پانی مین ایک گہنٹہ تک پکائین پہر اس جوشاندہ کو انگور کے بیمار درخت پر چہڑکین۔

نیز گاسے کے گوبر کو پُرانی مٹی مین ملاکر تین دن تک علی الاتصال بیمار درخت کی جڑون مین ڈالتے رہنا بہی ازالہ مرض کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔

بینوشاد کہتے ہین کہ خانگی یا جنگلی چوہا لیکر درخت انجیر اور درخت خرما کی لکڑیون

مین جلایا جاے اور اُسکی راکہہ کو جمع کرکے بیمار درختون پر اُسکا غبار چھڑکا جائے۔ آپ فرماتے ہین کہ اگر تم اس راکہہ کو پانی کے ساتہہ پکالو اور متعدد بار جوش آنے کے بعد ٹھنڈی کرکے درختون پر چھڑکو تو اور زیادہ مفید ہوگا۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر سات چڑیان اور مین کوّے بہورے رنگ کے پکڑ کر انکو مٹّی کے مٹکے مین بند کرکے اُس پر مضبوطی کے ساتہہ سرپوش ڈہانکا جاے اور ایک طرف رکہدیا جاے یہان تک کہ وہ اُسمین مر جائین پہر اُنکو اُسمین سے نکال کر درخت آس اور زیتون اور اندرائن کی لکڑیون مین جلایا جاے اور اُسکی راکہہ کو ایک تانبے کی دیگ مین ۲۵ سیر پانی کے ساتہہ جوش دیا جاے اور تقریبًا چھٹا حصہ خشک ہوجانے کے بعد اُسکو ٹھنڈا کرلیا جاے تو اسکا بیمار درختون پر چھڑکا جانا بہت مفید ہوگا۔ اور اس جوشاندہ سے تہوڑا سا لیکر درخت کی آب رسانی مین بہی شریک کرلینا چاہئے۔ اس تدبیر سے مرض یرقان بہت جلد دفع ہوگا۔

علّامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ درخت انگور مین مرض یرقان کی بڑی علامت یہ ہے کہ درخت خشک ہونے لگے اور لٹک جاے اور پتّے اور پہل گر جائین۔ اور پانی جذب نہ کرسکے۔ شبنم کی سی رطوبت اُس پر ظاہر ہو۔ اسکا علاج یہ ہے کہ کہکربیل اور اُسکے پتے لیکر کوٹے جائین اور پہر اُنکو پانی مین اچہی طرح ملاکر اُس پانی کو طلوع آفتاب سے پہلے آفت رسیدہ درخت پر چہڑک دین یا انجیر اور بلوط کا ایندہن جلایا جاے اور اُسکی راکہہ میٹھے پانی مین ایک گہنٹہ تک جوش دیجاے۔ پہر اس پانی کو ٹھنڈا کرکے بیمار درخت کی جڑون مین ڈالین اور پتون اور شاخون پر بہی چہڑکین۔ یا بیمار درخت کی جڑون مین گاے کا گوبر اور باریک مٹّی تین دن تک ڈالی جاے تو امید ہے کہ مرض یرقان دفع ہوگا۔

(۷) استرخا کا مرض۔ | کبہی درخت انگور مرض استرخا مین مبتلا ہوجاتا ہے۔ ایسے

مریض درخت انگور کو عربون نے سیالہ کہا ہے اسلئے کہ وہ اپنے پہل کو روک نہین سکتا۔ بلکہ اُسکا پہل بہ جاتا ہے اور اس مرض سے ہمیشہ درخت کو ضعف لاحق رہتا ہے۔ یہ انگور کے امراض مین بہت خراب مرض ہے۔ اس بیماری کے عارض ہونے سے درخت کے پتے پشت کی طرف سفید ہوکر گرنے لگتے ہین۔ اُنکی سرسبزی زائل ہوجاتی ہے اور پتون کے نکلنے کے وقت ہی سے سپیدی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد شاخون مین غیر معمولی طور پر نرمی پیدا ہو جاتی ہے یہان تک کہ اُن مین سختی بالکل باقی نہین رہتی اور ایک قسم کا مکروہ ڈہیلا پن اُنمین نمودار ہوتا ہے۔ اسکا علاج بقول صاحب **فلاحتہ النبطیہ** یہ ہے کہ درخت انگور کی لکڑیان جلاکر انکی راکہہ ترش سرکہ مین ملادیجاے۔ جب اُسکا قوام شربت بنفشہ کے مشابہ ہوجاے تو پہر اسکا لیپ انگور کے تنہ اور موٹی شاخون پر کیا جاے اور کسی قدر اس مین سے پانی مین شریک کرکے جڑون مین ڈالا جاے پہر سیرابی کے ساتہہ آب رسانی کی جاے تو یہ مرض بہت جلد دفع ہو جاے گا۔

صغریث کا قول ہے کہ دریاے شور کا پانی مرض استرخا کے بیمار درخت کی جڑون مین ڈالنے سے بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ فلاح کو مناسب ہے کہ اگر ایسے بیمار درخت کے خوشے نکل آئے ہون تو بہت جلد اُن کو درخت سے جدا کردے۔ خوشون کے اطراف جو مہین شاخین ہون اُن کو بہی نرمی کے ساتہہ چونٹ دے۔ توڑے ہوے خوشون اور چونٹی ہوی شاخون کے مقام پر کثرت سے تہوکنا چاہیے۔

علامۂ نابلسی نے بہی اس مرض کا تذکرہ اپنی تالیف علم الملاحہ مین کیا ہے اور انہین تدابیر کو بیان کرتے ہوے فرمایا ہے کہ اس مرض کا مجرب علاج انگور کے ایندہن کی راکہہ ہے جو سرکہ کی شرکت کے ساتہہ بیمار درخت کی جڑون مین ڈالی جاے لیکن ایک بار عمل کرنے کے بعد امید نکرنا چاہیے کہ مرض دفع ہوجایگا بلکہ ہر دو ہفتہ مین ایک بار کئی مہینون تک یہ عمل جاری رکہنا چاہیے۔

(۸) مرض الساعی | درخت انگور کا ایک مرض وہ ہے جسکو مرض ساعی کہتے ہین۔ اور یہہ انسان کے ورم ساعی کے مشابہ ہوتا ہے۔ یعنی اس سے درخت انگور کا پہل سڑ جاتا ہے۔ اور یہ ایسی آفت ہے کہ جس سے اکثر پہل ابتداے مرض ہی مین گر جاتے ہین بلکہ بہ جاتے ہین۔ دیکہنے والون کو معلوم ہوتا ہے کہ مریض درخت کے تر و تازہ اور چہوٹے پتون پر پسینہ یا کوئی چیز مثل پسینہ کے ظاہر ہوئی ہے۔ اور نیز شاخون کے گووہ مین بہی ایک قسم کا ڈہیلاپن اور نمی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ رطوبت سہ پہر سے آغاز ہوکر تمام شب باقی رہتی ہے۔ پہر جبکہ آفتاب طلوع ہوکر نو گھنٹہ گزرتے ہین تو وہ رطوبت دہوپ کی حرارت سے خشک ہو جاتی ہے اور یہی خاص علامت اس مرض کی ہے۔ جب تم کو علامات سے معلوم ہو جاے کہ یہ مرض عارض ہو گیا ہے اور اُسکا اثر خوشون پر بہی نمودار ہے تو مناسب ہے کہ علاج کی فکر کرو۔ حکیم فلاحون نے کہا ہے کہ اس مرض کا سبب رطوبت غلیظہ ہے جو حرارت کی کثرت سے متعفن ہو جاتی ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ بقلہ باردہ بہت سی جمع کرکے اُسکا عرق سچوڑا جاے پہر کسی قدر جو کا ستو اُسمین گہولا جاے اور اس مرکب عرق سے بیمار درخت کے تنہ اور موٹی شاخون اور اُن خوشون پر جنمین فساد ظاہر ہو چکا ہے لیپ کیا جاے۔ یہ عمل کئی بار کرنا چاہیے یہان تک کہ یہ آفت دفع ہو جاے۔ اسی کے ساتہ انگور کے ایندہن کی کچہ راکہہ لیکر کسی قدر پانی مین ملائی جاے اور پہر بیمار درخت پر چہڑک دیجاے تو اور زیادہ مفید ہوگا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر ایسے بیمار درخت کی جڑون مین صرف پانی اور ریتی بہر دیجاے تو اس عمل سے بہی فائدہ ہوگا۔ اس عمل کو اور تدابیر کے ساتہہ جاری رکہنے سے بہی کوئی ہرج نہین ہے بلکہ زیادہ مفید ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ایسے بیمار درخت کی شاخون پر کدو کی جلائی ہوئی شاخون کی راکہہ اور نیز درخت آس کی لکڑیون کی راکہہ چہڑکی جاے اور جڑون مین ڈالی جاے تو مناسب ہے اور آخرالذکر

تینون عمل کو ایک ساتھہ کرنا اور بھی بہتر ہے۔

(۹) مرض الحبل۔ | **صغریث** نے کہا ہے کہ منجملہ امراض درخت انگور ایک مرض ہے جس سے شاخین بہت بڑھ جاتی ہین اور جلد جلد بڑہنے لگتی ہین۔ عربون نے اسکا نام مرض الحبل غالباً اسلئے رکھا ہے کہ زبان عرب مین حبل کے معنی رسّی کے ہین اور اسمرض کی وجہ سے شاخین زیادہ دراز ہوکر مثل رسّی کے ہوجاتی ہین۔ اسکا سبب حرارت کا غلبہ ہے جو رطوبت کے ساتھہ ملکر ردی حالت پیدا کرتی ہے۔ اس مرض کے عارض ہونے سے بار کی مقدار بہت کم ہوجاتی ہے۔ اسکا بہترین علاج یہ ہے کہ درخت بیمار کو جلد جلد چھانٹا جاے۔ اور چھانٹنے والے کو لازم ہے کہ سب سے پہلے بڑی شاخون کو درانتی سے چھانٹے اور پھر چھوٹی شاخون کو صرف ہاتہہ سے توڑے اسی طرح باستثنار چند شاخون کے کل شاخون کی کاٹ چھانٹ سے فراغت حاصل کرے۔ امید ہے کہ صرف اسی تدبیر سے یہ آفت دفع ہوجاے گی اگر دفع نہو تو مناسب ہوگا کہ نہرون کی ریتی جمع کیجاے۔ پھر اسمین راکھہ ملاکر درخت بیمار کی جڑون کے اطراف پھیلا یا پاٹ دیجاے۔ پھیلانے سے پاٹ دینا زیادہ مفید ہے۔ اگر نہر کی سفید کنکریان جو پانی مین چمکتی ہوی نظر آتی ہین۔ جمع ہوسکین اور اُنکو تہالون کی سطح بالائی پر جمادیا جاے اور آب رسانی اُن کنکرون پر سے کیجاے توازالہ مرض کے لئے زیادہ نافع ہوگا۔

(۱۰) مرض الاصل | صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ جب انگور کے درخت کسی ایسی سخت زمین مین بوئے گئے ہون جسمین مٹی کے اجزا زیادہ ہون تو اُن کو اکثر پانچ سال کی عمر مین مرض الاصل عارض ہوتا ہے۔ یعنی زمین کے اوپر کے حصہ مین تنہ پر کثرت سے جڑین پھوٹنے لگتی ہین جن سے زمینی جڑون کی قوت زائل ہوجاتی ہے اور اونکا پھیلاؤ رک جاتا ہے۔ بدینوجہ کہ سطح زمین کی بالائی جڑون مین زمین سے غذا حاصل کرنے کی صلاحیت نہین ہوتی۔ روز بروز درخت ناتوان ہوتا جاتا ہے۔ اس مرض کا سبب مین

کی سختی اور چکنا پن اور اسکی نمایان علامت وہی جڑین ہین جو تنہ کے بالائی حصہ مین نکل آتی ہین۔ اسکا آسان علاج یہ ہے کہ ان جڑون کو فوراً نصف عرض مین اس طرح سے کاٹین کہ تنہ سے جدا نہ ہونے پائین اور تھالہ مین ایک گڑھا کہود کر جسکی گہرائی ۳ فیٹ سے زیادہ نہو۔ اسمین اُن نیم تراشیدہ جڑون کو زمین کیجانب جُہکا کر اُتار دین۔ اور کسی قدر مٹّی اُن پر ڈال دین۔ تاکہ وہ مقام مٹی مین چہپ جاے اور پہر درخت کے اطراف گڑھا کرکے آہستگی کے ساتہہ بیمار درخت کو کسی قدر زمین مین اُتارنے کی کوشش کرین۔ اس طرح پر کہ اُسکی تندرست جڑون کو دہکا نہ لگے۔

پہر اُس درخت کو زمین سے ۳ فیٹ باقی رکہکر چہانٹ دین۔ اور جب کئی دنون کے بعد اس باقیماندہ حصہ سے شاخین نکل آئین تو اُسوقت تہالہ کی زمین کو تلنہ اور جڑین بچاکر اطراف سے خالی کرین اور نئی مٹی اور کہاد اسمین بہردین۔ جن کاشتکارون نے ابتدا سے کاشت مین گڑھون کی تیاری مین کافی اہتمام اور احتیاط نہین کی ہے۔ اُنکے درختون کو اکثر یہ عارضہ لاحق ہوا ہے۔

کبہی ایسا ہوتا ہے کہ بڑی جڑین جنکو زمین مین پہیلنے اور عمق مین دہنسنے کا موقع نہین ملتا۔ زمین کی بالائی سطح پر نکل آتی ہین جب کبہی ایسا اتفاق ہو تو اُس مقام پر بقدر دو فیٹ ایک گڑھا کہودو۔ پہر اُن جڑون کو اُنکی نوک سے ایک ہاتہہ چہوڑکر کسی قدر تراشو۔ اس طرح پر کہ وہ کامل کٹ نہ جائین پہر اسی مقام سے اُنکو زمین کیجانب جہکاکر زمین مین اُتار دو۔ امید ہے کہ اس تدبیر سے مرض دفع ہو جائیگا۔

(۱۱) مرض النفخ۔ | صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ فصل خریف کی بارش بہی درخت خرما کے لئے ایک مرض پیدا کر دیتی ہے جسکا نام مرض النفخ ہے یعنی جب شدت کے ساتہہ چند روز تک موسلا دہار پانی برستا ہے تو انگور کے دانے جو کہ خوشون مین لگے ہوے ہون خراب ہوجاتے ہین اور اُن مین نفخ پیدا ہو جاتا ہے اسکے لئے سوا اسکے

اور کوئی علاج نہین ہے کہ تہالون مین آگ کی گرمی پہونچائی جاے بجز اسکے کہ پانی رنگ کے مشعلون کے ذریعہ سے درخت کو گرمی پہونچانا ضرور ہے اور تہالون کے اطراف دو فیٹ کے فاصلہ سے گڑہا کہود کر اُسمین خشک گہاس یا اور کوئی ایندہن جلایا جاے اور یہ عمل نصف النہار سے پہلے کیا جاے اور ہفتہ مین چند مرتبہ اس عمل کو جاری رکہنا چاہیے اور پہر سیرابی کے ساتہہ آب پاشی کرنا چاہیے۔

(۱۲) مرض الارض۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ کبہی زمین کی شوریت کیوجہ سے یہ ہوتا ہے کہ درخت انگور کے نصف خوشے سرے کیجانب سے خراب ہو جاتے ہین۔ یعنی نصف حصہ خوشہ کا ڈنڈی کی طرف سے کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ آفت رطوبت خارجیہ کی وجہ سے واقع ہوتی ہے اور زمینی امراض مین اسکا شمار ہے۔ فلاحان عرب نے اسی لئے اسکو مرض الارض کہا ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ خوشون کے قریب کے پتّون کو بالکل توڑ دیا جاے۔ یعنی ایک پتہ بہی باقی نہ رکہا جاے تاکہ خوشون پر ہوا کے پہونچنے مین کوئی چیز حائل نہ رہے۔ معلوم رہے کہ ہواے صاف زمینی فاسد اثر کو دفع کر دیتی ہے جس سے مرض دفع ہو جاتا ہے۔ بعض فلاحون نے کہا ہے کہ چند کسان اپنے ہاتہون مین چند بانس لین اور ہر ایک بانس مین پانچ پانچ لکڑیان باندہین۔ پہر اُن لکڑیون پر آگ روشن کرین اور اُس بیمار درخت کے پاس ہفتہ مین کئی بار اُنکو گہمایا کرین تو آگ کی گرمی سے یہ مرض جاتا رہے گا۔

صغریث نے کہا ہے کہ مندرجہ بالا دونون علاج ایک ساتہہ کرنا چاہیے۔ آپ ہی کی راے ہے کہ خوشون کے قریب کے پتون کو جدا کرتے وقت ایک بڑا پتہ جو بالکل خوشہ کے قریب ہو باقی رکہو تاکہ وہ خوشہ کو آفتاب کی حدت سے بچاے اس قول پر اور حکیمون نے بہی اتفاق کیا ہے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ آگ کے علاج مین بانسون کی خصوصیت نہین ہے مقصود اسی قدر ہے کہ آگ کی گرمی بیمار درخت کے جسم کو لگے۔

(۱۳) مرض الکسل | بعض درختون کا پہل دیر مین پکتا ہے۔ تجربہ کار فلاحون نے اسکو ایک مرض قرار دیا ہے اور اسکا نام مرض الکسل رکہا ہے اسلئے کہ بیمار درخت بارآوری مین کاہل ہوجاتا ہے۔ اس مرض کی نسبت صاحب فلاحۃ النبطیہ کی راے ہے کہ دہوپ کی شدت کے وقت پتون کے حائل ہوجانے اور درخت کے تمام اجزا پر دہوپ کا اثر نہ پہونچنے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ اسکے علاج کے لئے یہ تدبیر مفید ثابت ہوی ہے کہ پتون کو کم کردیا جاے اس طرح پر کہ دو دو پتون کو چہوڑکر درمیان کا تیسرا پتہ توڑدین جب تمام درخت پر یہ عمل کردیا جائیگا تو مرض خود بخود زائل ہوجائیگا۔

(۱۴) مرض العصر | علامہ نابلسی نے اپنی تالیف علم الفلاحۃ مین فرمایا ہے کہ درخت انگور کو ایک مرض لاحق ہوتا ہے جسکا نام مرض العصر ہے وہ یہ ہے کہ جب درخت انگور کو کہاد دیجاتی ہے تو اُس سے رطوبت خام افراط کے ساتہہ گردش کرنے لگتی ہے جس سے درخت کو ضعف طاری ہوتا ہے اور پتے گرے ہوے نظر آتے ہین۔ زبان عرب مین عصر کے معنی باران ریزان اور زندان کے ہین۔ بدینوجہ کہ رطوبت فاسدہ مین کثرت ہوکر وہ بہنے نہین پاتی اور اندر ہی اندر مقید رہ کر نقصان پہونچاتی ہے۔ عربون نے اسکو مرض العصر کہا ہے۔

اسکا علاج یہ ہے کہ درخت مین اس رطوبت فاسدہ کے بہنے کا راستہ آسان کردیا جاے اسکی تدبیر یہ ہے کہ اس درخت کے تنہ اور موٹی شاخون کی آنکہون کے درمیانی حصہ مین متعدد ٹانکیان لگائی جائین۔ ان ٹانکیون سے رطوبت فاسدہ بہکر خود بخود بند ہوجاے گی۔ پہر بیمار درخت کو ایسی کہاد دین جو نرم اور تر ہو۔ جسمین آدمی کا میلا اور کبوتر کی بیٹ شریک نہ ہو بلکہ گاے کا گوبر اور تازہ مٹی شریک رہے اس عمل کے ۲۸ دن کے بعد روغن زیتون کی دردی مین اخروٹ کا مغز اور چہلے ہوے پستے اور کسیقدر جَو کا آٹا ملا دیا جاے یا صرف دردی ہی لیکر پکائی جاے۔ یہان تک کہ جب اُسکا کچہہ

حصہ خشک ہو جاے تو اُسکو چولہے پر سے اُتار کر ٹھنڈی کر لین۔ پھر ٹانکی کے مقامات پر اُسکا لیپ کر دین اور کئی بار یہ عمل کرین پھر انگور کے ایندھن کی راکھہ اور سریش اور کاندر۔ ان تینون کو ہم وزن لیکر پہلے سریش کو کوٹین اور اُس پر سرکہ چھڑکین پھر راکھہ اور کاندر تھوڑا تھوڑا اُسمین ڈالکر حل کرتے جائین جب وہ سب مخلوط ہو جائین تو اس کا لیپ بھی ٹانکی کے مقامات پر چڑھا دین اور کسی قدر اس مجموعہ سے لیکر پانی مین حل کرین اور بیمار درخت کی جڑون مین ڈالین۔ امید ہے کہ اس علاج سے مرض زائل ہو جائیگا۔

(۱۵) مرض العین۔ علاّمہ نابلسی فرماتے ہین کہ بسا اوقات درخت انگور کو مرض العین عارض ہوتا ہے یعنی اسکی شاخون کی آنکھون سے رطوبت کی پچھر بہا کرتی ہے۔ اس کا سبب رطوبت غلیظہ کا جوش ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ بیمار درخت سے ایک شاخ کو قطع کر دو۔ اور روغن زیتون کی دردی کو پودینہ کے پتون مین پکا لو۔ اور رطوبت بہنے کے مقامات پر اُسکا لیپ چڑھا دو جس شاخ کو قطع کیا ہے اُسکے موضع قطع پر بھی اُسی کا ضماد کرو۔ اس تدبیر سے امید ہے کہ مرض زائل ہو جائیگا۔

(۱۶) مرض الشمراخ۔ علاّمہ نابلسی فرماتے ہین کہ بسا اوقات انگور کا پھل خوشون سے خود بخود جھڑتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے ڈنڈیون کی ناطاقتی کا۔ بعض اور فلاحون نے بھی اسکا ذکر کیا ہے اور اسکا نام مرض الشمراخ رکھا ہے۔ زبان عرب مین شمراخ پھل کی ڈنڈیون کو کہتے ہین۔ جن پر پھل خوشہ مین جما ہوا رہتا ہے۔ جب کبھی درخت مین زمین کی خرابی سے شوریت کا مادّہ پھیل جاتا ہے تو اُسکا اثر سب سے پہلے انہین ڈنڈیون کو ضعیف اور ناتوان کر دیتا ہے۔ جس سے پھل جھڑنے لگتے ہین۔ علاّمہ نابلسی کا قول ہے کہ انگور کی تخصیص نہین ہے بلکہ تمام میوون مین یہ کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ درخت انگور کے خام پھل اور چھوٹے چھوٹے دانون کے گرنے کا عارضہ صرف سردی کی وجہ سے دو وقت مین پیدا ہوتا ہے۔ ایک جبکہ

بشگوفون کے ابتدائی نمو یعنی نئے خوشون کے آغاز کے زمانہ مین سردی کا وقوع ہو۔ اسلیے وقت مین سردی کے اثر سے درخت کی قوت مائیہ بطی السیر ہو جاتی ہے اور وہ نئے خوشون کو ناتمام اور خام رکھتی ہے جب ثمرہ کو روکنے والی قوت زائل ہو جاتی ہے تو ثمرہ خام حالت مین گر پڑتا ہے۔ دوسرا وقت وہ ہے جب کہ کلیان کہلنے کے زمانہ مین سردی واقع ہو۔ کیونکہ اسوقت مین جاڑے کی تاثیر سے درخت کی قوت مائیہ رُک جاتی ہے اور اسی کی وجہ سے بارآوری مین فتور آجاتا ہے۔ علامۂ نابلسی نے اسکا علاج یہ بتلایا ہے کہ انگور کے پتون کو سکہلاکر غبار کی طرح مہین کوٹ لین۔ جب درخت مین پہول کا زمانہ آجاے تو اسوقت یہ سفوف اُن مقامات پر چہڑکا جاے جنپر پہول کے آثار ہون۔ یہ عمل تین یا پانچ مرتبہ کرنے سے پہلون کی ڈنڈیون مین ضعف عارض ہونے نہ پائیگا اور پہل نہ جہڑینگے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر پہل کثرت سے گرنے لگین تو اُس درخت کی جڑ مین ایک چوڑا سوراخ کیا جاے اور اُسمین ایک پتہر اس طرح پر داخل کرین کہ سوراخ مین چہپ جاے پہر سفید مٹی سے اُس مقام کو لیپ دیا جاے اس عمل کی تاثیر سے یہہ مرض دفع ہو جائیگا۔

نیز جڑون کو کہول کر اُن مین سفید مٹی بہر دینے سے فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر اِسی سفید مٹی مین جوتون کے پُرانے تلے بہی کوٹ کر ملا دئے جائین تو زیادہ مناسب ہے۔ یہ علاج اور علاجات سے زیادہ موثر اور مفید ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ایک قسم کی گہانس گیہون اور جَو کے کہیت مین اُگتی ہے اور کلونجی کی طرح اُسکے دانے سیاہ ہوتے ہین۔ جب یہ دانے پختہ ہو جائین تو اوس گہانس کو اُکہیڑ کر اُسکے بہت سے چہینکے بنائے جائین اور ہر ایک خوشہ پر ایک ایک چہینکا چڑہا دیا جاے۔ اس عمل کے بعد اُس خوشہ کا کوئی پہل نہ گریگا۔

بقول صاحب حسن الصناعہ شوق حلقی کا عمل کسی قدر اس مرض کو دفع کر دیتا ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ شگوفون کے کہلنے کے وقت مین کسی قدر پوست اُس گرہ پر سے چہیل دیا جاے جسمین خوشہ لگا رہتا ہے مگر اس خراش کا عرض ۱/۲ انچہ سے زیادہ نہونا چاہیے امید ہے کہ اس تدبیر سے عارضہ پیدا نہ ہونے پائے۔

(۱۷) مرض اوبدیون یعنی سفید غبار۔ | درخت انگور کے امراض سے ایک خاص مرض اویدیون کا ہے۔ یہ لفظ غالبًا فرانسیسی زبان کا ہے جسکے معنی سفید غبار کے ہین۔ یہ مرض۔ مرض الغبار کے سوا ہے۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ یہ مرض سرد شہرون مین عارض ہوتا ہے۔ یعنی ایک سفید رنگ کا غبار جسمین سنجاب (سنجاب ایک جانور کا نام ہے جسکے پوست سے قیمتی پوستین بنتی ہے۔ (محیط اعظم) کے رنگ کی چمک ہوتی ہے۔ اول پتون پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ پہر کو پلون پر۔ جسکی وجہ سے انکا نمو موقوف ہو جاتا ہے۔ پہر خوشون پر اس کا ظہور ہوتا ہے اور خوشے بہی ٹہٹر کر رہجاتے ہین۔ اور بعض انگور کے دانے خشک اور اشقر کے رنگ کے ہوجاتے ہین اور آخر پر پہٹ جاتے ہین اور اُنکا مزہ تلخ ہو جاتا ہے۔ الحاصل پکنے سے پہلے وہ ضائع ہو جاتے ہین پہر پتے اور کوپلین اُسی غبار کی وجہ سے گندمی رنگ ہوکر گر جاتی ہین اسکا اثر صرف ایک ہی سال نہین رہتا بلکہ دوسرے سال کا ثمرہ بہی اس مرض سے ضائع ہو جاتا ہے اور جب کہ دو یا تین سال تک درخت انگور اسمین مبتلا رہتا ہے تو اُسکی ہلاکت یقینی ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ یہ مرض سب سے پہلے شہر انگلترہ (غالبًا ملک فرانس کا شہر ہے۔) کے تاکستان مین پایا گیا اور اولًا ۱۸۴۵ء مین جس شخص نے اسکو معلوم کیا وہ توکیر نامی ایک باغبان شہر مارجات کا رہنے والا تہا۔ ۱۸۴۶ء کے آغاز سے یہ مرض پاریز کے اطراف کے تمام شہرون مین پہیل گیا اور ۱۸۵۱ء ہجری مین فرانس کے تمام شہرون مین پہیل کر بہت زور پکڑا۔ خاص کر اُن مقامات مین جہان گرمی زیادہ ہوتی ہے اسکی زیادہ شکایت سنی جاتی ہے۔ اس مرض کو انگور کی کسی خاص قسم سے تخصیص نہین ہے۔ بلکہ

انگور کے تمام اقسام مین عارض ہوتا ہے۔ اس مرض کا اصلی سبب زیر تحقیقات ہے۔ اور ہنوز متعین نہین ہوا۔ بعض کے نزدیک اسکا سبب وہی سفید رنگ کا غبار ہے۔ ایک فلاح کا گمان ہے کہ یہ خود مرض نہین ہے بلکہ ایک دوسرے مرض سے پیدا ہوتا ہے۔ جوکہ بعض باریک کیڑون سے متعلق ہے جسکو میکرسکوپ کے بغیر نہین دیکھہ سکتے۔ بعض کے نزدیک اس کا سبب فضا کی تاثیر ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ جب اس مرض کا سبب ہی غیر محقق ہے تو اسکی دوا کا تجویز کرنا بہت مشکل ہے۔ ملک فرانس کے محققین نے ۱۸۴۹ء سے اب تک بہت سے علاجات کا تجربہ کیا جن سے کچہ فائدہ بہی نظر آیا۔ لیکن ہنوز قابل اطمینان دوا نہین ملی۔

پہلا طریقہ علاج کا۔ یہ ہے کہ زہرالکبریت لیکر بیمار درخت کے تمام سبز اجزا پر پہونک دیا جاے اور پہوٹنے سے پہلے اُن پہ پانی چہڑکا جاے۔ اس علاج کا آغاز ۱۸۴۸ء مین **کیل** نامے ایک باغبان نے کیا۔ پہر اس علاج کو **ماری** نامے ایک طبیب نے اسکو آزمایا۔ جو ملک فرانس کے شہر **ایکوئن** کا باشندہ تہا۔ پہر شہر **طومیری** کے تمام فلاحون نے ۱۸۵۰ء مین اس دوا کا استعمال کیا جس سے بڑے بڑے نتائج حاصل ہوے۔ لیکن اس علاج مین جو عیب نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ دوا انگور کے خوشون سے چمٹ جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے اُنکی قیمت گہٹ جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بغیر پانی چہڑکنے کے اس دوا کا استعمال دشوار ہے۔

دوسرا طریقہ علاج کا۔ ۱۸۵۲ء مین معلم **جزیزون** کا تجویز کیا ہوا ہے جو شہر **ویرسائی** مین **عنابر الخضراوات** کا رئیس تہا وہ کہتا ہے کہ **کبریت ایدرات الجیر** کا استعمال اس طور سے کیا جاے کہ ۵۰۰ ڈرام زہرالکبریت اور اُسی قدر چونا جو بجہا یا نہ گیا ہو۔ لیکر دونون کو خوب مخلوط کیا جاے۔ پہر اُسکو لوہے کے شفاف ظرف مین ڈالکر پانی بقدر ۳۔ اٹار اُسمین ڈالا جاے اور دس منٹ تک جوش دیا جاے۔ پہر اُسکو ایک طرف رکہدیا

جاے جب کہ وہ جم جاے تو پانی نتہار کر صاف کرلین اسی مکسچر کا نام کبریت ایدرات الجیر ہے۔ پھر اسکو ایک بندظرف مین محفوظ کر دیا جاے تاکہ ضرورت کے وقت اُس کا استعمال کرین۔ اسمین سے جسقدر حصہ لین اُسمین سَو گونہ پانی ملاکر درخت بیمار کے سبز اجزا پر چہڑکین۔ اکثر فلاحون نے اسکا تجربہ کیا ہے اور اسکا فائدہ طریقۂ اول کے مقابلہ مین کم پایا ہے۔

تیسرا طریقہ علاج کا۔ ۱۸۵۲ء کی فصل گرما مین **معلم روز** شہر **طومیری** کے باشندے نے اس طریقہ علاج کو تجویز کیا۔ وہ یہ ہے کہ **زہر الکبریت** کا سفوف بدون پانی چہڑکنے کے بیمار درخت کے سبز پتون اور شاخون پر چہڑکا جاے۔ اس دوا کا استعمال ۳ مرتبہ ہونا چاہیئے۔ اول جب کہ انگور کے درختون مین کلیان نکلنے کا زمانہ قریب ہو اور ہنوز کلیان نہ نکلی ہون۔ دوسری مرتبہ جب کہ درخت انگور کا ثمرہ شکاری بارود کے دانون کے برابر ہو جاے۔ تیسری مرتبہ جب کہ دانے چرونجی کے برابر ہو جائین۔ آپ فرماتے ہین کہ بلا انتظار علامات مرض بطور حفظ ما تقدم ان تین وقتون مین اس دوا کا استعمال مناسب ہے تاکہ مرض آنے ہی نہ پاے۔ جب مرض عارض ہو جائیگا تو پہر علاج مین بہت دقتین پیش ہونگی۔ ان تین دفعات مین اس دوا کے استعمال کے لئے زوال آفتاب کا وقت بہتر ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ۱۸۵۳ء مین **طومیری** کے مقام پر جب اس تدبیر کا تجربہ کیا گیا تو بہت عمدہ نتائج مرتب ہوے۔ پہر اس سفوف کے چہڑکنے کے لئے ایک پہونکنی ایجاد کی گئی۔ جسکی ایجاد ۱۸۵۴ء مین ہوی۔ یہ ایک معمولی پہونکنی ہے جسکے ایک سرے پر ایک بیضاوی شکل کی لٹیا ہوتی ہے جسمین وہ سفوف بہر دیا جاتا ہے۔ اُس لٹیا مین ۳ سوراخ ہوتے ہین ایک اسلئے کہ اُسمین ہوا گھسکر اُس سفوف کو اُڑاے۔ دوسرا اسلئے کہ اسمین سے سفوف بہرا جاے اور لکڑی کی ڈاٹ سے بند کر دیا جاے اور تیسرا اسلئے کہ جو ہوا اُس لٹیا مین گھستی ہے وہ اپنے ساتھہ سفوف لیکر باہر نکلے۔ اس لٹیا کے اندر دو پردے لگاکر خانے بنائے گئے ہین۔ ایک

پردہ سات تارون سے بنتا ہے جو لٹیا کے طول کی جہت مین لگایا جاتا ہے اور تارون کا فاصلہ آپس مین ایک سنٹیمتر کا ہوتا ہے اور دوسرا پردہ تانبے کا جالدار ہوتا ہے جو پہلے پردہ کے اسفل مین ایک سنٹیمتر کے فاصلہ پر جوڑا جاتا ہے اور اسکی ہر ایک آنکھہ کا قطر ایک میلیمتر کا ہوتا ہے (افسوس ہے کہ لائق مصنف نے اسکا نقشہ نہین دیا) پس جبکہ وہ سفوف اس لٹیا مین بھر دیا جاتا ہے اور پھونکا جاتا ہے تو جو ہوا پھونکنی کے مُنہ سے گھسکر سفوف تک پہونچتی ہے وہ اپنے ساتھہ سفوف کو کھینچ لائی ہے اور وہ سفوف کُہرے کی شکل پر خفیف سا نکلتا ہے اُسکے مہین مہین اجزا درخت انگور کے اُن اجزا پر بیٹھہ جاتے ہین جو اُس پھونکنی سے قریب ہون۔ اسکا سرانجام نہایت سرعت سے کرنا چاہئے اور سفوف نہایت مہین اور سبک رہنا چاہئے اور اس کام کے کرنے والے کو لازم ہے کہ اپنی آنکھون کو بچاکر کام کرے کیونکہ یہ سفوف بصارت کے لئے بہت مضر ہے۔

(۱۸) فنگس کا مرض۔ انسائکلوپیڈیا نے امراض درخت انگور سے ایک مرض کا ذکر فرمایا ہے جو فنگس کی قسم سے ہے۔ فنگس ایک زہریلی پھپوندی ہے۔ میکراسکوپ کے ذریعہ سے نباتی نمو کا ایک گنجان جھنڈ قدرتی یعنی گلن ڈھول سے مشابہ نظر آتا ہے جسکو انگریزی مین مشروم کہتے ہین۔ فنگس سے جو بیماریان پیدا ہوتی ہین اُن مین سب سے زیادہ خطرناک آہی ڈیم تکری ہے۔ اس بیماری کی ابتدائی تحقیق ۱۸۴۵ء مین انگلستان مین ہوی اور ۱۸۴۸ء مین ورسیلس اور ۱۸۵۱ء تک یورپ کے اُن کل ممالک مین پہیل گئی جہان پر انگور زیر کاشت ہے۔ خاصکر اُن حصونمین جو دریائے مڈیٹرین کے کنارون پر واقع ہین۔ اس بیماری کا بہت زور و شور رہا۔ پہر مڈیرا مین بہی پہیل گئی۔ اسمین ذرا شک نہین کہ اس بیماری کا وطن بہی فلاکزرا (ایک کیڑے کا نام) کی طرح امریکہ ہی ہے۔ آہی ڈیم کی قسم مین ابتدائً نرم پتون پر پہپوندی ظاہر ہوتی ہے جو رفتہ رفتہ پُرانے پتون پر سے ہوتی ہوی پہلون پر پہونچ جاتی ہے۔

شروع مین تو پتون پر صرف چھوٹے چھوٹے بہوری رنگت کے دھبے نظر آتے ہین مگر آخر پر بڑہتے بڑہتے بڑے داغ بنجاتے ہین اور پہل کے مغز کو سڑا دیتے ہین - اور ظاہرا صرف تخم ہی بلا مضرت رہجاتا ہے - اس بیماری مین درخت کی چہال کی بالائی سطح پر بہی پہپوندی پہیلتی ہے جو چہال کے نازک خانون مین گہسکر جاگزین ہوجاتی ہے - اس پہپوندی کو زائل کرنے والی ایک اور قسم کی پہپوندی بہی پیدا ہوتی ہے - مگر اُس سے بہی درخت انگور کو سخت نقصان پہونچتا ہے -

بعض محققین یورپ نے لکہا ہے کہ فنگس نفسہ ایک قسم کا پودہ ہے جسکے تخم کو سپور کہتے ہین وہ ہوا - پانی اور زمین مین موجود ہوتے ہین اور ادہر اُدہر اُڑتے پہرتے ہین - جب مناسب جگہہ کسی درخت پر پالیتے ہین تو وہان جم جاتے ہین - جب یہ پودے کے کمزور حصہ مین جم جاتے ہین تو اُن سے ریشم کے تار سے بہی باریک شاخین پیدا ہوتی ہین - ان شاخون مین باریک باریک خانے ہوتے ہین جو خوردبین کے بغیر نہین نظر آتے - انکی شاخون کا آپس مین ملجانا ایک بوریہ کی شکل پیدا کرتا ہے - انکے نہ پتے ہوتے ہین اور نہ پہول - مگر شاخون کے سرون پر چہوٹی چہوٹی ڈبڈیان ہوتی ہین - جنمین باریک سیاہی مائل سفوف ہوتا ہے اور یہی سفوف اسکا تخم ہے - برسات مین بعض زمینون مین کلاہ باران کو تم نے دیکہا ہوگا جو ایک قسم کی گول چہتری ہوتی ہے - یہ بہی فنگی ہی کی قسم کا درخت ہے - یہ اکثر مرطوب اور سایہ دار مقام کے درختون پر پرورش پاتا ہے - جہان دُہوپ کا گزر کم ہو - یہہ صرف البیومن پر پرورش پاتا ہے - کاربونک ایسڈ - پانی - امونیا - یا دیگر معدنی اجزا کا محتاج نہین ہے - اس پودہ کو درختون کی جونک کہنا بجا ہے اسلئے کہ ہر ایک درخت کی زندگی قائم رکہنے والے عرق کو چوس جاتا ہے - جس درخت مین ایک دفعہ فنگی کا پودہ پیدا ہوجاتا ہے - تو پہر اُسکا اثر اُس

درخت کے تخم مین بہی جمار ہتا ہے اور جو درخت اُس تخم سے بو یا جاتا ہے۔ اُس مین بہی وہ نمو حاصل کرتا ہے۔ لیکن بعض محققین نے انگور کے تخم کو اسکے اثر سے مبرا پایا ہے۔

انسائکلو پیڈیا مین اس مرض کا علاج یہ لکہا ہے کہ شبنم کے خشک ہونے سے پہلے گندہک کا سفوف اُس پودہ پر چہڑک دینا چاہیئے جو اس عارضہ مین مبتلا ہو۔ یا ایک حصہ نمک اور تین حصہ گندہک اُبال کر پتون پر چہڑکا جاے۔

اسی بیماری کی دوسری قسم جو خاص امریکہ مین درخت انگور کے لیئے ضرر رسان ہے وہ پرونا سپر اوٹیکولا ہے۔ اسمین بہی پہپوندی درخت کے سبز حصون پر پہیل کر۔ ڈالیون اور خام پہلون تک پہونچ جاتی ہے۔ پتون کے بالائی حصہ پر اس سے زرد نشان پڑ جاتے ہین جو آخر پر سیاہ رنگ کے ہو جاتے ہین اور حصہ زیرین پر ان داغون کا رنگ سفید اور پہپوندی سے بہرا ہوا نظر آتا ہے۔ آخر کار پتے سوکہ کر خستہ اور خراب ہو جاتے ہین مرض زدہ پہلون کا نمو رُک جاتا ہے اور سفید یا زرد ہو کر جہڑ جاتے ہین۔ اسکا علاج صرف نیلا تہوتا اور چونا یا سلفٹ آف آئرن ہے جسکا سفوف درخت پر چہڑکا جاتا ہے۔

(۱۹) انتھراک نوز کا مرض | انسائکلو پیڈیا مین لکہا ہے کہ **انتھراک نوز** وہ مرض ہے جو پہلے چاربن یا برینر کے نام سے مشہور تہا۔ یہ بیماری بہی ایک قسم کی پہپوندی سے پیدا ہوتی ہے جو درخت انگور پر پرورش پاتی ہے اس پہپوندی کا نام **اسفا سلو ما ایم پی لینیم** ہے اسکا اثر بہی پتون۔ ڈالیون اور پہل تک پہونچتا ہے۔ اسکی ابتدائی علامت یہ ہے کہ ایک خاکی رنگ کا نقطہ تنہ یا پتون پر اول نمودار ہوتا ہے۔ جسکے اطراف ایک بہورے رنگ کا حلقہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ نقطہ تنہ اور ڈالیون پر بیضاوی شکل مین اُن کے متوازی رخ پر بڑہتا جاتا ہے اور پتون اور پہلون پر مدور شکل مین ترقی کرتا ہے۔ بیماری کی شدت مین داغون کی درمیانی رنگت گہری ہو جاتی ہے اور

اُنکے اطراف لال لال حلقے پیدا ہوجاتے ہین اور رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے جاملتے ہین - پھل بظاہر اپنی حالت مین قائم نظر آتے ہین اور اندر سے بگڑتے جاتے ہین -

اُس مادّہ کا نمو جس سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے پوست کی اندرونی باریک تہ مین ہوتا ہے جہان سے یہ درخت کے باریک اجسام مین تقسیم پاکر تمام جسم مین پہیل جاتا ہے - اس مرض کی تاریخ ابتک سربستہ ہے - اگر اسکا پتہ مل جاتا اور معلوم ہوتا کہ کن کن مقامات اور موسم مین اسکے کیا کیا اشکال ہوتے ہین تو اسکے دفعیہ مین بہت آسانی پیدا ہوجاتی - اس مرض کی اطلاع ممالک یورپ کو سالہا سال سے ہی مگر ۱۸۹۱ع مین امریکہ مین اسکا بہت زور ہوا جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بیماری پرانی دنیا مین اُسی مقام سے پہونچی - اس بیماری سے بچنے کے لئے عام طورپر ایک مرکب دوا استعمال کیجاتی ہے جسمین نصف پانی اور نصف کاپر سلفیٹ شریک ہے اسکے استعمال مین اس بات کی احتیاط لازمی ہے کہ درخت کے نشیبی اور مرطوب حصون مین نہ لگائی جاے - درخت کے باقی حصص مین اس عرق کا لگانا مفید اور نفع بخش ثابت ہوا ہے -

(۲۰) بلاک راٹ کا مرض - بلاک راٹ کا ترجمہ سیاہ سڑاند ہے - بقول انسائکلوپیڈیا اس بیماری کا وطن بہی امریکہ ہے اور اسکے وجود کا علم امریکہ کو ۱۸۴۸ع مین ہوا مگر فرانس مین یہ پہلے مرتبہ ۱۸۸۵ع مین پہیلی - ظاہرا اسکا سبب ایک طرح کی پہپوندی ہے - جسکا نام فیسالاس پورا بڈویلی ہے - اسکا اثر پہلون ہی تک محدود ہے - شاخ اور پتے اس مرض مین بہت ہی شاذ مبتلا ہوتے ہین - جب پہل پختگی کے قریب ہوتے ہین تو اس مرض کا حملہ شروع ہوتا ہے - یعنی جب پہلون کی بالیدگی کامل ہولیتی ہے تو اُنپر بہورے رنگ کا ایک دہبہ نمودار ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ تمام دانے پر پہیل جاتا ہے - ابتدا مین تو پہل کی بالیدگی قائم رہتی ہے مگر جب داغون مین سیاہی آجاتی ہے - تو پہل سکڑنے لگتا ہے اور تہ بہ تہ ایک سخت مادہ کی شکل مین تخم سے چمٹ جاتا ہے -

یہ بیماری ایک پہل سے دوسرے پہل پر نہین منتقل ہوتی اسلئے ایک خوشہ مین بعض دانے مبتلاے مرض ہوتے ہین اور بعض کی حالت اچھی رہتی ہے۔ اس بیماری کا مادہ سوکہے پہلون مین سالم سرما تک محفوظ رہتا ہے۔ اسلئے سوکہے مریض پہلون کو بڑی حفاظت کے ساتہہ جلا دینا چاہیے ورنہ آئندہ موسم مین اسی بیماری سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے اسکا علاج بہی اُنہین مرکبات سے ہوتا ہے جو امراض گزشتہ مین بیان ہوے۔

(۲۱) مختلف اقسام کی پہپوندی۔ بقول انسائکلو پیڈیا۔ **فیلاسٹکٹا وٹیکولا**۔ اور **فیلاسٹکٹا لبراسکا**۔ ان دونون اقسام کی پہپوندی بحالت شدت درخت انگور صرف پتون ہی کو نقصان پہونچاتی ہے۔ ایک اور پہپوندی اسی قسم کی ہے۔ جس کا نام **سرکاسپورہ وٹیس** ہے جسکے اجسام مائل بہ طولانی سبز اور بہوری رنگت کے ہوتے ہین۔ ان سے صرف اُسی حالت مین درخت انگور کو ایک حد تک نقصان پہونچتا ہے۔ جبکہ موسم نہایت خراب اور ناموافق ہو۔

ایک اور طرحکی پہپوندی ہوتی ہے جو جڑون کو بہت نقصان پہونچاتی ہے۔ اس کا جسم ریشہ دار ہوتا ہے اور زمین مین جڑون کے ساتہہ ساتہہ پہیل جاتا ہے۔ اس مرض کے نشو ونما کے متعلق اسوقت تک لاعلمی ہے۔ اکثر اس مرض سے بگڑی ہوی جڑون اور اُن جڑون مین جو کرم **فلاکزرا وسٹاٹرکس** سے خراب ہوگئی ہون تمیز مشکل ہے۔ اسکا علاج صرف یہ ہے کہ بیمار درخت جڑ سے اکہیڑ کر جلا دیا جاسے۔ اگرچہ بعض وقت درخت کے اطراف خندق کہودی جاتی ہے مگر اُسکا نفع مشکوک ہے۔ ان دس سالون مین جنوبی فرانس اور سویزرلینڈ کے درختان انگور کو اس بیماری نے بہت کچہ نقصان پہونچایا

(۲۲) ٹانکیان اور زخم۔ **قوثامی** نے کہا ہے کہ انگور کے درختون کے عوارض مین وہ زخم بہی داخل ہین جو فلاحون کی بے احتیاطی یا اور کسی وجہ سے درخت کے بدن پر لگ جاتے ہین۔ ان کا سبب آہنی آلے ہین۔ بسا اوقات ٹانکی لگانے مین بے احتیاطی کی

جاتی ہے اور تہالہ کی زمین نرم کرنے مین گدالی سے تنہ یا جڑون پر مار پڑ جاتی ہے۔ پس اگر زخم زمین سے اوپر کے حصہ مین ہے تو اوسپر مہین مٹی جو غبار کی مثل ہو جسمین بکری یا بہیڑ کی پسی ہوی مینگنیان بہی ملائی گئی ہون لگا دیجاے۔ اگر اس مجموعہ مین روغن زیتون کی دردی اور میٹہا پانی بہی شریک کرلیا جاے اور اسکا لیپ مقام زخم پر چڑہا دیا جاے تو اور بہی مناسب ہوگا اور نیز زخمی درخت کے اطراف تہالہ مین گڑہا کہود کر اُسی مرکب مٹی سے اُسکو پاٹ دیا جاے تو زیادہ نفع بخشے گا۔

اگر جڑون کا زخم زمین کے اندر واقع ہو تو صرف کہاد ملی ہوی مٹی سے اس مقام کو سختی کے ساتہہ بہر دینا کافی ہوگا۔ ایسے زخمی درخت کو بالکل ہلانا اور کسی غرض سے جہکانا مناسب نہین ہے۔ بسا اوقات ٹانکی لگانے مین سخت بے احتیاطی ہوجاتی ہے اور اُسکے زخم سے زیادہ رطوبت بہنے لگتی ہے اسکے لئے بہی یہ نسخہ زیادہ مفید ہے اور نیز اسکے لئے ہم نے جو تدابیر مرض عارضہ کی قسم دوم مین بتلائے ہین وہ بہی زیادہ مفید ہین۔

(۱۱) درخت انگور کے دشمنون کا بیان

(الف) درخت انگور کے کیڑون کا بیان

(۱) عربون کی تحقیق

(۱) بیان عام۔ | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ درخت انگور کے دشمن بہت سے کیڑے ہین جنکا بیان ہم کسی قدر تفصیل کے ساتہہ کرینگے۔ سب سے پہلے اس بات کو سمجہہ رکہو کہ جانداد کیڑا بیماریون سے زیادہ مضرت پہونچاتا ہے۔ فلاح کو لازم ہے کہ اس پر بہت احتیاط کے ساتہہ نگاہ رکہے۔ صغریث کا قول ہے کہ کیڑا کسی قسم کا ہو اُسکے دفعیہ کے لئے ذرایح (یعنی سُرخ رنگ کے زہردار خار رکہنے والے اور اُڑنے

والے کیڑے) جو اکثر گلاب کے درخت پر جمع ہو جاتے ہین۔ جسقدر مل سکین جمع کئے جائین اور اونکو ایک شیشی مین ڈالکر اسمین روغن زیتون بھر دیا جاے اور پھر اُس شیشی کو دُھوپ مین رکھدین یہانتک کہ گرم ہو جاے پھر اُسکو اچھی طرحسے ہلاکر کاٹ چھانٹ کیوقت آلۂ تراش پر ملدیا جاے۔ جسکے بعد تمام موذی کیڑے اس تیل کی بوسے بھاگ جائینگے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر اس تیل مین کسی قدر پانی ملاکر اچھی طرح سے مخلوط کردیا جاے اور پھر اُسمین سے تھوڑا سا لیکر درخت پر چھڑکا جاے تو کوئی موذی کیڑا درخت کے قریب نہ آئیگا اور کبھی تم گاے کے گوبر کی دُھونی درخت کے پاس روشن کرو تو اسکا دُھوان بھی کیڑون کو دفع کردیگا۔ **بلینوشاد** کی راے ہے کہ پھلون کو کھانیوالے کیڑون کے دفعیہ کے لئے گاے کے تازہ گوبر مین بارہ سنگے کے سینگ کا برادہ ملالو۔ اور اس مجموعہ کو درخت کے پاس آگ پر جلاؤ۔ جسکی بوسے کیڑے درخت چھوڑکر بھاگ جاوینگے۔ اس دُھونی کا اثر پرندون۔ چوہون۔ گرگٹون۔ اور ہر قسم کے حشرات الارض کا دافع ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ پہاڑی بکری کے کھُر اور ہاتھی دانت کا برادہ اور صنوبر کا بھوسہ اور سوسن کی جڑون کے مجموعہ کو درختون کے قریب کسی ایسے وقت مین آگ پر جلانا چاہئے جسمین ہوا بند ہو۔ اسکے اثر سے کیڑے ہلاک ہو جائینگے۔

انوخا کا قول ہے کہ کیڑون کے دفعیہ کے لئے انسان کے بالون کو درخت انگور کے نیچے آگ پر جلاؤ۔

صغریث نے کہا ہے کہ ان موذی کیڑون کے ۳ گروہ ہین ایک وہ ہے جو ٹڈیون کے کیڑون کے مشابہ ہے۔ انکی غذا انگور کی شاخین ہین۔ دوسری قسم وہ ہے۔ جنکی غذا پختہ پھل اور اُنکی ڈنڈیان ہین۔ تیسری قسم جڑون کی مشتاق ہے۔

قسم اول سبز رنگ زردی مائل ہوتے ہین اور قسم دوم کا قد اول سے بڑا اور اُنکی دُم سے ہمیشہ رطوبت ٹپکتی رہتی ہے۔ انمین بعض بالکل سفید ہوتے ہین۔ اور بعض

ہلکی سیاہی لئے ہوے اور بعض کے دونون جانب چہوٹے چہوٹے سرخ نقطے۔ تیسری قسم کا رنگ مٹیالا یا جس مین کسی قدر سرخی کی دمک بہی ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ ہر ایک ملک کے اختلاف آب وہوا کے لحاظ سے انکے رنگ اور صورت مین خفیف سا اختلاف بہی پا یا جاے۔ عموماً ان سب اقسام کے دفعیہ کے لئے یہ تدبیر مفید ثابت ہوی ہے کہ کسی قدر اندرائن کو شجرۃ السمراء اور قثاء الحمار کے ساتہہ سکہا کر پیس لیا جاے اور اُس سفوف کو سرکہ اور نمک اور خربزہ مین حل کر کے جوش دیا جاے جب کسی قدر گاڑہا ہو جاے۔ تو پہر دوسری دفعہ اسمین پانی اور نمک اور سرکہ ملا کر جوش دیا جاے۔ اسی طرح تیسری دفعہ بہی اسمین سرکہ اور نمک اور پانی ملا کر جوش دین۔ اور چوتہی بار بہی یہی عمل کرین اسکے بعد تہوڑا سا شہد اُسمین ملا کر پہر ایک بار پکا لیا جاے۔ جب اُس مجموعہ کا قوام مثل شہد کے ہوجاے تو اُسوقت اسکا لیپ ہر ایک درخت کے تنہ پر چڑہانا چاہئے۔ یہ لیپ صرف اپنی بُو یا اثر سے کرم کش ہی نہین ہے بلکہ اسکا اثر درختون کے اندر سرایت کریگا اور اُس سے درخت کے ہر ایک مقام کے کیڑے گر پڑین گے اور پہر اوپر نجائینگے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ایک قسم کی گہانس ہے جسکو عرب مین صفرار کہتے ہین۔ پس اُسکے دو چار پودے ہر ایک درخت انگور کے پاس بودئے جائین اسکی بو سے کبہی کیڑے درخت انگور کے پاس نہ جائین گے۔

صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ ان عام تدابیر سے جو اوپر بیان ہوے ہین چیونٹیان۔ دیمک۔ گبریلے۔ پردار ہر قسم کے کیڑے بالکل دفع ہو جائینگے۔

نیز کہکر بیل کی جڑون اور اندرائن کو ہموزن لیکر گاے کے گوبر مین پیسا جاے اور پہر اُسکو پانی مین ملا کر حل کیا جاے۔ اور اُسکو تین دن تک متصل ہر ایک درخت انگور کی شاخون اور جڑون پر چہڑکتے رہین تو کیڑون کے تمام اقسام دفع ہو جائینگے

بینوشاد نے کہا ہے کہ نہری یا دریائی کیکڑے تعداد مین گیارہ ایک ظرف مین

ڈال دئے جائین اور اسمین پانی بھر کر اُسکا مُنہ بند کر دیا جاے اور دس شبانہ روز اُس ظرف کو میدان مین رکھدین اور ہر روز دو مرتبہ ہلایا کرین۔ گیارہوین روز اُس ظرف کا مُنہ کھولکر وہ پانی انگور کے درختون پر چھڑکا جاے جس سے ہر قسم کے کیڑے اور سوذی اور زہریلے جانور ہلاک ہو جائینگے۔ ہفتہ مین ایک دفعہ اس پانی کا چھڑکنا مناسب ہوگا۔ تا آنکہ کھیت کیڑون سے بالکل پاک ہو جاے۔

صاحب کتاب الاثمار کا قول ہے کہ کتھل صاحب کے ہدایات پر عمل کرنے سے کیڑون کے انسداد کے لئے بہت سے طریقے معلوم ہوسکتے ہین۔ یعنی درخت انگور کی پرانی چھال کو توجہ کے ساتھہ چھیل ڈالنا چاہئے۔ اسی کے نیچے اقسام کے کیڑے ملینگے جنکو مار دینا بہت آسان ہے۔ جب انگور کے درخت مین کاٹ چھانٹ کیجاتی ہے تو اُسی کے ساتھہ پرانی چھال کا نکال دینا بھی ممکن ہے۔ باقیماندہ تمام شاخون پر گندھک۔ چونا اور کویلہ کا پانی چھڑکا جاے۔ آپ فرماتے ہین کہ جس طرح دیوارون پر چونا کی قلعی کیجاتی ہے اُسی طرح گرم پانی مین ان اجزا کو حل کر کے کُنچی سے تمام شاخون پر اُسکا ضماد کرو۔ اس ترکیب سے کیڑے دفع ہون گے اور نئی کوپلین زور دار نکلین گی۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب درخت کی کاٹ چھانٹ سے فراغت حاصل ہو جاے تو ہر درخت کی جڑون کے چارون جانب پیال رکھکر اسمین آگ لگا دو۔ یہ عمل اُس دن کرو۔ جب کہ ہوا تیز نہو۔ اسی طرح گرم پانی کا چھڑکاؤ بھی کرم کشی کے لئے مفید ہے۔ آپکی راے مین کُل طریقون سے آخر الذکر طریقہ بہتر ہے۔ بشرطیکہ پانی کی گرمی ۱۳۰ درجہ سے ۱۵۰ درجہ تک رہے اس سے زیادہ گرمی درخت کو مضرت پہنچائیگی۔

تیسری ترکیب یہ ہے کہ گندھک اور کچلہ اور تمباکو اور ولایتی صابون اور کافور اور شراب کا جوہر۔ ان سب کو پانی مین ملاکر جوش دو۔ جب حرارت صرف سو درجہ کی

رہ جاے تو اُسوقت جوش دادہ پانی سے درخت انگور کے پتون کو دہوڈالو جس سے مادۂ کرمی دفع ہو جاے گا۔

قسطوس کی راے ہے کہ لہسن کو کوٹ کر تیل مین مخلوط کر لیا جاے۔ یا تیل مین کیچڑ کے کیڑے کوٹ کر ملاے جائین۔ اور اُس مجموعہ کا لیپ درخت انگور پر کیا جاے تو کیڑے بآسانی دفع ہوجائین گے۔

صاحب **فلاحتہ رومیہ** کہتے ہین کہ گاے کی چربی یا مینڈکون کا خون انگور کی خشک شاخون کی راکہہ اور اُس مادہ مین جو کاٹ چہانٹ کے وقت درختون سے ٹپکتا ہے ملاکر ایک گہڑے مین بہرلو۔ پہر اُسکو درختون کے وسط مین گاڑ دو۔ اور گہڑے کا مُنہ کہلا ہوا آسمان کیطرف رکہہ چہوڑو۔ اس تدبیر سے انگور کے درختون کے کیڑے بالکل دفع ہوجائین گے۔

مؤلف نے چند عام ادویہ کا ذکر اس موقع پر کرنا مناسب خیال کیا ہے۔ جو عام طور پر کرم کش ثابت ہوے ہین جنکا تذکرہ محققین یورپ نے اپنے قیمتی تصانیف مین نہایت وثوق کے ساتہہ کیا ہے۔

(۱) راکہہ۔ بجہا ہوا چونا۔ گندہک اور نمک کا پودون پر چہڑکنا کیڑون کے دفعیہ کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔

(۲) تمباکو کو پانی مین دو چار گہنٹے بہگو کر جب اُسکی تلخی اور بو پانی مین پیدا ہو تو اُس پانی کو پودون پر چہڑکنا مفید ہے۔

(۳) چونے کو پانی مین گہول کر تمام درخت پر اُسکا چہڑکاو نہایت مفید ہے۔

(۴) کاربونک اسڈ خالص ایک حصہ لو۔ اور سو حصے پانی مین ملاکر جڑون اور پتّون پر چہڑکو۔

(۵) گندہک اور تمباکو کی دُہونی کہیت مین جلاو۔ تاکہ درختون مین اُس کا دُہوان

پہیل جاے۔
(۶) مٹی کا تیل ایک حصہ اور دودہ آٹہہ حصہ لیکر دونون کو خوب باہم ملالو۔ اور جب جہاگ آنے لگے تو اُسکو شیر گرم کرلو۔ اور پہر پودون پر خوب چہڑکو۔
(۷) لنڈن پرپل آدہا پونڈ۔ یا پیرس گرین ایک پونڈ۔ ان دونون سے کسی ایک کو بیس پونڈ آٹے مین ملا لو۔ پہر چالیس گیلن پانی اُسمین شریک کرکے پودون پر اُس کا چہڑکاو کرو۔
(۸) جو کیڑے زمین کے اندر ہون اُنکے دفعیہ کے لئے زمین کو کہود کر یا ہل چلاکر مٹی کو تہ و بالا کرنا بہت مفید ہے۔ جب وہ سطح زمین پر آ جاتے ہین تو کچہ تو پرندون کی نذر ہو جاتے ہین اور باقیماندہ کے لئے آئرن سلفیٹ آدہا پونڈ ایک گیلن پانی مین ملاکر تہ و بالا کی ہوی زمین پر چہڑکنا چاہیے۔
(۹) کہیت مین سفید رائی کے چند پودے بو دینے سے بہی اکثر اقسام کے کیڑے کہیت سے نکل جاتے ہین یا مر جاتے ہین۔
(۲) بڑی مکہیون کا دفعیہ۔ **الوخا** کا قول ہے کہ بڑی مکہیان جو بیلگون ہوتی ہین درخت انگور کو زیادہ نقصان پہونچاتی ہین۔ پس مناسب ہے کہ اُنکے دفعیہ کے لئے کندس عنطرنیا (عنطرنیا کا پتا مولف کو کسی لغت سے نہین ملا لہذا فرہنگ مین شریک نہ ہوسکا) کی دُہونی درخت کو دیجاے یا اندرائن کا عرق نکال کر اُسمین جلی ہوی عنطرنیا کا پانی اور تہوڑا سا روغن زیتون ملا لیا جاے اور پہر ہر ایک درخت پر تین مقام مین خفیف خفیف سا چہڑکا جاے تو اُسکی تاثیر سے یہ بلا دفع ہو جاے گی۔ اگر اسی مرکب کا لیپ درخت کے تنہ پر کر دیا جاے تو کوئی کیڑا درخت کے پاس نہ پہٹکے گا۔
(۳) مکڑیون کا دفعیہ۔ صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ کبہی بعض ایسی مکڑیان درخت انگور مین پائی جاتی ہین جنکے پیر بہت دراز ہوتے ہین۔ ان مکڑیون سے درخت انگور کو

صرف یہ نقصان پہوچتا ہے کہ تمام درخت اور ہر ایک پتا ان کے جالون مین جکڑ جاتا ہے اور نشو و نما پر اسکا بہت خراب اثر پڑتا ہے انکے دفعیہ مین وہی علاج موثر اور مجرب ہے جسکو مکہیون کے دفعیہ کے لئے بیان کیا ہے۔

علامۂ نابلسی کا قول ہے کہ کرم کلہ کی بو سے ہر قسم کی مکڑیان بہاگ جاتی ہین پس کرم کلہ کے رس کو پانی مین ملاکر چہڑکنے سے انکا دفعیہ ہوسکتا ہے۔

(۴) ایک خاص قسم کے کیڑے کا دفعیہ | انگور کے نئے پودون کی شاخون مین ایک خاص قسم کا کیڑا پیدا ہوتا ہے جسکا منہ چوڑا ہوتا ہے۔ یہ آہستہ آہستہ پودون کی جڑون تک پہونچ جاتا ہے۔ پہر جڑون کو کہا جاتا ہے۔ یہان تک کہ جڑین خشک ہوکر بہوسا ہو جاتی ہین۔ اور شاخین بظاہر ہری رہتی ہین۔ جنکو دیکہنے والا سمجہتا ہے کہ درخت ابہی زندہ ہے۔ پہر یکایک اُن کا رنگ زرد ہونے لگتا ہے۔ یہان تک کہ شاخین سوکہہ جاتی ہین۔ اس کیڑے کا دریافت کرنا بہت مشکل ہے۔ ظاہری کوئی ایسی علامت وقت سے پہلے نہین معلوم ہوتی۔ اس کیڑے کے استیصال کے لئے بہترین علاج یہ ہے کہ اکثر سال مین دو تین دفعہ پودہ پر اُس لیپ کا استعمال کرنا چاہئے جسکو ہم نے کہاد کے بیان مین نمبر (۶) پر بیان کیا ہے۔ اس لیپ سے صرف اسی قدر فائدہ نہین ہے کہ وہ اس موذی کیڑے کو بیخ و بنیاد سے دفع کر دیتا ہے بلکہ اسکی منفعت درخت کے عام نشو و نما پر بہی موثر ہے پہل کثرت سے آتے ہین اور اُن مین شیرہ زیادہ ہوتا ہے۔

(۵) جہینگر کا دفعیہ۔ | انگور کے پہل دار درختون مین ایک جانور پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ ٹڈیون سے چہوٹا اور جہینگرون سے بڑا۔ مگر صورت مین جہینگرون سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ اسکی نسل بہت جلد پہیل جاتی ہے اور تہوڑے عرصہ مین ہزارون کی تعداد مین جمع ہو جاتے اور انگور کے شیرین دانون کو کتر ڈالتے ہین۔ عربون نے اسکو جہینگر ہی سے تعبیر کیا ہے۔ اسکے دفعیہ کی تدبیر صاحب فلاحۃ النبطیہ نے یہ بتائی ہے۔

کہ گائے کا گوبر دو حصے اور گندہک ایک حصہ ملا کر درخت کے نیچے دُھونی دیجائے جس سے
یہ جانور بے دَم ہو جائینگے پھر ان مین سے چند جھینگرون کو پکڑ کر شراب مین ڈال دین
اور انزروت بھی اُسمین شریک کرین اور اس مجموعہ کو دُھونی پر جلائین۔ جس سے یہہ
بلا دفع ہو جائے گی۔ اسکے اثر سے یا تو وہ جھینگر مر جائینگے یا بھاگ جائینگے۔
ماسی سورانی نے کہا ہے کہ اس کیڑے کو پکڑ کر کسی قدر میٹھے پانی مین اچھی طرح
پر جوش دو۔ پھر اُس پانی کو ٹھنڈا کرکے انگور کے درختون کی زمین پر چھڑکو۔ احتیاط
کرو کہ اس کا کوئی قطرہ درخت پر نہ پڑنے پائے۔ اس چھڑکاؤ کی تاثیر سے یہ بلا دفع ہو جائیگی

(۷) چیونٹیون کا دفعیہ۔ چیونٹیان بھی انگور کو نقصان پہونچاتی ہین۔ بسا اوقات
درخت پر ہی خوشون کا شیرہ پی جاتی ہین۔ انکے بعض اقسام صرف رطوبت کے طالب
ہوتے ہین اور انگور کی نازک شاخون مین جگہہ جگہہ سے سوراخ کرکے رطوبت چوس لیتی ہین
کاماس نہری نے کہا ہے کہ چیونٹیون کو بے حقیقت سمجھہ کر اُن سے ہرگز غافل
نہ رہو۔ انکی فوج کثیر اور لگاتار انکی محنت شاقہ تمام حشرات الارض پر فوقیت رکھتی ہے
یہ جسقدر نقصان پہونچاتی ہین۔ شاید ہی کوئی دوسرا کیڑا اسقدر نقصان پہونچا سکے پس
ہر ایک فلاح کو لازم ہے کہ جہان انگور کے کھیت اور درخت پر انکو پاسئے۔ اگرچہ
انکی بہت چھوٹی جماعت نظر آسے لیکن اُسکے استیصال مین جان لڑادے۔ جاننا
چاہیئے کہ قطران کا شیرہ اُن دواؤن مین سے ہے جن سے چیونٹیان بالطبع نفرت
کرتی ہین۔ لہذا جب کبھی تم چاہو کہ کسی چیز کے قریب چیونٹیان نہ آنے پائین تو اُسکے
اطراف مین قطران کا ایک گول خط مثل دائرہ کے بناؤ۔ اس عمل سے چیونٹیان
اُس دائرہ کے اندر کبھی نہ پھٹکین گی۔ اگر چیونٹیون کے سوراخ کے اطراف قطران کا
لیپ کردیا جائے تو اُس مقام سے چیونٹیان بالکل دفع ہو جائینگی۔ جبکہ درخت
انگور کی جڑون مین چیونٹیون کا اجتماع دیکھا جائے تو مناسب ہے کہ اسی تدبیر کو وہان

بہی عمل مین لایا جاے -

آدم فلاح نے چیونٹیون کے دفعیہ کی نسبت لکہا ہے کہ پہاڑی صعتر اور سداب صحرائی اور گندہک ان تینون چیزون کو اچہی طرح سے پیس کر سفوف بنا لو- پہر اس کو چیونٹیون کے سوراخ کے اطراف مین چہڑک دو جس سے وہ بالکل دفع ہو جائینگی

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ حلزون جو ایک قسم کا کیڑا ہے اُسکی سیپی لیکر جلاؤ جب وہ سفید راکھ ہو جاے تب اُس راکہہ کو چیونٹیون کے سوراخون کے اطراف مین بہیرا دو- اسکی تاثیر سے چیونٹیان یا تو بہاگ جائین گی یا اندر ہی اندر ہلاک ہو جائینگی -

بینوشاد کا قول ہے کہ مقناطیس کا پتہر چیونٹیون کے سوراخ پر رکہہ دینے سے وہ ہرگز باہر نہ نکلین گی اور اندر ہی اندر یا تو ہلاک ہو جائین گی یا کسی دوسری طرف بہاگ جائین گی -

آپ ہی کا قول ہے کہ مرے ہوے چمگادر کو چیونٹیون کے سوراخ پر رکہہ دینے سے تمام چیونٹیان مرجاتی ہین - اسی طرح گدہے کے دونون پاؤن کے سمون کو اُس کی لکڑیون مین جلاؤ پہر اُس مجموعہ کی راکہہ کو پانی مین جوش دو- یہان تک کہ وہ جوش کہا کر مثل نمک کے ہو جاے- پہر اُس نمک کو لیکر السی کے تیل یا سرکہ مین بہگو دو- اور اُس مقام پر چہڑک دو. جہان چیونٹیان جمع ہین - جس سے وہ فوراً ہلاک ہو جائینگی-

ایک تجربہ کار فلاح عرب کی راے ہے کہ گدہے کا پیشاب کلونجی اور ہینگ پر سات دن تک تہوڑا تہوڑا چہڑکتے رہو- یہان تک کہ یہ دونون چیزین گدہے کے پیشاب کو اچہی طرح سے جذب کر لین- اور پہر انہین سات دن مین روزانہ ان دونون چیزون کو ہوا مین بہی رکہتے رہو تاکہ خشک بہی ہوتی جائین - ۷ دن کے بعد دہوپ مین اچہی طرح پر خشک کر کے پیس لو- اور اُسکا سفوف چیونٹیون کے مقام پر چہڑکو- یہ اُن کے لئے سم قاتل ہے- نیز اسی سفوف کی دہونی سلگانے سے اکثر اور قسم کے کیڑے بہی دفع

ہو جائین گے اگر اس دہونی مین گدہے کی لید بھی شریک کر لیجاے تو اور زیادہ مفید ہے۔
صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ بصل الفار پچاس درہم کے وزن مین لو اور کانچ یا پتھر کے کہرل مین اُسکو تہوڑا تہوڑا کرکے کوٹو۔ جب انڈے کی زردی کے مشابہ ہو جاے تو اُسوقت اُسکے نصف وزن مین گدہے کی خشک لید کو کوٹ کر ملا لو۔ اور بصل الفار کے نصف وزن مین گاے کا گوبر اُسکے ساتہہ شریک کرو۔ پہر شراب کے عمدہ سرکہ مین اُن سب کو حل کرو۔ جب یہ مجموعہ مثل مرہم کے ہو جاے تب اُسکو کسی ظرف مین پہیلا کر ہوا مین رکہہ دو۔ جب کسی قدر خشک ہونے لگے تو محفوظ کر لو۔ یہ دوا چیونٹیون کی دافع ہے۔ خواہ اُسکو چیونٹیون کے مقام پر رکہہ دو۔ یا دہونی پر جلاؤ۔ دونون حالتون مین اسکے اثر اور بو سے چیونٹیان دفع ہو جائین گی بلکہ اور تمام اقسام کے کیڑے بہی مر جائین گے۔

(۷) غُسافس کا دفعیہ۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ کبھی درخت انگور کے منڈوون کی لکڑی مین ایک خاص کیڑا پیدا ہوتا ہے جسکو زبان عرب مین غُسافس کہتے ہین۔ یہ بقول صاحب محیط اعظم ایک قسم کا سرخ رنگ کھٹمل ہے۔ اس کی جماعت منڈوے سے نکلکر درخت انگور پر پہیل جاتی ہے اور پہر شاخون مین سوراخ کرنے لگتی ہے۔ جس سے درخت کو بہت بڑا نقصان پہونچتا ہے۔ بعض سوراخون سے رس بہنے لگتا ہے اور یہ رس ان کیڑون کی غذا نہین ہے۔ اس بلا کو جلد دفع کرنا چاہیئے یہ بڑی مہلک بلا ہے۔ پس ان مین سے بعض کیڑے پکڑ کر روغن زیتون کی دردی کے ساتہہ جلانا چاہیئے۔ یا صرف گاے کا گوبر روغن زیتون مین گوندہا جاے اور پہر اسکی دہونی جلائی جاے۔ جس سے یہ کیڑے مر جائین گے۔ یہ دہونی دو تین دن تک دن رات مین دو تین مرتبہ دینا چاہیئے یا یہ کہ گاے کا گوبر اور روغن زیتون کی دردی اور زفت یعنی ڈامر کو پانی مین ملا کر پکائین۔ اور قوام پیدا ہونے

کے بعد اُسمین پھر پانی ملا کر درختون کے اطراف اور منڈوے کے نیچے اور منڈوے کی لکڑیون پر چھڑکین جس سے فسافس دفع ہو جائینگے۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ عشق پیچان کے پتے اور مازریون دونون کا سفوف بناکر اُسپر روغن زیتون ڈالا جاے پھر جس لکڑی پر فسافس نظر آئین اُسپر اُسکا لیپ کیا جاے۔

یا فلقدلیس اور شب صافی کو سرکہ مین ملاؤ۔ اور اسکے مجموعہ کا اُن لکڑیون پر لیپ کرو جن پر فسافس ہون اسکے اثر سے وہ بھاگ جائین گے یا ہلاک ہو جائین گے یا قثاالحمار کے درخت اور پتے اور جڑون کو کوٹ کر پانی مین ملاؤ۔ اور جوش دو۔ پھر اس پانی کو درخت انگور پر چھڑکو جس سے فسافس دفع ہو جائین گے۔

صغریث کا قول ہے کہ اگر تمکو خواہش ہو کہ کسی درخت انگور مین فسافس پیدا نہون تو ایک جونک لو جو کہ آدمی کا خون پی چکی ہو۔ پھر اُس خون کو اُس سے نچوڑ کر نکا لو۔ اور اُس مقام پر جہان فسافس پیدا ہوتے ہین جابجا اُسکو لگا دو۔ اسکے اثر سے فسافس پیدا ہی نہ ہونے پائین گے۔

(۸) مچھرون کا دفعیہ درخت انگور کے لئے مچھر بھی ایک بُری بلا ہے ان سے نہ صرف انسان ہی کو تکلیف پہونچتی ہے بلکہ درخت انگور کو انسان سے زیادہ تکلیف پہونچتی ہے انکی کثیر التعداد ٹکڑیان رات دن نرم شاخون کے رس کو چوستی پھرتی ہین خوشہ ہاے انگور کو انکا حملہ مضمحل بنا دیتا ہے۔ ان کے حملون سے درخت انگور اُکتا جاتا ہے اور بیمار بنجاتا ہے۔ ان کے دفعیہ کے لئے آدم فلاح نے تعلیم دی ہے کہ قنہ اور گندھک کی دُھونی درختون کے پاس جلانے سے مچھر مرجاتے ہین۔ پھر اسکے بعد میعہ اور قسطا اور اشنہ یا ان مین سے کسی ایک چیز کی دُھونی جلائی جاے تو اسکا اثر مچھرونکو ہلاک کر دیتا ہے اور اس سے اُنکی آئندہ نسلون مین خلل واقع ہوتا ہے۔ نیز بقلہ لینیہ یا اس کے پتے یا اسکی سوکھی لکڑیون کو مع اُسکے تخم کے یا بزر قطونا یا حی العالم یا ھندبا کے

سپتے یا تخم لیکر دُہونی جلانے سے مچھر ہلاک ہو جاتے ہین اور بد بو دار ہواؤن کی اصلاح بہی ہو جاتی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ تر و تازہ نرگل کو درختون کے پاس جابجا ڈال دینا چاہیئے اسکے اثر سے مچھر پیدا ہی نہ ہون گے اور نہ آئین گے اور جو آ چکے ہون وہ ہلاک ہو جائین گے۔

صغریث کا قول ہے کہ اگر تم گہوڑون اور خچرون کی دم کے بال کا مورچہل بناؤ اور درخت پر اُسکو لٹکا دو تو وہان مچھر بالکل نہ آئین گے۔

گوبر مین بہوسہ ملاکر دُہونی کرنے سے بہی مچھر بہاگ جاتے ہین۔ شراب یا سرکہ کی خشک دردی دُہونی پر جلانے سے بہی مچھر مر جاتے ہین۔ صنوبر کی لکڑی کا برادہ بہوسہ مین ملاکر دُہونی کرنے سے مچھر بے دم ہوکر گرتے ہین اور ہلاک ہو جاتے ہین۔

(۹) ذراریح کا دفعیہ | ذراریح جسکو بقول صاحب **محیط اعظم** ہندی مین تیلنی مکہی اور انگریزی مین بلسٹرنگ کہتے ہین۔ ایک زہر دار کیڑا ہے جسکے پر ہوتے ہین اور اُڑتے وقت گونجتی ہوئی آواز دیتا ہے اسکا رنگ سرخ ہوتا ہے اور سیاہ نشانات بہی اُس پر ہوتے ہین۔ بعض بالکل سبز رنگ ہوتا ہے اور بعض ابلق یعنی سفید و سبز۔ یہ مکہی انگور کے درخت سے مخصوص ہے اسی درخت مین پیدا ہوتی ہے اور پتون اور خوشون کی عاشق ہے سپتے کتر ڈالتی ہے اسی طرح پہلون مین بہی سوراخ کر دیتی ہے اسکے دفعیہ کے لئے صرف گائے کے گوبر کی دُہونی سفید ثابت ہوئی ہے گندہک کا دُہوان بہی اسکو دفع کر دیتا ہے اس دُہونی کو زمین پر قائم نہ کرنا چاہیئے بلکہ کسی گلی ظرف مین روشن کرکے اسکا دُہوان درخت کے ہر ایک حصہ مین پہونچانا چاہیئے۔ قثاء الحمار کی جڑون کا دُہوان بہی اسکا مہلک ہے۔

بنیوشاد کہتے ہین کہ درخت گلاب کے پتے اور سجی اور قسط اور سنبل اور عود ہندی اور زعفران۔ ان سب کو ملاکر اسکی دُہونی درخت انگور کو دیجائے۔ جس سے ذراریح دفع

ہو جائین گے۔ اسکو ہمیشہ دُہونی سے نفرت ہے خصوصاً خوشبودار دُہونی سے۔

ان کیڑون کے دفعیہ کے لئے ہرنے کا پانی روغن زیتون کی دردی مین ملاکر لیپ کرنے سے بہی کامیابی ہوی ہے۔

علامۂ نابلسی کا قول ہے کہ بال کی دُہونی بہی تیلنی یعنی ذراریح کے دفعیہ کے لئے نہایت مفید ثابت ہوی ہے۔

(۱۰) ڈانس کا دفعیہ۔ علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ ڈانس ایک مشہور کیڑا ہے جو بہت بدبودار ہوتا ہے اور اکثر درخت انگور مین اپنے ہنیتون سے سوراخ کر دیتا ہے جس سے ریزش بہتی ہے جو سوراخون کی باریکی سے دکہلائی نہین دیتی۔ انگور کے درخت مین جب یہ کیڑے پائے جائین تو گائے کے گوبر کے ساتھہ روغن زیتون ملاکر درختون مین دُہونی کیجائے اور مناسب ہوگا کہ دس پانچ کیڑے پکڑ کر وہ بہی اُسی دُہونی مین جلائے جائین اسکی بو سے تمام ڈانس درخت سے نیچے گر پڑین گے اور ہوشیار فلاح کو آسانی کے ساتھہ ہاتھہ آسکین گے۔ نیز کہکر بیل کے تنہ اور پتے اور جڑون کو کوٹ کر پانی مین بہگونا چاہیئے پہر اُنکو بتورشش دیگر درختون پر چہڑکنا چاہیئے۔

ڈانس درخت جہاؤ اور سرو کے پاس بالکل نہین پہٹکتے اور ہمیشہ اسکی بُو سے متنفر رہتے ہین۔ پس ان دونون کی چند شاخین درخت انگور پر پہیلا دینا بہی ڈانسون کے دفعیہ کے لئے مفید ہوگا۔ دہنیا جلاکر دُہونی دینے سے بہی یہ کیڑا مر جاتا ہے۔

(۱۱) برغوث کا دفعیہ۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ برغوث ایک بہت باریک کیڑا ہے جو مچہر سے بہی چہوٹا ہوتا ہے جسکو ہندی مین پسو کہتے ہین۔ انکی تعداد بیحد حساب ہوتی ہے یہ درخت انگور کی شاخون اور پتون اور خوشون کو اس کثرت سے لپٹ جاتے ہین کہ انکی مجموعی ہیئت ایک سیاہ رنگ کے مشابہ ہو جاتی ہے یہ اپنی غذا درخت انگور کے رس سے چوستے ہین اور سیری کے بعد بہی جدا نہین ہوتے۔ اگر

اُن کو درخت سے چھڑانے کی فکر نہ کیجاے تو درخت بڑی سختی مین مبتلا ہو جاتا ہے نہ تو اُسکے مسامات کھلنے پاتے ہین۔ نہ خارجی تازہ ہوا اُسکے جسم مین جانے پاتی ہے اس بلا کی وجہ سے درخت کی قوت ہاضمہ مین خلل واقع ہو جاتا ہے۔ درخت کی غذا کا بڑا حصہ انکی نذر ہو جاتا ہے۔ پس ہوشیار فلاح کو چاہیئے کہ انکے دفعیہ کے لئے اُن تدابیر پر عمل کرے جنکو ہم بیان کرینگے۔

خربق سیاہ لیکر باریک پیس لو اور اسکو روغن زیتون کی دردی مین مخلوط کر لو۔ اور درخت کے مختلف مقامات مین اُس کو چھڑکو اس عمل کی وجہ سے پسّو یک لخت دفع ہو جائین گے۔

صغریث کی راے ہے کہ کمون صحرائی اور پہاڑی صعتر دونون کو پیسو۔ پھر اُس مین پانی ڈال کر پسّوؤن کے مقامات مین چھڑکو۔ اسکی تاثیر سے پسّو بالکل ہلاک ہو جائینگے آپ ہی کا قول ہے کہ دفلی یعنی کنیر کے پتے اور بیج لیکر اُنکا سفوف تیار کرین۔ اور کسی قسم کے تیل مین تر کرکے ایک پیالہ مین بھر دین۔ اور درخت کے پاس رکھہ چھوڑ دین۔ جسکی بو سے پسّو درخت پر سے اُڑین گے اور اُس پیالہ مین جمع ہو جائین گے۔ اور آخر پر وہین ڈھیر ہو جائین گے۔

بیثوشاد نے کہا ہے کہ جب بابونہ اور کمون صحرائی کو پیس کر اندرائن کی جڑ ونکے جوش دیئے ہوے میٹھے پانی مین ملائین اور اُسکو شیر گرم پسّوؤن کے مقام پر چھڑک دین۔ تو تمام پسّو ہلاک ہو جائین گے۔ نیز کسی جانور کا خون ایک ظرف مین بھر کر درخت کے پاس رکھدینے سے تمام پسّو درخت سے جدا ہو کر اُسی مین گرین گے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر ہرے کانٹے لیکر اُن کو ٹکڑے کر لین اور خربق سیاہ اُن مین ملا کر مجموعہ کو ۷ دن تک پانی مین بھگوئین اور پھر یہ پانی پسّوؤن پر چھڑکین تو تمام پسّو ہلاک ہو جائین گے۔

- قوثامی نے کہا ہے کہ مویزج جسکو پہاڑی کشمش بہی کہتے ہین اور حرمل اور حنظل مع بیجون کے اور خشک کی جڑین لیکر سب کو پیس لو اور پانی مین گوندہکر پہر کسی ظرف پر اُس کا لیپ چڑہا دو۔ اور اُس ظرف کو اوندہا کرکے زمین پر رکہدو۔ اس طرح پر کہ اُسکے کنارے زمین سے کسی قدر اُٹہے ہوے ہون اسکے بعد تم دیکہوگے کہ ہزارہا پسّو ہر طرف سے دوڑکر اُس ظرف کے اندر گہسین گے اور ایک بہی باہر نہ رہے گا۔

اگر خشک عوسیج اور سوسن ان تینون کی جڑین پانی مین بہگوکر کسی جگہہ ۳ دن تک رکہدین پہر اُس پانی کو درخت پر چہڑک دین تو تمام پسّو دفع ہو جائین گے۔

اگر کڑوا نمک شراب کے سرکہ مین دن بہر بہگویا جاے پہر اُسمین ایک مٹہی چونا ڈال دین پہر اُسمین پانی ڈالکر ۳ دن تک رکہہ چہوڑا جاے پہر اُس مجموعہ کو درخت پر چہڑکا جاے تو پسّو دفع ہو جائین گے۔

اگر تم کسیس اور پہٹکری کو پیس کر قطران مین گوندہ لو۔ پہر سرکہ مین بہگوکر ۳ دن تک رکہہ چہوڑو پہر اُسکو لیکر شاخون پر چہڑک دو تو سب پسّو ہلاک ہو جائین گے۔

اگر بصل الفار اور ہینگ۔ شراب کے نہایت ترش سرکہ مین بہگوکر ۳ دن تک رہنے دین پہر وہ سرکہ باغ مین چہڑک دین تو پسّو کے ساتہہ اور قسم کے کیڑے بہی ہلاک ہو جائین گے۔

- قوثامی نے کہا ہے کہ ہم نے ایک وسیع شیشہ لیا اور روغن زیتون کی دردی سے اُسکو لیپ دیا اور اُسکے اندر ایک چہوٹا سا چراغ روشن کرکے رات مین درخت انگور کے پاس رکہہ دیا۔ صبح دیکہا کہ تمام پسّو شیشہ پر موجود تہے شیشہ بالکل سیاہ ہو گیا تہا اور درخت انگور بالکل پسّوؤن سے خالی تہے۔

ینبوشاد نے ذکر کیا ہے کہ ذراریر کی گہانس کو ہم نے پیسا اور اُسکے ہم وزن سرکہ مین ملایا۔ پہر اُسکو پانی مین گہول کر درختون پر چہڑکا یا خشک ہوتے کے بعد اُسکی دہونی

جلا ئی اور اُسکو پیس کر مختلف مقامات پر بھر بھرا دیا تو اسکے زہریلے اثر سے پستو مرگئے اور دیگر اقسام کے کیڑے بہی بہاگ گئے۔

(۱۲) ٹڈیون کا دفعیہ۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ انگور کو نقصان پہونچانے والے کیڑون سے ٹڈیان بہی ہین جو اس درخت کی بہت بڑی دشمن سمجہی جاتی ہین۔ طامثری کنعانی نے انکو زحل کا لشکر کہا ہے۔ فرماتے ہین کہ یہ اکثر قحط کے زمانہ مین نکل آتی ہین۔ عربون نے انکو گرسنگی کا مقدمۃ الجیش کہا ہے۔ ہر ایک فلاح کو مناسب ہے کہ ان پر نگران رہے۔ جب معلوم ہو کہ انکی کچہ جماعت آگئی ہے تو سمجہہ لو کہ غفلت کرنے سے درخت انگور کے پہل۔ پتے۔ شاخین سب چٹ کر جائین گی اسلئے کہ یہ اور کسی درخت سے اسقدر خوش نہین ہوتین جسقدر درخت انگور سے۔ اسکی لطافت اور نرمی ان کے لئے مالیدہ کا حکم رکہتی ہے۔ فلاح کو چاہئے کہ جب انکی آمد کے آثار معلوم ہون تو فوراً اپنے گہر مین چہپ جاے۔ کوئی شخص کہیت یا راستہ مین نظر نہ آسے۔ انکا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی آدمی کو نہین پاتین تو ڈر جاتی ہین اور دوسرے مقام کا قصد کرتی ہین۔ جہان آدمیون کو دیکہتی ہین اگر یہ ایک ہی شخص کیون نہو سب کی سب اُس طرف رجوع ہوتی ہین۔

آدم فلاح نے کہا ہے کہ بہت سی آفتین انسان اپنے ہاتہون اپنے اوپر لاتا ہے اور اوسکو اُن سے خبر نہین ہوتی۔ منجملہ اُن آفات کے ایک آفت ٹڈیون کی ہے۔ جو لوگ ٹڈیون کو دیکہکر گہبراتے اور شور مچاتے ہین اور سمجہتے ہین کہ اس شور و غل سے وہ بہاگ جائین گی۔ وہ بڑی غلطی کرتے ہین۔ جس جس طرح لاٹہیان بلند کیجائین۔ اور جیسے جیسے شور مچایا جاے انکا ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ طامثری کا قول ہے کہ اگر یکایک کسی کہیت یا گانون پر ٹڈیان آپڑین۔ اور لوگ اپنے کامون مین مصروف ہون تو اُنکو اُس مقام سے غیر معمولی حرکت نہ کرنا چاہئے بلکہ وہ دوا

جسکا نسخہ ہمنے ذیل مین لکھا ہے جسکو اسی آفت کے دفعیہ کے لئے پہلے سے تیار کر رکھنا چاہیئے انگور کے درختون پر آہستگی چھڑکنا چاہیئے۔

(۱) ترمس تلخ - - - - - - - - - - - ۷ حصہ -

(۲) خنطل اور قثاء الحمار - - - - - - - - - ۳ حصہ -

ان سب کو کوٹ کر ایک مٹھی نمک کے ساتھہ پانی مین بھگو رکھو۔ اس دوا کے چھڑکنے مین غیر معمولی طور پر مشورت کرو۔ ہر ایک درخت کی آڑ مین چھپ کر اپنا کام کرو۔ تو اسکے اثر سے ٹڈی دل فوراً رخصت ہو جائیگا۔ اور ایک حصہ انکا تلف ہو جائے گا۔ جن پتون پر یہ دوا پڑی ہو۔ اور ٹڈیون نے اُنکو کھایا ہو فوراً وہ مرجائینگی۔

صغریث نے کہا ہے کہ فلاح کو چاہیئے کہ جب ٹڈیون کی آمد شروع ہو تو ہر ایک درخت کے نیچے چپکے سے آگ جلائے۔ اس عمل سے ٹڈیان خود بخود رخصت ہو جائینگی آپ ہی کا قول ہے کہ ہر ایک انگور کے کھیت مین ایک خاص مقام پر جو کھیت کے درمیانی حصہ مین واقع ہو۔ کانٹے اور گٹھلی دار پھلون کے خشک درخت اور بہت سا زکل یعنی پیڑا جمع کر رکھو۔ ٹڈیون کی آمد پر صرف اسی ڈھیر مین چپکے سے آگ لگادو جب آگ اور دھوان بلند ہوگا تو وہ دُور دُور سے پلٹ جائینگی۔ اور وہ گروہ جو آچکا ہے فوراً رخصت ہو جائیگا اگر ممکن ہو تو چند ٹڈیون کو پکڑ کر اُسی آگ مین جلادو۔ اس کی بُو سے انکا بہت بڑا حصہ بے دم ہوکر زمین پر پھیل جائیگا۔ اس موقع پر اگر آسانی کے ساتھہ گندہک مل سکے تو اُسکو بھی آگ پر ڈالدو۔ جسکی بُو سے ٹڈیان بہت نفرت کرتی ہین۔ کچھوے کی ہڈیون کو آگ پر جلانے سے بھی وہ نہایت پریشان ہو جاتی ہین اور جنکو اسکا دُھوان لگ گیا ہو وہ زمین پر گر کر مرجاتی ہین۔

قوثامی نے کہا ہے کہ ہری پیاز پرانے پنیر کی ٹکڑون مین ملاکر آگ پر جلانے سے ٹڈیان بھاگ جاتی ہین۔ آپ ہی کا قول ہے کہ دھوئین کا مزاج گرم و خشک ہے

پس وہ اپنی گرمی کی وجہ سے نفوذ کرتا ہے اور اپنی خشکی کی وجہ سے چمٹ جاتا ہے اور ان حشرات الارض کی روحون مین اُنکی حیات کے مخالف تاثیر کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر مخالف دوسرے مخالف سے بھاگتا ہے اور چونکہ ان چیزون کی دُھونی نہایت تیز اور بدبو دار ہوتی ہے لہذا ان جانورون کی روحون کو اُس سے سخت کراہت ہوتی ہے چونکہ دُھوان اپنی حرارت کے لحاظ سے کیڑون کی برودت کا ضد ہے لہذا اسکے سانپ دُھوین مین بدبو ہونے سے بہت جلد یہ کیڑے دفع ہو جاتے ہین

(۱۳) بچھوون کا دفعیہ۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ بچھو درخت انگور کے سخت دشمن ہین انکے مختلف اقسام ہین۔ بعض بڑے ہوتے ہین اور بعض چھوٹے کچھ کالے کچھ سیاہ اور کچھ سبز۔ ان مین سے موٹے اور بڑے سبز رنگ کے بچھو انگور کے خوشون کو اُنکی جڑ سے کاٹ ڈالتے ہین۔ خوشہ کی ڈنڈی کٹ جانے سے وہ پژمردہ ہو کر خشک ہو جاتا ہے۔ فلاح کو مطلق اسکا علم نہین ہوتا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ کوئی مرض عارض ہے۔ ان بچھوون کی دوڑ ایسی تیز ہوتی ہے کہ فلاح نہ اُنکے سبز رنگ کی وجہ سے پہچان سکتا ہے اور نہ پہچاننے پر پکڑ سکتا ہے۔ انکے دفعیہ کا آسان علاج یہ ہے کہ کوشش کرکے تین یا چار یا کم سے کم بحالت مجبوری ایک بچھو کو پکڑو۔ اور اُسی مقام پر اسکو آگ پر جلاؤ۔ جسکی بو سے تمام بچھو مضمحل ہو کر بیمار اور ہلاک ہو جائینگے اور تیز اور قوی بچھو بھاگ جائینگے۔ آدم فلاح نے یہ نسخہ ہر ایک موذی جانور کے دفعیہ کے لئے مجرب بتلایا ہے کہ اُسی کے ہم جنس کو پکڑ کر اُس مقام پر جلائین لیکن تجربہ کار اور حکیم فلاحون نے بچھوون کے لئے یہ تدبیر مخصوص کی ہے۔

صغریث کا قول ہے کہ ایک نباتی دانہ ہے جسکو زبان عرب مین جلوز کہتے ہین (پہاڑی بادام۔ بچھا اعظم) اسکی خاصیت یہ ہے کہ جب اُس مین سے تین یا چار لیکر جیب

مین ڈال لئے جائین یا ازاربند مین باندہ رکہین یا مٹہی مین داب لین تو بچہو بہاگ جاتے ہین اور اگر اُسکا مغز نکالکر کوٹا جاے اور اُسکو روغن زیتون اور پانی مین بہگو کر بچہوون کے مقام پر چہڑکا جاے تب بہی اُس مقام سے بچہو بہاگ جائینگے -

اگر پہاڑی بکریون کا خون لیکر اُسکے ہموزن اسمین نمک ملایا جاے اور مجموعہ کو میٹہے پانی مین پکایا جاے یہان تک کہ پانی خشک ہوجاے پہر مابقی سے کسی قدر لیکر بچہوون کے سوراخون مین لیپ دیا جاے یا بچہوون کے مقام مین چہڑکا جاے تو وہان سے بچہو بہت دُور بہاگ جائینگے اور اگر وہین ٹہہرینگے تو ہلاک ہوجائینگے - اس دوا کے اثر سے بچہو ایسے سُست ہوجاتے ہین کہ گویا ان مین حس ہی نہین ہے -

کافور - عود ہندی - مشک - عنبر - زعفران - جوزبو یا سے بہی بچہوون کو طبعی مخالفت ہے - ان تمام چیزون کی بو سے بچہو بہاگتے ہین - صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ہم اس موقع پر بعض ایسے نسخون کا بہی ذکر کرینگے جنکے استعمال سے بچہو کا زہر اثر نہ کرے اور کژدم گزیدہ کی تکلیف جاتی رہے - جب اسکی ضرورت ہے کہ انگور کے درخت سے ہر ایک فلاح بچہوون کے دفعیہ کی تدبیر کرے تو ممکن ہے کہ وہ اثناے تدابیر مین اُنکے زہر مین بہی مبتلا ہو - پس جاننا چاہیئے کہ بچہو کے زہر کو دفع کرنے کے لئے کرم پیلہ مین بہت بڑا اثر ہے یعنی اُسکو روغن زیتون مین گہس کر بچہو کاٹے ہوے مقام پر لگا دیا جاے تو فوراً تسکین حاصل ہوجاے گی -

صغریث نے ایک عجیب بات بیان کی ہے وہ کہتا ہے کہ بچہو کا کاٹا ہوا شخص گدہے کی ننگی کمر پر سوار ہوجاے تو سوزش اور درد جاتا رہے گا - **قوثامی** نے کہا ہے کہ اگر درد اور سوزش جلد دفع نہ ہو تو چند بار یہ عمل کرے کہ اپنا مُنہ گدہے کی دُم کی طرف پہیرے اور پہر سر کی طرف - اس طرح پر چند بار اُسکی کمر پر حرکت کرنے سے زہر

گدبے کے جسم مین منتقل ہوگا اور انسان سے دفع ہوجائیگا۔

صغریث نے کہا ہے کہ مادہ خرما کا پوست اُتار کر بچھو پر رکھدینے سے بچھو مثل مُردہ کے ڈہیلا ہوجاے گا۔

آپ ہی نے کہا ہے کہ بقلہ باردہ کی شاخون اور پتون اور جڑون کو سکہا لیا جاے پہر بہیڑ کے گہی اور بکری کی چربی اور انار کے دانون مین اسکو پیس لیا جاے اور اچھی طرح پر ملاکر اُسکی دُہونی جلائی جاے تو بچھو بہاگ جاتے ہین حتے کہ سانپ بہی اُس جگہہ سے نکل جاتے ہین۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ خارخشک کو پیسکر پانی مین حل کرین اور بچھوؤن کے مقام پر چہڑکین تو بچھو بہاگ جائینگے۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ بادروج کا شیرہ جب کہ بچھو کاٹے ہوے شخص کو پلایا جاے اور اُسکے چند قطرے بچھو کے کاٹے ہوے مقام پر ڈالے جائین تو فوراً آرام ہوجائیگا۔

(۱۴۳) سانپون کا دفعیہ۔ صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ سانپ انگور کا دشمن نہین ہے اور اُسکی ذات سے درخت انگور یا ثمرہ انگور کو کوئی نقصان نہین پہونچتا۔ بلکہ وہ انگور کا بڑا رفیق ہے یا یون کہو کہ درخت انگور سے اسکو نفع پہونچتا ہے۔ ہر ایک موسم مین انگور کے درختون مین سانپون کو بہت بڑی راحت ملتی ہے وہ اسکی خوشبو پر مست رہتے ہین۔ اور دن رات اُسکے جہنڈون مین پڑے سوتے ہین۔ فلاحان انگور کو لازم ہے کہ اس بلاے بے درمان سے ہمیشہ خبردار رہین۔ اور درخت انگور کے دوست ہونے کا کچہ خیال نہ کرین۔ پس مناسب ہے کہ بارہ سینگے کا سینگ پیس کر اسکے برادہ کی دُہونی برابر درختون مین روشن کیجاے اسکی بو سے تمام سانپ بہاگ جائین گے۔ اسکے سوا قیتہ اور اصل السوس کی دُہونی بہی ہمارے مقصد کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ پہاڑی یا جنگلی بکری کے سُم کی دُہونی بہی بکار آمد ہے اگر اسکے ساتہہ چہٹا حصہ گندہک کا ملا لیا جاے تو اور زیادہ بہتر ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ انار کی لکڑی اور اسکے چھلکون کی دہونی سے سانپ بالکل دفع ہوجاتے ہین۔ قوثامی کا قول ہے کہ کالے سانپ اور کوڑ یالے اور ایک اور قسم کا سانپ جسکو عربی مین شجاع کہتے ہین۔ یہ سب اقسام انار سے کراہت نہین کرتے۔ پس زیادہ مناسب یہی ہے کہ اول الذکر تدابیر ہی سے زیادہ کام لیا جائے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ شونیز یعنی کلونجی اور قنہ اور بارہ سینگے کا سینگ اور بکری کا کھر۔ ان سب کو پیس کر ملا لو۔ اور مجموعہ کو عمدہ شراب کے سرکہ مین حل کرو پہر اسمین انار کا برادہ شریک کرکے خمیر کر لو۔ اور اسکی چنے کے برابر گولیان بنا کر کانچ یا روغنی ظرف مین اٹہا رکہو۔ ضرورت کے وقت انہین گولیون کی دہونی کثرت سے سلگاؤ جس سے سانپ۔ گرگٹ۔ چہپکلی وغیرہ اُس مقام سے بہاگ جائین گے جہان یہ دہونی روشن ہے۔

(۱۵) حلزون کا دفعیہ | حلزون ایک خاص قسم کا کیڑا ہے جس سے درخت انگور کو نقصان پہونچتا ہے۔ یہ درحقیقت دریائی کیڑا ہے۔ مثل کوڑی کے جسکے لئے ایک گہر بہی ساتہہ ساتہہ ہوتا ہے جسمین سے وہ نکلتا ہے اور پہر اوسمین سما جاتا ہے۔ بعض سرد اور مرطوب مقامات پر یہ درخت انگور پر پہونچ جاتا ہے اور فصل بہار مین انگور کے پتون کو چٹ کر جاتا ہے۔ صبح کے وقت یا اثنار بارش مین یہ سیر کرتا ہے۔ فلاح کا کام ہے کہ اسکو چین کر ہلاک کر ڈالے۔

(۱۶) قومز کا دفعیہ | قومز ایک کیڑا ہے جسکو ممالک مصر مین دودہ بہی کہتے ہین۔ یہ کیڑون کی ایک قسم ہے جو کوکوس سے منسوب ہے۔ جو انگور اور شفتالو کے لئے بڑی آفت ہے۔ جبکہ یہ نشو ونما پاکر جوان ہو جاتا ہے تو اُسکے نر سفید غبار مین مخفی ہوتے ہین اور اسکی مادہ گندمی رنگ لیے ہوے ہوتی ہے جو کہ انگور کی شاخون کو زور سے چمٹ جاتی ہے اور اسی زمانہ مین نر و مادہ جفتی کہاتے ہین پہر نر مر جاتا ہے۔

اور مادہ انڈے دیتی ہے اسکے انڈے سفید اُون کی سی چھوٹی تھیلی مین محفوظ ہوتے ہین جسکے اوپر مادہ کا جسم گہرا ہوا رہتا ہے۔ جب مادہ ایک ہزار انڈے دے چکتی ہے تو فوراً مر جاتی ہے اور خشک ہوکر انڈون سے جدا ہو جاتی ہے۔ چند ہی دنون مین انڈون سے بچے نکل آتے ہین۔ جب یہ بچے جوان ہو جاتے ہین تو اپنی باریکی کی وجہ سے مشکل سے نظر آتے ہین۔ پھر یہ بلا انگور کے پتون اور کونپلون پر پھیل جاتی ہے اور اُن کو کترنے لگتی ہے اور اُنکا رس چوس کر بیکار کر دیتی ہے۔ جب درخت انگور کے پتے اس بلائے بے درمان کے حملون سے گر جاتے ہین تو اُسوقت یہ کیڑے پتلی پتلی شاخون کو چمٹ جاتے ہین موسم سرما مین یہ اپنے لئے ایک مناسب جہت باغ کے کسی گوشہ مین اختیار کرتے ہین جہان یہ جمع رہتے ہین وہان ایک گندم گون غبار نظر آتا ہے اسکے بعد اُنکا پوست رنگ بدلتا ہے انکے دفعیہ کے لئے گرم پانی کا شاخون۔ اور پتون پر ڈالنا بہت مفید ہے۔ انکی جماعت سرما مین جس مقام پر پناہ گیر ہوتی ہے اُنکو گندمی رنگ سے دریافت کرکے وہان آگ جلانا چاہیئے تاکہ ایک دم سب کے سب ہلاک ہو جائین۔

(۲) انگور کے کیڑون کے متعلق محققین یورپ کی تحقیق

انسائکلو پیڈیا سے واضح ہے کہ ۱۸۶۳ء مین کلٹن بیاک نامے ایک یورپین محقق نے انگور کے ضرر رسان کیڑون کی ۲۳ قسمین بتلائی ہین۔ اور اسکے بعد تحقیقات جدیدہ نے اس تعداد مین بہت کچھ اضافہ کیا ہے ہم اس موقع پر بعض ایسے کیڑون کا بیان کرنا چاہتے ہین جنکو محققین یورپ نے انگور کے حق مین زیادہ ضرر رسان تسلیم کیا ہے۔

(۱) انگور کے پتے اور اُسکی نازک آنکھون کو نقصان پہونچانے والے کیڑون مین ایک چھوٹا سا گوبریلا ہے جو اسکارسے بیڈا کے خاندان سے ہے۔ اس کا نام

انا ملا وٹیس ہے یہ جنوبی یورپ مین پتون کے نازک ریشون کو خاک مین ملا دیتا ہے۔ یہ درحقیقت بھونرے کی ایک قسم ہے جسکا خاندانی نام اوٹیورنکس مشہور ہے۔ اسی خاندان کے کئی اور اقسام بھی ہین جنکے جوان کیڑے درخت انگور کی آنکھون کو نقصان پہوںچاتے ہین۔ جیسے۔ اوٹیورنکس راک۔ اوٹیورنکس مرٹی کاس۔ اوٹیورنکس لی لسیس۔ وغیرہ ان سب اقسام کی ضرر رسانی مختلف ممالک کی رپورٹس سے ثابت ہوی ہے۔ اوٹیورنکس سلکاٹی۔ انہین اقسام سے ایک قسم ہے جو رینگنے کی حالت مین جڑون پر حملہ کرتا ہے جس سے درخت انگور کی نئی نکلی ہوی شاخین کمزور ہوکر ٹھہر جاتی ہین۔ اور درخت مرجھا جاتا ہے۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کیڑون کے ایسی حالت مین پر نہین ہوتے جس سے ان کا ضرر ایک ہی جگہہ تک محدود ہوتا ہے۔

(۲) ایک اور قسم کا گبریلا لیپی ڈاپٹرا ہے جو خاندان ایومالپس وٹیس سے کہا گیا ہے۔ یہ درخت کی نرم آنکھون کو نقصان پہوںچاتا ہے۔ اسی خاندان سی نائنیا ٹیپیکا۔ اگرولٹس ٹرلٹیی وغیرہ ہین جو آنکھون کو چاٹ جاتے ہین۔

(۳) ٹارٹرپلے ربیا۔ نامے ایک خاص کیڑا ہے جو شروع موسم بہار مین رینگتے رینگتے نرم پتون کو آپس مین جوڑ کر گھیرتا ہے۔ اور اُسی مین بیٹھ کر ریشون کو ضائع کرتا ہے اور جولائی کے مہینہ مین پاتر یعنی تتری کی شکل مین باہر نکلتا ہے۔ اور پتون کی بیرونی سطح پر انڈے دیتا ہے جس مین سے کچھ ہفتون کے بعد رینگتے ہوے بچے نکلتے ہین اور درخت کو چاٹ جاتے ہین۔

(۴) لبتھرس سیفالوٹس نامے ایک کیڑا ہے جو اسکارا بائڈا کی ایک قسم ہے ریتلی اور خشک زمین پر لگائے ہوے تاکستانون مین بہت ضرر پہوںچاتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا گُبریلا ہے جو زمین مین سوراخ بناکر اپنے جوڑے کے ساتھہ رہتا ہے۔ نرم ڈالیون کو موسم گرما مین کتر کر اپنے سوراخون مین لیجاتا ہے۔ اور سمجھا یہ جاتا ہے کہ

ان ڈالیون سے وہ اپنے بچون کی غذا پہونچاتا ہے۔
(۵) انگور کے پتے اور نرم ڈالیون کو نقصان پہونچانے والے کیڑون مین ایک اور کیڑا ہے جسکا نام **ریچی ٹس بی ٹیولی** ہے۔
(۶) **کاپچی لس ایمبی کویلا** - ایک قسم کی تتری ہے جو انگور کے پہل مین انڈے دیتی ہے اور جب انڈون مین سے بچے رینگتے ہوے نکلتے ہین تو پہل کو بہت نقصان پہونچاتے ہین -
(۷) **گراپٹولی تہا باٹرانا** کی قسم کے کیڑے پہول اور پہل دونون کو نقصان پہونچاتے ہین۔
(۸) **کوکس وٹیس** نامے ایک چہوٹا سا سخت پوست والا کیڑا ہے جسکی پیٹہ پر غیر مسلسل زرد نشان ہوتے ہین - یہ انگور کے پرانے اور بے داشت پیڑون کے چہلکے کے نیچے رہتا ہے اور اندر ہی اندر درخت کا رس چوس کر کمزور اور ناتوان کر دیتا ہے -
(۹) ان سب سے زیادہ خطرناک اور تباہ کرنے والا درخت انگور کا دشمن جو کیڑون کی شکل مین ہے وہ خاندان **افائڈا** کا ایک یادگار ہے۔ جسکو اُردو مین جُون کہتے ہین اسکا نام **فلاکزرا وسٹاٹرکس** ہے اس خاندان کے کئی اور اقسام بہی ہین انکا اصلی وطن شمالی امریکہ ہے - ۱۸۶۳ء سے یہ بلا یورپین اقسام انگور پر پائی گئی - اسکے آثار فرانس اور ٹرانسکن مین پیدا ہوے اور پہر مقام گارا سے شروع ہوکر سمندر کے جنوبی کنارون سے ہوتے ہوے شرق وغرب وشمالی مقامات پر پاے گئے یہان تک کہ فرانس کا جنوبی اور مشرقی حصہ پوری طرح سے متاثر ہوا -
اسکے پہیلاؤ کا دوسرا مرکز **بوردٹیک** ہے جو جرنڈ مین واقع ہے یہان سے

اسکی ابتدا ہوکر جنوبی فرانس مین پہیلاؤ قائم ہوا - جہان اسکا وجود ۱۸۶۸ء مین دریافت ہوا - پہر سویٹزرلینڈ کے باغات سے ہوتے ہوے اندلس - پرتگال - ہنگاری - اٹلی اوریونان تک اسکا اثر پایا گیا -

۱۸۸۵ء مین آسٹریلیا کو خبر ہوی کہ یہ بلا وہان بہی موجود ہے افریقہ کے شمال مین الجیریا سے لیکر جنوب مین کیپ آف گوڈہوپ تک اسکا دورہ رہا - مبالغتہً کہا جاسکتا ہے کہ اس کیڑے کا وجود دنیا بہر مین انگور کے وجود کے ساتہ ساتہ ہے - علامات جس سے اس بلا کی تشخیص ہوسکتی ہے یہ ہین کہ درخت ٹھٹھر جاتے ہین - پتے کم اور چہوٹے نکلتے ہین اور شدت مرض مین بدرنگ نظر آتے ہین جن پر زرد اور سرخ داغ نمایان ہوتے ہین - پتون کے کنارے اندر کی طرف مڑ جاتے ہین - پہلون کی بالیدگی رک جاتی ہے اور انکے پوست مین جہریان پڑ جاتی ہین -

درخت کا اگر امتحان کیا جاتا ہے تو اسکی باریک باریک ریشہ دار جڑون پر بہت سے گول گول آبلے پائے جاتے ہین اور یہ ابتدا مین تو گداز اور زرد رنگ ہوتے ہین مگر آخر مین سڑکر انکی رنگت بہوری یا سیاہ ہوجاتی ہے - اگر ابہرے ہوے حصہ کا امتحان بذریعہ میکرا سکوپ کیا جاے تو ان پر زردی مائل بہوری رنگت کے کیڑے دکہلائی دیتے ہین - یہ ان کیڑون کی وہ قسم ہے جو جڑون مین رہ کر نقصان پہونچاتی ہے - ان کے جسم کا طول (۰۸ر) ملیمتر پایا جاتا ہے - ان کا جسم پہولا ہوا بیضاوی - انکے سر - سینہ اور پیٹ مین بہت مشکل سے تمیز ہوتی ہے - انکے سر مین سرخ چہوٹی چہوٹی آنکہین ہوتی ہین - اور سر مین دو آلات حس ہوتے ہین جو تین جوڑون سے مرکب ہین - انکے پچہلے دو جوڑ چہوٹے اور تیسرا جوڑ لمبا ہوتا ہے - اس کیڑے کے سر کے نیچے پاؤن کے درمیان ایک سونڈ ہوتی ہے جو جسم کے طول تک پہونچ سکتی ہے - اسی کو وہ درخت کی جڑ مین داخل کرکے ایک جگہہ پر قائم ہوکر درخت کا

رس چوستا رہتا ہے۔ اسکا شکمی حصہ سات حصون پر منقسم ہوتا ہے۔ اسکی پیٹہ پر چار ابہرے ہوے خط پاے جاتے ہین۔

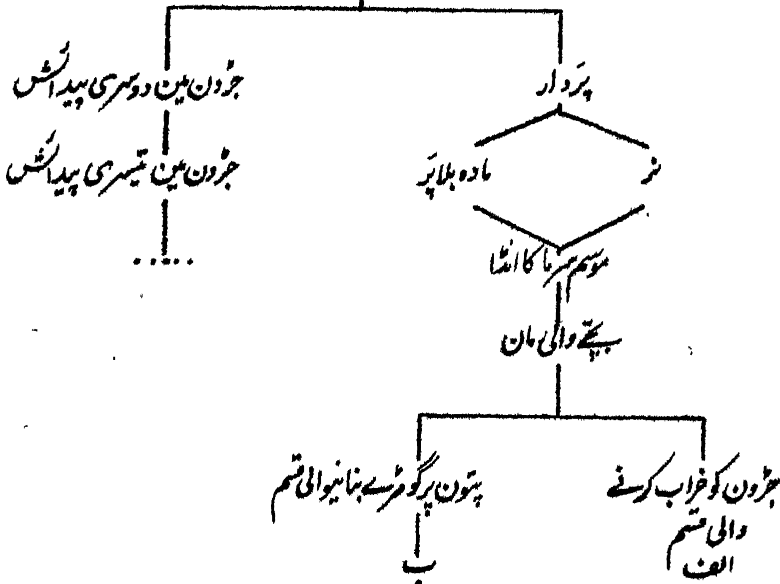
اس کیڑے کا مسکن درخت انگور کی جڑ ہے۔ یہ اپنی سونڈ کو جڑ مین گاڑ کر ایک ہی جگہہ جما رہتا ہے اسکو نر کی ضرورت نہین ہوتی بغیر نر کے انڈے دیتا ہے اور اپنی دُم کو چارون طرف گہما کر اپنے انڈون کو جمع کر لیتا ہے جو تعداد مین تیس سے چالیس تک پاے گئے ہین۔ ان انڈون سے بلحاظ موسم کبھی چہہ اور کبھی آٹہہ اور کبھی بارہ ہفتون مین بچے نکلتے ہین۔ انکی شکل مان سے مشابہ۔ رنگت ہلکی زرد۔ انکے جوڑ بلحاظ جسم کے بڑے ہوتے ہین۔ یہ کچہ دنون تک ادہر اُدہر جلد ہی جلد ہی حرکت کرتے رہتے ہین اور آخر پر جڑ ہی مین ایک جگہہ اپنی سونڈ کو گاڑ کر قائم ہوجاتے ہین۔ یہ پانچ خول بدل کر تین ہفتون کی مدت مین کامل جسامت اختیار کر لیتے ہین اور پہر بلا تعلق نر کے اپنی مان کی طرح انڈے دیتے ہین۔ اسی طرح ان کی تعداد ایک حیرت ناک طریقہ پر بڑہ جاتی ہے۔ تجربہ اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کیڑا ماہ مارچ سے انڈے دینا شروع کرتا ہے اور ماہ اکتوبر مین دو کرور پچاس لاکہہ بچے چہوڑ کر مر جاتا ہے۔

اگر اس کیڑے کی افزائش نسل کا طریقہ معین ہوتا تو اسکی روک تہام مین بڑی آسانی ہوتی۔ یعنی مریض درخت کے اطراف کوئی خندق کہود ہی جاتی جسمین زہریلا مادہ مثل تارڑ وغیرہ کے بہر دیا جاتا۔ جس سے انکی پیدائش مین خود بخود انحطاط پیدا ہوتا۔ اور دوسرے درخت اس بلا سے محفوظ رہتے۔ لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ جون ہی گرمیون کا آغاز ہوتا ہے۔ انہین کے انڈون مین سے ایک اور کیڑا پیدا ہوتا ہے۔ جسکے پر نکلتے ہین۔ اسکا جسم بہ نسبت اورون کے پتلا۔ جسم کی نابین زیادہ نمایان۔ چند دفعہ خول بدلنے کے بعد اسکی پشت پر چار پر پیدا ہو جاتے ہین اور اسوقت یہ کیڑا سطح زمین پر آجاتا ہے اور درخت پر چڑہ جاتا ہے اور سب سے آخر ایک اور

خول بدل کر پردار مادہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور بلا تعلق نر کے انڈے دیتا ہے۔ اس حالت مین اس کا جسم بہ نسبت چوڑائی کے زیادہ لمبا نظر آتا ہے۔ سر بھی محسوس ہونے لگتا ہے۔ اسکے آلات حس بھی تین حصون سے مرکب ہوتے ہین۔ پر بہایت شفاف۔ آنکھین خانہ دار اور زیادہ چمکتی ہوئین۔ پرون کے اوپر کا حصہ اُسکی دُم سے آگے بڑھا ہوا۔ اس حالت مین اسکے جسم کی کامل لمبائی ایک ملی میٹر ہوتی ہے۔ یہ ماہ جولائی سے اکتوبر تک درخت انگور کا رس اپنے ڈنکون سے چوس لیتا ہے۔ اور پھر اُڑتا پھرتا ہے اور بلا تعلق نر پتون پر (جہان ریشون کے ملنے سے زاویے پیدا ہوتے ہین) اور نیز درخت کی آنکھون مین یا درخت کے پوست مین انڈے دیتا ہے جو تعداد مین آٹھ سے دس تک ہوتے ہین اور اگر موسم مین سردی بہت ہو۔ تو یہی انڈے زمین کی سطح کے نیچے دئے جاتے ہین۔ انڈے دو قسم کے ہوتے ہین۔ (۱) بڑے اور گول جن سے مادہ کیڑے پیدا ہوتے ہین۔ (۲) پتلے اور لمبے جن سے اس کیڑے کی مدت عمر مین یہ پہلی دفعہ نر نکلتے ہین۔ ان نر و مادون کے پر نہین ہوتے۔ اور اُنکے وہ ڈنک جن سے وہ غذا چوستے ہین نظر نہین آتے بلکہ اونکی جگہہ صرف ایک اُبھار سا باقی رہ جاتا ہے۔ مادہ کا جسم نر سے بڑا اور اُسکے آلات حس تیسرے جوڑ کے پاس مختلف ہوتے ہین۔ انکی زندگی نر و مادہ کی تمیز کے ساتھہ بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ مادہ نر سے حاملہ ہونے کے تین چار دن بعد ایک انڈا دیکر مر جاتی ہے۔ جسکو موسم سرما کا انڈا کہا جاتا ہے۔ یہ انڈا درخت انگور کی کہال کے شگاف مین دیا جاتا ہے اور اس طرح کی کاریگری کی جاتی ہے کہ اُسکا پا لینا بہت مشکل ہے۔ یہ انڈے موسم بہار تک اپنی جگہہ بلا تغیر چھپے رہتے ہین اور موسم بہار اور ماہ اپریل مین عموماً ہر انڈے سے ایک ایک مادہ پیدا ہوتی ہے جو شباہت مین جڑ کے کیڑون سے مشابہ ہوتی ہے جنکا بیان گزر چکا ہے۔ مگر اسکے آلات حس کا تیسرا جوڑ نوک دار ہوتا ہے۔ اس

حالت مین اس کیڑے کو بچے والی مان کہتے ہین یہ انگور کی آنکھون مین رینگتی پھرتی ہے اور جون جون پتے نکلنے لگتے ہین یہ اپنی سونڈ کو اُنکی بالائی سطح مین داخل کرکے رس چوسنا شروع کردیتی ہے - اسی وجہ سے پتون مین اُن مقامات پر گومڑے بن جاتے ہین - یہ گومڑے کٹوری کی شکل مین اور اُنکی بیرونی سطح کھلی ہوی ہوتی ہے - ہر ایک گومڑے مین ایک بچے والی مان دوسو انڈون پر قائم نظر آتی ہے - ان انڈون کے لئے بھی اُسکو نر کی کوئی ضرورت نہین ہوتی - چھ سے آٹھ دن مین انکے بچے نکل آتے ہین اور انہین سے بعض تو پتون پر رینگتے پھرتے ہین اور بعض جڑون مین اُتر جاتے ہین اور اپنی نسل بڑہانے مین نر کے محتاج نہین ہین - یہ گومڑون مین رہنے والی قسم بہ نسبت پُرانی دنیا کے امریکہ مین زیادہ پائی گئی ہے -

ان کیڑون کی پیدایش کا شجرہ



اس کیڑے کے قدرتی دشمن بہت کم ہین - ایک دشمن جو بہت ہی چھوٹی جسامت کا ہے وہ ہاپلا فورا آرکٹا ہے - ایک اور دشمن گوم کی قسم کا ہے جسکا نام تھیر اگلپس

فیلا کزرا ہے اور تیسرا دشمن پلکرنیس لاگوریس یہ تینون کیڑے اُس نسل کے دشمن ہین جسکا بیان اوپر ہوا۔

اس بلاے بے درمان کے دفعیہ کے لئے ہزارون علاج تجویز کئے گئے مگر سب بے سود ثابت ہوے۔ تمام طور پر جو علاج ان کے دفعیہ کے لئے بتلایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض زہریلے مادون کو جڑون مین داخل کر کے انکے مسکن کو بگاڑ دیا جاے۔ مگر جب ایک بوڑہے محقق بابیالی نے موسم سرما کے انڈے کیطرف توجہ دلائی توپہر اُسکے لئے ایک قسم کے دستانے ایجاد کئے گئے جو لوہے کے جال سے بنائے گئے ان دستانون سے درخت کی چہال جو ایک سال تک درخت پر رہ چکی ہو رگڑ دی گئی۔ اور پہر اُسکو جمع کر کے جلا دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ یہ عمل مفید ثابت ہوا۔

امریکہ کی ایک مشہور قسم کا پیوند درخت انگور مین لگایا گیا جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُس پر کیڑون کا اثر نہین ہوتا۔ لیکن اس عمل سے اس کیڑے کے دفعیہ مین جو مدد ملی وہ بہت مشکوک ہے مگر اتنا ضرور ہوا کہ ان پیوندی درختون کے انگور سے شراب تیار ہونے کی نوبت آئی اگرچہ وہ بہت ادنے قسم کی تہی۔

آخر پر جو علاج نفع بخش ثابت ہوا۔ وہ یہ ہے کہ بعض اوقات درخت انگور کی جڑ مین کم ازکم چالیس روز تک زیر آب رکہی جائین۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر تاکستان اس ترکیب سے فائدہ نہین حاصل کرسکتے۔ اسلئے کہ وہ اکثر پہاڑی مقام پر واقع ہوتے ہین جہان یہ عمل بہت دشوار ہے۔

ریتلی زمینون مین اس کیڑے کا نشو ونما اچہی طرح سے نہین ہوتا اسلئے بعض اوقات وہ تاکستان اسکے صدمہ سے بچ جاتے ہین جو ریتلی زمینون مین قائم ہین۔

(ب) چرند اور پرند دشمنون کا دفعیہ

(۱) چہچہوندر کا دفعیہ | جب چہچہوندر انگور کے درختون مین آجاتی ہے تو جڑون کی مٹی

اکھیڑ دیتی ہے - اور پھر جڑون کو کاٹ ڈالتی ہے اسکی مینگنیان بھی درخت انگور کو ضرر پہونچاتی ہین - اسکی بدبو بھی اس درخت کے موافق نہین ہے - لہذا اس کے دفعیہ سے ہر فلاح کو واقف ہو رہنا مناسب ہے - پس تم کسی ایک جانور کی پنڈلی کی ہڈی لو جسمین سے نلی نکالی گئی ہو - یا تانبے یا اور کسی چیز کی پھنکنی بنالو جسکا ایک سوراخ دوسری جانب کے سوراخ سے زیادہ کشادہ ہو - پھر اس پھنکنی مین گیہون کا بھوسہ اور قطران پسی ہوی گندہک کے ساتھہ ملاکر بھر دو - اور اسمین کوئلہ کی آگ سلگا دو - اور تنگ جانب کو چھچھوندر کے سوراخ مین داخل کر دو - اور دوسری جانب سے پھونک لگاؤ تاکہ دھوان چھچھوندر کے مقام مین داخل ہو جاسے - اس تدبیر سے چھچھوندر ہلاک ہو جاسے گی - یہ دھوان اکثر کیڑون کو بھی دفع کر دیگا بشرطیکہ دیر تک رہے -

(۴) چوہون کا دفعیہ - انگور کے درختون کے لئے چوہے بھی ایک آفت ہین نہ صرف انگور کہا جاتے ہین بلکہ درخت اور اسکی جڑون کو کاٹ دیتے ہین - قدیم فلاحون نے ایک خاص قسم کا چوہا پایا ہے جو باغات ہی مین رہنا پسند کرتا ہے - آبادی مین نہین ہوتا - یہ موذی انگور کا جانی دشمن ہے - صردایا کنعانی اور ماسی سورانی کی راسے ہے کہ کسی قدر گاسے کا پتا جمع کرلیا جاسے اور اسکے ساتھہ اُسکے ہم وزن سرکہ ملالیا جاسے اور اس مرکب سے تھوڑا سا درخت پر چھڑکا جاسے اور جڑ مین بھی ڈالا جاسے تو چوہے بھاگ جائین گے - آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر یہ مرکب دوا خشک ہو جاسے تو کچہ ہرج نہین ہے - ضرورت کے وقت اسمین تھوڑا سا پانی ملالینا کافی ہے - صردایا نے کہا ہے کہ سوکران کی جڑون کو خربق ابیض کے ساتھہ ملاکر دونون کو اچھی طرح پر کوٹو - اور پھر اسکو گاسے کے پتے مین ملالو - پھر اس مجموعہ کو سرکہ مین بھگو کر حسب ہدایت گزشتہ عمل کرو - جس سے چوہے کچہ تو ہلاک ہو جائین گے اور کچہ بھاگ جائین گے - ماسی سورانی نے کہا ہے کہ چوہون کو ہلاک کر دینے کے لئے مناسب یہ ہے کہ سوکران

اور خربق دونون کو ستو یا آٹے مین روغن زیتون کی شرکت سے ملاکر اسکی گولیان بنالو۔ اورچوہون کے بلون مین ڈال دو۔ وہ اسکو کھاکر ہلاک ہو جائین گے۔ **صرد ایا** کا قول ہے کہ دفلی کے پتے جو کڑوے ہوتے ہین۔ صرف انکو چوہون کے بلون مین ٹھونس دینا کافی ہے۔ جب وہ باہر نکلنے کی غرض سے انکو کترین گے تو دو گھنٹہ مین ہلاک ہو جاوین گے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ مردہ سنگ اور اسرنج کو ملاکر پیس لو۔ اوراسکے چھٹے حصہ کے ہم وزن زرد ہرتال اسمین شریک کر لو۔ پہراس مجموعہ کی تہائی کے ہم وزن آٹے مین اسکو گوندہ کر ذراسا روغن زیتون اُسمین شریک کر لو۔ پہراس سے چنے کے برابر گولیان بنالو اوراُنکو بگڑے ہوے پنیر مین لت کرکے چوہون کے بلون مین ڈال دو۔ یہ مرکب بہی چوہون کے لئے زہر قاتل ہے۔

صاحب **فلاحۃ النبطیہ** فرماتے ہین کہ بصل الفار کا نسخہ ہمارے مقصد کے لئے بہت زیادہ مجرب ہے۔ بصل الفار کو آٹے اورچربی اورروغن زیتون اور پنیر مین پیس کر اسکی چہوٹی چہوٹی گولیان بنائی جائین اورچوہون کے بلون مین ڈال دی جائین۔ توچوہے مدہوش ہوجائین گے اور باہر نکل پڑین گے اورتہوڑی دیر مین پاش پاش نظر آئینگے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ایک ظرف مین روغن زیتون کی دردی جمع کر لو۔ اورخربق اسود کو پیس کر اُس مین ملالو۔ اوراُسکو ایک ظرف مین ڈال کرچوہون کے مقام پر رکہدو۔ تہوڑے ہی عرصہ مین اُسکے آس پاس چوہے نظر آئین گے اوراُسکے پیتے ہی مدہوش بن جائین گے جنکو ہلاک کردینے مین آسانی ہوگی۔

نیز فرمایا ہے کہ خربق اسود اور ہینگ اور قثاءالحمار کی جڑین پیسکر اُسمین شہد اور روغن زیتون اور تہوڑا سا آٹا ملالو۔ اور مجموعہ کو پنیر اور چربی مین گوندہ کر گولیان تیار کر لو۔ پہراُن گولیون کو چوہون کے بلون مین ڈال دو۔

بینوشاد کا قول ہے کہ مردہ سنگ اور قثاء الحمار اور رائی ان تینون کو بیسکر تین دن تک پانی مین بھگوے رکھو۔ پھر اُس پانی مین آٹا یا ستو سادہ پانی کے ساتھہ ملا کر گوندھو پھر تھوڑا سا روغن زیتون اُس مین شریک کرکے بلون مین ڈال دو۔ یہ مرکب بھی چوہون کو ہلاک کردیگا۔

صغریث کی راے ہے کہ قلقدیس اور قنہ کی دُھونی سے بھی چوہے بھاگ جاتے ہین اور گُتے کی کلیجی۔ اصل السوس (ملہٹی) کے ساتھہ جلائی جاے تو اُسکی بو سے بھی دفع ہو جاتے ہین۔ نیز تیل اور شبرم کو ملا کر آگ پر جلانے سے چوہے وہ مقام چھوڑ دیتے ہین۔ جس مقام پر اسکی دُھونی کیجاے۔

آپ کی عام راے یہ ہے کہ چوہون کے دفعیہ کے لئے دُھونیون کے جسقدر تدابیر بیان ہوے ہین اُنکی بو اکثر انسانون کے لئے ناگوار اور مضرت بخش ہوتی ہے لہذا جہان تک ممکن ہو اُن ترکیبون سے کام لینا چاہیئے۔ جن کو ہم نے دُھونی کے سوا بیان کیا ہے۔

(۳) لومڑیون یا دوسرے چارپایون کا دفعیہ۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ لومڑیان اور دیگر چارپاے بسا اوقات انگور کا بہت نقصان کرتے ہین۔ خصوصاً بار آوری کے موسم مین انکا بزدلانہ حملہ یا مخفی ڈاکہ زیادہ رنج رسان ہوتا ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ انکے دفعیہ کی کوشش کیجاے۔ پس ضرور ہے کہ کاٹے گُتے کا جبلہ مکھیون کی بیٹ کے ساتھہ مخلوط کرکے اسکو انسانی پیشاب مین بگو دین اور ۷ دن تک رہنے دین۔ پھر اس کو درخت انگور کے بعض مقامات پر لگا دینے سے کوئی درندہ اسکے پاس نہ پھٹکے گا۔ اگر تم نہ چاہو کہ یہ غلیظ چیز درخت انگور پر لگائی جاے تو آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک کپڑے کی دھجی پر لگا کر اُسکو درخت انگور کی کسی شاخ سے باندھ دو۔ اور متعدد مقامات پر ایسا عمل کرو۔ یہی ایک چیز ہے جس سے چارپایونکا حملہ رُکتا ہے

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ تاکستان کے اطراف گہری باڑہ قائم کرنے سے بہی ایک حدتک حفاظت ممکن ہے اگر باڑہ نہ قائم کر سکو تو دس دس ہاتہہ کے فاصلے سے کہیت کے اطراف گڑہے کہودو۔ اور اُن مین چہوٹی چہوٹی تہونیان گاڑدو پہر پیڑے کی رسیان اُن تہونیون مین باندہو۔ اور درخت ببول اور سفید خار اور درخت عُلیق کا ثمرہ جمع کرو۔ پہر اُس کو باہم ملاکر کوٹو مگر احتیاط رکہو کہ اُنکی گٹھلیون پر کوئی صدمہ نہ پہونچے پہر اس مجموعہ مین کسی قدر نانخواہ بہی ملادو۔ اور ان تمام اجزا کو معتدل پانی مین بہگو کر رکہہ چہوڑو جب وہ جم کر مثل گاڑہے مربّے کے ہو جاسے تو اُس مین کسی قدر گاے کا گوبر ملاکر اُن رسیون پر جو تہونیون پر تاکستان کے اطراف باندہی گئی ہین اُسکا لیپ چڑہادو۔ پہر اُنہین رسیون کے متصل ایک حلقہ خندق کا کہیت کے اطراف تیار کرو جسکی نکلی ہوی مٹی کو اُس رسی کے متصل ڈالدو۔ تاکہ اُس سے وہ رسی چہپ جاسے۔

اس تدبیر مین موذیون سے بچاؤ کے لئے ایک آڑ خندق کی قائم ہوگی۔ اور اُس رسی مین سے اقسام کے خار دار درخت ایک ہی مہینہ کے عرصہ مین نکل آئینگے جو بہت جلد مثل ایک دیوار کے بلند ہون گے اور مشبک جال کی طرح حد فاصل بنکر چارپایون اور چورون سے کہیت کو محفوظ رکہین گے یہ عمل ماہ نیسان مین مناسب ہے۔

(۴) چڑیون کا دفعیہ — صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ چڑیون کی آفت بہی ثمرہ انگور کے لئے عجیب ہے۔ بادی النظر مین اسکا نقصان کم دکہائی دیتا ہے مگر ان کا حملہ دانہ انگور پر متصل رہتا ہے۔ اسکی حفاظت صرف بڑے بڑے جالون کے ذریعہ سے ممکن ہے جو درخت پر پہیلا دیے جائین۔ بعضون نے چہوٹے چہوٹے آئینون سے بہی کام لیا ہے جو دو سطح پر مشتمل ہوتے ہین۔ جب اُن کو درختون کے پاس لٹکا دیا جاتا ہے تو چڑیان وہان نہین آتین۔

مولف نے چمگا دڑون کے دفعیہ کے ضمن مین ٹین کے ڈبون کی جو تدبیر عرض کی ہے وہ چڑیون کے حملہ کے لئے بھی مفید ہے۔

(٥) چمگادڑ کا دفعیہ | چمگا دڑ رات مین انگور کے بار آور درخت پر سخت حملہ کرتی ہے یہ ایسی بلا ہے کہ ایک چمگا دڑ ایک درخت کے سالم ثمرہ کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ اس آفت سے ثمرہ کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ یعنی ٹین کے ڈبے جنمین باریک باریک سوراخ بھی ہون۔ اور خوشہ کے قد سے کسی قدر بڑے ہون تیار کرلئے جائین جنمین کھول معچ کی کیلین لگی ہون ہر ایک خوشہ پر ایک ایک ڈبہ پہنا دینے سے ثمرہ اُس بلا سے بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ مؤلف کو دکن مین اسکا تجربہ ہے کہ ان ڈبون سے ہوا کی روک بالکل نہین ہوتی۔ خوشون کی بالیدگی مین کوئی فرق نہین آتا۔ اور یہہ ڈبے نہ صرف چمگا دڑون کے حملہ سے ثمرہ کو بچاتے ہین بلکہ اور مختلف قسم کے چرند وپرند کے حملون سے بھی محفوظ رکھتے ہین۔ اور برسون تک ان ڈبون سے کام لیا جا سکتا ہے۔ ہوشیار فلاح کا کام ہے کہ ان ڈبون کی تیاری اپنی ضرورت کے مطابق کرائے یعنی اُس ڈنڈی کے لئے بھی اسمین جگہہ رکھے جس پر خوشہ لٹکا ہوا ہے تاکہ اس ڈبے کو خوشہ پر پہنا دینے سے کوئی صدمہ اُسکی ڈنڈی پر نہ پہونچے۔ یہ ڈبہ دو گنبدی سر پوشون پر شامل ہوتا ہے جو خوشہ کے دونون جانب سے پہنا دیا جاتا ہے۔ اگر اسکے وزن سے خوشے کی ڈنڈی پر کچھ ہرج کا اندیشہ ہو تو خارجی ذریعہ سے اسکو کسی چیز کا سہارا دینا چاہئے۔ یا ایک ڈوری کے ذریعہ سے اسکے وزن کو کسی شاخ پر ٹالدینا چاہئے۔

حیدرآباد مین ایک ڈبہ ۸ ر مین تیار ہوتا ہے جو سالہاے سال کے لئے کام دیتا ہے۔ اسپر اگر کوئی تیلیا رنگ چڑہا دیا جائے تو زنگ جس سے ڈبے کے ناقص ہوجانے کا اندیشہ ہے پیدا نہین ہونے پاتا۔

(ج) آسمانی اور ہوائی آفات اور اُن کی روک

(۱) سخت سردی کی آفت۔ صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ سخت سردی سے جو کہ فصل خریف اور جاڑے کے موسم مین ہوتی ہے اور سرد شہرون مین فصل بہار مین بہی پڑتی ہے انگور کے درختون کو بہت نقصان پہونچتا ہے اور جب کہ سخت سردی کا وقوع فصل خریف مین ثمرہ پختہ ہونے کے وقت اور ثمرہ توڑنے سے پہلے ہوتا ہے تو اس سے کچھ نقصان انگور کے درختون اور اُسکے ثمرہ کو نہین ہوتا۔ بلکہ سردی کی تاثیر سے انگور کا ثمرہ شیرہ دار ہوجاتا ہے لیکن جب کہ ثمرہ خام رہنے کے زمانہ مین سخت سردی کا وقوع ہوتا ہے تو البتہ ثمرہ کہلا جاتا ہے اور اُسکا نمو موقوف ہوجاتا ہے اور نئے لگائے ہوئے پودے سردی کے وقوع سے ہلاک ہوجاتے ہین اور اگر بچ جاتے ہین تو نمو رک جاتا ہے اور اُنکی کوپلین جنکو پورا نمو حاصل نہین ہوا ہے بیکار ہوجاتی ہین جسکی وجہ سے آنے والی فصل بہار مین شاخون کا نکلنا موقوف رہتا ہے۔ اور جب کہ جاڑے کے موسم مین سخت سردی کا وقوع ہوتا ہے تو اُسوقت درختون کو شدید ضرر پہونچتا ہے جو نقصانات فصل ربیع کی سردی سے ممالک خارجیہ مصر مین ہوتے ہین اُنکا مآل یہ ہے کہ درخت بلے ثمرہ جلتے ہین اسکا علاج صرف یہی ہے کہ بوریون اور ٹٹیون کی آڑ سے اُنکو بچایا جائے۔

(۲) اولون کی آفت۔ قدماے کسدانئین نے فلاحون کو اولون کیطرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ آفات آسمانی سے اولے بہی درخت انگور کے لئے ایک سخت بلا کا حکم رکہتے ہین۔ اگر ژالہ باری کے خوفناک اسباب اور علامات پائے جائین۔ تو اُنسے فلاح کو بے فکر نہ رہنا چاہئے۔ صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ اولون کا برسنا سب سے بڑی مصیبت ہے کیونکہ اولون کی تاثیر سے سال حال کا کامل ثمرہ ضائع ہوجاتا ہے۔ اور سال آئندہ کے ثمرہ سے بہی مایوسی ہوجاتی ہے اسلئے کہ اولون کے اثر سے عرصہ تک نئی کوپلین اور نئی شاخین نہین نکلنے پاتین۔

ذوانایا کی راے ہے کہ ایسی حالت مین ایک سانپ پکڑو اور اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرلو۔

اور ایک ایک ٹکڑا آگ پر رکہتے جاو۔ اس دہونی سے اولون کا ابر ہٹ جاے گا۔ اور اُن مقامات سے ٹل جائیگا جنمین یہ عمل ہو رہا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اسکے متعلق ساحرون نے مختلف تدابیر اور مختلف اعمال سے کام لیا ہے۔ اور دعاؤن اور پرستشون کا پُل باندہ دیا ہے مگر ہم کو ایسی باتون پر اعتقاد نہین ہے۔ جو کچہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ معقولی اور حکیمانہ طرز کا علاج ہے۔ جسکا تجربہ بارہا ہم نے کیا ہے۔ بعض فلاحون کا قول ہے کہ سانپ کو پکڑ کر دو لکڑیون پر اوسکو سُولی چڑہاؤ۔ اس طرح پر کہ اُسکا سر ایک لکڑی پر اور اُسکی دُم دوسری لکڑی پر مضبوطی کے ساتہہ باندہ دیجاے اور وہ دونون لکڑیان دریا کے کنارہ پر کہڑی کی جائین اس سے اُولے نہ گرین گے۔ اور ابر ہٹ جائیگا۔ جس مقام پر یہ عمل کیا جاتا ہے اُسکے حوالی مین دُور دُور تک اولے نہ گرینگے۔

بعض فلاحون نے کہا ہے کہ جب اولون کا ابر چہا جاے تو ایک موٹی لکڑی لیجاے اور اُسکے بیچا بیچ سوراخ کیا جاے اور ایک سانپ کو پکڑ کر اُسکا سر اُس سوراخ مین گہسا کر اوپر سے میخ ٹہونک دیجاے۔ پہر اُس لکڑی کو کہیت مین گاڑ دیا جاے۔ اور ہوا کے رُخ پر اس مین آگ لگا دیجاے۔ جہان جہان ہوا کے ذریعہ سے اُسکا دہوان جائیگا۔ یا راکہہ پہونچے گی وہان اُولے نہ برسین گے۔ اور اُولون کا ابر ہٹ جائیگا۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ بظاہر یہ تدابیر ایک ٹوٹکے کا حکم رکہتے ہین۔ لیکن تجربہ کہتا ہے کہ اسمین حکمت کو ضرور دخل ہے۔

کاماس بہڑی کہتے ہین کہ اگر تین عورتین جنکو حیض آرہا ہو کہیت مین مقام کرین تو کبہی اُس کہیت مین اُولے نہ گرین گے۔ ماسی سورانی نے کہا ہے کہ سات مرد کہڑے ہون جنکے ایک ہاتہہ مین روئی کا ایک گالا ہو۔ اور اُس گالے کو ابر کیطرف کرکے اشارہ کرین۔ پہر اُنکی طرف چالیس مرد آئین۔ اور ایسی آوازین نکالین جیسے

پرندوں کو اُڑاتے ہیں اور تالیاں بجائیں اور شور کریں۔ اس عمل سے بھی اُولوں کا ابر دفع ہو جاتا ہے۔

نیز آپ ہی کا قول ہے کہ اگر جوان آدمی بچھو یا مگرمچھہ کا چمڑا لیکر کھیت میں گھمائے اور پھر اُسکو ایک بانس پر لٹکا دے تو اُس مقام سے اُولے ٹل جائیں گے۔

قدما کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ایک کچھوا شکار کیا جاسے پھر اُسکو ایک آدمی اُلٹا کرکے اپنے ہاتھہ پر لیکر انگور کے درختوں کے اطراف تین یا سات دفعہ گھمائے اور آخر پر کھیت کے بیچ میں ایک گڑھا کھود کر کچھوے کو اُسمیں اوندھا رکھدے تاکہ وہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کیطرف ہلاتا رہے تو اس تدبیر سے اُولوں کا ابر دفع ہو جائیگا۔

صغریث نے کہا ہے کہ یہ عمل دن کی چھٹی ساعت یا شب کے وقت زیادہ موثر پایا گیا ہے۔ **قوثامی** نے اس عمل کی نسبت کہا ہے کہ ہم نے بھی تجربہ سے اس کا اثر پایا ہے۔

بینوشاد کہتے ہیں کہ ایک تندرست آدمی جسمیں کوئی عیب دار عضو نہ ہو لوہے کا صیقل کیا ہوا بڑا آئینہ لیکر کھڑا ہو۔ اور اُس آئینہ کا صیقل کیا ہوا رخ ابر کیطرف کر دے اور چمکائے تو اُولے ہرگز نہ گرین گے۔

الوخا اور **صغریث** نے کہا ہے کہ اگر انگور کے کھیت میں باقلا کی کاشت کی جاسے تو اُولے یا پالے کی سردی سے درخت انگور کو نقصان کم پہونچے گا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ہوا کے رخ پر گیہون کے بھوسہ کی دُھونی بھی اُولے یا پالے کے سرد اثر کو بہت جلد دفع کر دیتی ہے۔

صغریث کا قول ہے کہ موم اور گھی اور روغن السی کی دُھونی اُولوں کی مضرت کو دفع کرنے میں مفید ثابت ہوئی ہے۔ خصوصاً اُسوقت جب کہ زیتون کے سالم پھل بھی اُس دُھونی میں شریک کر لئے جائیں۔

حکیم طامثری کنعانی نے کہا ہے کہ انگور کے درختون کو اولون یا پالے کی سردی سے بچانے کے لئے ریچھ کی چربی کو کسی قدر حرمل یعنی اسپند کے ساتھ کوٹا جاے۔ اور پھر روغن زیتون اسمین ملاکر چھوڑدین اور درانتیون پر اسکا ضماد کرکے اُنسے کاٹ چھانٹ کا کام لیا جاے تو اس طریقہ عمل سے درختون سے سردی دفع ہوجاے گی۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اولون یا پالے کی سردی سے جو درخت ضعیف نظر آئین اور ثمرہ بگڑتا ہوا پایا جاے تو ایسے ثمرہ کو اُسکے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے اور درخت کی چھوٹی شاخون کو کاٹ دینا چاہیئے۔ اس طریقہ عمل سے سال آئندہ کی بارآوری درست ہوگی۔

علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ اگر درخت انگور کی جڑین اولون کے صدمہ سے سڑ جائین تو پتون پر ایک قسم کی سرخی نمودار ہوگی یہ اُسکی خاص علامت ہے۔ پس تم خرفہ کی ترکاری کو کوٹ کر جڑون پر اُسکا لیپ چڑہاؤ۔ اس سے اولون کی سردی کا اثر دفع ہوکر درخت کو صحت حاصل ہوجائیگی۔

قسطوس اور صاحب فلاحتہ رومیہ کی راے ہے کہ جس موسم مین اولون سے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو مناسب ہے کہ انگور کے کھیتون مین ہوا کے رُخ پر گوبر اور لید کی ڈھیریان قائم کر رکھو۔ اور بادلون کے آثار پانے پر اُنکو سُلگا دو۔ جب اون کا دُھوان پھیل جائیگا تو اولے نہ برسین گے۔

آپ ہی کی راے ہے کہ جو انگور کے درخت جلد پھیل جاتے ہین اُنہین پر اولون کا ضرر زیادہ پہونچتا ہے۔ پس جب کہ اولون کے آثار نظر آئین تو ایسے درختون کو فوراً سیراب کردینا چاہیئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اولون کے حفظ ماتقدم کے لئے جرجر کی کاشت انگور کے کھیت مین کردیجاے۔ جب اُسکے کاٹنے کا زمانہ آئے تو غلہ اُٹھا لیا جاے اور درخت

اور جڑون کو اپنی حالت پر چہوڑ دیا جاے اسکے اثر سے بہی اُولے نہ برسین گے۔

(۳) پالہ کی آفت۔ | **بینوشاد** کا قول ہے کہ جب تمکو معلوم ہو کہ پالہ گر رہا ہے۔ تو تم جہاڑ اور آس کی لکڑیون کی راکہہ لو۔ اور انگور کے درختون پر کثرت سے چہڑکو اور خصوصًا آنکہون پر زیادہ ڈالو تو اس تدبیر سے پالے کا اثر درخت انگور کو بہت کم نقصان پہونچائیگا پہر آپ نے فرمایا ہے کہ کسی قدر ایندہن بغیر پتون کے جلاؤ۔ اور اُسکے ہم وزن میدان کی باریک مٹی کا غبار اُسمین ملالو۔ اور اس مجموعہ کا ایک حصہ انگور کے درختون پر چہڑکو اور دوسرا حصہ جڑون مین بہر دو۔

پالے کا ضرر اون قلمون کو زیادہ مضرت بخش ہے جو درخت انگور سے تراش کر بوئے جائین اور جو پودے جڑون سمیت لگائے جاتے ہین اُن پر پالا کم اثر کرتا ہے اسلئے کہ اول الذکر پودون سے آخر الذکر مین قوت زیادہ ہوتی ہے۔ پس کم قوت پودون پر پالہ کے زمانہ مین ٹٹیون کا سایہ بہت ضروری ہے۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ انگور کے درختون مین باقلا کی کاشت کرنے سے پالے کا ضرر انگور کو ہرگز نہ پہونچے گا۔

(۴) کہرے کی آفت۔ | **علامۂ نابلسی** نے کتاب علم الملاحتہ مین فرمایا ہے کہ کہر کی کثرت سے انگور کے درخت ہلاک ہوجاتے ہین اور جل جاتے ہین۔ اُنکا رنگ کالا ہوجاتا ہے۔ جب کہرا گرنے لگے تو بانس کے بوریون کو آگ لگاکر رات مین کئی بار انگور کے درختون مین گہمانا چاہیئے اور درختون پر بانس کے بوریون کے سائبان بہی قائم کئے جائین۔ تری اور رطوبت کی کثرت معلوم ہو تو اُنکی جڑون کی مٹی خالی کرکے اُسکے عوض سوکہی ہوی لال مٹی بہر دینا چاہیئے۔ اور نہر کے کنارے کی بالو پُرانی کہاد مین ملاکر اُن کی جڑون مین ڈالنا چاہیئے۔ ان تدابیر سے تری اور رطوبت کا اثر دفع ہوجاسے گا۔

(۵) سرد ہوا کی آفت۔ | علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ سرد ہوا کا اثر درخت انگور کو بعض وقتون مین بہت ضرر دیتا ہے۔ اسلئے معلوم کرنا چاہیے کہ روغن زیتون اور پانی کا مجموعہ انگور کے لئے آب حیات کا حکم رکہتا ہے۔ خشک درختون کو بہی گاہ گاہ اس سے فائدہ پہونچا ہے۔ الغرض جس درخت کو سرد ہوا کے اثر سے نقصان پہونچا ہو۔ اُسکے لئے مندرجۂ ذیل دوا کا استعمال کرنا چاہیے یعنی آدمی کا میلہ اور کبوتر کی بیٹ اور بکریون اور چمگادڑون کی مینگنیان اور روغن زیتون کی دردی ان سب کو ملاکر اور ایک مدت تک سڑا کر خشک کر رکہنا چاہیے۔ جب سرد ہوا کے اثر سے درخت کی شاخین اور پتے ڈہیلے نظر آئین تو اس تیار مجموعہ کو بطور کہاد کے درخت کی جڑون مین ڈالنا چاہیے۔ اور گرم پانی مین روغن زیتون ملاکر آب پاشی کرنا چاہیے۔ اگر ۶۰ برس کی عمر کا بڈہا فلاح اس پانی کو اپنے مُنہ مین لیکر درخت پر پہونکا کرے تو اُس سے بہت فائدہ ہوگا۔

(۶) سیلاب کی آفت | علامۂ نابلسی کہتے ہین کہ انگور کے درخت سیلاب کے صدمے مین مبتلا ہون تو اُنکی حالت دو طرح کی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اکثر درخت سیاہ ہوکر بالکل ہلاک ہوجائین یا بعض درختون مین کچھ جان باقی رہ جاے اور خفیف سی سبزی اُن مین پائی جاے۔ حالت مابعد الذکر مین سیلاب کے ہٹ جانے کے بعد میٹھے پانی سے خفیف سی آب پاشی کرنا چاہیے۔ پہر دو دن کے بعد اس سے زیادہ آبپاشی کیجاے اور تہوڑا سا میٹہا پانی درختون پر چہڑکا بہی جاے۔ پہر درختون کی جڑون کے پاس کی مٹی کہودی جاے اور تازہ مٹی بہر کر میٹھے پانی کی آب پاشی کی جاے۔ پہر اُنکے اطراف چہوٹے قد کی کوئی فصل فوراً بو دیجاے جو انگور کے مخالف نہو۔

(۷) برف کی آفت۔ | علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ اگر برف باری کثرت سے ہو تو انگور کے درختون کو ضرر پہونچتا ہے۔ اُسکا علاج یہ ہے کہ شاخین نکلنے کے زمانہ

تک شاخون کو نہ چھانٹا جاسے اور جبکہ برف پڑنے کا اندیشہ ہو تو جہاڑ اور مورد کا ایندہن جمع کرکے ایک جگہہ جلائین اور اُسکی راکہہ انگور کے درختون پر چہڑکی جاسے۔ یہ تدبیر برف باری شروع ہونے کے پہلے اور بعد بہی مفید ہوگی۔ اگر برف کے گرنے کے بعد اُس کے نقصان سے درخت انگور متاثر پایا جاسے تو ایندہن کی راکہہ اور مدت تک دہوپ کہائی ہوئی مٹی درخت کی جڑمین تہوڑی تہوڑی کرکے ڈالنا چاہیئے یا درخت کے پہل توڑکر اُسکو تراش دینا چاہیئے۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ انگور کے اکثر درخت برف زدگی سے جل جاتے ہین اور اس آفت کا نام عربون نے تحلد رکہا ہے۔ یہ آفت جب درخت کے اوپر کے حصہ مین آتی ہے تو رفتہ رفتہ جڑون تک اُسکا اثر پہونچ جاتا ہے جسکا نتیجہ ہلاکت ہے لہذا بروقت علاج کرنے مین ہرگز تساہل نہ کرنا چاہیئے۔

(۸) لو کی آفت۔ علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ کبھی درخت انگور کو مثل بعض اور درختون کے لُو لگتی ہے۔ یعنی آفتاب کی گرم دُہوپ اور گرم ہوا سے وہ مرجہا جاتا ہے۔ بسا اوقات وہ پیاس کی شدت سے خشک ہوجاتا ہے یا لُو کے صدمہ سے اُسکے پہل بگڑ جاتے ہین یا جہڑ جاتے ہین یا اُس درخت کی بارآوری کم ہوجاتی ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ زیتون کا چہوٹا سا پہل جو لوبیے کے قدمین ہو لیکر پتھر کے کہرل مین کوٹا جاسے اور کسی قدر بارش کے پانی کے ساتہہ صاف اور شفاف ظرف مین ملا لیا جاسے۔ پہر ظرف کا مُنہ بند کرکے ۱۴ دن تک رکہہ چہوڑین پہر اُسکو نچوڑکر دوبارہ کوٹین اور رورسے نچوڑین اور عرق کو محفوظ کرتے جائین اور تیسری مرتبہ پہر کوٹ کر نچوڑین تاکہ اُس مین بالکل عرق باقی نہ رہے۔ پہر اس جمع شدہ عرق کو ٹہنڈے مقام مین ۱۱ دن تک رکہدین۔ یہ عرق عجیب چیز ہے۔ اس عرق مین سے دو مثقال لین اور پچاس رطل پیٹہے پانی مین اُسکو ملائین اور آفت رسیدہ درخت

کی جڑون مین ڈالین اور متواتر کئی روز تک یہ عمل جاری رکہین اور اسی مین سے تہوڑا سا پانی آفت رسیدہ درخت کی شاخون اور پتون پر بہی چھڑکین - اس تدبیر سے وہ خرابی جو لُو کے لگنے سے پیدا ہوئی ہے درخت کے جسم سے زائل ہو جاے گی -

(۱۲) نباتاتی دشمن اور دوستون کا احوال

(۱) عام بیان

ذوانایا کا قول ہے کہ عام معنون مین اگرچہ انگور کے دشمن سے وہ پرند بہی مراد ہو سکتے ہین جو ثمرہ کو تلف کرتے ہین یا وہ کیڑے بہی جو پتون کو چاٹ جاتے ہین اور وہ چرند بہی جو بیلون کو چر جاتے ہین اور وہ عوارض بہی جو درخت کو ہلاک کر دیتے ہین جنکا بیان ایک خاص باب مین گزر چکا ہے - لیکن ہمارا مقصد اس باب مین اُن دوستون اور دشمنون سے ہے جو نباتات کی قسم سے ہین -

قدماے فلاحین اور علماے فن نباتات نے سخت تاکید کی ہے کہ ایک ایسے فلاح کو جو انگور کی کاشت کا قصد رکہتا ہے بہت ضرور ہے کہ انگور کے نباتی دشمن اور دوستون سے واقف ہو رہے اور اوسکا فرض ہے کہ اپنے کہیت کو نباتی دشمنون سے صاف پاک رکہے اور موافق نباتات کی کاشت بقدر ضرورت کرے جنکے قرب سے بسا اوقات درخت انگور کو فائدہ حاصل ہوتا ہے -

(۲) مختلف اقسام انگور باہم دشمن ہین -

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگرچہ عموماً انگور کے کل اقسام کی نسبت تجربہ کارون کی یہ راے ہے کہ ایک قسم دوسری کے ساتہہ ملائی نہ جاے لیکن سفید پہل والی قسم کی نسبت خصوصاً یہ تاکید ہے کہ اوس کو دوسرے اقسام کے ساتہہ نہ لگانا چاہئے - اسکا یہ مطلب ہے کہ دو دو یا چار چار شاخین مختلف اقسام کی ملاکر اس طرح پر نہ لگائی جائین کہ ایک قسم دوسری قسم سے متصل ہو مقتضاے احتیاط یہ ہے کہ مختلف اقسام کو قریب قریب بہی نہ لگائین - انگور کے مختلف اقسام کے طبائع مین باہم اختلاف ہے - بعض ناتجربہ کار فلاحون کا خیال ہے کہ

تمام اقسام انگور کے جب ایک دوسرے سے مشابہت رکہتے ہین اور انکی اصل ایک ہے تو پہر قرب و بعد سے نقصان کیون ہونے لگا لیکن اُنکا یہ خیال غلط ہے اسلئے کہ ہر ایک قسم کی طبیعت جدا ہے اور اختلاف کا ایک معتین سبب ہوتا ہے۔ مثلاً ایک قسم کی بارآوری کا وقت کچہ ہے اور دوسری قسم کی بارآوری کا وقت کچہ اور۔ اسی طرح پہلون کے پختہ ہونے کی مدت ہر ایک کے لئے جدا جدا ہے۔ رنگ کا اختلاف بہی طبعی اختلاف سے متعلق ہے۔ پس ایسی حالت مین تہوڑی سی مخالفت سے اُنمین بہت بڑا فرق آجاتا ہے۔

بنیوشا داور طامثری کنعانی کی راے یہ ہے کہ ہر ایک چمن یا ہر ایک منڈوا۔ یا ہر ایک درخت۔ ہر ایک قسم کے سلئے مخصوص رہے۔ ایک چمن مین مختلف قسم کے انگور کے درخت ہرگز نہ لگائے جائین۔ اسی طرح ایک منڈوے یا ایک درخت پر مختلف اقسام کے انگور کی بیلین کبہی نہ چڑہائی جائین اگر اسکے خلاف عمل ہوگا تو بسا اوقات بیماریون کے علاج مین تندرست درخت کو نقصان پہونچے گا۔ اور بسا اوقات ایک ایسا پہل جسکے پکنے کا زمانہ دور ہے دوسری قسم کے پختہ پہل کے اثر سے پکنے لگے گا۔ ہم اس موقع پر ہزارہا اختلافات اسی قسم کے بیان کرسکتے ہین۔ لیکن سمجہدار کے لئے صرف ایک دو مثالین کافی ہین اور ہمارے وسیع تجربہ کے لحاظ سے ہمارے قول پر کچہ بہروسہ بہی ضرور ہے۔ خاص کر سیاہ و سفید انگورون کی نسبت ہماری اس نصیحت پر بہت زیادہ عمل کرنا چاہیئے اسلئے کہ ان دونون کی طبیعت اور امراض مین تباین ہے اور اسباب مرض بہی دونون اقسام کے سلئے جدا جدا ہوتے ہین۔ اگرچہ دونون کا مرض ایک سا ہو۔ پس انہین تمام لحاظات کی وجہ سے لابدی ہے کہ ایک قسم دوسری قسم کیساتہ ملاکر یا قریب مین نہ بوئی جاے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اس خاص مسئلہ مین اس حد تک احتیاط لازم ہے کہ مختلف اقسام کے انگورون کا شیرہ تک نہ ملایا جاے

ورنہ شیرہ مخلوط بہت جلد خراب ہو جائے گا۔ اور اصلی مزہ اس اختلاط کی وجہ سے باقی نہ رہے گا۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ سیاہ و سفید انگور کو باہم مخالف سمجھو۔ اور کبھی دونون کی ایک جگہہ پر کاشت نہ کرو۔ اور نہ اُن کا شیرہ ملا کر نچوڑو۔ بلکہ احتیاط کرو کہ ایک دوسرے کے ساتہہ قریب بہی نہ ہونے پاے۔

(۳) وہ نباتات جو انگور کے دوست اور دشمن ہین۔

احمد بن وحشیہ فرماتے ہین کہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ مولی اور انجیر اور کرم کلہ کے درخت۔ انگور کے دشمن ہین۔ ان درختون کا قرب انگور کی بارآوری کو گہٹاتا ہے۔ انگور کا قرب ان درختون کیلئے بالکل مضرت بخش نہین ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ایک کہیت مین انگور کے ساتہہ ان مخالف درختون کو ملا کر نہ بونا چاہیئے بلکہ کسی قدر فاصلہ سے دوسرے مقام پر ان کی کاشت ہو۔ حزرس اور کفایت شعار فلاّح جو زمین کو بیکار نہین رکہنا چاہتے۔ اکثر انگور کے درختون کے درمیان چہوٹے قد کی ترکاریان بو دیتے ہین۔ اُن کو خیال رہے کہ ان ترکاریون مین مولی یا کرم کلہ ہرگز نہ بوئین یا انجیر کے درخت پر انگور کی بیلین نہ چڑہائین۔

نوانایا نے کہا ہے کہ بعض فلاّح انگور کی بیلون کو انجیر کے درخت پر چڑہانے کو مفید خیال کرتے ہین لیکن یہ اُنکی غلطی ہے۔ وہ طبائع کی حقیقت سے محض ناواقف ہین۔ اُنکے غلط تجربہ نے یہ نتیجہ تو ضرور پایا ہوگا کہ انجیر بہت شادابی کے ساتہہ حاصل ہوے ہون گے۔ لیکن اُنہون نے اس بات پر اپنا خیال نہ جمایا کہ انگور کی پیداوار کو کس قدر نقصان پہونچا۔

پہر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ بیروج اور سیزرق کا قرب بہی انگور کے لئے زہر قاتل کا حکم رکہتا ہے۔ عام طور پر تیزی اور چرپراہٹ رکہنے والے اجناس کو انگور

کی بیلون سے قریب نہ بونا چاہیئے۔

گوبھی کا قرب بھی مضر ثابت ہوا مگر نہ اُس قدر جسقدر کہ مندرجہ بالا درختون سے مضرت ہے۔ بینوشاد نے کہا ہے کہ انجیر کا قرب سرد ملکون مین چندان مضر نہین ہے۔ لیکن گرم ملکون مین اس سے بہت بڑا خطرہ رہتا ہے۔

قوثامی کا قول ہے کہ مین نے اپنے تجربہ مین انجیر کے درخت کو انگور کا سخت دشمن پایا لیکن میرا تجربہ گرم مقامات سے مخصوص ہے۔

بینوشاد کا قول ہے کہ شلجم اور بانون کا درخت انگور کا دشمن ہے۔ لیکن چقندر اور چنا اور دھنیا اُسکے دوست ہین جہان کہین ہم نے تجربہ کیا ہے۔ آخرالذکر تینون اقسام کی کاشت انگور کے کھیتون مین مفید ثابت ہوئی ہے۔ بیکار زمین کو خالی رکھنے سے ان تین اقسام کی کاشت بہت مناسب اور مفید ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ خالی زمین مین جو انگور کے درختون کے درمیان پڑی رہجاے۔ باقلہ اور لوبیئے کی کاشت باطمینان کرو جس سے کوئی مضرت انگور کو نہ پہونچیگی۔

صغریث نے کہا ہے کہ کھیرا۔ ککڑی۔ کدو۔ کریلا۔ انگور کے وفادار دوست ہین انگور سے انکو کچھ نفع نہین پہونچتا۔ لیکن انکا قرب انگور کے لئے نہایت نفع بخش ہے۔ بعض وقتون مین انگور کے اکثر نقصانات ارضی وسماوی کو یہ جھیل لیتے ہین خصوصًا شور زمینات یا بالو دار زمینات مین جب کہ انگور کو آکلہ کا مرض لاحق ہوتا ہے تو یہ وفادار دوست خود اس مرض کے اسباب کو جذب کر لیتے ہین۔ خدا کی شان ہے کہ انکے طبائع پر وہ اسباب کوئی نقصان نہین پہونچاتے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ عام طور پر یہ کلیۃً یاد رکھو کہ جو نباتات گرم وخشک طبیعت رکھتے ہین یا زیادہ خشکی پیدا کرتے ہین۔ اگرچہ وہ محبت مین

تر زبان ہون لیکن اُنکی دُوری ہی بہلی ہے۔
آپ ہی کا قول ہے کہ زیتون اور انار کو مین اپنی رائے اور اپنے تجربہ سے انگور کے لیئے مضر خیال کرتا ہون ۔ اگرچہ بعض فلاحون نے کہا ہے کہ ان پر انگور کی بیل چڑہائی جاسکتی ہے ۔ وہ کہتے ہین کہ اس اختلاف کو جو ہمارے باہمی اور اُنکی تجربہ مین واقع ہے بُرا نہ جانو بلکہ اس سے تم ایک مفید نتیجہ حاصل کرو ۔ مثلاً اگر کسی اور باب مین تم کو یہہ اجازت ملی ہو کہ زیتون کے درخت پر انگور کی بیل چڑہائی جاسکتی ہے۔ اور اس باب مین ہمارے تجربہ سے تمکو معلوم ہوا کہ ہم زیتون کو انگور کا مخالف خیال کرتے ہین تو تم اُس راہ کو اختیار کرو جو مناسب اور معتدل ہے ۔ یعنی زیتون کے درخت پر منڈوے کو ترجیح دو۔
پھر آپ فرماتے ہین کہ جس شئے کو (خواہ وہ نباتات سے ہو یا غیر نباتات ہی) انگور کا کہٹا شیرہ خراب کر دیتا ہے وہ شئے درخت انگور کی دشمن ہے ۔ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ انگوری شراب کرم کلہ پر چہڑکنے سے تہوڑی دیر مین کرم کلہ سیاہ ہوکر کہلا جائیگا ۔ اور جب کرم کلہ کی ترکاری انگوری شراب سے ملاکر پکائی جاے تو وہ ہرگز نہ گلے گی اور بدرنگ ہوکر رہ جائیگی ۔
صغریت کا تجربہ ہے کہ جو شخص کرم کلہ کہانے کے بعد شراب پی لے تو اوسکو ہرگز نشہ نہ ہوگا ۔ ایک ظریف اس موقع پر کہتا ہے کہ کرم کلہ انگور کا حقیقی دوست اور ظاہری دشمن ہے ۔ اسلیئے کہ شراب انگوری کو حلال کر دیتا ہے ۔
آپ فرماتے ہین کہ جسقدر اشیاء کو ہم نے انگور کا مخالف بیان کیا ہے اُن سب مین یہی اثر پایا ہے کہ وہ شراب انگوری کے نشہ کو بیکار اور باطل کر دیتے ہین ۔
ماسی سورانی کا قول ہے کہ جو درخت اپنے سایہ سے انگور کو ڈہانپ لین انگو بہی من وجہٖ دشمن مانو ۔ اسلیئے کہ دہوپ اور ہوا کی روک سایہ کی کثرت بالضرور انگور

کو مضرت بخشے گی۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ میری راے مین زیتون کا درخت انگور کے درختون کے آس پاس بویا جا سکتا ہے لیکن کسی قدر فاصلہ ضرور ہے۔ فاصلہ ہی بڑہ انگور کے لئے مفید اور اُسکا دوست ہے۔ دوری اس وجہ سے تجویز کی گئی ہے کہ اُنکی جڑین زیادہ پہیلی ہین ایسا نہو کہ محبت کے لحاظ سے انگور کی جڑون سے لپٹ کر بلاے جان ہو جائین۔

آپ فرماتے ہین کہ درخت انگور کی اکثر ضرورتون پر روغن زیتون کے سوا گزر نہین اور جہان کہین اسکی ضرورت بیان ہوی ہے اُس سے ثابت ہوا ہے کہ روغن زیتون بے بہا فوائد درخت انگور کو پہونچاتا ہے۔ اور پہر یہ خوبی کیا کم ہے کہ جہان کہین زیتون کا درخت ہوگا وہان افعی یا اور کسی قسم کا سانپ نہ آئیگا۔ اسلئے کہ درخت زیتون کی ہوا سے سانپ بیمار ہو جاتا ہے اسلئے اُسکے قرب وجوار سے احتراز کرتا ہے اور یہی حال بہڑون اور بچہوون اور ہر قسم کے زہردار کیڑون کا ہے۔ جس مقام پر زیتون کا عرق یا پہل یا شاخین یا جڑین یا اسکی شراب یا سرکہ رکہا ہوتا ہے تو ہر قسم کے حشرات الارض اور زہریلے اور موذی جانور وہان سے رفوچکر ہو جاتے ہین۔

اسکی محبت درخت انگور کے ساتہہ اس درجہ مین بڑہی ہوی ہے کہ اسکے امراض بالکل درخت انگور کے امراض کے مشابہ ہین۔ اور اُنکے علاجات تمام تر وہی ہین جو امراض درخت انگور مین بیان ہوے ہین۔

علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ دو موافق درخت ایک جگہہ ہونے سے آپس مین نشو ونما پاتے ہین اور ہر ایک سے دوسرے کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور دو مخالف درخت ایک جگہہ ہونے سے اسکے برخلاف عمل کرتے ہین۔ پس لازم ہو کہ فلاح اس کا خیال رکہے کہ مخالف کا قرب حتی الوسع نہو۔

انگور اور بیر کے درختون مین الفت ہے جسکی وجہ سے ہر ایک دوسرے کو پسند کرتا ہے اور اسکے قرب سے قوت پاتا ہے اور اسی طرح انگور اور زیتون کے درختون مین الفت ہے مگر زیتون کا کسی قدر فاصلہ سے ہونا انگور کو نافع ہے ۔

اسی طرح انگور و کدو مین الفت اور انگور اور سیس مین موافقت ہے اور ہر ایک دوسرے کے قرب کی صلاحیت رکھتا ہے ۔

سیب کو انگور سے خاص الفت ہے ۔ کرم کلہ سے انگور کو اسقدر عداوت ہے کہ جب کبھی انگور کے ساتھہ کرم کلہ بوتے ہین تو انگور کی بیلین خود بخود اسکی جانب سے لوٹ جاتی ہین اور بعض کا قول ہے کہ رفتہ رفتہ اُسکے قرب کی وجہ سے انگور ہلاک ہوجاتا ہے اگر ہوا کے ذریعہ سے کرم کلہ کی بو انگور تک پہونچ جاے تو انگور کے درخت کو نقصان پہونچتا ہے ۔ اسی طرح میتھی کا قرب درخت انگور کو ہلاک کردیتا ہے اسلئے کہ دونون مین سخت عداوت ہے ۔ چقندر کی کاشت انگور کے قریب ہونے سے انگور کی بیلین خشک ہونے لگتی ہین ۔ انگور کو درخت خرما اور درخت غار کا قرب بھی ضرر پہونچاتا ہے ۔ اسی طرح شیرم اور شامی کرم کلہ ۔ انگور کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتا ہے ۔ جن مقامات کی ہوا گرم ہے وہان انجیر کے قرب سے انگور کو ضرر پہونچتا ہے البتہ سرد شہرون مین اسکے برخلاف نفع پایا گیا ہے ۔

شلجم ۔ مولی ۔ ترمرہ سے بھی انگور کو نقصان پہونچتا ہے ۔

صاحب **فلاحتہ رومیہ** کا قول ہے کہ بعض فلاحون کی راے ہے کہ جرجیر یعنی ترمرہ اور نانخواہ کی کاشت انگور کے درختون مین ضرور کرنا چاہیئے ۔ اسلئے کہ یہ نباتات انگور کے موافق اور اسکے دشمنون کے ساتھہ مقابلہ کرنے والے ہین ۔ یعنی کیڑون کو انگور کے کھیت مین پیدا ہونے اور پہنچنے نہین دیتے ۔ بعض کا قول ہے کہ کدو اور کھیرے کے درخت بو دئے جاوین ۔ جن سے ایک اعلی قسم کی رطوبت درخت انگور

اور اوسکی جڑونکو حاصل ہوتی ہے لیکن لاگوں مولف فرماتے ہین کہ میری ذاتی راے یہ ہے کہ کسی درخت کو انگور کے کہیت مین نہ بونا چاہیئے اسلئے کہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہر درخت جو غیر انگور ہو یا تو انگور کو نقصان پہونچائیگا یا انگور سے اُسکو نقصان پہونچے گا۔ اور خصوصیت کے ساتہہ کرم کلہ کو انگور کا قاتل سمجہہ رکہو۔ آپ فرماتے ہین کہ دیمقراطیس اور قسطوس نے بہی ہماری راے سے اتفاق کیا ہے۔ اوران دونون نے کہا ہے کہ درختان انگور کی آب رسانی کی نالیون مین سوسن اور سکعوس کے بونے کی البتہ اجازت ہے اسلئے کہ ان سے انگور کی بارآوری بڑہ جاتی ہے اور پہلون کا شیرہ عمدہ تاثیر پیدا کرتا ہے۔

اصل چہارم متعلق بہ نتیجہ کاشت

(الف) انگور کی بارآوری کا بیان

(۱) عام بیان۔ | صاحب کتاب الاثمار کا قول ہے کہ انگور کا بار باعتبار آب و ہواے ہندوستان برشکال سے پہلے پختہ ہوجانا چاہیئے ورنہ بارش کی وجہ سے انگور کے دانے ضائع ہوجائینگے۔ بارش سے پہلے پختہ ہونے کی یہ صورت ہے کہ اس درخت کی کاٹ چہانٹ انہی وقت اور انہین ہدایات کے مطابق کیجاے جو باب متعلقہ مین بیان ہوے ہین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگورون کے پختہ ہونے کا بہترین زمانہ دکن کے لئے ماہ مارچ۔ اور بنگالہ وبہار کے لئے ماہ مئی اور اضلاع ممالک مغربی وشمالی کیلئے ماہ جون ہے۔

(۲) بارآوری کی عمر کا اندازہ | علامہ نابلسی بطور عام کلیہ کے فرماتے ہین کہ جو درخت بیج یعنی دانہ سے بویا گیا ہے۔ جسمین درخت انگور بہی داخل ہے وہ چارسال

مین بار آور ہوگا۔ اور جن انگوروں کی کاشت قلمون کے ذریعہ سے ہوی ہے وہ تیسرے سال پہل دیتے ہین۔ بشرطیکہ اون کی نگرانی احتیاط کے ساتھ کیجاے۔

صاحب **کتاب الاشجار** نے ہندوستان کے متعلق اپنا تجربہ بیان فرمایا ہے کہ کوہی مقامات مین ابتداے زمانہ نصب سے چار برس کے اندر انگور کو بار آتا ہے لیکن میدانی حصون مین اس سے بہی زیادہ زمانہ بارآوری کے لئے ضرور ہے۔

مولف **دولت باغبانی** کا قول ہے کہ انگور کا وہ درخت جو اپنے مستقل تنہ پر قائم ہوتا ہے چوتھے سال بارآوری کے قابل ہوجاے گا اور پہل دیگا۔ لیکن پہلی بار قریب ڈہائی سیر کے اُس سے پہل لینا چاہیے۔ اس سے زیادہ پہل لینے سے درخت کمزور ہوجائیگا۔ اور اس اندازہ کا خیال خوشون کے آغاز ہی مین رکہا جاے۔

(۳) بارآوری کی مقدار کا اندازہ

ماسی سورانی فرماتے ہین کہ سمجہدار فلاح کو درخت انگور کی حالت اور خوشون کی تعداد پر نظر رکہنا چاہیے اگر خوشے کثرت سے نکل آئین۔ اور درخت کی عمر کم ہو یا اُسکا تنہ باریک اور درخت کی تندرستی مین خلل ہو تو ابتدائی حالت ہی مین خوشون کی تعداد کو گہٹا دینا چاہیے تاکہ باقیماندہ خوشون کے دانے بڑے ہون اور درخت کی قوت قائم رہے۔

الوخا کہتے ہین کہ اس تدبیر سے وہ دانے بڑے نہ ہون گے جو قسم کے اعتبار سے چہوٹے ہین بلکہ درخت کی ناطاقتی اور خوشون کی زیادتی کی وجہ سے اپنی اصلی حالت سے کم ہونے نہ پائین گے۔

صاحب **دولت باغبانی** کا قول ہے کہ اگر کاٹ چہانٹ کا عمل اسی طریقہ پر جاری رکہا جاے جسکا احوال باب متعلقہ کے ضمن (۷) پر بیان ہوا ہے تو پہلے سال ڈہائی سیر ثمرہ حاصل ہوگا اگر اس سے زیادہ ثمرہ کے آثار پاے جائین تو اُسکو ابتدائی حالت ہی مین توڑ دینا چاہیے اور ہر سال اسی قدر بڑہتا جاے گا۔

تا آنکہ ایک درخت سے تیس سیر پہل حاصل ہون گے۔ اگر یہ خیال کرتے ہو کہ درخت کی عمر بڑہنے سے اسی اندازہ سے ثمرہ بہی بڑہتا جائیگا تو یہ خیال غلط ہے۔ یہ نہایت اور معتدل مقدار ہے جسکو ہمنے بیان کیا ہے اس سے زیادہ ثمرہ حاصل کرنے کی فکر مین مت پڑو۔ اسلئے کہ اسمین درخت کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ اور ثمرہ کے لئے ہمیشہ تنہ پر نگاہ رکہو۔ اگر تنہ ہر سال ترقی نہ کرتا جاے تو سمجہہ لو کہ ثمرہ بہی ترقی نہ کریگا۔ بعض ہند کے فوق البھڑک کاشتکار اپنی صناعی کے اظہار مین فی درخت چالیس سیر ثمرہ کا دعوے کرتے ہین۔ ابہی ابہی دکن مین ایک بزرگ وارد ہوے ہین جنہون نے متعدد مالکان باغ سے اسی دعوے پر ٹہیکہ لیا ہے اور شرط یہ کی گئی ہے کہ بہمہ کا ثمرہ دکہلا کر اپنا حق السعی حاصل کرلیا جائیگا۔ محتاط زمینداروں کو انکے جال سے بچنا چاہیے۔ اگر باتفاق وہ اپنے وعدون مین پورے بہی اترین تو سمجہہ لو کہ اوسی سال اُس درخت کا خاتمہ ہوچکا۔ فلاحان عرب نے بعض ایسی کہادون کا تذکرہ کیا ہے جن سے نشو ونما اور بارآوری پہلے ہی سال خلاف توقع کثیر مقدار مین ہوئی ہے۔ لیکن انہین کی تاکید ہے کہ ایسے اعمال سے سخت احتراز کرو جن سے اکثر درخت ضائع ہوے ہین۔

(۳) پختگی سے پہلے ثمرہ کی حالت دریافت کرنے کا طریقہ۔

قسطوس کا قول ہے کہ اگر تم دریافت کرنا چاہو کہ انگور کے ثمرہ سے کس قسم کا شیرہ نکلیگا تو خوشون سے چند دانے توڑ کر دیکہو۔ اگر دانون یا انکی ڈنڈیون سے دودہ نکلے تو یہ علامت اسکی ہے کہ اس سال کے ثمرہ مین عمدہ اور کثیر شیرہ نکلیگا۔

صاحب فلاحتہ یونانیہ نے بعض تجربہ کارون کا قول نقل کیا ہے کہ جس مقام مین جس سال گیہون کی پیداوار کثیر ہوئی ہے تو سمجہہ لو کہ اُس سال انگور کا ثمرہ بہی کثیر اور اُسکا شیرہ عمدہ حاصل ہوگا۔

(۵) بارآوری کے زمانہ کی آبپاشی۔ فلاحان مغرب کا قول ہے کہ عموماً میوہ دار درختوں کو بار کی ابتدائی حالت مین سیرابی کے ساتھہ پانی دینا چاہیئے اور یہی حکم انگور کے درختون کے لئے بھی ہے لیکن جب ثمرہ پختہ ہونے کا زمانہ آجاے تو آب رسانی مین کمی کردینا چاہیئے تاکہ ثمرہ مین شیرینی زیادہ ہو۔ پختگی کے زمانہ مین آب پاشی کی کثرت میوہ کو پھیکا یا ترش کردیتی ہے۔

صاحب کتاب الاشمار کا قول ہے کہ ہندوستان مین انگور کی پختگی کے زمانہ سے کچھ روز پہلے پانی بالکل موقوف کردینا چاہیئے کیونکہ اس زمانہ کی سیرابی سے پھلون کی مٹھاس کم ہوجاے گی۔

مؤلف کے تجربہ مین آب پاشی کا بالکل روک دینا مفید ثابت نہ ہوا۔ البتہ آخر زمانہ بارآوری یعنی ثمرہ کی پختگی کے زمانہ مین آب پاشی کا گھٹا دینا ضروری ہے۔ مثلاً اگر اس سے پہلے روزانہ آب پاشی کیجاتی تھی تو اس موسم مین ہفتہ وار کیجاے۔ اگر آب پاشی بالکل مسدود کردی جاے گی تو اندیشہ ہے کہ پھل خشک ہوکر گر جائین۔

(۶) زمانہ بارآوری مین بعض پتون کا دور کرنا۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ بارآوری کے زمانہ مین درخت انگور کے بعض پتون کو کم کردینے کا مقصد یہ ہے کہ انگور کے خوشے درخت کی مائی قوت کو زیادہ قبول نہ کرین اور اُنکے رس کی پورے طور سے اصلاح ہوجاے اور عمدہ طور پر اُن کو پختگی حاصل ہو۔ یہ امر روشن ہے کہ فصل سرما سے پہلے قوی کونپلون کا نکلنا ایک زمانہ تک موقوف رہنے سے آئندہ سال مین عمدہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور اس عمل سے اور نیز بعض کونپلون اور شاخون کو نکال دینے کے عمل سے بہ نسبت گرم شہرون کے سرد شہرون مین زیادہ نفع حاصل ہوا ہے۔ پس بعض پتون کو دُور کرنے کا عمل نہایت احتیاط کے ساتھہ کرنا چاہیئے ورنہ ثمرہ کو نقصان پہونچے گا۔ اس عمل کے لئے مستحسن طریقہ یہ ہے کہ دو مختلف وقتون مین یہ عمل

کیا جاسے پہلے اسوقت جب کہ تم دیکھو کہ انگور کا پہل شفاف نظر آسے اور اپنا نمو لورے طور سے حاصل کرچکا ہو۔ اس وقت سے پہلے اس عمل کو جاری کرنے سے ثمرہ کا نمو رک جائیگا۔ اور اُسکی خوبی مین فرق آئیگا۔ پس صرف وہی پتے توڑ دئے جائین۔ جوکہ خوشون پر آفتاب کی گرمی پہونچنے کے مانع ہون اورنیز وہ تمام کو بلین دفع کیجائین جو غیر نافع ہون۔ دوسری دفعہ اس عمل کو پہلے عمل سے پندرہ دن گزرنے کے بعد پھر جاری کرو۔ اور اُسکا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے اوپر ثلث یا نصف پتے چھوڑ دو۔ اور باقی پتے توڑ کر جدا کرلو۔ پتے دور کرنے کے وقت اونکی ڈنڈیان کو بلون کے ساتھ باقی رکھی جائین تاکہ کو بلون مین مرض پیدا نہونے پاسے۔ یہ توڑے ہوسے پتے انسان اور مویشی کی غذا کے کام مین آسکتے ہین۔

(۷) ثمرہ انگور کی پختگی کے علامات اور اُسکا وقت۔ قسطوس کا قول ہے جسکو صاحب فلاحتہ رومیہ نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات ناواقفیت کی وجہ سے پختگی سے پہلے ثمرہ انگور توڑ لیا جاتا ہے جسکی وجہ سے سال آئندہ کے ثمرہ مین کمی ہو جاتی ہے اور سال حال مین اُس ثمرہ ناپختہ سے نہ شکر عمدہ بن سکتی ہے اور نہ شیرہ اور نہ اور کوئی چیز۔ ناپختہ ثمرہ مین سردی جلد اثر کرتی ہے اور جو چیز اُس سے تیار ہوتی ہے۔ وہ جلد بگڑ جاتی ہے۔ پس محتاط فلاحون کا فرض ہے کہ اپنی کی کرائی محنت کو برباد نہ کرین۔ اور اچھی طرح سے پختگی پر اطمینان حاصل کرنے کے بعد ثمرہ کو توڑین۔

آپ فرماتے ہین کہ جب ثمرہ انگور توڑنے کا وقت آپہونچے تو بعض دانے توڑ کر چکھے جائین اور اونکو آزمایا جاسے تاکہ اونکی حالت پر یقینی طور پر علم حاصل ہو جاسے کہ وہ پختہ ہوچکے ہین۔ ویمقراطیس اور برینوس جوکہ اس فن کے علما سے گزرے ہین ان دونون کا قول ہے کہ جب انگور کی سیاہ قسم کے دانے پختگی کی وجہ سے سیاہ اور چمکدار ہو جائین اور سفید قسم کے دانے پختہ ہوکر شفاف

نظر آنے لگین تو اُسوقت سے ۱۰ دن کے بعد اونکو توڑنا چاہیئے۔
پختگی پر زیادہ اطمینان حاصل کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ایک دانہ لیکر نچوڑا جاے۔ پس اگر اُس کا تخم نچوڑنے کے بعد صاف اور چکنا اور بے آلائش نکلا تو سمجھہ لیا جاے کہ ثمرہ پختہ ہے۔

کبھی دانہ کی سختی اور نرمی سے بھی پختگی کی کیفیت دریافت ہوتی ہے یعنی دانۂ انگور کا نرم اور ڈھیلا ہونا بھی اوسکی پختگی کی علامت ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ماہ آب کے نصف گزرنے کے بعد ہمارے ملکون مین انگور پختہ ہوجاتے ہین۔ کبھی ماہ آب کی ابتدا ہی مین اور کبھی اُسکے بیس دن کے گزرنے کے بعد۔ لیکن ہرایک ملک مین یہی وقت لازمی نہین ہے۔ اور علامات بعینہ زیادہ معتبر ہین۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ انگور کا ثمرہ درخت سے جدا کرنے کا معین وقت اُسکی پختگی ہے اور پختگی چھہ علامتون سے پہچانی جاتی ہے۔ پہلی علامت یہ ہے کہ خوشون کی ڈنڈیون مین سبزی کے عوض گندمی رنگ آجاے۔ دوسری علامت خوشون کا لٹک جانا ہے۔ تیسری علامت انگور کے دانون مین خشکی دفع ہوکر رقت اور شفافیت پیدا ہوجانا۔ چوتھی علامت یہ ہے کہ دانے بسہولت ڈنڈیون سے جدا ہوسکین۔ پانچوین علامت یہ ہے کہ دانون کا رس شیرین۔ ذائقہ دار۔ گاڑہا۔ چیپ دار ہو۔ چھٹی علامت یہ کہ دانہ انگور کا بیج لیس دار مادہ سے علحدہ ہوسکے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ رنگین انگورون کے اقسام مین یہ علامتین سفید انگورون سے پہلے پیدا ہوجاتی ہین اور بعض حالتین ایسی بھی ہین جنمین ان علامات کے ظہور سے پہلے ہی ثمرہ توڑ لیا جاتا ہے۔ اور بعض وقتون مین ان علامات کے ظاہر ہونے کے بعد بھی ثمرہ توڑنے کے قابل نہین سمجھا جاتا۔ یہ صرف مقامی آب وہوا کی

خصوصیت ہے جیسے فرانس کے شمالی حصہ مین چند ایسے شہر ہین جنمین انگور کا ثمرہ ان علامات کے ظاہر ہونے سے پہلے پختہ ہوجاتا ہے اور اس خوف سے توڑ لیتے ہین کہ فصل خریف کی رطوبت کی تاثیر سے سڑ نہ جاے۔ نیز انگور کے وہ اقسام جن کا شیرہ قدح مین ڈالتے ہی اسمین کف اٹھنے لگتا ہے۔ اونکا ثمرہ بہی کامل پختگی سے پہلے توڑ لینا مناسب خیال کیا گیا ہے اسی طرح سفید انگور کی وہ قسم جسکے شیرہ مین کیلے کا مزہ ہوتا ہے اوسکا ثمرہ بہی کامل پختگی سے قبل توڑا جاتا ہے۔

انگور کا جو ثمرہ دیر تک درختون پر رہتا ہے اوسی سے عمدہ قسم کی شرابین تیار ہوتی ہین۔ جریزہ۔ کندیہ۔ قبرص مین فلاحون کا معمول ہے کہ انگور کے ثمرہ کو پختگی کے تمام علامات ظاہر ہونے کے بعد بہی درخت پر رکہہ چہوڑتے ہین۔ یہان تک کہ جب اس پر جہریان پڑنے لگتی ہین تو اوس وقت اوسکو درخت سے توڑتے ہین۔ اور یہی طریقہ ملک ہسپانیہ مین مروج ہے۔

(۸) ثمرہ توڑنے کا وقت اور طریقہ۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ جب انگور کا ثمرہ پختہ اور تیار اور توڑنے کے قابل ہوجاے تو اوسوقت توڑنا شروع کرو جب کہ آفتاب کی شعاعون کے اثر سے ثمرہ کے اوپر کی رطوبت زائل ہوجاے۔ ایسے ثمرہ کا شیرہ عمدہ نکلے گا۔ اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ پختہ ثمرہ کو دن کے ابتدائی حصہ مین نہ توڑنا چاہیے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جس ثمرہ سے عمدہ شیرہ نکالنا مقصود ہو اوسکو تین مرتبہ کرکے درختون سے اوتارا جاے۔ یعنی پہلی مرتبہ صرف وہ خوشے توڑے جائین جو دیکھنے مین لطیف اور پختہ ہون اور انکو علحدہ رکہنا چاہیے۔ دوسری مرتبہ صرف وہ خوشے توڑے جائین جنکی پختگی متوسط درجہ کی ہو۔ ان کا شیرہ بہی متوسط درجہ کا ہوگا تیسری مرتبہ باقی خوشون کو توڑین اور مناسب ہوگا کہ ثمرہ توڑنے والون کی تعداد کافی ہو۔

اگلے زمانہ مین انگور کے خوشے کاٹنے کے لیے وہی چھری کام مین لائی جاتی تہی جس سے درخت کی کاٹ چھانٹ کیجاتی تہی۔ اب ایک خاص قسم کی قینچی اس خاص کام کے لئے رواج پاگئی ہے جس سے بآسانی خوشے درخت سے جدا ہوتے ہین آپ کی راے ہے کہ خوشون کو درخت سے توڑ لینے کے بعد اونکو لکڑی کے ایسے ظرف مین رکہتے جاؤ جس سے شیرہ نہ ٹپک سکے یا بڑے مٹکے مین جمع کرو۔

پہر آپ ہی فرماتے ہین کہ عام راے یہ ہے کہ ثمرہ جب تک خوب پختہ نہ ہولے انگور درخت سے جدا نہ کرنا چاہیئے جسقدر تاخیر سے توڑا جائیگا اُسی قدر زیادہ لذیذ اور رس دار ہوگا۔ اور مناسب ہے کہ خشکی کے وقت مین توڑا جاے اور ہر ایک خوشہ کو مع اوسکی ڈنڈہی کے پکڑ کر درخت سے علیحدہ کیا جاے اور یہ عمل مقراض کے ذریعہ سے بہتر ہے پہران خوشون مین سے وہ خوشے جدا کر لیے جائین جو محفوظ رکہنے کے قابل ہین جن کے دانے بڑے اور چہدرے اور زیادہ گنجان نہون۔

قسطوس کا قول ہے کہ انگور کا ثمرہ توڑنے کا عمدہ زمانہ وہ ہے جسمین چاند برج سرطان یا اسد یا میزان یا عقرب یا جدی یا دلو مین ہو۔ اور مناسب وقت یہ ہے کہ چاند زمین کے نیچے ہو یعنی مہینہ کا آخری زمانہ۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جہان تک ممکن ہو انگور کا پختہ پہل ۹ بجے دن سے غروب آفتاب تک منڈوے یا درخت سے نہ توڑا جاے۔ آفتاب کے غروب ہونے سے ایک گہنٹہ کے بعد پہلون کو درخت سے توڑنا چاہیئے اسی طرح شیرہ بنانے کا کام بہی اسی وقت مین کرنا چاہیئے۔ ہماری اس راے کا ماخذ فلاحان تجربہ کار کے اقوال اور اُنکا تجربہ ہے۔ اگر اوقات ممنوعہ مین یہ کام کیا جاے گا تو نقصان واقع ہوگا۔ انگور کے خوشون کو آفتاب کی حرارت کے وقت توڑنے سے اس مقام کے ذریعہ سے جس سے خوشہ جدا ہوا ہے ایک گرم ہوا درخت مین سرایت

کرے گی۔ اور درخت کی قوت کو نقصان پہونچاے گی۔ علی ہذا اگر موقت مین جو شیرہ انگور سے نکالا جاے گا وہ بہت جلد ترش ہوکر بگڑ جائیگا۔ آپ فرماتے ہین کہ ہمنے فلاحان تجربہ کار کی صرف راے پر بہروسا نہین کیا ہے بلکہ خود بہی اس کلیہ کو آزمایا ہے

(۹) ثمرہ انگور بہی شیرہ کی حالت دریافت کرنے کا طریقہ۔ صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ انگور کا ثمرہ توڑنے کے وقت اگر اُسکے کچہ دانے درخت سے چپٹے ہوے معلوم ہون تو سمجہہ لو کہ اونکا شیرہ جلد ترش ہو جائیگا۔

(۱۰) خوشون کی حفاظت کا طریقہ۔ مصنف محیط اعظم فرماتے ہین کہ ارسطاطالیس کا قول ہے کہ اگر انگور کے خوشون پر جب کہ وہ درخت مین لگے ہوتے ہین روغن زیتون مل دیا جاے تو اُن پر بہڑین وغیرہ موذی جانور نہین آتے۔ اور اگر انگور کے خوشے توڑنے کے وقت خوشون کو خرفہ کے تازہ پودون کے عرق مین بہگو دیا جاے تو بہت مدت تک خوشے محفوظ رہتے ہین اور دانے نہین بگڑتے۔ سُوئر کی بہاجی کے عرق مین اونکو بہگوکر لٹکا دینے سے بہی ایک سال تک تازگی باقی رہتی ہے۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ خوشے توڑ لیے جانے کے بعد کسی قدر کلوورالکالسیوم کا استعمال بہی کرنا چاہیے تاکہ انگور بدشکل نہ ہو جائین اور جب اون کو کچہ دنون تک رکہنا منظور ہو تو مخزن الفواکہہ اوسکے لئے کافی ہے ایسی حالت مین انگورون کو لکڑی کے تختون پر بچہا دینا چاہیے تاکہ تہوڑی سی جگہہ مین بہت سا میوہ مخزن مین سما سکے۔ خوشون کے رکہنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہر خوشہ کو ڈنڈی کی جانب سے چہوٹے چہوٹے کانٹون کے ذریعہ سے لوہے کی زنجیرون مین لٹکا دین۔ جب وہ خشک ہو جائین تو سڑنے سے محفوظ رہین گے پہر اون کانٹون کو لکڑی کی کہونٹیون مین لگا کر مخزن کی چہت مین لٹکا دین اور چہوٹی چہوٹی چرخیون کے ذریعہ سے اونکو حرکت دیجا یا کرے۔ جبکہ کثیر المقدار انگورون کی حفاظت مقصود ہو تو کہونٹیون کے عوض لکڑی کی تختیان

لی جائین جنکا طول ۳۲ اور عرض ایک متر ہو۔ اور اون پر لکڑی کی میخین ۲۰ سنیٹمتر کے فاصلہ سے لگی ہون اور اونکے اسفل مین کڑیان لگائی جائین جنمین انگور کے خوشون کے کانٹون کو لٹکا دیا جاسکے۔ ان تختیون کو مخزن الفواکہ کی چہت مین لٹکا دینا چاہئے اس طرح پر کہ وہ تمام چہت کی گنجایش کو گہیر لین اور اون تختیون کو بہی چرخیون کے ذریعہ سے حرکت دیتے رہنا مناسب ہے باوجود اس تمام اہتمام کے جو انگور لٹکائے جاتے ہین وہ کسی قدر بدشکل ہوجاتے ہین اور اونکی خوبی مین فرق آجاتا ہے۔ تختون پر پہیلائے ہوئے انگور بہ نسبت لٹکائے ہوئے خوشون کے اچہی حالت مین رہتے ہین۔

فرانس کے شہر طومیری مین معلم شارمومن نے چند سال سے حفاظت انگور کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ جو تمام طریقون سے بہتر اور مفید ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مکان بنایا جائے پہر اوسکے اندر کیجانب تمام دیوارون مین لکڑی کی کہونٹیان نصب کیجائین جس طرح ہتہیارون کے لٹکانے کے لئے لگائی جاتی ہین اور انکی صفون مین ۳۰ سنیٹمتر کا فاصلہ رکہا جائے اور مکان کے وسط مین ستون یا شہتیر قائم کئے جائین جنمین اور بہت سی کہونٹیان لگائی جاسکتی ہین۔ پہر کہونٹیون کے درمیان کے خالی مقامات مین طاقچے بنا کر اُن مین معمولی شیشے رکہے جائین جنکے اندر ۳ سرج کی مقدار مین پانی بہر دیا جائے اور اُس پانی مین ایک مٹہی پسے ہوئے لکڑی کے کوئلے کا سفوف ڈالا جائے تاکہ وہ پانی سڑنے سے محفوظ رہے۔ پہر انگور کا ثمرہ جبکہ معمولی وقت پر درختون سے توڑا گیا ہو اُنہین سے زیادہ لطیف اور عمدہ خوشون کو اس طرح سے منتخب کیا جائے کہ ایک ڈنڈی مین ایک ہی خوشہ ہو پہر ہر ایک خوشے کی بڑی ڈنڈی کا سر اُن شیشون کے اندر پانی مین ڈبو دیا جائے۔ ممکن ہے کہ ایک شیشہ کے مُنہ پر چہوٹے چہوٹے متعدد خوشے اس طریقہ سے رکہے جاسکین یا بڑا خوشہ صرف ایک۔ ہر آٹہوین دن انکو دیکہتے رہنا چاہئے جو دانہ کہنہ ہو گیا ہو اوسکو قینچی سے بحفاظت علحدہ کر لینا چاہئے۔ اس مکان

کی رطوبت دفع کرنے کے لئے کسی قدر کلورائڈ آف کالسیوم بھی استعمال کیا جاے مگر اسکا استعمال زیادہ مقدار مین نامناسب ہے اس طریقہ پر عمل کرنے سے ۳ مہینہ تک انگور کا میوہ محفوظ رہ سکتا ہے اور اس عمل مین پورے طور پر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ نہ انگور بدشکل ہوتے ہین اور نہ ڈنڈیان بگڑتی ہین بلکہ اصلی حالت پر باقی رہتی ہین۔

قسطوس کا قول ہے کہ جب انگور کا ثمرہ اول ظاہر ہو تو اوسکو گرا دین اور پھر بعد مین جو ثمرہ ظاہر ہوتا ہے اوسکو باقی رکھین یہان تک کہ خوشے تیار ہو جائین اوس وقت ہر خوشے کو بغیر توڑنے کے مٹی کے مرتبان مین داخل کرکے اوسکے اوپر گچی کا لیپ چڑھا دین تاکہ اوسمین ہوا نہ پہونچنے پاے۔ پھر ان مرتبانون کو درخت انگور کی بعض شاخون کے سہارے سے لٹکا دین اس طریقہ سے مدت تک وہ خوشے خراب نہ ہون گے۔ اور تازہ رہین گے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ درخت انگور کے اطراف مین لکڑی کی تھونیان قائم کیجائین اور اون پر چھپر ڈال دین جسکا سایہ انگور کے درختون پر ہو جاے۔ پھر بلیتون کے سہارے سے شاخون کو اوپر کی طرف اٹھا دین تاکہ خوشے اوس چھپر کے قریب ہو جائین۔ اور انگور کے منڈوے سے اس چھپر تک شاخون کو کسی چیز سے باندہ دین اور بارش سے بچنے کے لئے اوس چھپر کے اوپر سوسن بچھا دیجاے۔ پس اس عمل سے اوس درخت کے خوشے فصل سرما تک محفوظ رہین گے۔

قسطوس کا قول ہے کہ ثمرہ انگور کو اگر موسم سرما کے استعمال کے لئے محفوظ کرنا چاہو تو اوسکے توڑنے کا آغاز اوسوقت کرو جبکہ قمری مہینہ کے تیرہ یا بارہ دن باقی رہ جائین۔ اور آخر ماہ تک اس کام کو ختم کردو۔ اس ثمرہ کو ایسے دن درخت سے جدا کرو جس مین مطلع پر ابر نہ ہو۔ اور چار گھڑی دن چڑھنے کے بعد اپنا کام شروع کرو تاکہ رات کی شبنم وغیرہ کی نمی درخت پر باقی نہ رہے اور پھر اس کام کو شبنم کے آغاز سے پہلے ختم کردو۔ پھر

جب ثمرہ درخت سے اُتار لیا جاوے۔ تو اُسمین سے وہ دانے چن لو جو نرم اور ڈہیلے ہون۔ خیال رکہو کہ ان خوشون کو بغیر تیز درانتی یا چہری کے اور کسی چیز سے قطع نہ کیا جاوے پہر اس ثمرہ کی ڈنڈیون کو روغن قار مین ڈبونا چاہیئے جسکے اثر سے ثمرہ دیر تک محفوظ رہتا ہے۔ جب ان خوشون کے لٹکانے کی نوبت آئے تو اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ ایک خوشہ دوسرے خوشہ سے متصل نہ رہے بلکہ کسی قدر فاصلہ پر لٹکا یا جاوے۔ اس لٹکانے کا موقع نہ ملے اور زمین پر رکہنا مقصود ہو تو باقلہ کا بہوسہ زمین پر بچہا کر رکہنا چاہیئے۔ اس بہوسہ مین خاص تاثیر ہے کہ ہمیشہ اُس مین خشکی رہتی ہے اور اسی بہوسہ کے اثر سے جنگلی چوہے ثمرہ کے پاس نہ پہٹکین گے۔ اگر باقلہ کا بہوسہ نہ مل سکا تو دوم درجہ مین نانخاہ۔ مسور یا جو کا بہوسہ ہی کافی ہے۔ اگر ان غلون کے بہوسے بہی نہ مل سکین تو خشک گہچی سے اون کا عوض ہوسکتا ہے۔

بعض تجربہ کارون کی راے ہے کہ ثمرہ کی حفاظت کے لئے قار کا روغن چڑہاے ہوے ظرف مہیا رکہی جائین اور اُن مین لکڑی کے برادہ کو باجرے کے آٹے مین ملاکر ہر ایک ظرف کی تہہ مین بچہا دین۔ پہر اُس پر انگور کے خوشے قریب قریب بچہا دیے جائین اور اُن پر اوسی مخلوط بورے کو اسطرح ڈال دین کہ خوشے نظرون سے چہپ جائین۔ اسکے بعد اُس پر خوشون کی دوسری تہہ قائم کی جاوے۔ اور پہر اُن پر وہی مخلوط بورا ڈالا جاوے۔ جب اسی طرح تہہ بہ تہہ خوشون سے ظرف بہر جاوے تو اوس وقت اوسکو کسی بلند تپائی پر زمین سے بلند کرکے رکہدین یا چہت کے سہارے سے لٹکا دین۔

بعض تجربہ کار خوشون کو پانی اور نمک اور کسی قدر شراب کے مجموعہ مین ڈبوکر جو کے بہوسہ مین تہہ بہ تہہ چہپا دیتے ہین۔ اور بعض خوشون کو مکان مین ہر طرف لٹکا دیتے ہین اور اونکے نیچے گیہون کے انبار لگا دیتے ہین۔ جب تک اوس انبار کا

غبار خوشون تک پہوچنا رہتا ہے۔ وہ خوشے تر و تازہ رہتے ہین بلکہ اُس غبار کی تاثیر سے خوشون کے دانون مین حلاوت بڑہجاتی ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ بارش کا پانی لیکر اوسکو خوب جوش دیا جاے جب ایک ثلث باقی رہجاے تو اوسکو ٹھنڈا کرکے کسی شیشے یا مٹی کے ظرف مین بہرلین۔ پہر اُس ظرف مین جسقدر خوشے سما سکین ڈال دین۔ اور آخر اوس کا مُنہ گچی سے بند کردیا جاے اس طریقہ عمل سے خوشے تر و تازہ رہین گے اور اُنکا رس نبیذ کی شکل ہوجاے گا اور تمام موسم سرما مین وہ کام دین گے۔ اون کا مزہ ہرگز نہ بدلیگا۔ اونکی لطافت بدستور باقی رہے گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض لوگ اس ثمرہ کے خوشون کو شیرہ کے مٹکون سے لٹکا دیتے ہین اس طرح پر کہ شیرے سے جدا رہین پہر اونکو چہپا دیتے ہین اور بعض اونکو توڑ کر مٹی کے ظرف مین بہر دیتے ہین اور اُس ظرف کا مُنہ گچی سے بند کردیتے ہین۔ غرض ان تمام طریقون سے انگور پختہ عرصہ دراز تک محفوظ اور تر و تازہ قائم رہتے ہین۔

علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ جب کہ تم انگور کے خوشون کو عرصہ تک محفوظ رکہنا چاہتے ہو تو مناسب ہے کہ اون پر انجیر کی لکڑیون اور پتون کی راکھ چہڑک کر رکھدو جسکے اثر سے وہ سڑنے اور بگڑنے نہ پائین گے۔

یا اگر پہٹکری کے پانی مین اونکو ڈبو کر لٹکا دیا جاے۔ تب بہی ایک سال تک اونکی تر و تازگی قائم رہے گی۔

اسی طرح سال کی لکڑی کا برادہ اور چاول اور درخت انگور کے ایندھن کی راکھ ان تینون کو پانی مین ڈالکر اونکا لعاب نکالا جاے پہر اُسمین خوشہ ہاے انگور کو دبا دیا جاے اور پہر اُس سے نکال کر کسی صاف جگہ پر جسمین رطوبت نہ ہو لٹکا دیا

جاے تو ایسے خوشے بہت مدت تک محفوظ رہین گے۔

یا کسی قدر گاے کا گوبر سفید مٹی مین ملا کر اُسکا ایک ظرف بنا یا جاے اور اوسکو مستحکم اور خشک کرکے ارسمین انگور کے خوشے رکہے جائین اور پہر اُس ظرف کا مُنہ مٹی سے بند کرکے کسی صاف و پاک جگہ مین اُس کو رکہدیا جاے تو خوشے عرصہ دراز تک نہ بگڑین گے۔

یا عمدہ خوشون کو کسی مٹی کے پختہ ظرف مین بہر کر لال مٹی کا گارا جوکہ زیادہ پتلا نہو اُن پر ڈال دیا جاے تو وہ اپنی تازگی کے ساتہہ محفوظ رہین گے۔

یا نمک کے پانی مین خوشون کو ڈبو کر ترمس یا باقلا یا باجرہ کے بہوسہ پر کسی ایسے مقام مین پہیلا دئے جائین جہان نہ دہوپ لگے اور نہ آگ کی گرمی تو اس تدبیر سے بہی مدت تک خوشے تر و تازہ محفوظ رہتے ہین۔

یا خوشون کو مٹی کے پختہ اور کورے ظرف مین بہر کر اُسکا مُنہ چمڑے سے اچھی طرح پر کسکر بند کر دیا جاے۔ پہر اُس ظرف کو زمین مین دفن کر دیا جاے تو خوشے بخوبی محفوظ رہین گے اگر اُس ظرف کو گلے تک پانی مین ڈبو دیا جاے تب بہی یہی فائدہ حاصل ہوگا۔

یا خوشون کو مع اُن کی ڈنڈیون اور پتون کے درخت سے توڑ کر ڈنڈیون کے سرون کو پگہلے ہوے قار مین ڈبو دیا جاے اور اسی حالت مین لٹکا دیا جاے تو تمام موسم سرما مین وہ خوشے تر و تازہ رہین گے۔

یا خوشون کی ڈنڈیون کو جَو کے ڈہیر مین گہسا دینے سے بہی وہ محفوظ اور تر و تازہ رہتے ہین۔

آپ کا قول ہے کہ انجیر یا انگور کی لکڑیون کی راکہہ کو پانی مین جوش دیکر اوسمین انگور کے خوشے ڈبا وین پہر اونکو نکال کر خشک کر لین تب اونکو بہوسہ کی تہ مین چھپا

دین تو مدت دراز تک وہ تروتازہ رہین گے۔

یا کتان کی تہیلیان بناکر ہر ایک تہیلی مین ایک ایک خوشہ رکہدین اور تہیلی کا مُنہ خوشہ کی ڈنڈہی سے باندہ دین تو اس عمل سے بہی مدت تک وہ تروتازہ رہین گے۔

آپ فرماتے ہین کہ درخت انگور کی پہلدار بیلین جنمین کثرت سے خوشے ہون کاٹ لو۔ اور اون کو موڑ کر بڑے پیالون مین رکہہ دو۔ اور اُن پیالون کو ایک ایسے گڑہے مین جسکی گہرائی سو فیٹ کی ہو۔ اور جسکی تہ مین خشک اور صاف ریتا بچہا ہوا ہو۔ اون کو لٹکا دو۔ پہر گڑہون کو سوسن کے پتون سے ڈہانپ کر مہین مٹی سے پاٹ دو۔ اس عمل سے وہ خوشے مدت دراز تک تروتازہ حالت مین باقی رہین گے۔

یا ایک بہت بڑا مٹکا زمین مین گاڑ دیا جاے اور اوسمین خوشون سے مملو شاخین اس طرح لٹکا دیجاین کہ خوشے اُس مٹکے کی تہ سے نہ لگنے پاین پہر اُس مٹکے کے مُنہ کو بند کرکے اوپر سے مٹی پاٹ دیجاے تو اس عمل سے تمام موسم سرما مین وہ خوشے تروتازہ رہین گے۔

(ب) بارآوری کے لواحق کا بیان

(۱) وقت سے پہلے ثمرہ حاصل کرنے کا طریقہ۔

بنیوشاد کا قول ہے کہ ہم نے کچہ کشمشین لین اور انگور کے پودون کی جڑون مین صرف دو انگل عمیق گڑہے کہود کر اُن گڑہون مین اونکو ڈال دیا اور نئی مٹی سے پاٹ دیا اُسکے بعد اُن مین پانی دیا اور کچہ عرصہ کے بعد پہر اسی عمل کو دوبارہ کیا اور اسی طرح سہ بارہ کی نوبت آئی۔ پہر ہم نے بچشم خود تجربہ کیا کہ اون درختون کا نشو و نما ترقی کر گیا اور وقت سے پہلے بارآوری پائی گئی۔ معمولی زمانہ سے جلد پہل پختہ ہونے لگے۔ پہلون مین رس بہت زیادہ تہا۔ ہم نے اس تجربہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ پہر ایک ایک مہینہ کے فاصلہ سے چار مرتبہ اس عمل کو جاری رکہا۔ جب دوسری دفعہ بارآوری ہوی تو وہ ربیع کی فصل تہی۔ پتون کے ساتہ

پہل نکلنے شروع ہوگئے اور پوری کامیابی ثابت ہوی - پہر ہم کو اسکا موقع ملا کہ اس تجربہ کو ایک پُرانے فلاح سے بیان کرین اُسنے ہم سے کہا کہ کشمشون کے ساتہہ کسی قدر انگور کی لکڑیان اور پتے بہی کوٹ کر ملا لو - اور اوسکا مجموعہ جڑون مین دفنا دو - جب ہم نے اوسکی ہدایت کے مطابق عمل کیا تو بارآوری مین ترقی ہوی - تجربہ کارون کی راے ہے کہ بارآوری وقت سے پہلے اور جلد ہونے سے بعض اوقات مین ضرر بہی ہوتا ہے - یعنی آئندہ دو سال تک بارآوری مین نقصان آجاتا ہے اور درخت ضعیف ہو جاتے ہین اور یہ بالکل صحیح ہے لیکن جب دوسرے اور تیسرے سال لگاتار تم اس مقوی نسخہ کو جاری رکہو تو کبہی وہ نقصان عائد نہ ہوگا - بشرطیکہ فلاح ہوشیاری کے ساتہہ نگرانی کرے اگر غفلت سے کام لیا جاے یا نگرانی کا موقع نہ رہے تو ایسے مصنوعی تدابیر سے باز رہنا زیادہ مناسب ہے - ایک دفعہ یہ عمل کر کے پہر چہوڑ دینے سے دوسرے اور تیسرے فصول مین یہ خرابی ضرور پیدا ہوگی کہ پہل چہوٹے ہون گے اور اُن مین شیرہ کم رہیگا اور ممکن ہے کہ کبہی کچہہ اور نقصان بہی لاحق ہو - لیکن ہماری بیان کی ہوی اوس تدبیر پہ کام کرنے سے درخت کی طاقت کبہی کم نہین ہوتی - یہ تدبیر خصوصاً اُن مقامات پر بہت مفید ثابت ہوی ہے - جہان عادتاً بارش کے موسم مین پہل پختہ ہوتا ہے یا اور کسی غیر موسم مین ثمرہ ہاتہہ آتا ہے - سمجہدار فلاح کا دل چاہتا ہے کہ اس لا موافق وقت مین تغیر پیدا کرے اوسوقت اور اُس مقام مین ہمارا بیان کیا ہوا نسخہ بہت مفید ثابت ہوگا -

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ یہی تدبیر خرما کی بارآوری مین موسمی تبدیل پیدا کرنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوی ہے یعنی خرما کی شاخین اور اون کے پہل دلون کو کوٹ کر جڑون مین پہونچانے سے اوس درخت کی بارآوری کا وقت بدل جاتا ہے اور جلد بارآور ہوتا ہے -

(۲) بارآوری بڑہانے کا طریقہ | ساہی فلاح کا قول ہے کہ اگر تم انگور کے درخت کو جسکے پتون اور شاخون مین کاٹ چہانٹ کی گئی ہو۔ بارآوری سے پہلے کسی دوسرے مقام پر منتقل کردو تو بارآوری وافر ہوگی۔ اور پہر دوسرے سال اوسکو اسی خاص وقت مین اُسکے اصلی مقام پر منتقل کردینا چاہیئے۔ آپ ہی نے کہا ہے کہ وہ مقام جو یکسالہ عارضی ہوا خوری کے لئے تجویز کیا گیا ہے ایسا مقام ہونا چاہیئے جس مین کسی چیز کی کاشت نہ کی گئی ہو۔ اور نہ اسمین ہل چلایا گیا ہو وہ ایسا مقام ہو جسمین دہوپ کا گزر ہو۔ کسی بلند ٹیلے یا پہاڑ یا درختون کا سایہ اُس پر نہ گرتا ہو۔ اور دہیمی اور نرم ہوا کا گزر برابر وہان ہوتا ہو۔ اس تدبیر سے انگور کے نشو ونما اور بارآوری مین بڑا تغیر ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انگور کا درخت اپنے قدیم مقام سے بہت جلد اکتا جاتا ہے اور ہمیشہ تبدیل کا مشتاق رہتا ہے۔ جب اوسکو ایک سال کے لئے نقل مقام اور تبدیل ہوا کی نعمت ملتی ہے۔ تو اوسکی تندرستی مین بہت بڑی ترقی ہو جاتی ہے۔ اگر بدقسمتی سے اوسکو ایسا موقع نہ ملے تو کم سے کم سال مین ایک دو بار اوسکے تہالے کے اطراف کی مٹی ۳ فیٹ عمق مین نکال کر کسی دور دست مقام کی عمدہ مٹی یا نہر جاری کے باریک بالو سے بدل دینا چاہیئے تاکہ اوسکو اس تبدیلی سے کسی قدر تسکین نصیب ہو۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اس انتقال مقامی مین اسکا خیال ضرور رکہو کہ وہ مقام جسکو انگور کے پودون کی تبدیل آب وہوا کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ بہ نسبت مقام سابق کے ردی نہو۔ ورنہ فائدہ کے عوض نقصان پہونچے گا۔ اسلئے کہ جب ایک اچہی زمین مین پرورش پائے ہوے درخت کو ناقص زمین ملتی ہے تو اوسکی تندرستی خاک مین مل جاتی ہے اور بہت جلد وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اگر زمین مجوزہ بہ نسبت زمین سابق اعلے درجہ کی نہو تو کم سے کم ایسی ہونا چاہیئے جو زمین سابقہ کے مساوی ہو۔ اگر دونون زمینین ایک قسم کی ہون تو چندان حرج نہین ہمیشہ سے ضرور

فائدہ پہونچے گا۔

(۳) انگور کا شیرہ بڑہانے کا طریقہ | بینوشاد کا قول ہے کہ انگور کا شیرہ زیادہ ہونے کے لئے یہ تدبیر بہت مفید ثابت ہوی ہے کہ پختہ انگور تر۔ یا کشمشین یعنی خشک انگور یا دونون کو جمع کرکے اُنکو بہگو دیا جاے اوسکے بعد انگور کے پودون یا پُرانے درختون کی جڑون کے ایک طرف اُنکو ڈالا جاے۔ اس طرح پر کہ کبھی تو ہاتہہ سے جڑون پر تہوپا جاے اور اور کبھی جڑون کی ایک جانب گڑہا کرکے اوسکو اوس گڑہے مین بہر دیا جاے اس عمل سے دو اثر پیدا ہون گے۔ ایک یہ کہ پہل پختہ ہون گے اور اُن کا رس زیادہ ہوگا۔ اور شیرہ زیادہ نکلے گا۔ دوسرا یہ کہ وہ شیرہ بہت زمانہ تک اچھی حالت مین رہے گا یعنی اُس مین تغیر پیدا نہ ہوگا۔ یہ عمل کچہ عجیب اثر رکہتا ہے۔ اکثر تجربہ کار فلاح تعجب کرتے ہین اور یہ گمان کرتے ہین کہ ایک مٹہی کشمشون سے ایسی تاثیر کیونکر پیدا ہوسکتی ہے اُنکے اُن شکوک کا ایک ہی جواب ہے یعنی وہ تجربہ کردیکہین ہمنے بارہا تجربہ کیا ہے اور اوسکا اثر ویسا ہی پایا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا

(۴) شیرہ کو درخت ہی پر میٹہا کرنیکا طریقہ | قسطوس کا قول ہے کہ مین نے روم کے شہرون مین چند لوگون کو جو بینولنس کے قبیلہ کے تہے دیکہا ہے کہ وہ انگور کا ثمرہ توڑنے سے ایک مہینہ قبل درخت انگور کے پتے کم کردیتے تہے تاکہ ثمرہ کو دہوپ لگے پہر خوشون کی ڈنڈیون کو بلیٹ دیتے تہے تاکہ پہول جائین مگر ٹوٹنے نہ پائین پہر اُس ثمرہ کو اُسکی اصلی شکل پر کر دیتے تہے۔ جب اُس مین کملانے کے آثار پیدا ہوتے تہے تب ثمرہ توڑ لیا جاتا تہا۔ اس ثمرہ سے جو شیرہ نکلتا تہا وہ نہایت شیرین ہوتا تہا۔

صغریث نے کہا ہے کہ جو شخص انگور سے خوش ذائقہ اور شیرین شربت بنانا چاہے تو اوسکو چاہئے کہ دو طریق پر عمل کرے۔ ایک یہ کہ فلاح اون درختون کو منتخب کرے۔ جنمین خوشے لگے ہون جنکے خوشون سے شربت بنانا مقصود ہے۔ پہر ایک مہینہ تک

اون درختون کو پانی نہ دے اور تشنہ رکہے جسکے بعد آفتاب کی گرمی اور پیاس سے انگور زیادہ پک جائینگے اور فضول رطوبتین جذب ہوکر پہلون مین خشکی اور مٹھاس پیدا ہو جاے گی۔ پہر ان پختہ پہلون کو درخت سے توڑکر اون کا شربت بناے۔ یہ شربت نہایت لذیذ اور شیرین اور دیرپا رہے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خرما کا شیرہ میٹھے پانی مین گہولا جاے اور برابر اُس پانی سے درخت انگور کی آب پاشی کیجاے یہ عمل خوشہ تیار ہونے سے پچاس دن پہلے کیا جاے جب خوشے توڑنے کا وقت آجاے تو پانچ دن تک درخت کو تشنہ رکہکر خوشے اُتاری جائین۔

(۵) ثمرہ ہاے سرکہ حاصل کرنیکا طریقہ

صغریث نے کہا کہ جب ہم انگور کا عمدہ سرکہ تیار کرنا چاہین تو وہ تدبیر کرو جس سے کہ پہلون کا شیرہ ترش ہو جاے اور درخت کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچے اسکے لئے سب سے پہلے یہ کام کرو کہ خوشون کو کانٹے دار شاخون اور پتون وغیرہ کے چہینکے باندہکر چہپا دو تاکہ ہوا کا گزر اُن تک نہ ہوسکے اور ہوا اُن کو ہلاکر متفرق نہ کرسکے اس طریقہ سے آفتاب کی گرمی بہی خوشون سے دور رہیگی اور ان چہینکون پر دس دن مین ایک دفعہ میٹھے پانی کا خفیف سا چہڑکاؤ کرتے رہو۔ اس طرح پر کہ وہ چہینٹا انگورون تک پہونچ جاے اور کسی قدر اُن کو تر کرے اس عمل کی وجہ سے انگورون کے پکنے مین ضرور تاخیر ہوگی اور اونکی اندرونی رطوبت ترش ہوجاے گی اور ان پہلون کا شیرہ نہایت ترش نکلے گا۔ جس سے عمدہ سرکہ تیار ہوسکے گا لطف یہ ہے کہ اس تدبیر سے پہلون کی اصلی حالت مین کچہ تغیر پیدا نہوگا۔

یاد رکہو کہ جس ظرف مین یہ شیرہ نچوڑ کر رکہا جاے گا اسکو دہوپ مین ہرگز نہ رکہین بلکہ سایہ مین رہنے دین جہان ہوا کا گزر زیادہ نہ ہوتا ہو بلکہ وہان ہوا سے ایک طرح کی آڑ اور پردہ ہو۔ شیرہ نچوڑے جانے سے ساٹہہ دن کے بعد یہ شیرہ سرکہ ہوجائیگا اور اوسکی ترشی مین ایک لطیف مٹہاس بہی رہے گی۔ اور باوجودیکہ ترشی بہت زیادہ ہوگی

اُس مین تیزی اور خراش نہ رہے گی۔

ایک اور طریقہ ہے جس سے انگورون کا شیرہ درخت پر سرکہ بنکر اُترے وہ یہ ہے کہ تم کسی درخت انگور کو اس خاص غرض کے لئے منتخب کرلو اگرچہ وہ درخت اون اقسام مین سے کیون نہو جنکے پہلون کا مزہ طبیعتہً تلخ ہوجاتا ہو۔ جیسے سوہطانی انگور کے درخت جنکے پہل بالکل آخر موسم مین پکتے ہین۔ پس اس منتخب درخت کی تمام شاخین کاٹ دو۔ بجز اوس موٹے تنہ کے جسمین جڑین قائم ہین۔ پہر کوئلون کی آگ روشن کرکے درخت سے اسقدر قریب لیجاو کہ اُسکی گرمی کا اثر درخت کے تراشے ہوے مقامات پر پہونچے اور اون مقامات کو اس قدر گرم کردے کہ اُن پر انگلی رکہنے سے گرمی محسوس ہو مگر خیال رہے کہ درخت کا کوئی حصہ جل نہ جاے تہوڑی دیر کے بعد آگ کو ہٹا دیا جاے اور قطع شدہ مقامات پر ترش سرکہ ٹپکایا جاے تاکہ اچہی طرح پر جذب ہو۔ اسی طرح آگ سے جڑون مین بہی گرمی پہونچائی جاے۔ اور پہر آگ ہٹاکر سرکہ جڑون مین ڈال دیا جاے۔ بعض فلاحون نے درخت کو اس قدر تراشا کہ سطح زمین پر تنہ کے ایک ٹکڑے اور جڑون کے سوا کچہ باقی نہ رہا۔ پہر اُنہون نے اُس تراشیدہ مقام پر راکہہ جمادی۔ پہر راکہہ پر کوئلون کی آگ سلگا دی۔ جب وہ مقام تپنے لگا تو آگ کو ہٹاکر جڑون پر سرکہ ڈالا۔ پہر اس عمل کے بعد اُن جڑون کو پانی سے سیراب کیا۔ یہ عمل آخر شب سے طلوع آفتاب تک کیا گیا اور بعد طلوع آفتاب آب رسانی جاری کی گئی۔ پہر حسب معمول لگاتار سیرابی کے ساتہہ پانی دیا گیا۔ جب شاخین نکلین اور پہوٹی پہلین تو اون کا ثمرہ ایسا تہا کہ اوسکو نچوڑنے سے تیار سرکہ ہاتہہ آیا۔ اور اوس مین خفیف سی ایسی ملیح مٹہاس بہی تہی۔ جو طبیعت کو بہلی معلوم ہوتی تہی۔ اس شیرہ پر جون جون زمانہ گزرتا گیا اور ترشی زیادہ ہوتی گئی۔

فصل چہارم متعلق بہ صنایع کاشت

اصل اول انگور کے اُن درختون کے بیان مین جنکے ثمرہ اور شیرہ مین خاص قسم کے تاثیرات پیدا کئے جاتے ہین

(۱) کرمتہ الدریاق کا بیان

(۱) بیان عام — کرمتہ الدریاق اوس درخت انگور کو کہتے ہین جنکے شیرہ مین جبکہ اُسپر چھہ مہینے گزر جائین تریاق کا اثر پیدا ہوتا ہے جس سے سانپون بچھوؤن اور تمام زہردار کیڑون کے کاٹے ہوے کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ ایک جماعت نے کہا ہے کہ بھڑون اور رتیلے کے کاٹے ہوے کو یہان تک کہ مہلک دواؤن کے استعمال کئے ہوے شخص کو جسکی زندگی کی امید منقطع ہوچکی ہو۔ اس شیرہ کے استعمال سے شفا ہوجاتی ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ کبھی اسکا شیرہ ترش ہوکر سرکہ بنجاتا ہے اور اس سرکہ کے استعمال سے بھی وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے جو اوپر بیان ہوا ہے لیکن بقول صاحب فلاحتہ النبطیہ اس سرکہ مین ایک ثلث میٹھا پانی اور کچھ قطرات روغن زیتون کے ملانا ضرور ہے۔ اس انگور کی شراب کا اثر اس خاص مقصد کے لئے شیرہ اور سرکہ سے زیادہ مانا گیا ہے۔ اس درخت کے چند پختہ انگور خاص طریقہ پر جسکا بیان آگے آئیگا کہا لینے سے بھی زہر کا اثر کم ہوجاتا ہے۔ یہ ایک سرخ رنگ کا انگور ہے جسکے دانے گول اور بعض کسی قدر دراز اور خوشے چھوٹے ہوتے ہین۔ اس درخت کے دانون کا مزہ میٹھا ہوتا ہے جسمین کسی قدر کسیلاپن بھی پایا جاتا ہے اور کسی قدر تلخی بھی ہوتی ہے مگر بہت کم جو کہ کمال پختگی کے وقت کبھی زائل بھی ہوجاتی ہے۔ اس درخت کا نشو ونما ملک بابل مین اچھی طرح پر ہوتا ہے کسدانیون نے اس درخت کا نام الکرمتہ المجعدہ بھی کہا ہے۔ اسلئے کہ اس کی

شاخین دوسرے اقسام کے انگوری درختون کی طرح دراز نہین ہوتین۔ بلکہ چھوٹی چھوٹی ہوتی ہین اور اسکے پتے۔ شاخین۔ پھل۔ ڈنڈیان کم ہوتی ہین۔

صغریت کا قول ہے کہ قدیم زمانہ مین قوم نبط نے اسکا نام انہین خصوصیات کی وجہ سے جدہ رکہا تہا جب ذوانایا کا زمانہ آیا تو اسنے کرمتہ الدریاق نام رکہا تاکہ اُسکے معنون سے اُسکے اصلی منافع ظاہر ہو جائین۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ بعض مورخین نے لکہا ہے کہ جب آدمؑ فلاح کو ذوانایا کی راے سے اطلاع ہوی تو اُسنے بہت سے فوائد اور طریقہ کاشت مین بہت سی نزاکتین دکہلائین۔

فلاحان عرب کی راے یہ ہے کہ سرخ رنگ کے انگورون مین سے اون صفات کے لحاظ سے جو اوپر بیان ہوے کسی ایک قسم کا منتخب کر لینا معمولی بات ہے لیکن یہ خاص صفت جو اُسکے ثمرہ مین پیدا ہوتی ہے وہ صرف صناعی کا نتیجہ ہے۔ اسلیے صاحبان تصانیف نے اس قسم کا بیان بطور خاص اپنی کتابون کے ایک جداگانہ حصہ مین کرنا پسند کیا ہے تاکہ وہ تمام نزاکتین جو اسکی کاشت اور نگہداشت کے متعلق بیان ہوی ہین عام بیان مین مخلوط نہ ہو جائین۔ ہرگاہ اسکا فائدہ محض صنعت کا نتیجہ مانا گیا ہے تو ہر ایک فلاح کا فرض ہے کہ خفیف خفیف اشارون پر بہت نہایت غور کے ساتہہ عمل کرے۔

(۱۰) تخم کا انتخاب۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ سرخ رنگ کے انگورون سے جنکی سرخی خفیف اور ہلکی ہو۔ اون ایک ایسے خوشہ سے تخم حاصل کرو جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ ایسے دانے جب تک خوشون کی ڈنڈیون سے وابستہ ہون کسی قدر دبے ہوے اور پچکے ہوتے ہین اور یہ کیفیت صرف ایک جانب مین ہوتی ہے دوسری جانب مین پچکا پن نہین ہوتا ہے ہر دانے ایسے ہون جو ایک دوسرے سے

کم ملے ہون اور متفرق نہون۔

(۳) زمین کی درستی۔ اسکے بعد اعلے قسم کی زمین تجویز کرنا چاہیئے یعنی ایسی زمین جو انگور کے لئے مواتق طبیعت رکہتی ہو۔ اسکے متعلق تم کو اس کتاب کی فصل اولین سے بہت کچہ معلوم ہوچکا ہے پہر اُس زمین کو نہایت اہتمام کے ساتہہ نرم اور ہموار کیا جاوے اور تمام زمین کو دو فیٹ کے عمق مین کہدوا جاوے اور سخت ڈہیلون کو توڑ کر مٹی کو صاف کیا جاوے اور جہنو دور و درختون اور کنکرون سے بالکل پاک کیا جاوے۔

(۴) گڑہون کا بیان۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ہم نے ایسے متعدد خوشے بوئے اور استادون کی ہدایت کے مطابق ہر ایک خوشہ کا گڑہا دوسرے گڑہے سے ۳ ہاتہ یعنی ساڑہے چار فیٹ کے فاصلہ پر رکہا اور اگر اسکی دونی مقدار بہی تجویز کیجاوے تو کوئی ہرج نہین ہے۔ ان گڑہون کا عمق زمین مین ۳ فیٹ رکہا گیا۔

(۵) کاشت کا طریقہ۔ صفات مندرجہ بالا کا ایک خوشہ لیکر اوسکو روغن زیتون مین ڈبا لو اور پہر گڑہے مین سطح زمین سے ایک بالشت کے عمق پر رکہکر مٹی سے پاٹ دو۔ اور اُسی وقت خفیف سا پانی اوسپر چہڑک دو۔ دو روز تک اوسکو اوسی حالت پر چہوڑ دو۔ اور پہر اوسکو اچہی طرح پر سیراب کرو۔

صغریث نے کہا ہے کہ پستہ کا مغز دو حصہ لو۔ اور پیسا ہوا قطران ہلہ۔ اور ایسی ہو جو سفید اور صاف بہی ہلہ ان سب کو باہم مخلوط کرکے ۳ دن تک زیر سمار رکہا جاوے اور پہر اوسمین روغن زیتون ملایا جاوے۔ اور اس مجموعہ مین اون خوشون کو تر کیا جاوے جنکو تم بونا چاہتے ہو۔ اور بونے کے بعد اسی مجموعہ مین پانی ملاکر آبپاشی کیجاوے۔

مولف کی راے ہے کہ اسباب مین متعدد اُستادون کے جن آرا کا ذکر ہوا ہے اُن سب پر عمل کرنا مناسب ہے اسلئے کہ جس کام کو تم کر رہے ہو وہ بہت ہی نازک اور اعلے درجہ کا نتیجہ بخش کام ہے۔

(۶) کاشت کا وقت — اس کام کے لئے ماہ ایلول یا تشرین اول کا وسط مناسب ہے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اول الذکر وقت مین کاشت کئے ہوے تخم کے پودون کا نشو و نما بہت عمدہ حالت مین نہین ہوا - برخلاف اسکے آخر الذکر زمانہ کی کاشت زیادہ مفید ثابت ہوی - صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ آپ کا تجربہ یہ ہے کہ خوشہ کو بونے کے بعد تین تین دن کے فاصلہ سے برابر آب پاشی کیجاے اور درخت نکلنے تک یہی عمل رہے - یہ عمل نہایت مفید ثابت ہوا ہے -

(۷) تخم سے پودون کا نکلنا اور کھاد سے اون کی پرداخت - پھر جب اُن خوشون سے پودے پھوٹ نکلین تو اُنکے اطراف مین خفیف اور ہلکی قسم کی سبزی لگا دی جاے پھر گاے کے گوبر مین بکری کی مینگنیان اور کسی ایک قسم کے درخت انگور کے پتّے ملا کر اس مجموعہ سے اُن کے تھالون کو اسطرح پر پاٹ دیا جاے کہ اول اون پودون کے اطراف مین سے کسی قدر مٹی خالی کیجاے اور پھر اس مرکّب کھاد کو اوس مین بھر دیا جاے پھر اوپر سے کسی قدر مٹی ڈال دیجاے - اسی مرکب کھاد کو ہر مہینہ مین دو مرتبہ بدلتے رہنا چاہیے -

سردی کے موسم کے اواخر پر اس مرکب کھاد کی مقدار کو کسی قدر بڑھا دینا مناسب ہے - جب ماہ ایار کے آغاز کو دو چار دن باقی رہین تو ان پودون کی جڑون سے مٹی کھود کر ہر ایک پودے کی جڑون مین دو دو انار شیرین نچوڑ دیئے جائین - صاحب **فلاحتہ النبطیہ** کا قول ہے کہ ہماری یہ ہدایت اور ہماری ہر ایک تدبیر ان پودون کے ساتھہ خود رائی پر مبنی نہین ہے - بلکہ صنّاع فلّاحون کے ہدایات پر ہمنے عمل کیا ہے جو اُنکے تصانیف سے پاے گئے - پھر اون انارون کے چھلکون اور گٹھلیون کو بطور کھاد اُسی کھودی ہوی مٹی مین شریک کرکے گڑھون کو پاٹ دینا چاہیئے - اس خاص عمل پر صناعون نے بہت زور دیا ہے اور آئندہ زمانہ مین جو صفات اس درخت کے ثمرہ

مین پیدا ہونے والے ہین اُن پر موثر پایا ہے -

آپ فرماتے ہین کہ جب کبھی ہم نے کہاد دینا چاہا - سب سے پہلے تہالون کی زمین کو نہایت حفاظت کے ساتہہ نرم کیا - اس طرح پر کہ پودون کی جڑین محفوظ رہین - جڑون کے اطراف کی مٹی جو کہ جڑون پر پھیلی تھی نرم اور ڈھیلی کی گئی -

صغریث نے تاکید کی ہے کہ پتہ کے درخت کی شاخین اور پتے اور پہل بھی لئے جائین اور پہلون کو چھلکے سے نکال لیا جاوے - پہر اوسکی شاخون اور پتون اور چھلکون کو آگ مین جلایا جاوے اور اوسکی راکہہ جمع کرکے ان پودون کی جڑون مین ڈال دیجاوے -

(۸) سردی کے موسم مین حفاظت | جب سردی کے موسم مین جاڑا زیادہ ہونے لگے تو ان پودون پر بوریون کی آڑ کر دیجاوے تاکہ پالے وغیرہ کی آفت سے وہ محفوظ رہین - اور آڑ ایسی نہ رکہی جاوے جس سے ہوا بالکل رک کے - جب جاڑے کا موسم کم ہونے لگے تو ان بوریون کو بتدریج ہٹا دیا جاوے - صنّاع فلاحون نے فرمایا ہے کہ ان پودون کی شاخین بہت نازک ہوا کرتی ہین خفیف سی سردی بھی انکو نقصان پہونچاتی ہے لہذا سردی کے موسم مین بہت زیادہ انکی حفاظت ضرور ہے -

(۹) ۳ سال کی عمر مین کیا کرنا چاہیے - | جب ان پودون کی عمر ۳ سال کی ہو جاوے اور چوتھا برس شروع ہو تو انکے لئے لکڑیون یا بانس کی تہونیان تجویز کی جائین - تاکہ اُن پر شاخین پہیلین - تہونیون کی تیاری اُسی قاعدہ پر کیجاوے جیسا کہ منڈوون کی تیاری مین کی جاتی ہے - اُستادون نے کہا ہے کہ ان درختون کی بیلون کو زمین پر نہ پہیلانا چاہیے بلکہ منڈوون ہی سے کام لینا چاہیے -

(۱۰) نشوونما بڑہانے کی تدبیر | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ ان درختون کے نشوونما کو بڑہانے کے لئے ہم نے اُستادون کی ہدایت کے موافق بلوط کے ٹکڑے لئے اور

اُن کے ساتھہ کرسنہ کی لکڑی کے باریک باریک ریزے ملائے پھر اس مجموعہ کو ان درختون کی جڑون کے پاس تھالہ مین دفن کردیا۔ اور پاٹنے سے پہلے گیہون کا بھوسہ اور باقلہ دونون کو پیشاب مین سڑا کر گھلایا اور پھر اسمین انار کے چھلکے ملا کر بطور کھاد سال مین ایک دفعہ موسم بہار سے پہلے استعمال کیا۔

کبھی یہ کیا کہ گائے کے گوبر مین انار کے چھلکے مخلوط کئے اور پھر دونون کو پیس لیا اور اسمین تھوڑی سی مٹی ملائی اور اس مجموعہ کو پودون کی جڑون مین دفن کیا۔

اور کبھی نشو و نما کے بڑہانے کے لئے انگور کے پختہ دانے یا کشمش کی مسلم گٹھلیان ان پودون کی جڑون مین گاڑدین اور زیادہ کوشش اسبات پر کی کہ یہ پختہ دانے اور کشمشین اس پودہ کی مان کے ثمرہ سے مل سکین کیونکہ وہ اس پودہ کے لئے بہ نسبت اور انگورون کے زیادہ مفید ہین۔

اور کبھی انگور کے خوشون کی ڈنڈیان بھی اسمین شریک کردین جس سے بالخصوص بارآوری مین مدد ملی یعنی پھل بہت جلد پختہ ہوئے۔

پھر اُشنان کو پکا کر صاف کرلیا اور روغن زیتون اور گائے کے گوبر اور مٹی مین مخلوط کر کے پودون کی جڑون مین کبھی کبھی ڈالا اور تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ یہ عمل اس درخت کے لئے بہت مفید ہے۔

(۱۱) آب پاشی کا بیان آپ فرماتے ہین کہ اس درخت کی آب رسانی ہمیشہ سیرابی کے ساتھہ کرنا چاہئے اور پانی مین تھوڑا سا روغن زیتون بھی شریک کرنا چاہئے۔ جب وہ اپنی طبعی قوت سے غذا اور پانی کو جذب کرتا ہے تو اوسکے ساتھہ اس تیل کا اثر اُسکے جسم مین سرایت کرتا ہے اور زمین کے لطیف اجزا اسی تیل کے اثر سے جذب ہوتے ہین۔

صغریث نے کہاہے کہ پستہ کا جو مرکب ہم نے بیان کیا ہے جسمین بونے سے پہلے خوشے ڈبوئے جاتے ہین۔ اوسکو اس درخت کے ۳ سال کی عمر تک روزانہ آب رسانی

مین شریک رکہنا چاہئے۔ صاحب **فلاحتہ النبطیہ** نے اپنے تجربہ سے اس پانی مین تہوڑی سی پسی ہوی زعفران کے ملانے کا حکم دیا ہے۔

(۱۲) آگ کی گرمی۔ پہلے سال — صاحب **فلاحتہ النبطیہ** فرماتے ہین کہ جب کرمتہ الدریاق کا پودہ ایک سال سے کم عمر کا تہا تو ہم نے اُستادون کی ہدایت کے مطابق اُسکے قریب مین درخت انار اور دیگر اقسام انگور اور اسکی لکڑیوں کا ایندہن جمع کیا۔ ہمارا یہ عمل سرد موسم مین تہا۔ پہر اُس ایندہن مین آگ روشن کردی۔ یہ آگ درخت مذکور سے ایسے معتدل فاصلہ پر ایک عمیق گڑہے مین تہی کہ جس سے درخت انگور کی جڑون کو صرف گرمی پہونچتی رہی۔ اس ایندہن کے جلنے سے جو راکہہ جمع ہوتی رہی اُسکو ایک جگہہ پر جمع کر لیا۔ پانچ پانچ دن کے فاصلہ سے ہم نے یہ عمل آٹہہ دفعہ کیا۔ اور ہر ایک دفعہ ہم بتدریج ایندہن کی مقدار کو کم کرتے گئے۔ اسکے بعد روغن زیتون کو پانی مین ملاکر آب پاشی کرتے رہے۔ تا آنکہ آخری عمل کے بعد سے کامل ۴۰ دن گزرنے پر جمع کی ہوی راکہہ کو کسی قدر مٹی اور روغن زیتون کی دردی کے ساتہہ ملایا اور پہر چند بار کے پتے اور جڑین اوسمین شریک کین اور ۴۰ دن تک اُلٹتے پلٹتے رہے۔ اور اس مدت مین ہر روز پانی اوسپر چہڑکا گئے۔ جب وہ مجموعہ سڑکر باہم مخلوط ہوگیا تو کسی قدر گائے کا گوبر بہی اُسمین شریک کیا گیا۔ اور پہر آٹہہ دن کے بعد اُس پر انگوری سرکہ اور شراب چہڑک کر اوسکو پہیلا دیا۔ جب وہ خشک ہوگیا تو پہر اوسکو کوٹ کر مثل غبار کے باریک کر دیا گیا۔ پہر اُس مین سے ایک حصہ پودون کی جڑون مین مثل کہاد کے دیا گیا۔ اور تہوڑا سا غبار پودون کے پتون اور کونپلون پر بہی چہڑکا گیا۔ اس غبار کے چہڑکنے سے پہلے تہوڑا سا میٹہا پانی بہی اون پر چہڑکا اور ہر دس دن کے فاصلہ سے یہی عمل جاری رکہا اور ہر روز روغن زیتون ملے ہوے پانی سے آبپاشی بقدر ضرورت کی گئی۔

(۱۳) مرغ کی قربانی دوسرے سال۔ — آپ ہی کا قول ہے کہ جب ان پودون کی عمر ایک سال

کی ہو کر دوسرا سال شروع ہوا تو ہم نے عالم فلاحون کی ہدایت کے مطابق ایک سفید مرغ لیا جسکی کیسر بڑی تھی اور اوسکا سر کاٹ کر اوسکی کیسر مین چھید کیا اور ایک سیاہ ریشم کا دوڑا اوسمین پرویا اور اوس پودہ کی جڑ سے قریب کرکے باندہ دیا۔

(۱۴) شراب پاشی تیسرے سال۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جب ان پودون کی عمر سے دو سال گزر کر تیسرا سال شروع ہوا تب ہم نے ہر ہفتہ مین ایک بار انگوری شراب سے پودون پر خفیف سا چھڑکاو شروع کیا۔ یہ عمل برابر ایک سال تک جاری رہا۔

(۱۵) کبابی عمل چوتھے سال۔ جب ان پودون کی عمر سے ۳ سال ختم ہو کر چوتھا سال شروع ہوا تو ہم نے استادون کے حکم کی تعمیل مین فی پودہ ایک ایک مرغ لیا اور اوسکو مسلم معہ بال و پر جلایا اور اوسکا سوختہ ڈہانچہ ہر ایک پودہ کے تنہ سے لگا کر باندہ دیا۔ کہا گیا ہے کہ یہ عمل اگر چوتھے سال نہ ہوا تو پانچوین سال کرنا چاہیے غرض یہ سوختہ مرغ جب تک پاش پاش ہو کر خاک نہ بنگیا اوسی طرح پودہ کے تنہ سے بندھا رہا۔

(۱۶) سراج القطرب کی کاشت۔ آپ فرماتے ہین کہ جب یہ پودے ترقی کرنے لگے تو دوسرے تیسرے سال کسی وقت سراج القطرب کے تخم اُنکے اطراف مین بودے گئے اسکا قرب بھی اوس خاصیت پر موثر ہے جو کرمتہ الدریاق مین پیدا ہوتی ہے۔ اسکے ہمسایگی سے انگور کے درختون مین ایک خاص قسم کی تازگی محسوس ہوتی ہے۔ عالم فلاحون نے اسکی ضرورت کو بہت تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔ اور اسکے اثر کو ثابت کیا ہے۔ لیکن ہم اُسکے تفصیلی بیان مین کوئی نتیجہ نہین پاتے ایک ہوشیار فلاح کے لئے اس قدر ہدایت کافی ہے جو کہ اپنے تجربہ اور عمل سے ہمنے بیان کردی ہے

(۱۷) بیماری اور علاج۔ ان درختون کو بسا اوقات وہ امراض بھی لاحق ہوسے۔ جنکا بیان باب الامراض مین گزر چکا ہے۔ ہمنے اونہین تمام ہدایات کے مطابق معالجہ

کی فکر کی جنکی صراحت اوس باب مین ہے لیکن ہر ایک مرض کے علاج کے ساتھ اس قدر اور اضافہ کیا اور یہ صناع استادون کی خاص ہدایت تھی کہ تھوڑی تھوڑی انگوری شراب کسی قدر وقفہ کے ساتھ بیمار درخت پر اور اوسکے تھالہ مین چھڑکتے رہے۔ یہ چھڑکاؤ نہ صرف بیماری مین جاری رکھا بلکہ ہر تین مہینہ کے بعد۔

(۱۸) ان درختون سے قلم لیا۔ ہم نے ماہ شباط کے وسط سے ماہ آدار تک ان درختون سے قلم حاصل کئے۔ صغریث کی رائے ہے کہ یہ کام ماہ آدار کے آغاز ہی سے کرنا چاہیئے۔ مقصود یہ ہے کہ اس کام کو ایک ایسے وقت مین کرنا چاہیئے۔ جب کہ شدت سرما کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ اگر فصل ربیع مین بھی سردی غالب ہو تو تاخیر ضرور ہے پھر ان شاخون کی نگہداشت مین اونہین تمام قواعد پر عمل کیا جو اس خاص قسم کی کاشت کے متعلق اسی باب مین بیان ہوے ہین۔

ہم نے ان قلمون کو کسی آلہ سے نہ تراشا بلکہ اصل درخت کو بچا کر اپنے ہاتھون سے توڑ لیا۔ اور صرف سہارے کے لئے درانتی کی پشت سے مدد لی۔ ہمارا پراحتیاط عمل ایسا تھا جیسا کہ کسی پودے کو اکھیڑتے ہین یعنی اصل درخت کے اس حصہ کو جو شاخ کے نیچے تھا مضبوطی کے ساتھ ہم نے تھاما اور پھر شاخ کو جھکایا اور درانتی کی پشت کا سہارا دیا اور پھر اوس حصہ کو جسکو جدا کرنا مقصود تھا نوچ لیا۔ اوسی قاعدہ سے گڑھے تیار کئے گئے تھے جسکا بیان اسی باب کے ابتدا مین ہوا ہے۔ پس ان قلمون کو فوراً اون مین بو دیا۔ کھاد کے دینے اور نگہداشت کے متعلق بھی اونہین تمام اقوال پر عمل کیا جو اس خاص باب مین بیان ہوے ہین۔

ان قلمون کے سرون کو بونے کے وقت ایک بالشت تک روغن زیتون مین ڈبونا مناسب خیال کیا۔ یہ تعلیم تجربہ کار استادون نے کی ہے جسکا خاص اثر ہے۔ باوجود ان تمام کوششون کے ان پودون کے ثمرہ مین تریاقی اثر نہ تھا یہ عجیب بات

جان رکہنے کے قابل ہے۔

(۱۹) نتیجہ کاشت | جب ان تمام تکلفات اور احتیاطات کے ساتہ کرمتہ الدریاق کے درخت بارآور ہوے اور بارپختہ ہوا۔ اور خوشے درختون سے اتارے گئے تو ہمنے استادون کی ہدایت کے مطابق اس کا شیرہ بقدر نصف رطل ایک پیالہ مین لیا۔ یہ ایسا پیالہ تھا۔ جسمین ایک رطل ہی کی وسعت تہی۔ پہر اوسمین ایک مثقال لال مٹی اور ایک قیراط زعفران ملائی گئی۔ اس موقع پر معلوم رہنا چاہئے کہ اگر مریض گرم مزاج ہو تو زعفران کا وزن بقدر دو گہونگچی کافی ہے۔

جب یہ مرکب شیرہ ایسے مریض کو پلایا گیا جو خود زہر پی چکا تہا تو یہ اوسکے حق مین تریاق ثابت ہوا۔ اور نیز مختلف اقسام کے سانپون اور مہلک بچہوؤن اور زہریلے کیڑون کے زہر کو بہی دفع کردیا۔ واضح ہو کہ اس مرکب عرق کے پلانے کے ساتہ ہی اوس پیالہ مین کسی قدر گلاب ڈال کر خوب ہلانا چاہئے اور پہر اوسکو بہی پلا دینا چاہئے

ینبوشاد کا قول ہے کہ اس درخت کی چار اوقیہ شراب مین دو اوقیہ اسکی شراب کا سرکہ اور نصف رطل نہر کا پانی ملایا جاے۔ اور پہر اوسمین دو درہم گل ارمنی ملائی جاے اور اچہی طرح سے مخلوط کرلیا جاے۔ پہر زہر خوردہ بیمار کو یہ عرق پلا دیا جاے اور اوسکے بعد مولی کی جڑ کی گول گول قاشین تراش کر کہلائی جائین۔ اگر سہنبک کے تخم بہی کسی قدر لئے جائین تو زیادہ مفید ہوگا۔ ان بیجون کا ملانا اس طرح پر مفید ہے کہ سرکہ اور پانی ملانے کے بعد ان بیجون کو کوٹ کر انکا سفوف اوس پر چہڑک دینا چاہئے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ اس درخت کے پختہ انگور یا اسکی کشمش کو ایک رطل کے وزن مین اخروٹ اور سداب کے پتون کے ساتہ زہر خوردہ کو بہت جلد کہلا دینا چاہئے اور جب وہ کہا چکے تو ایک ایک گہونٹ کرکے سات گہونٹ اسی درخت کی شراب کے

سرکہ سے کسی قدر روغن زیتون کے ساتھ پلا دینا چاہئے۔ اور جبکہ سرکہ معدہ مین پہونچ جاوے تو اوسوقت ایک بڑی مولی کی جڑ کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے کھلانا چاہئے پہر اوسکے بعد اوسی سرکہ مین پانی ملاکر پلا دینا ضرور ہے۔ یقین ہے کہ اس عمل کے بعد سوقتے ہونگی اور زہر کا اثر زائل ہوجائیگا۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ سب سے پہلے مسموم کو تازہ دودہ بقدر نصف رطل پی لینا چاہئے۔ پہر کرمتہ الدریاق کی شراب کا استعمال کرنا چاہئے۔ اگر بیمار زہریلے جانور کا کاٹا ہوا ہے تو اوس مقام پر گل ارمنی کو اس شراب اور سرکہ اور دودہ مین حل کرکے لیپ کردینا چاہئے۔

پلانے کے لئے دودہ کی مقدار جسقدر زیادہ ہو اولٰے ہے اور اوسمین کسی قدر پسی ہوی شکر بہی ملا لینا بہت نافع ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ اس درخت کا ہر ایک جزو زہر کے لئے تریاق ہے پتے اور جڑ کے کہانے سے بہی زہر کا اثر باطل ہوجاتا ہے اور اسی طرح اس درخت کی لکڑی سے مسواک کرنا بہی موثر ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس درخت کے پتون کا نچوڑا ہوا عرق اثر مین شراب سے کم نہین ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ پتون کا رس یا شراب کا استعمال ایک دفعہ کافی نہین ہے بلکہ کئی روز تک دہوے ہوے جو یا جوار کی روٹی کا مالیدہ دودہ اور سرکہ اور شراب مذکور مین ملاکر تہوڑا سا پیسا ہوا نمک اوس پر چہڑک کر بطور غذا کہانا چاہئے بہتر یہ ہے کہ اُس پر کسی قدر پودینہ اور کتری ہوی سداب بہی ڈال دیجاوے۔ اور اس مرکب غذا کو ایک ساعت تک رکہنے کے بعد تہوڑا سا روغن زیتون اسپر ڈال کر کہانا چاہئے اور بعد از غذا اسی درخت کے پختہ انگور خواہ خشک ہون یا تر استعمال کئے جائین۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جب روٹی کا مالیدہ بنا لیا جاے تو اول اسمین روغن زیتون ملائین - پہر لپا ہوا نمک اوسپر چہڑکین - اور ایک دوسرے ظرف مین اس درخت کی شراب جسمین سرکہ اور دودہ ملایا گیا ہو لین اور اسمین کوٹی ہوی کراوی اور کمون شریک کرین اور ایک گہنٹہ تک اوسکو رکہہ چہوڑین - پہر اوسکو مالیدہ کے ساتہہ ملاکر چمچہ سے کہائین - غذا کے لئے یہ تدبیر زیادہ تر مفید ثابت ہوی ہے -

(۲۰) خاتمۂ بیان - ماسی سورانی کا قول ہے کہ اس درخت کے بونے مین اس امر کا خیال رکہو کہ قمر اوسوقت ستارہ مریخ کے دونون خانون مین سے کسی ایک مین ہو - دوسرے فلاطون نے برج اسد کو مناسب خیال کیا ہے -

ذوانایا سے منقول ہے کہ اس درخت کے ثمرہ مین جو تاثیر دفع زہر کے لئے بیان کی ہے اسمین ایک مجموعی خاصیت کو دخل ہے جو کہ تدبیر اور صنعت سے پیدا کی جاتی ہے -

اسکی شراب خام انگورون سے نہ نکالنا چاہیے بلکہ پختہ انگور سے کام لینا چاہئے اور کوئی چیز اوسمین شریک نہ کرنا چاہیے بلکہ صرف شیرہ کو عرصہ تک رکہہ دینے سے اوسمین تیزی پیدا ہوکر شراب بنجاتی ہے -

قسطوس کا بیان ہے جسکو صاحب فلاحۃ رومیہ نے نقل کیا ہے کہ کرمۃ الدریاق کا ثمرہ اور پتے اور شیرہ - سانپ اور دیگر موذی جانورون کے کاٹے ہوے کے لئے تریاقی دوا ہے - آپ نے اس درخت کی کاشت کی نسبت بہت ہی سادہ طریقہ بیان فرمایا ہے - فرماتے ہین کہ جو قلم کاشت کے لئے درخت انگور سے حاصل کیا گیا ہے اس کے اسفل حصہ کو جو زمین مین گاڑنے کے قابل ہے چیر دو - اور اوسکے جوف سے تمام گودا نکالکر اوسکی جگہہ منجمد تریاق بہر دو - پہر اوسکو بید کی چہال سے مضبوط باندہ دو - اور اوسپر تریاق کا لیپ کرکے بو دو - جب اسمین نشو و نما پیدا ہوگا تو کہا

جائیگا۔ کہ یہ کرمۃ الدریاق ہے۔ ضرورت پر اسکا ثمرہ اور اوسکا شیرہ اور اسکے پتون کا کہانا تریاق کا کام دیگا۔ آپ فرماتے ہین کہ اس عمل سے گویا ہم نے تریاقی دوا کو اس درخت مین بہر دیا۔ تاکہ اُسکے افادت سے خلق اللہ وسیع پیمانہ پر متمتع ہو۔ آپ فرماتے ہین کہ اس درخت سے جو قلم لیا جائیگا یا جو پیوند حاصل کیا جائیگا۔ اوسمین تریاقی اثر کی امید مت رکہو۔ اسلئے کہ تجربہ سے یہی ثابت ہوا ہے کہ وہ اثر صرف اُس بوئے ہوئے درخت سے محدود ہے۔ مؤلف حقیر کہتا ہے کہ اگر اس درخت سے لئے ہوئے قلم یا پیوند کے بونے کے وقت وہی عمل کیا جائے جو کرمۃ الدریاق کے بونے کے وقت کیا گیا ہے تو یہ بات قرین عقل ہے کہ اس نئے درخت مین بہ نسبت پہلے درخت کے تریاقی اثر زیادہ پیدا ہو۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ کرمۃ الدریاق کے پہلون کا نچوڑا ہوا یا جوش دیا ہوا شیرہ یا مربے یا سرکہ یا سادہ پہل یا کشمش سب اپنے اثر مین مساوی ہین۔ جنکے استعمال سے زہر کا اثر بالکل دفع ہو جائیگا۔ اور مجبوری کی حالت مین اس درخت کے پتون کو چبانے اور پتون کو پیسکر زہریلے مقام پر لیپ لگانے سے بہی شفا حاصل ہوگی۔ آپ فرماتے ہین کہ انگور کے بیان مین ہمکو اس بات کا پابند رہنا چاہئے کہ غیر انگور کا بیان اُسکے ساتہ نہ ملائین لیکن محض اس خیال سے کہ زہر کا تریاق کوئی آسان چیز نہین ہے۔ ہم بے ساختہ اپنے ایک اور تجربہ کو بہی اسی کے ساتہ بیان کئے دیتے ہین کہ اگر ضرورت پر کرمۃ الدریاق یا نفس تریاق نہ مل سکا تو گائے کا پیشاب اور اوسکا دودہ اور اوسی کا گہی ان تینون کو ہم وزن لیکر آپس مین مخلوط کر لو۔ اور مسموم کو پلا دو۔ اور ایک گہنٹہ کے بعد اوسکو قے کراؤ۔ جس سے زہر کا اثر باطل ہو جائے گا۔

(۳) کرمۃ الاسہال کا بیان

(۱) انگور کا وہ درخت جسکے ثمرہ اور شیرہ اور پتون کے کہانے سے دست آئین۔

صاحب فلاحۃ رومیہ نے فرمایا ہے کہ اگر تم انگور کے قلم کے نیچے کے حصہ کو جسکو زمین مین دفن کیا چاہتے ہو۔ بونے کے وقت چیر کر اوسکا گودہ نکال دو۔ اور اُسکے عوض کوئی مسہل دوا بہر دو۔ تو اُس شاخ سے جو درخت تیار ہوگا۔ اوسکے ثمرہ۔ شیرہ اور پتون مین مسہل کا اثر ہوگا۔ پہر آپ تاکید فرماتے ہین کہ مسہل کی دواون کو اچھی طرح پر کوٹ کر ملا لینا چاہیئے اور اس مجموعہ کو قلم انگور کے حصہ زیرین مین بہرنے کے بعد مجوزہ گڑہے مین وہی دوا اس مقدار مین ڈالنا چاہیئے کہ وہ دفن شدہ حصہ کے اطراف مین آ جاے۔ پہر اوسکے بعد مٹی سے وہ گڑہا بہر دیا جاے۔ یہ طریقہ ہمارے مقصد کے لئے زیادہ موثر ہے۔

مولف کہتا ہے کہ اگرچہ انگور کی بو باس بدلنے کے لئے اسی قسم کے بعض تدابیر اسی فصل کے آئندہ حصہ مین بیان کئے جائین گے لیکن یہ خاص عمل جو تریاقی اور اسہالی اثر کے لئے اس باب مین بیان ہوا ہے لاثانی ہے۔ ایک فلاح نے کہا۔ کہ ہم اسی اصول پر بعض درختان انگور مین ایسا اثر پیدا کر سکین گے جسکے پہل کے استعمال سے نشہ ہو جاے یا نیند آ جاے یا امساک ہو جائے۔ مولف اس خیال کو تسلیم نہین کر سکتا اسلئے کہ تجربہ کار عالمون نے اسکا ذکر نہین کیا ہے اور کچہ عجب نہین کہ یہ تاثیرات مخصوص ہون جنکی نسبت وثوق کے ساتہ ہدایت کی گئی ہے۔ ہم کسی نئے عمل کی نسبت اوسوقت تک بہروسا نکرین گے جب تک کوئی ذی علم فلاح خود تجربہ کرکے اوسکی ہدایت نہ کرے۔

اصل دوم میوہ انگور مین تغیر پیدا کرنیکے متعلق

(۱) ایک درخت انگور مین مختلف اقسام کے خوشے پیدا کرنیکا طریقہ۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ ایک درخت مین مختلف اقسام کے انگور پیدا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مختلف اقسام انگور کی شاخین درخت انگور کے تنہ مین اُسی قاعدہ سے ملائی جائین جیسا کہ

باب تطعیم میں بیان ہوا ہے۔

مؤلف کو اسکا تجربہ ہے کہ سیاہ انگور کی کاٹی ہوئی شاخ سفید انگور کے درخت پر ایک باریک شاخ کے ساتھ اس طرح پر پیوند کی گئی کہ اول ایک شاخ کو سیاہ انگور سے کاٹ کر کونڈے میں جما دیا گیا۔ اور پھر جب اوسمیں جڑیں نکل آئیں اور نشو ونما ہوا تو وہ کونڈا سفید انگور کے منڈوے کے پاس رکھکر اُس نئے پودے کا قلم سفید انگور کے ایک شاخ سے باندھا گیا ۳ مہینہ میں شاخ مل گئی۔ پھر کونڈے والے درخت کو تنہ سے کاٹ دیا گیا۔ یہ شاخ بڑہنے لگی۔ کئی سال کے بعد اسمیں بار آیا اور سیاہ انگور لگے۔ لیکن اسکا اثر یہ ہوا کہ سفید انگور کے مستقل درخت کی بار آوری کم ہو گئی۔

مؤلف خیال کرتا ہے کہ یہ نقصان غالبًا اسوجہ سے ہوا ہے کہ سفید وسیاہ میں مخالفت ہے اور دو مخالفوں کے ایک درخت میں جمع ہونیسے سپید انگور کو نقصان پہونچا۔ لیکن اگر سفید گول انگور کو سفید لانبے انگور سے یا سیاہ کو سرخ سے یا سبز کو سفید سے ملائیں تو شاید یہ نقصان پیدا نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ان دونوں کا اختلاف سخت نہیں ہے۔ نیز ممکن ہے کہ اسی قسم کا نقصان اون میں بھی ظاہر ہو۔ اسلئے کہ قدمار نے مختلف اقسام کو ایک جگہہ بونے کی ممانعت کی ہے لیکن اس ممانعت میں سپید وسیاہ کی نسبت سخت تاکید ہوئی ہے کہ ایک دوسرے سے قریب نہو۔ الغرض یہ اعمال صنائع میں داخل ہیں۔ جو دل بہلانے کی چیز ہے۔ جو شادابی ایک ہی قسم کے درخت میں رہ سکتی ہے اسکی امید ان مصنوعی اعمال میں غالبًا نہ رکھنا چاہیے۔

صاحب دولت باعبانی فرماتے ہیں کہ اگر ایک شاخ انگور سفید کی اور دوسری شاخ انگور سیاہ کی لیکر شاخ انگور سیاہ کے خولوں میں شیرۂ منقی بھر دیں۔ اور پھر اون دونوں کا باہم پیوند باندہ دیں تو ایک ہی درخت سے ۳ قسم کے انگور یعنی سرخ۔ سپید۔ اور سیاہ حاصل ہوں گے۔ آپ نے اس پیوند کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے۔ فرماتے

ہین کہ دوسالہ یا سہ سالہ زوردار پودے کی شاخ کو ایک فٹ کی بلندی پر ایک آنکہہ سے دوسری آنکہہ تک لکڑی سے چھیلو اور پہر اوسکی اندرونی لکڑی کو صفائی کے ساتہہ چاقو سے کریدکر اس قدر نکال ڈالو کہ اوسمین صرف موٹے کاغذ کے برابر لکڑی اور چھلکا باقی رہے اور نخول کے مثل ہوجاے۔ اسی طرح بڑے درخت مین بہی اوسی شاخ کی جسامت مین ایک سبز اور زوردار شاخ تلاش کرو جسکی آنکہون کا فصل بہی اوسی چھوٹے پودے کے مطابق ہو۔ پہر چاقو کی نوک سے اوسمین خول بناو۔ پہران دونون خولون مین منقی کے کوٹے ہوے بیج کو تہوڑے سے شہد مین ملاکر بہردو۔ اور پہر احتیاط سے دونون شاخون کو آنکہہ سے آنکہہ ملاکر باندہ دو۔ اور اوپر سے کپڑا لپیٹ کر لیپ کردو۔ تو عمدگی کے ساتہہ پیوند مل جائیگا۔

(۲) ثمرہ انگور کے اصلی رنگ کی تبدیل کا طریقہ۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ بڑے درخت سے قلم لینے اور اوسکے ذریعہ سے کاشت کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے جسکو ذی علم فلاحون نے صنعت مین داخل کیا ہے۔ اس سے ثمرہ کا اصلی رنگ متغیر ہوجائے گا۔ یعنی کالا انگور سفید یا سفید انگور سیاہ یا سرخ ہوجائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب کوئی شاخ زیادہ طراوت رکہتی ہو یعنی مائل بہ خشکی ہو۔ اور اتفاقاً اوسکے پہلو مین دوسری نئی شاخ نکل آئے اس طرح پر کہ نئی اور پرانی دونون کا منبت ایک ہو تو چاہیے کہ اوس نئی شاخ کو پانی مین بہگوئی ہوئی تیز درانتی سے قطع کردیا جاے اور اوسکے ساتہہ ہی پرانی شاخ سے ایک انچہ چہوڑکر باقی حصہ کاٹ دیا جاے۔ پہر اوسکے بعد پرانی شاخ کے اوس ٹکڑے کو جو باقی رہ گیا ہے درانتی سے چیرا جاے۔ پہر جدید شاخ مقطوعہ کے سرے سے اوس جانب کہ جس جانب تراش واقع ہوئی ہے چہلکا نکالا جاے اور بے پوست حصہ کو پانی مین بہگوکر پرانی شاخ کے اوس حصہ مین داخل کیا جاے جو بقدر ایک انچہ درخت

مین لگا ہوا ہے جسمین شگاف کیا گیا ہے اور پھر اوپر سے ایک مضبوط ڈوری سے
باندہ دیا جاوے - اس عمل کے لئے ڈوری یا رسّی سے زیادہ بہتر اور مفید سن یا درخت
انگور ہی کی نسین ہین جو اس کام کے قابل ہون - الغرض اس عمل کے کچہ دنون کے
بعد وہ پیوندی مقام مل جائیگا اور شاخ پیوند شدہ سرسبز نظر آئیگی - پھر اس پیوندی سبز
شاخ سے قلم لیکر کاشت کیا جاوے تو اسکے پہل اصلی درخت سے زیادہ صاف اور
شفاف اور مختلف اللون اور کثیر التعداد اور خاصیت اور مزے مین بہتر ہونگے مختلف اللون
سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ اصلی درخت اگر کالے یا لال انگور کا ہے تو اس شاخ سے
بنے ہوے درخت کا پہل سفید ہوگا - اور اصلی پہل سے بڑا ہوگا - یہ نکتہ یاد رہنے
اور عمل کرنے کے قابل اور صنائع مین داخل ہے -

(۳) میوہ انگور کی شکل کی تبدیل کا طریقہ - علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ میوہ انگور کی شکل
وشباہت اور بو مصنوعی طریقہ پر بدلنا ممکن ہے - قدماے فلاحین نے اسکے متعلق
مختلف طریقے دکہلائے ہین مثلاً اگر چاہو کہ انگور کے دانے دراز ہون تو قلمون کی
سی پہونکنیان بنالو - اور ہر ایک خوشہ مین ایک ایک دانہ پر ایک ایک پہونکنی چڑہاکر
اوسکو ایک تاگے کے ذریعہ سے خوشہ کی ڈنڈی پر باندہ دو - تاکہ دانے پہونکنیون
سے جدا نہ ہوجائین - جب وہ دانے بڑہنے لگین گے تو عرض مین پہونکنی سے نہ بڑہ
سکین گے اور اپنی تمام قوت کو طول مین صرف کرین گے - اگر یہ پہونکنیان تانبے
کی ہون اور اونمین سوراخ بھی رکہے جائین تو دانہ انگور مستطیل وضع کا خاردار
عجیب وضع کا تیار ہوگا - اگر پہونکنیان تانبے کی ہون تو نزاکت کے ساتھ اُن مین
ایسی کیل رکہنا چاہیئے کہ میوہ انگور کی پختگی کے بعد اونکو کہول کر انگور نکال لے
سکین - اگر مٹی یا قلم کی ہون تو اونکو توڑ دینا آسان ہے -

پھر آپ فرماتے ہین کہ میوہ انگور مین اسکی صلاحیت ہے کہ جس قسم کا قالب

اوسپر پہنا دو۔ وہ پختگی کے زمانہ مین اوسی قالب کے ہم شکل ہو گا۔ بعض صناعون نے میوۂ انگور پراسی قاعدہ سے اپنا نام بہی قائم کیا ہے۔ اور اگر قالب قلم یا ہڈی کا ہے تو وہ اکثر میوہ انگور کی پختگی کے زمانہ مین اندر کے دباؤ اور زور کی وجہ سے خودبخود پہٹ جاتا ہے۔

(۴) ایک خوشہ مین مختلف رنگ اور قسم کے دانے پیدا کرنے کا طریقہ۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر تم چاہو کہ ایک خوشہ مین تمام اقسام کے رنگ ہون اور لانبے گول اور بیضاوی اقسام بہی مخلوط رہین تو ان تمام اقسام کے درختون سے اوس موسم مین جس مین پانی کی تراوش جاری رہی ہے ایک ایک شاخ لو۔ مثلاً سفید انگور کی ایک شاخ۔ سیاہ کی ایک شاخ۔ دراز کی ایک شاخ۔ گول اور بیضاوی کی ایک ایک شاخ۔ پہر اون سب شاخون کو جمع کرکے چکنی لکڑی سے ایک پر ایک رکہکر کہلا جاے اور آنکہون کو کہلنے سے محفوظ رکہا جاے۔ پہر کہلے ہوے مقام کو ایک دوسرے سے ملاکر کسی بٹے ہوے مضبوط تاگے سے کسکر باندہ دین۔

بعض فلاحون کی راے ہے کہ اون شاخون کے اطراف کو قطع کرکے قدمین برابر کر لیا جاے۔ اوراس طرح پر اونکا ایک گٹہہ باندہا جاے کہ ایک شاخ کی آنکہہ دوسری شاخ کی آنکہہ پر برابر بیٹہے۔ اس طریقہ عمل مین شاخون کو کہلنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ پہر اس بنڈل کو یا اوس بنڈل کو جو طریقہ اول الذکر کے مطابق تیار کیا گیا ہے بیل کے سینگ یا دوسری کسی اور چیز کے کئی ایک حلقون مین داخل کرکے گاے کا تازہ گوبر اوسپر بہر دیا جاے۔ اس طرح پر کہ وہ بنڈل ایک جسم نظر آے۔ پہر اس بنڈل کو عمدہ مٹی والی زمین مین کہڑا اگاڑ دین۔ اس طرح پر کہ اُن شاخون کا پتلا سرا زمین سے ۳ر اونگل باہر رہے اور اسکی احتیاط کیجاے کہ کم سے کم ہر ایک شاخ کی چار چار آنکہین زمین کے اندر ہون۔ نیز اسکا لحاظ رہے کہ ایسی شاخین باردار درخت سے

حاصل کی گئی ہون ۔ الحاصل جب آب رسانی کا اہتمام جاری رکہا جاے تو تین سال کے بعد یا بقول بعض دو ہی سال مین وہ سب شاخین آپس مین ملکر ایک تنہ کی شکل مین ہو جائین گی۔ اس سے جو شاخین نکلین گی اون مین سے ہمیشہ ایک ہی شاخ قائم رکہی جاے اور دوسری شاخون کو برابر کاٹ دیا جاے۔ جب وہ ایک شاخ دراز ہوگی تو اوسمین رنگ برنگ اور مختلف اقسام کے انگور لگین گے۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اس مطلب کو ہم ایک اور طریقہ سے بہی حاصل کر سکتے ہین وہ یہ ہے کہ اون مختلف اقسام کی شاخون کا متوسط حصہ چیرا جاے۔ یہ تراش آنکہون کے درمیانی حصہ مین واقع ہو۔ اور اونکے مغز پر موثر نہو۔ پہر ایک ایک شاخ کو لیکر دوسری شاخ کے شق سے ملاتے جائین اور متصل کرکے مضبوطی کے ساتہہ اون سب کو ایک بٹی ہوی ڈوری مین باندہ دین اور پہر گاے کے گوبر اور عناب کے پتون مین اوس بنڈل کو لپیٹ کر مٹی یا پسے ہوے کوئی کا ندلیسے اوس پر لیپ چڑہا دین پہر اوسکو زمین مین قائم کردین ۔ اوس سے جو درخت نکلیگا اوسکے ثمرہ مین تمام قسم کے رنگ برنگ گول ۔ لانبے ۔ بیضاوی انگور لگین گے۔

بعض نے کہا ہے کہ پہلے ہر ایک شاخ کا جوف شق کرین اور ہر قسم کے رنگ کی نصف نصف شاخ لیکر سب کی سب نرمی سے کچلی جائین اور انکو آپسمین ملادین اور پہر اون سب کا ایک بنڈل مضبوطی سے باندہا جاے اور اوسپر گاے کے گوبر کا لیپ چڑہا کر عمدہ زمین کے ڈیڑہ عیث کے عمیق گڑہے مین ایک جانب جہکا کر بو دین اور سطح زمین کے اوپر ہر ایک کی دو آنکہین رکہی جائین اور آب پاشی مین اہتمام کیا جاے اس عمل سے وہ سب شاخین ایک ہو جائین گی ۔ اور اس درخت سے جو خوشے حاصل ہونگے اوسمین مختلف قسم کے انگور ہون گے۔

بعض کا قول ہے کہ اس درخت کو دو سال کے بعد دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہیے

تاکہ شادابی مین ترقی ہو۔

قسطوس کا قول ہے جسکو صاحب فلاحتہ رومیہ نے بیان کیا ہے کہ سیاہ اور سفید اور سرخ انگور کے درختون سے ایک ایک شاخ منتخب کرو۔ پہر ہر ایک شاخ سے بقدر تین فیٹ کے ایک ایک قلم کاٹو۔ اس بات کا خیال رکہو کہ ہر ایک قلم مین آنکہون کی تعداد مساوی اور ایک آنکہہ سے دوسری کا فاصلہ بہی تینون مین مساوی رہے۔ پہر ان قلمون کو طولانی جہت مین اس طرح پر چیرو کہ ہر ایک قلم سے نصف نصف دو ٹکڑے نکل آئین۔ پہر اون چہہ حصون کو مخلوط کرکے اس طریقہ پر جماؤ کہ سب کی آنکہین برابر ایک جگہہ رہین۔ اس بنڈل پر پیپڑے کی رسی لپیٹ دو۔ اور اوسپر گاے کا تازہ گوبر مل دو۔ اور سب سے آخر خالص مٹی کا لیپ اوسپر چڑہاؤ۔ پہر اُس بنڈل کو اس طرح پر زمین مین بو دو کہ اوسکا نصف زمین کے اندر رہے اور نصف دیگر باہر۔ خیال رکہو کہ جس طرح شاخ یا قلم کو جہکا ہوا بوتے ہین۔ اوسی طرح یہ بنڈل بہی منحرف طریقہ پر جہکا ہوا بویا جاے اور تین تین دن کے وقفہ سے آب پاشی جاری رکہو۔ جب اسمین جڑین نکل آئین گی اور بیلین دراز ہونگی تو ایک خوشہ مین مختلف رنگ کے انگور لگنے لگینگے

(۵) دانہ ہاے انگور مین صندل کی بو پیدا کرنے کا طریقہ۔ علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ اگر تم چاہو کہ انگور کے پہلون سے صندل کی بو آنے لگے تو تم انگور کے قلم بوتے وقت اون پر آس کی شاخ لپیٹ دو۔ اسکا اثر یہ ہوگا کہ اوس شاخ انگور کے پہلون مین صندل کی بو رہے گی۔ اور مزہ اور لطافت مین کوئی خلل نہ آئیگا۔

(۶) بے گٹہلی کے انگور پیدا کرنے کا طریقہ۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر تم چاہو کہ بے گٹہلی کے انگور پیدا ہون تو چاہیئے کہ سطح زمین سے متصل درخت انگور کے تنہ کو عرضاً بیچا بیچ شق کرو۔ اور اوسکے درمیان کا مغز سلائی سے باہستگی نکال لو۔ اور اس شق کو خراش سے بچاؤ۔ پہر اوسکو مضبوط تاگے سے جکڑ کر باندہ دو۔ اور اس حصہ کو

زمین مین اُتار دو۔ اور آب رسانی کا اہتمام جاری رکھو۔ ہر آٹھوین دن شکر کا شیرہ پانی مین ملا کر جڑون مین ڈالا کرو۔ اس عمل کے بعد جو ثمرہ اس درخت سے حاصل ہوگا۔ اوسمین تخم نہ ہون گے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ ایک ایسا درخت انگور کو جو قلم سے پیدا کیا گیا ہے پھر اوسکی جڑ کو زمین کے اندر چیر کر دو حصہ کر دو۔ اور آہستگی کے ساتھ دونون حصون سے مغز جدا کر لو۔ مغز نکالتے وقت خیال رکھو کہ جڑین چر نہ جائین پھر اون دونون حصون کو ملا کر پیڑے کے پتون سے مضبوطی کے ساتھ باندہ دو۔ اور گاے کے تر گوبر سے اوسپر لیپ چڑھا دو۔ اور پھر بدستور سابق اوسکو مٹی مین چھپا کر سطح زمین درست کر دو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر گاے کے گوبر کے عوض اشکیل یعنی عوسج کا لیپ چڑھا سکو تو زیادہ مفید ہوگا۔ بعض فلاح جڑ کو چیرتے نہین بلکہ کان کا میل نکالنے کی سلائی سے جڑ کا مغز بذریعہ ایک سوراخ کے نکال لیتے ہین۔ اس سے نہ جڑ شق ہوتی ہے اور نہ اوسکے جوف مین کسی خراش کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے پھر مغز کے مقام مین کسی مربے کا گاڑھا شیرہ بھر کر پیڑے کے پتون کی رسّی اوس پر لپیٹ دیتے ہین اور کچھ عرصہ تک آٹھوین دن اوسکی جڑون مین شیرہ ملا ہوا پانی پہونچاتے ہین جسکے اثر سے اوس درخت کا پھل بے تخم ہو جاتا ہے۔

(۷) میوۂ انگور مین مختلف چیزون کی بو اور ذائقہ پیدا کرنے کا طریقہ۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ انگور کی شاخ کو اوسکی درازی مین چیرین۔ بعض فلاحون کی راے ہے کہ صرف ایک بالشت تک چیرنا کافی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ایک شاخ کو منتخب کرکے درخت سے کاٹ لین اور سالم شاخ کو ایسا چیرین کہ گودے کو کوئی نقصان نہ پہونچنے پاے پھر اُسکا مغز خالی کرکے شکر یا شہد یا پسے ہوے بادام یا املی یا تریاق یا ایلوہ یا اور کسی قسم کی خوشبودار چیز جیسے مشک یا کافور یا لونگ کا سفوف اوسمین بھر دیں پھر دونون شقوں کو

ملا کر مضبوط ڈوروں سے متعدد مقامات پر متصل باندہ دین پھر گاے کا تازہ گوبر تمام شاخ پر مل دین اور میدان کی مٹی اور چارپایون کی لید کو پسی ہوی مٹی مین سان کر اوس پر بطور لیپ کے چڑہا دین اور اوسکو زمین مین بودین اور سیراب کرتے رہین۔ یہانتک کہ یہ اگ آے۔ جب یہہ شاخ نشو ونما پا کر بارآور ہوگی تو اوس شے کا مزہ اور بو اور تاثیر پہلون مین پیدا ہوگی جسکو شاخ مین داخل کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ ہم نے اس عمل کا تجربہ بارہا کیا ہے اور صحیح پایا ہے اور یہ بہترین صنعت ہے جو انگور کے درخت مین کیجاتی ہے جس سے میوہ انگور مین مختلف ادویہ کا اثر اور ذائقہ اور بو حاصل ہوسکتی ہے۔ اسی مقصد کے لئے صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ قسطوس نے تجربہ کیا ہے کہ انگور کی شاخین درخت آس کی شاخون کے ساتہ ملا کر لگانے سے انگور اور اوسکے شیرہ مین آس کی خوشبو پیدا ہوگی۔ اور اسی طرح اون شاخون کے بونے کے وقت اونکی جڑون کا مغز نکال لین اور اوسکی جگہہ کوئی خوشبودار چیز بھر دین تو اوس کے ثمرہ مین اوسی چیز کی خوشبو پیدا ہوگی جسکو جڑ مین بھرا ہے۔

اصل سوم درخت انگور کا پیوند غیر انگور کے ساتہ قائم کرنیکی متعلق

(۱) مراتب ابتدائی | علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ ایک قسم کے درخت کا پیوند دوسری قسم کے ساتہ صنعت مین داخل ہے۔ اگرچہ مؤلف نے اس کتاب کے حصہ گزشتہ مین تقسیم کے مکمل مضامین بیان کئے ہین۔ لیکن وہ بیان انگور ہی کے دو درختون کے باہمی پیوند کے ساتہ مخصوص ہے۔ درخت انگور کے ساتہ غیر انگور کے پیوند کا بیان اس خاص باب مین کیا جاتا ہے۔ کیونکہ قدما ر فلاحین نے اوسکو صنعت مین داخل کیا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کا پیوند۔ سا بہل اور سیب مین لگایا جاسکتا ہے۔ اور بڑے آلو بخارے کے درخت مین بہی اسکا عمل بخوبی ہوسکتا ہے۔

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ انگور کا پیوند ترنج کے درخت مین عجب صفات

پیدا کرتا ہے۔ جس سے ثمرہ زیادہ ہوتا ہے اور ذائقہ بڑھجاتا ہے۔ اسی طرح انگور کا پیوند سیاہ آلو بخارے کے درخت مین لگانے سے خوب پھلتا ہے اور بار آوری مین ترقی کرتا ہے۔

اسی طرح اگر انگور کی شاخ آلو بالو سے پیوند کیجاے تو اوسپر انگور کا پھل فصل بہار مین بہت بھلا معلوم ہوتا ہے اور ذائقہ مین بہت لطف ہوتا ہے۔

زیتون کا پیوند انگور کے درخت مین لگانے سے زیتون اور انگور دونون کا پھل آتا ہے۔ اور انگور مین زیتون کا مزا پیدا ہوتا ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ انگور کا پیوند درخت آس۔ کلاسیہ۔ اور سیب مین نفع بخش ہے جسکا تفصیلی بیان اسی باب مین آئندہ ہوگا۔

(۲) انگور کے پیوند کا طریقۂ عام غیر انگور کے ساتھ۔ علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ درخت انگور کی جڑ سے اُن درختون تک جنکے نام اوپر بیان ہوے ہین ایک نالی کھودی جاے جسکی گہرائی دو بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہو۔ پھر درخت انگور کی ایک شاخ لیکر اوسکو اوس نالی مین بچھادیا جاے۔ یہان تک کہ وہ اوس دوسرے درخت کی جڑ مین جاملے جس سے ملانا مقصود ہے۔ پھر اوس درخت کی جڑ مین ایک ایسا سوراخ کرو جسمین شاخ انگور کا سر سما سکے پھر اوس سوراخ مین انگور کی شاخ کو پرو کر آگے بڑھاتے چلے جاؤ۔ جب اس شاخ کا موٹاپن اوس سوراخ مین پھنس جاے تو سوراخ کے پاس چکنی مٹی کا لیپ کرکے سوراخ کو چھپادو۔ اور اوس نالی کو مٹی سے پاٹ دو جسمین سے انگور کی شاخ لائی گئی ہے۔ اور برابر آبپاشی جاری رکھو۔ جب شاخ کا وہ حصہ جو سوراخ مین سے آگے نکل آیا ہے۔ تر و تازہ ہوکر پھیلنا شروع کرے اور موٹا ہو جاے تو سوراخ دار درخت کے تنہ اور سوراخ کے قریب وہ سلسلہ قطع کردو۔ جو زمینی نالی مین بچھا ہوا ہے۔ اس عمل کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اوس

شاخ انگور پر جو دوسرے درخت مین جم چکی ہے انگور کا پہل لگے گا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اسی طریقہ سو شاخ انگور کو غیر انگور کے تنہ سے بہی ملا سکتے ہین لیکن یہ پیوند دو سال مین جمیگا۔ اسی طرح درخت کے اوپر کے حصہ مین بہی کسی شاخ انگور کا پیوند قایم کر سکتے ہین۔

بڑے آلو بخارے کے درخت سے جب شاخ انگور ملجاتی ہے تو انگور کا پہل جو اوس شاخ پر لگتا ہے اپنی اصلی حلاوت اور خوبیون پر باقی رہتا ہے۔ اور بار آوری جلد جلد ہوتی ہے۔ برخلاف اوسکے سفید بید سے شاخ انگور کا پیوند ملانے سے انگور کے پہل کی اصلی حلاوت کم ہو جاتی ہے۔

(۳) درخت انگور سے درخت گلاب کے پیوند کا طریقہ۔

علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ گلاب کا قلم انگور کے درخت مین لگانا چاہو تو ضرور ہے کہ درخت گلاب کو اوسکے پیندے مین مٹی قایم رکہکر زمین سے نکالا جاے۔ پہر اوسکو اسکے سخت مقام سے قطع کیا جاے اور ایک مٹی کا کونڈا جسکے پیندے مین سوراخ کیا ہوا ہو لیکر انگور کی شاخ اس کے پیندے سے پروئی جاے۔ پہر اُس شاخ سے گلاب کے اوس پودہ کا پیوند باندہا جاے جو اسی غرض سے لایا گیا ہے اور مقام پیوند کو اوس کونڈے کے اندر چہپا کر اوسپر اونی کپڑا لپیٹ دین تاکہ ہوا کا گزر مقام پیوند پر نہ ہونے پاے اور کوئی تدبیر ایسی کرین جس سے پانی کا تقاطر شبانہ روز اوسپر جاری رہے۔ اس طریقہ سے امید ہے کہ پیوند جم جائیگا۔

گلاب کا پیوند انگور کی مختلف شاخون سے باندہ دینے سے انگور کے منڈوے پر جابجا گلاب کے پہول بہت خوشنما نظر آتے ہین اور ثمرہ انگور سے گلاب کی بو مہکنے لگتی ہے۔

(۴) انگور کا پیوند کلاسیہ کے درخت کے ساتہ۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ درخت کلا

مین انگور کا پیوند لگانے سے انگور کی بارآوری جلد جلد ہوتی ہے اور نیز ثمرہ بہت جلد پختہ ہو جاتا ہے۔ اوسکا طریقہ یہ ہے کہ انگور کا ایک ایسا درخت منتخب کرو جسکے قریب کلاسیہ کا درخت ہو۔ پھر دونون کی شاخون کو آپس مین ملاکر پیوند لگا دو اور دونون کو اونکے منبت سے جدا نہ ہونے دو۔ جب پیوند مل جاوے تو اوسوقت انگور کی شاخ کو اوسکے اصلی درخت سے قطع کر دیا جاوے اور مقطوع سرے پر مٹی کا لیپ چڑہا دیا جاوے۔ اس عمل کے لئے نیسان کے آخر کا زمانہ مناسب تجویز ہوا ہے جو درخت کلاسیہ مین شاخون کے نکلنے کا زمانہ ہے۔

پس اس شاخ پیوند شدہ سے انگور کا ثمرہ بہت جلد حاصل ہوگا۔ اور وقت سے پہلے پختہ ہو جاوے گا۔

(۵) انگور کا پیوند درخت سیب کے ساتھ۔ صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ جب کہ سیب کا درخت انگور کے درخت کے قریب ہو اور اوسکی بعض جڑون کے نزدیک انگور کی بیل پہونچ سکے تو درخت سیب کی جڑ مین سطح زمین سے قریب ایک سوراخ کیا جاوے پھر درخت انگور کی شاخ لیکر اوسکا سرا اوس سوراخ مین گھسایا جاوے اور اوس پر مٹی ڈال دیجاوے۔ جب پیوند مل جاوے اور وہ شاخ موٹی ہونا شروع ہو اور اوسمین پتے نکل آئین تو اوسوقت مقام پیوند کو کہول کر اطمینان کر لیا جاوے۔ اگر پیوند کے مل جانے پر اطمینان ہو تو اوسوقت انگور کی بیل کے سلسلہ کو سوراخ سے متصل کاٹ دیا جاوے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسا پیوند دو سال مین مل جاتا ہے۔ پھر درخت سیب کی فضول شاخون اور پتون کو کاٹ دینا چاہئے۔ جس سے شاخ انگور کو زیادہ طاقت اور قوت حاصل ہوگی۔ جو ثمرہ انگور کا اس شاخ مین لگے گا وہ بہت بڑا اور وافر اور عمدہ بو باس کا ہوگا۔

اصل چہارم اون تمام طلسمات کے بیان مین جو درخت انگور پر ہین

(۱) بیان عام

علامۂ نابلسی نے اپنی قیمتی تالیف علم الملاحۃ فی علم الفلاحۃ مین لکہا ہے کہ بعض طلسمات ایسے ہین جنمین درخت انگور کے لئے عجیب وغریب تاثیرات پائے گئے ہین۔ فلاحون کو اون سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہین ہے۔ مؤلف نے ان طلسمات کو گزشتہ بابون مین اسلئے داخل نہین کیا کہ اسکے بعض تدابیر تعجب خیز ہین اور قدمائے ان کا جواثر بیان کیا ہے وہ ہماری سمجہہ مین نہین آتا۔ ان حضرات نے اپنے تالیفات مین بہی ان کو ایک جداگانہ حصہ مین رکہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مؤلف نے بہی اپنی اس کتاب مین اونکی پیروی کی ہے۔

(۲) درخت انگور کو مختلف آفات سے محفوظ رکہنے کا طلسم۔

ایک طلسم ایسا ہے جسکی وجہ سے انگور کے درخت مختلف آفات یعنی پانی اور ابر اور موسم سرما کی مضر ہواؤن کے ضرر سے محفوظ رہتے ہین۔ وہ یہ ہے کہ سنگ مرمر یا لکڑی کا ایک تختہ لو۔ اور اوسمین ایک ایسے درخت انگور کی تصویر بناؤ جسمین انگور بکثرت لگے ہون یا صرف پختہ انگورون کے خوشون کی صورت بنا دو۔ یہ کام کانون دوم کی بائیسوین تاریخ سے شباط کی چوتھی تاریخ تک جس دن چاہو کرو۔ پہر اوس تختہ کو انگور کے درختون کے بیچا بیچ گاڑ کر کہڑا کردو خداوند تعالی کی قدرت سے ہے کہ اسکے اثر سے انگور کے درختون کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا اور نشو ونما مین ترقی ہوگی اور ثمرہ کثیر حاصل ہوگا۔

(۳) انگور کے کیڑون کے تمام اقسام کو دفع کرنے والا ایک طلسم۔

علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ ہم ایک طلسم کا نسخہ دکھلاتے ہین جس سے تمام اقسام کے کیڑے درخت انگور سے ایک دم دفع ہوجائینگے۔ ایک کولی کا انڈا لو جسکا وزن پچاس درم کا ہو۔ پہر اوسکو پتہر کے کہرل مین تہوڑا تہوڑا کرکے کوٹا جاوے اور اوسکے جملہ اجزا کو مہین اور باریک کر لیا جاوے۔ پہر اوسکی نصف مقدار مین گاے کا پسا ہوا گوبر اچہی طرح ملایا جاوے۔ اور شراب کے سرکے سے اوسکو بہگو دین اور مجموعہ کو پیسکر مخلوط کرین۔ جب مرہم کی شکل مین ہوجاے

تو اوس وقت اوسکو سنگ مرمر پر پھیلا کر خشک کرلین اسکی دھونی چھ گھنٹہ تک جاری رہنے سے تم عجیب کیفیت دیکھوگے کہ کوئی کیڑا خواہ وہ کسی قسم کا ہو درخت انگور پر باقی نہ رہیگا۔
اسیطرح اگر بچھو کی کھال بقدر ایک بالشت کے انگور کی جڑ مین لٹکا دین تو کوئی کیڑا اوس درخت کے پاس نہ آسے گا۔

(۴) ٹڈیون کو دفع کرنے کا طلسم۔ بقول علامئہ نابلسی یہ ایک طلسم ہے جس سے ٹڈیان منتشر اور متفرق ہوکر دفع ہو جاتی ہین۔ یعنی ٹڈی کی شکل کا ایک پتلا بنا دو اور اوسمین ایک ٹڈی کو گھسا کر موم سے اوسکو بند کردو۔ اور اوسکو اوس مقام مین دفنا دو۔ جہان سے ٹڈیون کو دفع کرنا مقصود ہے اسکا اثر تم دیکھوگے کہ تمام ٹڈیان دفع ہو جائینگی۔

(۵) سانپون کے دفعیہ کا طلسم۔ علامئہ نابلسی کا قول ہے کہ سانپ کی ایک مورت تانبے سے بنائی جاسے اور اوسکے اندر بارہ سینگے کا دہنا سینگ داخل کرکے سانپون کے مقام پر اوسکو جلا یا جاسے۔ اس طلسم کا عجیب اثر پاؤگے۔ ایک سانپ اوس مقام پر باقی نہ رہیگا جہان پر یہ عمل ہوا ہے۔

(۶) برف اور پالے کو روکنے کا طلسم علامئہ نابلسی فرماتے ہین کہ انگور کے خوشے اور قفلون کی کنجیان جن سے مختلف دروازے کھولے جاتے ہین جب کہ رسی مین باندھکر انگور کے کھیت یا باغ مین لٹکا دسے جائین۔ تو اس مقام مین اسکا عجیب اثر ظاہر ہوگا
جہان برف یا پالا گرنے کا خوف ہے حق تعالے کے حکم سے وہ مقام ان آفات سے محفوظ رہے گا۔ آپ خود فرماتے ہین کہ ہم اس طلسم کے اثر سے متعجب ہین۔ جسکو ہم نے بارہا آزمایا ہے۔

(۷) کھاد کا ایک طلسم علامئہ نابلسی فرماتے ہین کہ انگور کے درختون کے لئے کھاد کا ایک طلسم عجیب ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اذخر کو لیکر دھوپ مین پھیلا دو۔ اور تمام دن اوسکو فضا مین لوٹ پوٹ کرتے رہو۔ یہان تک کہ وہ خوب خشک ہو جاسے۔ پھر تر

مقام مین اوسکو رکہدو۔ اور اوس پر پانی چہڑکا کرو۔ سات یا نو روز تک یہی عمل کرو۔ یہان تک کہ وہ سڑکر سیاہ ہو جاے۔ پہر دہوپ اور ہوا مین اوسکو سکہلا لو۔ تا آنکہ اوسکی تری زائل ہو جاے۔ پہر اوسکو پیس لو اور بقدر اوسکے چہٹے حصہ کے بلوط کی راکہ اوسمین ملا دو۔ اور کسی قدر روغن زیتون کی دردی اوسمین شریک کرو۔ پہر جب تم اس مجموعہ کو درخت انگور کی جڑون مین ڈالوگے تو اونکی توانائی سے تم تعجب کروگے اسلئے کہ کہاد کے ذریعہ سے جو قوت درختون کو پہونچتی ہے وہ اسکے مقابلہ مین کوئی حقیقت نہین رکہتی۔ آپ فرماتے ہین کہ اگرچہ یہ بظاہر ایک مرکب نسخہ ہے مگر اسکے غیر معمولی اثر کی وجہ سے ہم نے اسکا نام طلسم رکہا ہے۔

(۸) ثمرہ کی حفاظت کا طلسم۔ علامۂ نابلسی فرماتے ہین کہ اگر ثمرہ کو محفوظ رکہنا چاہئے ہو تو درخت کے چند مقامات پر لہسن کی جڑین لٹکا دو۔ پرندے اوس درخت کے قریب نہ پہٹکین گے۔ یہی طلسم ذات لہسن مین بہی ہے یعنی جبکہ اسکو کوٹ کر درخت کے اکثر حصص مین مل دین تو کوئی پرندہ درخت کے طرف رخ نہ کریگا۔

(۹) مرے ہوے درخت انگور کو زندہ کرنے کا طلسم۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے کہا ہے کہ مرض (عارضہ) کی قسم دوم کے علاج مین جس لیپ کا نسخہ ہم نے بیان کیا ہے جسمین سریش بہی شریک ہے اگر اسمین میٹہا پانی اور روغن زیتون ملا کر اچہی طرح پر حل کر لیا جاے اور پہر خشک درخت پر متعدد بار لگایا جاے۔ اور آب رسانی مین بہی اسکو شریک کیا جاے تو بسا اوقات خشک درخت سرسبز ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب مجرب نسخہ ہے جسکو درخت انگور کے حق مین آبحیات کہنا چاہئے۔ طامثری کنعانی نے بہی اس تجربہ کے ساتہ اتفاق کیا ہے۔

احمد بن وحشیہ کا قول ہے کہ مین نے ملک بابل مین ایک ساحر کی تصنیف سے یہ نسخہ پایا کہ روغن زیتون کو پانی مین ملا کر خشک درخت انگور کی آبپاشی مداومت کے ساتہ

کرنے سے وہ سرسبز ہو جاتا ہے۔ اسکی آب رسانی طلوع آفتاب کے وقت بلا ناغہ جاری رکھنا چاہیے اور چاند کے عروج کے زمانہ مین بوقت شب یہ کام کیا جاے۔

کاماس نہری نے کہا ہے کہ جس درخت انگور کو خشک ہونے کی وجہ سے اسکی جگہہ سے نکال دیا جاے۔ اوسپر کوئی ایسا طلسم نافع نہین ہوتا جب تک وہ خشک درخت اپنی جگہہ مین جما ہوا ہوتا ہے اور اپنے بنت سے اکہیڑا نہین گیا ہے۔ اور کسی دوسری جگہہ منتقل نہین کیا گیا ہے اوسکے لئے یہ عمل مفید ثابت ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایسے خشک درخت کو مُردہ تصور نکرو بلکہ اوسکی مثال ایک ایسے انسان کی ہے جو سخت ناتوانی سے قریبُش اور اسکے چہرہ پر مُردنی چہا کر بے ہوش ہو۔ یا سکتہ کے عارضے مین مبتلا ہو۔ انگور کے درخت مہینون ایسی خشک حالت مین کہڑے رہتے ہین۔ بادی النظر مین وہ مُردہ ہی تصور کئے جاتے ہین لیکن اگر ذرا بہی اونمین جان مخفی ہے تو یہ طریقہ انکو تندرست کر دیتا ہے۔

خاتمہ متعلق بہ نتیجہ بار آوری

(الف) شیرہ انگور کا بیان

(۱) شیرے کے اوصاف اور منافع | **قسطوس** کا قول ہے جسکو صاحب فلاحتہ رومیہ نے لکہا ہے کہ سیاہ انگور کا شیرہ تمام اقسام کے شیرون سے عمدہ اور پرورش دار اور مقوی ہے۔ اور سفید انگور کا شیرہ عمدگی اور غذائیت اور قوت مین متوسط درجہ رکہتا ہے۔ سرخ انگور کے شیرہ مین بہ نسبت سیاہ کے لذت اور فرحت زیادہ ہوتی ہے۔

تمام اقسام انگور کا شیرہ مزاجاً گرم مگر نیا شیرہ بہ نسبت پُرانے شیرے کے سرد ہوتا ہے اور خشکی مین کم۔ اور پُرانا شیرہ گرم و خشک اور پاکیزہ۔ خوشبودار اور عمدہ ہوتا ہے۔ یہ صفات پُرانے شیرے مین اسوجہ سے پیدا ہوے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اوسکی فضول رطوبتین اور کف دفع ہو کر خاص قسم کی خوبی اسمین پیدا

ہوتی ہے اسی لئے پُرانے شیرے کو بہت سا پانی ملانے کے بغیر نہ پینا چاہیئے اور پانی ملانے کے بعد کچھ دیر تک اوسکو رکھہ دینا چاہیئے تاکہ پانی اوسکے اجزا مین سرایت کرے اگر اسکے خلاف عمل ہوگا تو بدن اور دماغ کو نقصان پہونچے گا۔ جسکا اثر غصہ اور تمسخر کو بڑہاے گا۔

جاڑے کے موسم مین پُرانے شیرہ کا استعمال ابدان کو قوت بخشتا ہے اور نئے شیرے کے پینے سے بدن مین نرمی پیدا ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ شیرہ کے صفات اور اوسکے فوائد کا بیان ہم نے اجمالاً کیا ہے اور اس موقع کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ اب ہم شیرے کی تیاری اور اوسکی نگہداشت اور صفائی وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھہ آئندہ بابون مین کرینگے۔

(۲) شیرہ انگور کی تیاری کا مکان۔ قسطوس کا قول ہے کہ شیرہ انگور کے نکالنے کے لئے جو مکان بنایا جاے وہ کسی قدر وسیع ہو تاکہ جب کبھی ثمرہ کی مقدار معمول سے زیادہ ہوجاے تو وہی مکان اوسوقت بہی کافی ہوسکے۔ علی ہذا اوس حوض کو بہی وسیع بناؤ جو شیرہ کے لئے اوس مکان مین بنایا جاتا ہے۔ زبان عرب مین ایسے مکان کو معصرہ کہتے ہین۔

آپ کی راے ہے کہ اس مکان کی چہت اور دیوارین اور زمین گچ سے پختہ بنائی جاے تاکہ وہ موذی اور زہریلے کیڑون وغیرہ سے محفوظ رہے اور اوسکے ہر جانب روشندان بہی بناے جائین جنمین سے روشنی پہونچتی رہے۔ اسکا دروازہ وسیع ہو تاکہ آمد ورفت آسانی کے ساتھہ ہوسکے۔

پہر اس مکان کے اندر شیرہ نچوڑنے کا ایک بلند مقام ہو۔ اور ایک پختہ نالی اوس مقام سے گزر کر ایک ایسے حوض مین ختم ہو۔ جو شیرہ انگور کے لئے اوسی مکان مین تعمیر ہوا ہو۔ اس حوض کو عربون نے مخزن العصیر کہا ہے۔ اس حوض اور نالی کو سمک

اور گرم پانی سے دُہو کر صاف کیا جاے اور کسی کپڑے سے صاف کرکے چھوڑا جاے
تا کہ اچھی طرح پر خشک ہوجاے - اوس حوض پر ایک سرپوش بہی رہے تا کہ اُسکے دہانے
سے شیرہ محفوظ رہے اور کوئی کپڑا یا نجس چیز اور سمین گرنے نہ پاے - جب یہ حوض
شیرہ کے کام سے فارغ ہوجاے تو پہر اوسکو گرم پانی اور نمک سے دُہو دینا چاہیے
تا کہ سال آئندہ تک محفوظ اور صاف رہے - واضح ہو کہ اس حوض مین ایک باریک
سی نالی خاص کر اسی غرض سے قائم کرو - جو حوض کو دُہونے کے بعد اوس کے
پانی کو باسانی خارج کرسکے - اور اس نالی کے سوراخ مین ہمیشہ ایک ستہرا
کارک لگاے رکہو جسکو ضرورت کے وقت کہول دیا جاسکے -

آپ ہی کا قول ہے کہ اس مکان مین دو دروازے ہونے چاہئین - ایک موسم
سرما کے لئے اور دوسرا موسم گرما کے لئے - اور روشندان بہی دو ہون - ایک جاڑے
کے موسم کے لئے دوسرا گرمی کے موسم کے لئے - موسم سرما کا روشندان اور دروازہ جنوب
کی جانب ہو - اور موسم گرما کا روشندان اور دروازہ شمال کیجانب -

یہ مکان ہمیشہ بدبو اور نجاست سے صاف رہنا چاہیے اور پانی اور تری اور جانورون
کے مقام اور باورچیخانون اور اصطبل اور انجیر کے درختون سے فاصلہ پر رہنا چاہیے -
اس مکان مین کسی جانور کی کہال یا لہسن یا پیاز کی سی بدبو دار چیزون سے کوئی چیز
نہ لائی جاے اور نہ رکہی جاے بلکہ یہ چیزین اس مکان کے قریب بہی نہون - ان
چیزون کی صرف بو سے شیرہ بدبو دار اور خراب اور فاسد ہوجاتا ہے - اسی طرح شیرے
کے ظروف کو بہی ہمیشہ ان چیزون سے محفوظ اور ایک ظرف کو دوسرے ظرف سے کم
سے کم ایک ہاتھہ کے فاصلہ پر رکہنا چاہیے تا کہ مہتممین اور محافظین کے گزرنے کے لئے
راستہ کہلا رہے اور ایک ظرف کو جہکانے سے دوسرے ظرف کی ٹکر نہ لگنے پاے اور ایک
ظرف کا شیرہ بگڑ جانے سے اوسکا اثر دوسرے ظرف کے شیرہ تک نہ پہونچ سکے -

جس ملک کا شیرۂ انگور رقت اور صفائی اور مائیت زیادہ رکھتا ہے اوس ملک مین ظروف مذکورہ کی دو تہائی زمین مین مدفون رہے - یعنی اوس مکان مین ایسے پختہ گڑہے بناؤ - جنمین ظروف کا دو ثلث حصہ اُتر جاسکے - ایسے ظروف ہمیشہ معصرہ یعنی اوس مکان کے شرقی یا غربی جانب مین رکہے جائین - جس ملک مین انگور کا شیرہ پختہ اور گاڑہا ہوتا ہے - وہان ظروف کو زمین مین اُتارنے کی ضرورت نہین ہے ایسے ملک کے مکان مین شیرہ کے ظروف ہمیشہ غربی یا جنوبی دیوار سے متصل رکہے جائین - اگر ایسے ملک مین بہی شیرہ کے ظروف کا نصف حصہ زمین مین رہے تو کوئی نقصان نہ ہوگا - بلکہ شیرہ کی عمدگی اور پختگی بڑہجائیگی -

آپ نے تاکید کی ہے کہ جس مکان مین ان ظروف کے لئے پختہ گڑہے بنائے گئے ہین اونکی اندرونی سطح مین بہوسہ یا سوکہی گہانس یا راکہہ بچہادو - تاکہ ٹپکا ہوا شیرہ وقت بوقت خشک ہوتا جاے -

(۳) شیرہ کے ظروف کی اصلاح اور مرمت کا بیان | **قسطوس** کا قول ہے کہ شیرہ انگور کے رکہنے کے لئے جو مٹکے بنوائے جائین وہ پختہ مٹی کے ہون اور آوے سے نکلتے ہی اُن مین اندر کی جانب قار (ایک چیز ہے جو چشمہ کے اندر سے اُبلتی ہے اور سیاہ رنگ مائل بسرخی ہوتی ہے) مل دیا جاے جسکو عربی مین قیر اور فارسی مین کرَف کہتے ہین - پُرانے مٹکون مین قار اُس وقت ملا جاے - جب کہ ستارہ شِعریٰ کا طلوع ہو - یہ وہ ستارہ ہے جو جوزا کے بعد نکلتا ہے - بعض لوگون کا عمل یہ ہے کہ وہ ہر سال مین ایک مرتبہ شیرۂ انگور کے مٹکون کے اندر قار کا روغن ملتے ہین اور بعض لوگ دو سال مین ایک بار اسکا استعمال کرتے ہین - اور آپ کی ذاتی راے یہ ہے کہ روغن قار کی قلعی اوسوقت کیجاے جب کہ اونکے اندر قار کی پہلی قلعی کا اثر باقی نہ رہے - آپ کی راے ہے کہ اس کام کو اُس وقت کرنا مناسب ہے جب کہ آفتاب جوزا مین ہوکر برج اسد تک پہونچے - اور یہی وقت شیرہ کی تیاری کے آغاز کا ہے - حاصل یہ ہے کہ شیرہ کی تیاری کے وقت سے پہلے

ظروف درست اور آراستہ ہوکر تیار رہین۔

(۴) شیرہ نکالنے والون کے فرائض۔ قسطوس کی راے ہے کہ وہ لوگ جو شیرہ بنانے کے کام پر متعین ہون اون کو لازم ہے کہ اول ثمرۂ انگور کو باحتیاط جمع کرلین پھر جو دانے خشک یا خام یا خراب ہون اون کو چنکر الگ کردین اور نیز ثمرہ مین جو کچہ پتے وغیرہ ہون اونکو بہی نکال لین۔ اس کام کی ضرورت اسلئے ہے کہ خام اور بگڑے ہوے انگورون کی شرکت سے شیرہ بدمزہ اور خراب ہوجاتا ہے۔

شیرہ نچوڑنے والون پر واجب ہے کہ انگور کا ثمرہ کچلنے مین پہلے ہی دہلہ مین سختی اور شدت عمل مین نہ لائین بلکہ آہستگی سے نچوڑین جبکہ اونکے پاؤن گرم ہوجائین۔ تب شدت کے ساتہہ پیرون سے کچلنا چاہئے۔ اون کو لازم ہے کہ اپنے پیرون کو صفائی کے ساتہہ دہوکر یہ کام شروع کرین۔ اور اس کام کے وقت اونکے پاس ایک صاف رومال رہنا چاہیے جس سے وہ ہر وقت اپنا پسینہ پونچہا کرین۔ اس کام کے کرنے والون کو ثمرۂ انگور کا کہانا ممنوع اور مذموم ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ یہ اوس زمانے کا طرز عمل ہے جسمین یہ کام کلون اور مشینون سے نہین لیا جاتا تہا فی زمانناہر ایک کارخانہ مین خاص کر اس کام کے لئے عمدہ مشینین مہیا ہین

(۵) شیرہ کو مٹکون مین بہرنے کا بیان۔ قسطوس کا قول ہے کہ شیرۂ انگور کو مٹکون مین بہرنے سے پہلے اون مٹکون کو پانی اور نمک سے خوب دہونا چاہئے۔ پہر کندر و گوند کی دہونی اُن مین دیجاے۔ اسکے بعد شیرہ بہرا جاے۔ ظرف کو اسقدر خالی رکہنا چاہیے کہ اُبلنے اور جوش مارنے کی حالت مین صرف اوسکا کف باہر نکل سکے۔ بہرے ہوے ظروف مین جو کف اوپر آتا ہے اوسکو ہاتہون سے علحدہ کرکے نکال لینا مناسب ہے اور اسکو مخزن العصیر سے بہت فاصلہ پر پہینک دینا چاہیے اوسکی بو سے عمدہ شیرہ بہی خراب اور بدمزہ ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے اور مچہر بکثرت پیدا ہوتے ہین۔

(۶) جاڑے اور گرمی کے موسم مین شیرہ انگور کیلئے خاص ہدایت۔ **قسطوس** کا قول ہے کہ جاڑہ کے موسم مین شیرہ انگور کو گرم مقام مین رکہنا چاہیئے۔ علی ہذا گرمی کے موسم مین ٹھنڈے مقامات اوسکے لئے مفید ہین۔

(۷) شیرہ کے جوش کو کم کرنے کی تدبیر۔ **قسطوس** کا قول ہے کہ جبق نامی ایک ترکاری ہے اور سبز ایک بہاجی ہے جسکو رومی زبان مین جر یحون کہتے ہین اسکی ٹوپیان بناکر شیرہ کے مشکون کے مُنہ پر چڑہا دینا چاہیئے اور ایک تازہ خوشہ کو ملکر اوسکو مشکون کے اندر کی جانب مل دین اس تدبیر سے شیرہ مین جوش پیدا نہ ہوگا اور نہ وہ اُبلنے پائیگا۔

(۸) شیرہ نچوڑ کر اوسی دن استعمال کرنیکی تدبیر۔ **قسطوس** کی راے ہے کہ تازہ شیرہ جس دن نچوڑین اُسی دن استعمال کے قابل بنانا چاہو تو ایسے شیرہ کا ایک گہڑا لو۔ اور اوسمین میٹہا سرکہ ملا دو۔ اور رکہہ دو۔ شام کے وقت وہ شیرہ استعمال کے قابل اور نہایت خوش ذائقہ ہو جاے گا۔

(۹) زمانۂ دراز تک شیرہ کی حفاظت کا طریقہ۔ صاحب **فلاحۂ رومیہ** کا قول ہے کہ انگور کے ڈہیر سے جو شیرہ خود بخود بغیر نچوڑنے کے بہتا ہے اوسکو ایک ایسے ظرف مین جمع کرلو جسمین روغن قار کی قلعی ہو لیکن خیال رکہو کہ ایسا شیرہ صرف نصف ظرف مین بہرین اور نصف باقی خالی رکہین۔ پہر اوس ظرف کا مُنہ گچ سے بند کر دو۔ جسمین ہوا جانے نہ پاے۔ ایسا شیرہ مدت دراز تک بلا کسی فساد کے محفوظ رہیگا۔

بعض قدما نے کہا ہے کہ عمدہ قسم کی رائی لیکر کوٹی جاے پہر اوسکو پانی مین ملاکر شیرہ انگور کے ظرف مین مل دیا جاے اور اوسکے بعد اوسمین شیرہ انگور اسقدر بہرا جاے کہ اوسکے مُنہ تک نہ آنے پاے بلکہ کچہ حصہ خالی رہے پہر فوراً اوس ظرف کے مُنہ کو بند کر دیا جاے اور بلندی پر رکہدیا جاے۔ بعضون نے کہا ہے کہ تین دن تک اُس ظرف کو کہلا ہوا رکہین۔ پہر ایسے سرپوش سے بند کرین کہ اوسمین چند سوراخ ہون اور سرپوش

کے نیچے رائی کی پوٹلی لٹکا دین جو شیرے تک نہ پہونچ سکے۔ پہر راکہہ مین پانی ملاکر اوس ظرف کے سرپوش پر اوسکا لیپ چڑہا یا جاسے اس طریقہ عمل سے شیرہ حلاوت کے ساتہہ مدتون محفوظ اور بغیر کسی فساد اورخرابی کے قائم رہیگا۔

(۱۰) شیرۂ انگور کی حفاظت اور شیرینی بڑہانیکا طریقہ۔ قسطوس کا قول ہے کہ ایک ظرف مین تار کی مالش کرو۔ پہر اوسمین انگور کا شیرہ نصف ظرف تک بہردو۔ پہر دباغت دار چمڑے سے اوس کا منہ بند کرکے کوئین یا گرم پانی مین اوسکو اس طرح ڈال دوکہ پانی اوسکے اندر نہ جانے پاسے ۱۵ دن اور رات کے بعد اوسکو نکال لو۔ اور رکہہ چہوڑو یہ شیرہ بہت میٹہا ہوکر عرصہ دراز تک بغیر کسی فساد کے محفوظ رہے گا۔

(۱۱) انگور کے اوس شیرہ کی حفاظت کا طریقہ جسکے ثمرہ پر بارش برستی ہو۔ قسطوس کا قول ہے جسکو صاحب فلاحتہ رومیہ نے بیان کیا ہے کہ انگور کے جس ثمرہ پر بارش برستی ہو اوسکو دیکہنا چاہیئے کہ اوسمین کسی قسم کا فساد تو پیدا نہین ہوا اگر نہین ہوا ہے تو خواہ اوس سے شیرہ نکال لو۔ یا کشمش بنا لو۔ یا موسم سرما تک محفوظ کرنے کے سامان کرو۔ کسی طریقہ مین کوئی ہرج نہین ہے۔ اگر کچہ خرابی کے آثار پیدا ہوے ہون تو اوسلئے اورمناسب یہ ہے کہ کہ اوس سے سرکہ بنا لیا جاسے اگر وہ زیادہ مقدار مین ہے تو بہتر ہے کہ اوسکو بارش کے پانی مین جوش دیا جاسے۔ جب پانی ایک ثلث باقی رہ جاسے تو اوسوقت اوس پانی کو ثمرۂ فاسدہ کے شیرہ مین اوسکے دسوین حصہ کے اندازہ مین ملاؤ۔ اورپہر اوس مجموعہ کو پکاؤ یہان تک کہ اوس مجموعہ کا دسوان حصہ باقی رہجاسے پہر سیاہ مٹی کے ظروف مین اوسکو بہرکر اونکا منہ مضبوط طی کے ساتہہ بند کردو۔ اور چالیس دن تک دہوپ مین رکہہ چہوڑو اوسکے بعد اوسکو ایک سال تک اوٹہا رکہو اورپہر اوس شیرہ کا استعمال کرو۔ یہ نہایت عمدہ شیرہ ہو جاسے گا۔

بعض لوگ ثمرۂ فاسدہ کو صرف جوش دیے ہوسے پانی مین ملاکر جوش دیتے ہین اور جب

پانی کا ایک ثلث رہ جاے تو اوسکو بطور شربت استعمال کرتے ہین۔ اسی کا نام عربون
نے طلا رکہا ہے۔

دیمقراطیس نے کہا ہے کہ جس ثمرۂ انگور پر توڑنے سے پہلے یا بعد بارش برسی ہو
اوسکی اصلاح کے لئے ضرور ہے کہ اوسکا شیرہ فوراً نکالین اور چکہین اگر مزہ نمکین
ہو تو اوسکو کسی ظرف مین بہر کر چہوڑ دیا جاے جب اوسمین جوش پیدا ہوکر اوپر آئے
اور دردی تہ نشین ہو جاے تو آہستگی سے اوسکو نتہار کر دوسرے ظرف مین بہر لین پہر
اوسکے بیس کہڑون کی مقدار مین نصف قفیز نمک ڈالین جس سے وہ شیرہ درست ہوجائیگا
اور فساد باقی نرہے گا۔

بعض لوگ ایسے شیرہ کو صرف پکاتے ہین جب اوسکا بیسوان حصہ کم ہوجاتا ہے
تو اوس مین کسی قدر خام چونہ ڈال دیتے ہین جس سے اوسکی خرابی جاتی رہتی ہے

یونان مین ایک جماعت کی راے ہے کہ بارش زدہ ثمرۂ انگور کا شیرہ نکالکر
پکا لینا چاہئے۔ جب وہ بقدر خمس کم ہوجاے تو پہر اوسکو مٹکون مین بہر کر چار
برس تک رکہہ چہوڑنا چاہئے۔ اس مدت کے بعد وہ خود بخود درست ہوجائیگا۔

برونیوس کا قول ہے کہ جس سال خوشون کی پختگی کے زمانہ مین بارش
کثرت سے برسی ہو۔ اون انگورون کے شیرہ مین تہوڑا سا شہد ضرور ملا دینا چاہئے
جس سے وہ شیرہ محفوظ رہے گا اور اوسمین کوئی فساد پیدا نہونے پائیگا۔

(۱۲) شیرہ کی نگرانی کا بیان

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ انگور کا شیرہ
مٹکون مین بہر کر رکہدینے کے بعد اوسکی نگرانی ایک ضروری چیز ہے۔ قسطوس کا
قول ہے کہ ایک خاص نگران کا کام ہے کہ وہ مٹکون کو کہول کر شیرہ کی کیفیت دریافت
کرتا رہے لیکن ایسے وقت مین ہرگز نہ کہولے جب کہ موسم گرما کا اختتام یا فصل خریف
کا آغاز۔ یا تشرین اول کا زمانہ یا فصل سرما کا اختتام یا ربیع کی آمد ہو۔ یا میوہ

انگور کی تازگی کا زمانہ یا گلاب کی پختگی کا وقت یا ہواؤن اور بارشون کی کثرت یا بادلون کی گرج اور بجلی کی کڑک شدت کے ساتہ ہوتی ہو۔ یا ثریا کے طلوع اور غروب کا وقت ہو۔ یا ستارہ شعریٰ کے طلوع کا زمانہ ہو۔ ان اوقات مین مٹکون کو کہولنے سے شیرہ مین فساد پیدا ہو گا۔

اگر ظروف کو دن کے وقت کہولین تو دہوپ سے حفاظت کیجاے اور رات کے وقت چاندنی سے بچایا جاے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ شمالی ہوا کے چلنے کا زمانہ اس کام کے لئے بہت مفید ہے۔

جو شخص شیرہ کی کیفیت چکہہ کر معلوم کرنا چاہتا ہے اوسکو مناسب ہے کہ غذا سے پہلے نہار منہ چکہے اگر کچہ کہا چکا ہو تو وہ نمکین غذا نہو اسلئے کہ نمکین غذا کہانے کے بعد شیرہ کی کیفیت کو وہ ذائقہ سے معلوم نہ کرسکے گا۔ نرم اور ہلکی غذا کہا چکا ہو جو نمکین نہو تو البتہ وہ اپنا کام اطمینان کے ساتہہ کرسکتا ہے لیکن خلوِ معدہ کو ہر طرح پر ترجیح ہے۔

(۱۳) شیرۂ انگور کو ایک ظرف سے دوسرے ظرف مین منتقل کرنیکا بیان۔

قسطوس کا قول ہے کہ بعض اوقات مین شیرہ کی حفاظت کے لئے ظرف کی تبدیل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ تم خیال رکہو کہ یہ انتقالی عمل جنوبی ہوا چلنے کے زمانہ مین ہرگز نہونے پاے بلکہ شمالی ہوا کا زمانہ اس کام کے لئے مفید ہے۔

اگر شیرہ پتلا ہے تو اوسکو اختتام سرما کے بعد ماہ نیسان مین ایک ظرف سے دوسرے ظرف مین منتقل کرسکتے ہین۔ گاڑہے شیرہ کے لئے فصل خریف کا زمانہ مناسب خیال کیا گیا ہے۔

اعلےٰ قسم کے نئے شیرہ کو سرما کے زمانہ کے بعد بدلنا چاہیئے۔ جو شیرہ ماہ قمری کے وسط مین بدلا جائیگا وہ یقیناً ترش ہو کر سرکہ بن جائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ شیرے کو ایک ظرف سے دوسرے ظرف مین بدلنے کا مناسب وقت ماہ قمری کے پہلے دو ہفتہ ہین اور بہتر ساعت وہ ہے۔ جب کہ چاند مطلع پر نہو بلکہ اوسوقت غروب ہوچکا ہو۔

سودیون کا قول ہے کہ قمری مہینہ کی پہلی یا دوسری رات گزری ہو۔ جس مین ہلال بلند نہوا ہو۔ دوسرے علماے فلاحت اور خاصکر استاربیس کا قول ہے کہ جب تبدیل ظرف کے لئے ایک مٹکا کہولا جاے تو اول اوپر کا شیرہ یعنی مٹکے کا چہٹا حصہ ایک ظرف (الف) مین بہردو۔ اور اوسکے نیچے کا چہٹا حصہ دوسرے ظرف (ب) مین نکال لو۔ پہر اوسکے نیچے کا شیرہ تیسرے ظرف (ج) مین ڈالو۔ اور چوتہے ظرف (د) مین سب سے نیچے کا شیرہ نکال لو۔ یہی چوتہا ظرف اول استعمال کے قابل ہے اور اوسکے بعد ظرف (الف) پہر ظرف (ج)

(۱۴) شیرہ سے دردی جدا نہ کرنیکی تاکید۔ قسطوس کا قول ہے کہ شیرۂ انگور مین جو دردی تہ نشین ہوتی ہے اوسکو ہرگز نہ ہلانا چاہیئے یعنی صفائی شیرہ کی غرض سے اوسکو ظرف سے جدا نہ کرنا چاہیئے ورنہ شیرہ پتلا اور کمزور ہوکر کم قیمت ہوجائیگا۔

(۱۵) شیرہ کو بگڑنے سے محفوظ رکہنے کا طریقہ۔ صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ منجملہ اون تدابیر کے جنسے شیرۂ انگور بدمزہ نہین ہونے پاتا۔ ایک تدبیر یہ ہے کہ لوہے کا ٹکڑا یا درخت غار (جس کو فارسی مین دہمشت۔ اور انگریزی مین لاورس کہتے ہین۔ محیط اعظم) کی لکڑی شیرۂ انگور کے ظروف کے سر پوشون پر رکہدی جاے۔ اسکی تاثیر سے بادل کی گرج کا فساد دفع ہوجائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ملح محرق (نمک سوختہ) کی ایک مٹہی شیرہ کے ظرف مین ڈال دینے سے اوس مٹکہ کا شیرہ کبہی نہ بگڑے گا اور زیادہ جوش نہ ماریگا۔ اور زیادہ کف نہ لائیگا۔ نیز شیرون کے مٹکون مین دو دو مٹہی بادام کا مغز جو کڑوا نہو

ڈال دیا جاے تو شیرہ فساد سے محفوظ اور دیرپا رہے گا۔

بعض قدما کی راے ہے کہ ہر ایک مٹکے مین دو دو مٹھی کشمشین جو ایک دن اور رات لوہے کے بیل اور سرکہ مین بھگو کر صاف کر لی گئی ہون ڈال دیجائین یا دو دو مٹھی چونا ڈال دیا جاے تو اس سے بھی شیرہ کی حفاظت ہوگی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ نصف قفیز میتھی سکھلا کر کوٹی جاے اور پھر اوسکا سفوف شیرہ کے مٹکون مین ڈالدین تو شیرہ خرابی سے محفوظ رہے گا۔

یا لوہا گرم کر کے شیرے مین بجھایا جاے یا بھونا ہوا مازو یا انگور کی شاخون کی راکھ بقدر نصف قفیز لیکر ہم وزن پانی مین ملائی جاے اور شیرہ مین ڈال دیجاے تو کوئی فساد اوسمین پیدا ہونے نہ پائیگا۔

آپ ہی کی راے ہے کہ اگر کسی مٹکہ کے شیرہ کے بگڑنے کا خوف پیدا ہوا ہو تو اوسکو قدیم ظرف سے نتھار کر دوسرے ظرف مین جو قار کا روغن کیا ہوا ہو منتقل کر لیا جاے اور جس کوٹھری مین وہ مٹکہ رکھا ہوا تھا اوسکو بھی بدل دیا جاے تو فساد پیدا نہ ہونے پائیگا۔

آپ فرماتے ہین کہ اگر مقامی سردی یا گرمی سے بگڑنے کا اندیشہ ہو تو نقل مقام اولے ہے یعنی سرد مقام کا شبہ ہو تو گرم مقام مین منتقل کرو۔ یا گرمی کا شبہ ہو تو سرد مقام تجویز کرو۔

آپ ہی کی راے ہے کہ اگر سیتا سپیاری کا پھل یا اوسکی لکڑیان جلا کر راکھ بنالین پھر اوس راکھ کو پرانے شیرہ مین گھولکر مٹکہ مین ڈالدین تو اوس سے بھی شیرہ کا فساد دفع ہوگا اور وہ بگڑنے نہ پاے گا۔

اور جب کہ کالے چنے لیکر کوٹے جائین اور اونکا سفوف شیرۂ انگور مین گھولکر مٹکے مین ڈالدیا جاے تو وہ بھی فساد کا مانع ہوگا۔ مگر اس طریقہ پر جو شیرہ محفوظ کیا گیا ہو

اوسکے پینے والے کو اکثر سلس البول کا عارضہ ہوا ہے لہذا اس طریقہ سے احتراز اولے ہے۔ جب کہ موم اور قار دونوں کو پگہلا کر مخلوط کر لیا جاے اور پہر مجموعہ کو شیرۂ انگور مین ملا دیا جاے تو یہ تدبیر بہی شیرہ کی حفاظت کے لئے مفید ہے لیکن شیرہ کا ذائقہ اس سے کسی قدر بدل جاتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ہمکو چند نسخے مرکب دواؤن کے ملے ہین جنکے استعمال سے شیرۂ انگور کی حفاظت ہوتی ہے جنکو ہم ذیل مین بیان کرتے ہین۔

(پہلا نسخہ) (۱) ایلوا۔ . . . . ۱۳ مثقال

(۲) حماما۔ (جسکو فارسی مین مایلو کہتے ہین) . . . ۱۳ مثقال

(۳) سنبل الطیب (جسکو فارسی مین آیکے لالہ اور ہندی مین چہڑ وبال چہڑ کہتے ہین) ۱۳ مثقال

(۴) مُر (یہ ایک مغربی درخت کا جما ہوا پانی ہے جو نہایت کڑوا ہوتا ہے) ۱۳ مثقال

(۵) لبسباسہ . . . . ۲۶ مثقال

(۶) سانج ہندی۔ . . . . ۲۶ مثقال

(۷) کشنہ (جسکو عربی مین کشنج کہتے ہین اور اُردو مین سانپ کی چہتری) ۷ مثقال

ان ساتون دواؤن کو مخلوط کرکے کوٹین اور سفوف بنا کر رکہہ لین پہر جبکہ انگور کے شیرہ کو اوسکے ظرف سے نکالکر صاف کیا جاے تو اوسوقت ہر ایک ظرف کے اندر اس سفوف کی ایک ایک پوٹلی اوسکے سرپوش سے باندہکر لٹکائین اور ۳ دن تک اوسمین رہنے دین جسکے اثر سے شیرہ دیرپا ہوگا۔

(دوسرا نسخہ) (۱) زعفران . . . . ۱۲ درم

(۲) علک سفید صاف شدہ۔ . . . . ۲۴ درم

(۳) سانج ہندی۔ . . . . ۱۰ درم

ان تینون ادویہ کو خوب کوٹ کر مخلوط کر لیا جاے اور اونکے مجموعہ سے شیرۂ انگور کے

ہر ایک ظرف مین جبکہ دردی سے علٰحدہ کرکے اوسکو صاف کرلیا گیا ہو - دو دو چمچے
اس دوا کے ڈال دین جسکے اثر سے شیرہ فساد سے محفوظ رہے گا - اور دیرپا ہوگا نیز فوائد
اسکے اثر سے شیرے کا رنگ - علک کی وجہ سے اوسکی پختگی اور سانج ہندی سے اوسکی
خوشبو بہی عمدہ ہو جاوے گی -

(تیسرا نسخہ) (۱) کردمانہ (جسکو فارسی مین کرم دانہ کہتے ہین) - ۱

(۲) اصل السوس یعنی ملہٹی - ۱

(۳) شستہ جو خالص اور شیرین ہو ۱

(۴) سنبل الطیب (چہڑ وبال چہڑ) ۱

(۵) بسباسہ (جاوتری) ۱

(۶) دارچینی ۱

(۷) پرسیاوشان (جسکو ہندی مین ہنس راج کہتے ہین) .. ۱

(۸) ورق اسباذری (جسکا ہندی نام پاپڑی لون ہے) ... ۱

(۹) قسط (عود ہندی) ۱

ان نو دواؤن سے متساوی لیکر سب کو مخلوط کرکے کوٹین اور چہان کر اونکا سفوف
بنا لین اور شیرۂ انگور کے ہر ایک ظرف مین ایک ایک چمچہ اس سفوف سے ڈال دین
جسکے اثر سے شیرہ محفوظ رہے گا اور بگڑنے نہ پاوے گا -

(۱۶) عمدہ اور خراب شیرون کی علامتین - صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ ہم چند ایسی
علامتین بیان کرتے ہین جن سے عمدہ اور خراب اور دیرپا اور جلد بگڑنے والے
شیرون کی کیفیت معلوم ہوسکتی ہے - اس خاص مقصد کے لئے دردی کو شیرۂ خالص
سے جدا کرکے دوسرے ظرف مین ڈال دو - اور ایک سرپوش سے اوس ظرف کو
چہہ دن تک بند کرکے رکہہ چہوڑو - پہر اوسکو کہول کر دردی کو دیکہو - اگر اوسمین سے بدبو

تو نے لگے یا اوسمین پستو پیدا ہو گئے ہون تو سمجھ لو کہ خالص حصہ بھی جلد بگڑنے والا ہے
اگر دردی اچھی حالت مین پائی گئی تو خالص شیرہ بھی عمدہ حالت مین رہنے والا ہے۔

بعض تجربہ کار ایک بانس کی نلی کو مٹکے مین ڈبوتے ہین جب وہ اوسکی تہ مین پہونچ جاتی ہے تو اپنے مُنہ سے دردی کو کھینچتے ہین۔ اگر دردی کا مزہ اچھا پاتے ہین تو سمجھ لیتے ہین کہ شیرہ عمدہ ہے اگر دردی بدمزہ ہو گئی ہے تو شیرہ کی خرابی پر یقین کر لیتے ہین۔

بعض قدما کی راے ہے کہ تھوڑا سا شیرہ کسی مٹی کے ظرف مین لیکر اوسکو آگ پر جوش دین جب جوش کھانے لگے تو چولہے سے اُتار کر ٹھنڈا کر لین اور پھر چکھ کر دیکھین اوس کے مزہ سے خوبی اور فساد فوراً معلوم ہو جاویگا۔

قسطوس کی راے ہے کہ مٹکہ کے سرپوش کو سونگھ کر دیکھنا بھی کافی ہے۔ جو شیرہ جلد خراب ہونے والا ہے اوسکے سرپوش مین خوشبو نہ ہوگی۔

کبھی شیرۂ انگور کا حال اوسکو صاف کرنے کے بعد اوسکے کف کے رنگ سے دریافت کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر کف ارغوانی رنگ کا ہے تو یہ علامت شیرہ کی دیرپائی کی ہے اگر مٹیالے رنگ کا ہے تو وہ شیرہ خراب قسم کا ہے اگر کف کا رنگ سرخ یا سیاہ ہے تو یہ علامت شیرہ کے بنیلے پن کی ہے۔ اگر کف جمع ہو کر تمام مٹکے کے مُنہ پر چھا گیا ہے یا اکثر حصہ پر چھایا ہوا ہے تو یہ اوس شیرہ کے جلد ترش ہو جانے کی علامت ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ کبھی شیرہ کی کیفیت ثمرہ سے دریافت ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر ثمرۂ انگور سے شیرہ نچوڑنے وقت سریش کی طرح ہاتھون سے چمٹ جاوے تو سمجھ لو کہ وہ شیرہ عنقریب ترش ہو جاویگا۔

اگر نچوڑنے کے وقت شیرہ گاڑھا نظر آوے تو یہ علامت اوسکے دیرپا اور عمدہ ہونیکی ہے

اگر شیرین اور پتلا معلوم ہو تو سمجھہ لو کہ وہ جلد خراب ہو جاے گا۔ پہر آپ فرماتے ہین کہ کبھی شیرے کی حالت اوسکے ظرف پر ہاتہہ رکہنے سے معلوم کیجاتی ہے۔ پس اگر شیرہ کا ظرف اوسپر ہاتہہ رکہنے سے گرم یا شیر گرم معلوم ہو تو اوسکا شیرہ جلد خراب ہونے والا ہے۔ اگر ٹہنڈا معلوم ہو تو دیرپا ہے۔

لائق مؤلف فرماتے ہین کہ اگر ماہ نیسان مین شیرہ چکہنے سے گرم معلوم ہو تو سمجہہ لینا چاہیے کہ بہت جلد بگڑنے والا ہے اگر اسی مہینہ مین ذائقہ مین ٹہنڈا معلوم ہو تو جان لو کہ دیرپا ہے۔

پہر آپ نے لکہا ہے کہ اگر مٹکے کا سرپوش خشک نظر آے تو اوسکے اندر کا شیرہ عمدہ اور دیرپا ہوگا اگر نم دار نظر آے تو یہ اسکی علامت ہے کہ اوسکے اندر کا شیرہ خراب ہوگیا ہے۔

بعض تجربہ کار مٹکے کے اندر ہاتہہ ڈالکر اوسکے نصف شیرہ تک لیجاتے ہین اور پہر ہاتہہ کو نکال کر سونگہتے ہین۔ ترش بو آے تو سمجہہ لیتے ہین کہ شیرہ بگڑ چلا ہے۔ ورنہ اوسکو اچہی حالت مین قیاس کر لیتے ہین۔

قسطوس کی راے ہے کہ تہوڑا سا شیرہ مٹی کی ہنڈیا مین لیکر اوسکا مُنہ بند کرو۔ اور تین دن تک اُس ہنڈیا کو پانی مین رکہہ چہوڑو۔ پہر اوسکو نکال کر شیرہ کو چکہو۔ اگر مزہ درست ہے تو شیرہ عمدہ قسم کا ہے اور مزہ بگڑ چکا ہے تو سمجہہ لو کہ وہ متغیر ہو چلا ہے۔ کبھی یہ کرو کہ ایک ظرف مین صاف ریتا لیکر کسی قدر شیرہ اوسپر ڈالو جب وہ ریتا شیرہ کو پی لے تو پہر شیرہ اوس سے نچوڑ کر صاف کرکے چکہو اگر اوسکا مزہ اچہا ہے تو سمجہو کہ شیرہ بہی اچہا ہے اگر مزہ بگڑ گیا ہے تو جان لو کہ شیرہ خراب ہو گیا ہے۔

صاحب **فلاحۃ رومیہ** کا قول ہے کہ سیسے یا تانبے یا رانگ کی تختیان پتلی پتلی تیار کرو جنکا طول و عرض تین تین اُنگل ہو۔ اور اونکو مٹکے مین موم کے سہارے

سے اس طرح پر جما دو کہ وہ شیرے سے ملنے نہ پائین یا سرپوش کی اندرونی سقف مین چپکا دو۔ پہر مٹکے کو بند کردو ۴۰ دن کے بعد اون تختیون کو نکال لو۔ اگر وہ سیسے کی تختی ہے اور سفید رنگ ہوگئی ہے اور کوئی چیز مثل سفیدی کے اوسپر جم گئی ہے تو یہ علامت اسکی ہے کہ شیرہ قریب بگڑنے والا ہے۔ اگر وہ تختی رانگ کی ہے تو بحالت فساد شیرہ اس پر کوئی چیز مثل سریش کے چمٹی ہوئی معلوم ہوگی۔ اور اوسکا مزہ ترش ہوگا۔ اور اگر وہ تختی تانبے کی ہے تو خرابی شیرہ کی علامت اوسپر مثل غدود اور مستون کے دانہ دار نظر آئیگی جسکی بو مکروہ ہوگی اگر ان تختیون کی حالت متغیر نہین ہوی تو یہ علامت اوس شیرہ کی خوبی اور دیرپا ہونے کی ہے۔

(۱۷) بدمزہ شیرہ کی اصلاح کا طریقہ

قسطوس کا قول ہے کہ اگر کسی مٹکے کا شیرہ بدمزہ ہوجاے تو اوسکی اصلاح کی آسان تدبیر یہ ہے کہ عمدہ بالو لیا جاے اگر بالو نہ ملے تو دہوپ مین خشک کی ہوی مٹی لیکر ایک چہوٹے سے ظرف مین مُنہ تک بہر دیجاے۔ پہر اوسکے مُنہ کو خوب اچہی طرح پر بند کرکے اوس پر ایک رسّی باندہی جاے پہر اوس رسّی کے ذریعہ سے اوس ظرف کو شیرے کے مٹکے مین آہستگی کے ساتہ اُتار دیا جاے تاکہ اوسکی تہ مین پہونچکر ٹہہر جاے ایک رات اور ایک دن کے گزرنے کے بعد اوس شیرۂ انگور کو کسی صاف ظرف مین بدل دیا جاے اس تدبیر سے شیرہ کا فساد دفع ہوجائیگا۔

(۱۸) ترش شیرہ کا علاج۔

قسطوس کا قول ہے کہ جبکہ انگور کا شیرہ ترش ہوجاے تو اوسکا علاج یہ ہے کہ مٹی کے کورے اور نئے ظرف مین میٹہا اور ٹہنڈا پانی بہرکر اوسکا مُنہ جلے ہوے چمڑے سے بند کردیا جاے اور اوس چمڑے کے وسط مین ایک سوراخ رکہا جاے جس مین اُنگلی داخل ہوسکے پہر اوس ظرف کو ترش شیرہ کے ظرف مین لٹکا دیا جاے اس طرح کہ اوسکی تہ مین جاکر ٹہہر جاے جب اس عمل پر تین دن گزرین تو پہر اوسکو نکالکر اوسکا پانی پہینک دیا جاے اور دوبارہ نیا پانی ڈالکر وہی عمل کرین جو پہلی دفعہ کیا گیا تہا۔ پہر تین دن

مین پانی بدلکر بہی عمل برابر جاری رکہنا چاہیے۔ اس عمل کا فائدہ یہ ہے کہ لٹکا یا ہوا ظرف شیرہ کی ترشی کو بتدریج چوس لیگا اور اوسکا پانی ہر تبدیل کے وقت سرکہ ہجائیگا۔

(۱۶) شیرہ کی بو دفع کرنے کی تدبیر۔ صاحب فلاحتہ یونانیہ فرماتے ہین کہ جب شیرہ مین مقامی گندگی یا اور کسی وجہ سے بدبو پیدا ہوجاے تو درخت انار کے پتے لیکر کوٹے جائین اور اوس مین سے ایک مٹہی لیکر اوسکا دسوان حصہ ہر ایک گہڑے مین ڈالکر چار دن تک رہنے دین پہر شیرہ کو اوس ظرف سے دوسرے ظرف مین منتقل کرین امید ہے کہ اس تدبیر سے بدبو بالکل دفع ہوجاے۔

بعض قدما کا قول ہے کہ مٹی کا کورا ظرف لیا جاے اور اوسمین میٹہا پانی بہر کر شیرۂ انگور کے مٹکے مین شیرہ کے اندر اس طرح لٹکا دین کہ وہ اوس مٹکے کی تہ مین ٹہہر جاے پہر چہہ دن کے بعد اوسکو نکال لین اس عمل سے اوس نکالے ہوے ظرف کا پانی بدبودار ہوجائیگا اور شیرہ کی بدبو دفع ہوجائیگی۔

بعض تجربہ کارون کی راے ہے کہ مٹی کا کورا ظرف لیکر آگ پر تپا لین جب وہ خوب گرم ہوجاے تو اوسکو بدبودار شیرہ کے مٹکے مین ڈال دین اس عمل سے بہی شیرہ کی بدبو جاتی رہے گی۔

قسطوس کا قول ہے کہ جو کی گرما گرم روٹی پکاؤ پہر اوس کو ایک قفیز کے اندازہ مین ایک زنبیل مین بہر کر بدبودار شیرہ کے ظرف مین تین دن تک لٹکاے رکہو جس سے شیرہ خوشبودار ہوجائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تازہ پنیر بنایا جاے تو اوسکے پانی مین سے تہوڑا سا پانی ہر ایک مٹکے مین ڈال دین یا اجمود کے پتے لیکر اونکو خشک کرنے کے بعد کوٹ لین اور پہر اوسکی ایک مٹہی کا دسوان حصہ ناقص شیرہ کے مٹکے مین ڈال دین۔ ان تدابیر سے شیرہ کی بدبو دفع ہوجاے گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض لوگ درخت غرب (جسکو عربی مین اسفیدار۔ فارسی مین بدہ و ناردن۔ بربری مین درخت بر کہتے ہین) کی لکڑیان سکہلا کر کوٹ لیتے ہین۔ اور شیرۂ انگور کے گہڑے مین اوسکی ایک مٹہی کا دسوان حصہ ڈال دیتے ہین۔ جس سے بدبودار شیرہ اصلاح طلب پذیر ہو جاتا ہے۔

(۲۰) شیرۂ انگور کی کدورت دفع کرنے کا طریقہ۔ **قسطوس** کا قول ہے کہ جبکہ شیرۂ انگور گدلہ اور مکدر ہو جاے تو مرغی کے تین بیضے لیکر اونکی سفیدی کو زردی سے جدا کرو۔ اور پہر سپیدی مین کسی قدر نمک اور طلا چہڑک دو۔ پہر انڈے کی سپیدی کو نمک اور طلا سے حل کرکے اوسکے تین حصہ کرو۔ اور ہر ایک حصہ مکدر شیرے کے ایک ایک مٹکے مین ڈال دو (واضح ہو کہ ایک مٹکا ۱۰ گہڑن کے برابر ہوتا ہے) پہر اون پر سرپوش ڈہانپ کر بند کردو۔ جب ایک دن اور ایک رات گزر جاے تو وہ شیرہ صاف ہو جائیگا اور کدورت باقی نہ رہے گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جبکہ زیتون کے پتون کو پانی مین جوش دیا جاے اور ایک ثلث جل کر دو ثلث باقی رہ جاے تب اوسکا ایک ثلث مکدر دس گہڑون مین ملا دیا جاے تو اس تدبیر سے وہ شیرہ صاف ہو جائیگا۔

(۲۱) شیرہ کے مزے اور خوشبو کو بڑہانے کی تدبیر۔ **صاحب فلاحتہ یونانیہ** فرماتے ہین کہ شیرۂ انگور کا مزہ اور خوشبو بڑہانا مقصود ہو تو مناسب ہے کہ درخت مورد کے بیج لیکر کوٹ لین پہر شیرۂ انگور کو دردی سے صاف کرکے علحدہ کرلین۔ جب اوسکا جوش ٹھہر جاے تب اوسکے پانسو مشکون مین ایک قفیز اس سفوف مین سے ملا دین پہر مشکون کو بند کرکے دس دن تک چہوڑ دین اس تدبیر سے خوشبو پیدا ہوگی اور شیرہ کا مزہ بڑہ جائیگا۔ اگر مزے اور بو کو۔ اور زیادہ عمدہ بنانا چاہو تو میٹہا سیب یا ناشپاتی یا درخت سرو کے پتون کو کسی ظرف مین ایک دن اور رات تک بہگو دین۔ پہر اوس پانی کو صاف کرکے رکہ لین۔ شیرۂ انگور کے استعمال کیوقت اس پانی سے تہوڑا سا اوسمین شریک کرکے پی لین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ خوشبودار چیزون مین سے کسی ایک کو شیرۂ انگور کے مٹکے مین اندر کیجانب مل دو۔ اور چار یا پانچ دن تک اوس ظرف کو اسی حال پر رہنے دو پہر اوسکو دہوکر خشک کرنے کے بعد شیرۂ انگور اوسمین بہر دو۔ اس عمل سے اوس شیرہ کی بو اور مزے مین ترقی ہوجائیگی۔

نیز آپ کا قول ہے کہ خوشبودار چیزون مین سے ایک یا چند اقسام کو لیکر باہم ملا دین اور پہر اونکو کوٹ کر کتان کے کپڑے مین باندہ دین اور شیرۂ انگور کے ظرف یا اوسکے سرپوش مین اس طریقہ پر لٹکا دین کہ وہ پوٹلی شیرہ سے ملنے نہ پاسے۔ پہر کچہ دنون کے بعد اوسکو نکال دین اس عمل سے شیرہ نہایت خوشبودار ہوجائیگا۔

(۲۲) نئے شیرے کو پرانا بنانے کی تدبیر۔ **قسطوس** کا قول ہے کہ انگور کا پرانا شیرہ بہ نسبت نئے کے قیمتی اور لطیف اور خوشبودار اور پرذائقہ ہوتا ہے۔ پس نئے شیرہ کو پرانے کا قائم مقام بنانے کے لئے یہ تدبیر ہے کہ بادام تلخ اور وہ دوا جسکا نام رومی زبان مین آخین ہے اور درخت سیتا سپیاری کے پتے اور بہونی ہوئی میتہی ان چارون کو ہم وزن لیکر مخلوط کرلو۔ اور کوٹو پہر اسکے سفوف سے ہر دس گہڑون مین دس مثقال کی مقدار مین ملا لو۔ پہر اون پر سرپوش ڈہانپ کر پندرہ دن تک چہوڑ دو جسکے بعد وہ شیرہ جمیع صفات مین پرانے شیرے کے قائم مقام ہوجائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ایک پرانا مٹکا لو جسمین پرانی دردی رہ گئی ہو۔ اور اسکے اوپر کا حصہ توڑ کر نکال دو۔ اور باقی ماندہ حصہ کو معہ دردی کے کوٹ کر باریک کردو۔ پہر اوس سفوف مین سے ایک قفیز کے بقدر دس گہڑے نئے شیرے مین ملا دو۔ اور اون سب پر سرپوش ڈہانپ کر ۵ ادن تک رکہہ چہوڑو جس سے تمہارا مقصد حاصل ہوجاسے گا۔

آپ ہی نے کہا ہے کہ شیرۂ انگور کی دردی لیکر ایک ہانڈی مین پکائی جاسے جب وہ جلکر سوکہہ جائے تو اوسوقت اوس ہانڈی کو کوٹ کر ہر دس گہڑونمین اس سفوف سے بقدر ایک قفیز ڈالدو۔ اور اُن گہڑون کو بند کرکے ۱۵ دن اور رات رکہہ چہوڑو۔ اس ترکیب سے بہی تمہارا مقصد حاصل ہوجائیگا۔

آپ فرماتے ہین کہ وہ دوا جسکو فارسی مین سانس کہتے ہین آٹھہ مثقال کے ہم وزن لو اور اوسمین ملہٹی بقدر چوبیس مثقال اور ایلوا بقدر سولہ مثقال ملاکر مجموعہ کو کوٹ کر چہان لو پہر اسمین سے دو چمچے ہر دس گہڑون مین ملا دو۔ اس طریقہ سے نیا شیرہ پرانے کے مماثل ہوجائیگا

(۲۳) اون علامتون کا بیان جنسے معلوم ہوجاسکے کہ شیرہ مین پانی ملا ہوا ہے۔

قسطوس کا قول ہے کہ نئے شیرۂ انگور مین چند خام ناسپاتیان ڈال دیجائین۔ اگر شیرہ مین پانی ملا ہوا ہے تو وہ ظرف کی تہ مین بیٹہہ جائینگی اور اگر خالص ہے تو سطح شیرہ پر تیرتی رہینگی۔

اگر شیرۂ انگور ایک سال کا رکہا ہوا ہے تو اوسکے ظرف مین پختہ سیب ڈال دو۔ اگر وہ تہ مین بیٹہہ گیا تو جان لو کہ اوسمین پانی ملا ہوا ہے اور اگر اوپر تیرتا رہا تو سمجہہ لو کہ خالص ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ پیڑے کی نے یا اوسکے پتون کی جہتی کو لیکر اوسپر کسی تیل کی مالش کیجاے۔ پہر اوسکو صاف کرکے شیرۂ انگور مین ڈبوکر تہ نشین کردین۔ پہر فورًا نکال لین اگر اوس شیرہ مین پانی ملا ہے تو اوسپر رطوبت کے آثار ظاہر ہونگے والا فلا۔

صاحب **فلاحتہ** رومیہ کا قول ہے کہ جس شیرے کو جانچنا مقصود ہو تو اوس مین سے تہوڑا سا شیرہ مٹی کے ایک کورے ظرف مین ڈالکر لٹکا دیا جاے۔ پس اگر اوس سے رطوبت ٹپکے تو جان لو کہ اوسمین پانی ملا ہوا ہے اور اگر رطوبت ظاہر ہوکر نہ ٹپکے تو وہ شیرہ خالص ہے۔

نیز آپ ہی نے فرمایا ہے کہ شیرۂ انگور کو جوش دو۔ جب وہ کہولنے لگے تو اوسکو مٹی کے ایک پختہ ظرف مین لیکر اوس ظرف کو اوسکے مُنہ تک تحت الثرا مٹی مین دفن کردو۔ اور مُنہ کہلا ہوا رکہو۔ ۳ دن کے بعد اگر وہ ترش سرکہ ہوگیا تو سمجہہ لو کہ اوس مین پانی ملا ہوا ہے و۔ الا فلا۔

پہر آپ فرماتے ہین کہ پختہ چونے کے پتہر پر شیرہ کو ڈال کر دیکہو اگر چونے کا ڈہیلا پہٹ جاے تو شیرہ مین پانی ملا ہوا ہے اور اگر نہ پہٹے بلکہ جگر منقبض ہوکر رہجاے تو خالص ہے۔

آخر پر آپ نے لکہا ہے کہ ایک ہانڈی مین تیل یا گہی لیکر اوسکو جوش دین۔ پہر اوس پر

ایک چھینٹا اوس شیرہ کا دین اور دیکھین اگر اوس سے کف نکلنے لگے تو وہ مخلوط ہے ورنہ خالص۔

(۴۴) پانی کو انگور کے شیرہ سے جدا کرنیکے تدابیر | قسطوس کا قول ہے کہ جب شیرۂ انگور مین پانی ملا ہوا ہو تو اوسکو شیرہ سے جدا کرنا ایک نازک کام ہے۔ پس تم ایک پتھر کو جسکا نام رومی زبان مین الدا اور فارسی مین حرابہ ہے۔ شیرہ کے ظرف مین ڈال کر اوس ظرف کا منہ موسے بادل سے بند کردو۔ اس تدبیر سے تمام پانی اوس شیرہ کا اڑکر خالص شیرہ رہجاے گا۔

دوسری تدبیر یہ ہے کہ موے بادل کا ایک ٹکڑا لو۔ اور اوسکو تلون کے تیل مین ڈبا کر سچوڑ لو۔ پھر اُس سے شیرۂ انگور کے ظرف کا منہ بند کردو۔ شیرہ کا تمام پانی موے بادل مین آجاے گا اور شیرہ خالص رہ جاے گا۔

(۴۵) شیرہ کا رنگ بدلنے کا طریقہ۔ | قسطوس کا قول ہے کہ اگر تم سفید شیرے کو سیاہ یا سیاہ کو سفید بنانا چاہو تو دو مثقال کے وزن مین عمدہ نمک لیکر سفید انگور کی شاخون کی راکھہ مین اوسکو ملا لو۔ اور پھر اس مجموعہ کو باریک پیسکر مخلوط کرو۔ پھر سیاہ شیرۂ انگور کے دس گھڑون مین اوسکو ڈال دو۔ اور چالیس دن تک روزانہ اوسکو ایک مرتبہ کسی صاف لکڑی سے ہلایا کرو۔ اس عمل سے سیاہ شیرہ سفید ہو جاے گا۔ اور اسی طرح اگر درخت انگور کی شاخون کی راکھہ کے ساتہ سفید جو کا آٹا مخلوط کرکے چھان لین اور پھر اوسکو سیاہ انگورون پر چھڑک دین تو اون پر سفیدی محسوس ہونے لگے گی اور اُن سے سفید شیرہ نکلے گا۔

اگر تم بقدر نصف تغیر سیاہ انگور کی شاخون کی راکھہ لیکر چھان لو۔ اور اوسکو سفید شیرے مین ڈالکر چالیس دن تک ہر روز ایک مرتبہ اوسکو لکڑی سے ہلایا کرو تو وہ شیرہ سیاہ ہو جاے گا۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ سیاہ یا سرخ شیرے یا سرکے کو سفید بنانے کی تدبیر یہ ہے کہ اوسکو قرع مین ڈالین اور کچھ اوچہار کھین یعنی قرع کو شیرے یا سرکے سے بالکل بھر دین پھر قرع پر انبیق کو خمیری آٹے یا بھیگے ہوے کپڑے سے مضبوطی کے ساتھ جمائین۔ اور انبیق کے ٹپکنے کے مقام کے نیچے ایک ظرف رکھدین جسکا نام عربون سے قابلہ کہا ہے اور نرم آنچ سے اوسکو مقطر کرین جب بقدر نصف مقطر ہو جائیگا تو ٹپکنا موقوف ہو جائیگا۔ ٹپکے ہوے نصف کا رنگ نہایت سفید ہوگا اور نصف باقی جو قرع مین رہ گیا ہے۔ وہ بدستور اپنے اصلی رنگ پر رہے گا۔ واضح ہو کہ جسطرح مقطر سرکہ کی ترشی تیز اور اوسکی لطافت بڑھجاتی ہے اوسی طرح مقطر شیرہ بھی بہت لطیف ہو جاتا ہے اور اوسکی رطوبت اور غذائیت کم ہوجاتی ہے جسکے استعمال سے پیشاب زیادہ آنے لگتا ہے۔

(۲۶) تھوڑا سا شیرہ بڑی جماعت کے لئے کافی ہونے کا طریقہ

قسطوس کا قول ہے کہ ایک درخت ہے جس کا نام رومی زبان مین ہلابہ ہے اس درخت کی جڑین اور پتے لیکر کوٹین اور مخلوط کرین پھر اوسکو شیرۂ انگور مین ایک رات دن ڈالے رکھین۔ جب اس شیرہ کو چھان کر اوسمین بہت سا پانی ملایا جاے گا تو بغیر کسی بدمزگی کے بڑی جماعت کے استعمال کے لئے کافی ہو جائیگا۔

(۲۷) زہر ملے ہوے شیرہ کی اصلاح کا طریقہ

صاحب فلاحۃ رومیہ فرماتے ہین کہ بدینوجہ کہ شیرۂ انگور کا مزا اور اوسکی بو قوی ہوتی ہے لہذا اوسمین زہر ملنے کی حالت مین انسان اوسکو چکھنے یا سونگھنے سے مطلق نہین پہچان سکتا۔ اگر کسی شیرہ مین شبہہ ہو تو احتیاط اسی کی مقتضی ہے کہ تم اوسکو ہرگز نہ پیو۔ لیکن اگر پینا چاہو تو لوہے کا برادہ بقدر ایک مٹھی کے اوس شیرہ مین ملادو۔ یہ برادہ زہریلے اثر کو چوس لیتا ہے۔ اور شیرہ کو صالح بنا دیتا ہے اگر یہ برادہ دستیاب نہ ہوسکے تو گیہون کی گرم روٹی لیکر اوسکے باریک باریک ریزے کر لو پھر اوس سے بقدر ایک قفیز کے مشتبہ شیرہ کے دس

گہڑون مین ملا دو۔ زہرآمیختہ شیرۂ انگور کے لئے یہ بہی تریاق ہے۔

(۴۸) شیرۂ انگور کی بو چہپانے کا طریقہ

قسطوس فرماتے ہین کہ شیرۂ انگور خواہ کم پیو یا زیادہ اوسکی خوشبو سے دوسرا شخص واقف ہو جاے گا۔ اگر استعمال کرنے والے کو اوسکا اظہار مقصود نہو تو پہاڑی ملہٹی تر ہو یا خشک کسی قدر چبا لینا چاہئے۔ جسکے بعد شیرۂ انگور کی بو نہ معلوم ہوگی۔

یہی اثر سُعد کے چبانے مین بہی ہے۔ جسکو ہندی مین موتہہ اور فارسی مین مشک زیر زمین اور عربی مین قراح الجمل کہتے ہین اسکے تین چار دانے چبا لینے سے شیرۂ انگور کی بو دفع ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اگر چند پتّے سداب کے مُنہ مین رکہہ لین تو اوسوقت بہی شیرۂ انگور کی بو جاتی رہے گی اور ان سب سے زیادہ قوی ایک دوا ہے جسکا نام جناح ہے اسکی تاثیر یہ ہے کہ شیرۂ انگور پینے کے وقت اوسکو مُنہ مین لیکر ایک طرف سے دوسری طرف پہرایا جاے اور جو کچہ اوس سے تحلیل ہوتا رہے اوسکو گلا جاے جس سے شیرۂ انگور کی بو بالکل باقی نہ رہے گی۔

اسی طرح جب کہ شیرۂ انگور کا پینے والا چند گہونٹ روغن زیتون کے پی لے تو اُسکے شیرہ کی بو ظاہر نہ ہوگی۔

آپ فرماتے ہین کہ ہم شیرۂ انگور کی بو کو مکروہ سمجہہ کر اوسکے دفعیہ کے تدابیر کو نہین بیان کر رہے ہین بلکہ اون لوگون کے لئے ایک تدبیر دکہلا رہے ہین جنکو پی ہوی چیز کی بو مُنہ سے آنا مقصود نہین ہوتا۔

(۴۹) اوس شیرۂ انگور کی حفاظت کا بیان جو دریائی سفر مین ساتہہ رہے۔

قسطوس کا قول ہے کہ شیرۂ انگور کو دریائی آب و ہوا مضر ہے اور جلد بگڑ جاتا ہے پس اگر عرصہ تک اوسکو دریائی سفر مین ساتہہ رہنے کا اتفاق ہو تو اوسکی حفاظت خاص طریقہ سے کرنا چاہئے

یعنی زیتون کے ہرے پتے لئے جائین جنکی مقدار ہر دس گہڑون کے لئے چار تغیر کے ہم وزن ہو۔ پہر اون پتون کو کوٹ کر اونکے شیرہ کو جوش دین جب وہ اونٹ کر نصف رہ جاوے تو اوسوقت اوسکو صاف کرکے اوسکے ہم وزن عمدہ اور صاف شہد اوس مین ملایا جاوے پہر اس مجموعہ کو اول شیرہ انگور کے خالی ظرف مین ڈالکر اوسکے بعد اوسمین شیرہ بہر دین اور اوسکا مُنہ مضبوطی سے بند کرین اس عمل سے دریائی ہوا شیرہ کو متغیر نکریگی۔

(۳۰) شیرہ انگور کو بگاڑ دینے کا طریقہ۔ هرقوس نامے ایک عالم یونانی کا قول ہے کہ اگر تم مولی کو لیکر کوٹو اور پہر اوسکا عرق نچوڑکر شیرہ انگور کے دس گہڑون مین بقدر ایک ملوک ڈالدو تو تمام شیرہ اوسکے اثر سے فاسد ہو جائیگا۔

صاحب فلاحتہ یونانیہ فرماتے ہین کہ ہم نے شیرہ انگور کے بگاڑنے کا صرف ایک نسخہ اس باب کی جامعیت کے لئے لکھدیا ہے۔ صدہا نسخے ایسے ہین جنکے بیان کرنے پر سکوت کو ترجیح ہے اسلئے کہ خلائق کو ان تدابیر سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے

(۳۱) حفظ ماتقدم کیلئے ایک دہوکا بازی کا بیان۔ اگر کوئی شخص عمدہ قسم کا شیرہ چکہہ کر خرید کرنا چاہتا ہے تو اوسکو پنیر اور اخروٹ کی مدارات سے انکار کرنا چاہیئے جو بایع کیجانب سے ہو۔ جب پنیر یا اخروٹ کہاکر شیرہ انگور چکہین تو فاسد شیرہ کا ذائقہ بہی عمدہ معلوم ہوگا۔

نیز جس گہڑے مین شیرہ بھرا ہوا ہے اوسمین سے تہوڑا سا شیرہ نکال کر فاصلہ پرلے جاکر چکہنا چاہیئے۔ اسلئے کہ بعض دغا باز عمدہ شیرہ کو ایک کورے گہڑے مین بہرکر پہر نکال لیتے ہین اور اوسکے بعد خراب قسم کا شیرہ اوسمین بہر دیتے ہین۔ بدینوجہ کہ کورے گہڑے مین اعلے قسم کا شیرہ جذب ہو چکا ہے۔ شیرہ فاسدہ کی بو باس مشکل سے پہچانی جاسکتی ہے

(۳۲) ثمرہ انگور کے فضلہ سے کیا کام لیا جاسکتا ہے جو شیرہ نکال لینے کے بعد رہجاتا ہے۔ صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ ایک دفعہ ثمرہ سے عمدہ شیرہ حاصل ہونے کے بعد جو فضلہ رہجاتا ہے اوس سے بہی نفع حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اوسکو ایک سخت مقام پر جمع کرکے اوس پر پانی

چھڑک دیتے ہین اور ایک شبانہ روز کے بعد اوسکو کہندل کر اور نچوڑ کر پہر شیرہ نکالتے ہین۔ ایسا شیرہ روغنی ظروف مین بہر دینے کے بعد ۶۰ روز تک دہوپ کہانے سے قابل استعمال اور شیرین ہوجاتا ہے جسکو کسان اور مزدور اپنے استعمال کے لئے بہت پسند کرتے ہین فضلہ کو دہوپ ہین سکہلانے کے بعد جانورون کے چارہ مین شریک کردیا جاتا ہے۔ اور تخم سے تیل نکالا جاتا ہے جو روشنی کے لئے کام دیتا ہے۔

(۳۳) اُن امراض کا بیان جنکا علاج شیرہ انگور کی شرکت سے ہوتا ہے۔

(نسخہ نمبر ۱) صاحب فلاحۃ رومیہ کا قول ہے کہ پہاڑی گلاب سوکہا ہوا اور شبث (یہ ایک قسم کی ترکاری ہے) اور شہد اور زعفران کو مساوی وزن مین ملاکر کوٹا جاے اور کتان کے کپڑے مین اُنکی پوٹلی بناکر اوسکو شیرہ انگور مین ڈال دیا جاے اور پانچ دن کے بعد اوسکو نکال لین پہر اوس شیرہ کا استعمال درد معدہ اور آنتون کی ریاح غلیظہ اور خون گرانے والی کہانسی کو نافع ہوگا۔

(نسخہ ۲) شبث کے تہوڑے سے بیج لیکر کتان کے کپڑے مین باندہین اور اوس پوٹلی کو شیرہ انگور مین ڈال دین تو اوس شیرہ کا استعمال کہانے کو جلد ہضم کریگا۔ نیند لائے گا۔ پیشاب کی دشواری کو دفع کریگا اور محلل ریاح اور آنتون کے درد کو تسکین بخشے گا۔

(نسخہ ۳) قسطوس کا قول ہے کہ تہوڑی سی انیسون لیکر کتان کے کپڑے مین باندہو اور اوس پوٹلی کو شیرہ انگور مین پانچ روز تک پڑی رہنے دو۔ تو اوس شیرہ کے استعمال سے پیشاب کا رُکاو دفع ہوگا۔ اور وہ شیرہ اون سدون کو دفع کریگا۔ جو پتی اور آنتون مین پیدا ہوکر مرض یرقان کا سبب ہوتے ہین۔ نیز آنتون کے تمام درد اسکے استعمال سے دفع ہوجائین گے۔

(نسخہ ۴) قسطوس کا قول ہے کہ ایک گہڑے بہر شیرہ انگور مین بیس دانے ناشپاتی کے ڈال دین اور ۳ دن تک رہنے دین۔ تو اس شیرہ کا استعمال معدہ کو قوی اور رنگ کو

صاف کرے گا۔

(نسخہ نمبر ۵) قسطوس کا قول ہے کہ تہوڑی سی وہ دوا جسکو رومی زبان مین اسارون کہتے ہین لیکر کتان کے کپڑے مین اوسکو باندہو۔ پہر اوس پوٹلی کو پانچ دن تک شیرہ انگور مین ڈال رکہو۔ اس شیرے کے استعمال سے یرقان اور حبس بول اور اوس ریاح کو نفع ہوگا جو کمر مین پیدا ہو جاتی ہے اور بلغمی اور سوداوی بخارون اور جگر کے سُدون کو بہت فائدہ ہوگا۔

(نسخہ نمبر ۶) آپ ہی کا قول ہے کہ ایک مٹہی وہ ترکاری لو جسکو جبق کہتے ہین۔ جسکا نام ہندی مین جنگلی پودینہ ہے۔ پہر اوسکو تر ہو یا خشک مع پتون اور ڈنڈیون کے گہڑے بہر شیرہ انگور مین ملا کر جوش دو جب اوسکے دو حصے جلکر ایک حصہ شیرہ کا باقی رہ جاے۔ تب اوسکو صاف کر کے کانچ یا مٹی کے روغنی ظرف مین بہر لو۔ اس شیرہ کے ایک رطل کا استعمال سانپ اور نیز دوسرے زہریلی جانورون کے کاٹے ہوے شخص کو نفع بخشے گا اور موسم سرما کے صدمہ پہونچانے والی سردی کے ضرر سے محفوظ رکہیگا معلوم رہے کہ یہ نسخہ حاملہ عورتون کے لئے مضر ہے جس سے اسقاط حمل کا اندیشہ ہے۔

(نسخہ نمبر ۷) آپ ہی کا قول ہے کہ درخت غار کے ثمرہ اور اوسکے پتون سے مٹہی بہر لیکر کتان کے کپڑے مین باندہ دین پہر اس پوٹلی کو گہڑے بہر شیرہ انگور مین پانچ دن تک ڈال رکہین۔ ایسے شیرہ کا استعمال حبس بول۔ درد سینہ۔ کہانسی پیچش اور خاص کر عمر رسیدہ لوگون کو نہایت نافع ہے۔ اور رحم کی بیماریون کو عموماً مفید او سانپون اور دیگر زہردار جانورون کے زہر کا تریاق اور کان کے درد کے لئے سریع الاثر اور دافع ہے۔

(نسخہ نمبر ۸) آپ ہی کا قول ہے کہ راز یانج کی پوٹلی جسکو ہندی مین سونف اور فارسی مین بادیان کہتے ہین کتان کے کپڑے مین باندہ کر شیرے مین ڈال دین اور چند دنون تک اسکو اوسی مین رہنے دین۔ پہر اوس شیرہ کا استعمال کرین جس سے معدہ نہایت

قوی اور کہانا جلد ہضم اور ریاحین تحلیل اور بینائی کو قوت حاصل ہوگی اور نزلہ اور کہنہ کہانسی کو نفع حاصل ہوگا۔

(نسخہ نمبر ۹) آپ ہی کا قول ہے کہ ایک قسم کی دوا ہے جسکا نام کبارہ ہے اسکی ایک پوٹلی کتان کے کپڑے مین باندہکر شیرۂ انگور مین ڈال دین اور پہر ادس شیرہ کا استعمال کرین تو یرقان اور درد معدہ اور موذی جانورون کے زہر کو دفع کریگا۔

(نسخہ نمبر ۱۰) آپ ہی کا قول ہے کہ جب اجمود اور قنطرا سالیون کو ملا کر کتان کے کپڑے مین باندہ دین اور اوسکی پوٹلی کو پانچ روز تک شیرہ انگور مین ڈال رکہین تو اوس شیرہ کے استعمال سے معدہ کو بڑا نفع ہوگا اور ریاحون کی تحلیل ہوگی اور بیخوابی جاتی رہیگی۔

(نسخہ نمبر ۱۱) آپ ہی فرماتے ہین کہ سداب کو کتان کے کپڑے مین باندہ کر پانچ روز تک شیرہ انگور مین ڈال رکہو۔ اوس شیرے کے استعمال سے زہردار کیڑون کے زہر کا اثر نہ ہوگا۔ لیکن کسی قدر خشکی بڑہجاے گی اور حاملہ عورتون کو ضرر کریگا۔

(نسخہ نمبر ۱۲) آپ ہی کا قول ہے کہ کسی قدر میتھی کو کتان کے کپڑے مین باندہ کر شیرہ انگور مین ڈال دو۔ اس شیرہ کے استعمال سے جگر کے امراض دفع ہونگے۔

(نسخہ نمبر ۱۳) آپ ہی کا قول ہے کہ ردبہ کو صاف کرکے کتان کے کپڑے مین اوسکی پوٹلی باندہکر شیرہ انگور مین ڈال دو۔ اس شیرہ کے استعمال سے معدہ ملین اور اجابت صاف ہوگی اور ہضم بڑہجائیگا

(نسخہ نمبر ۱۴) آپ ہی کا قول ہے کہ کرفس یعنی اجمود کے بیج لیکر کوٹے جائین اور پہر کتان کے کپڑے مین اونکو باندہکر شیرہ انگور مین ڈال دین۔ جب اس شیرہ کا استعمال ہوگا تو وجع مفاصل اور حبس بول اور عموماً سردی کی بیماریون اور آنتون کے درد کو نفع حاصل ہوگا۔

(نسخہ نمبر ۱۵) آپ ہی کا قول ہے کہ پہاڑی پودینہ کو سکہلا کر کوٹین اور گہونہر شیرہ

انگور مین اوسکو بقدر دو مٹھی کے ڈال دین اور ظرف کا مُنہ مٹی سے بند کردین تو چالیس دن مین اوسمین ایک خاص تاثیر پیدا ہوگی یعنی بچون کو دودہ پلانے والی عورتون کو اس شیرہ کا استعمال روزانہ بقدر ایک گھونٹ بہت نفع دیگا اور دودہ مین زیادتی ہوگی۔ اگر اسی شیرہ مین کسی قدر صاف شہد ملائین تو اوسکا استعمال سردی کی بیماریون سے محفوظ رکھیگا اور آنتون کو قوی کریگا اور ریاحین تحلیل ہونگی۔

(نسخہ نمبر ۱۶) آپ ہی کا قول ہے کہ ۳۰۔ انار شیرین جو ہنوز پختہ نہوے ہون لئے جائین پہر اوسکے دانون کو چہلکون کے ساتہ کوٹ لین اور شیرہ انگور کے پانچ گہڑون مین ملائین اور رکہہ چہوڑین۔ ایک مہینہ کے بعد وہ شیرہ عارضہ ہیضہ اور درد شکم کو نہایت نافع ہوگا۔

(نسخہ نمبر ۱۷) آپ فرماتے ہین کہ ایک خاص قسم کا شربت شیرہ انگور سے بنایا جاتا ہے جسکو رومیون نے سوداروسے موسوم کیا ہے اوسکے بنانے کی ترکیب یاد رکہنے کے قابل ہے۔

(۱) پورتیا۔ تر و تازہ ایک درہم کے وزن مین۔
(۲) سافوج ہندی جسکو ہندی مین پترج کہتے ہین۔ ایک " "
(۳) قسطین کے پتے۔ ڈیڑہ " "
(۴) کتہ۔ " " "

ان چارون ادویہ کو کوٹ کر چہان لو۔ پہر ایک گہرے بہر صاف شہد مین اوسکو ملا لو پہر اس مجموعہ کو پانچ گہڑے شیرہ انگور مین شریک کرو۔ اور ۲۰ دن تک رکہہ چہوڑو پہر اسمین سے بقدر نصف رطل لیکر گرم پانی مین ملاؤ۔ اور استسقا کے مریض کو پلاؤ۔ جسکو بہت نفع ہوگا۔ یہ شربت درد جگر اور ریاح بارد کو دفع کریگا اسکے استعمال سے بدن کا رنگ صاف اور جلادار اور پٹہون اور جوڑون کے لئے مقوی۔ ردی فضلات اور ہر قسم کی ریاحون کو دفع کریگا۔

(نسخہ نمبر ۱۸) آپ فرماتے ہین کہ ایک خاص قسم کا شربت شیرہ انگور سے تیار ہوتا ہے جسکا نام رومیون نے ابا دریس رکہا ہے۔ جو انسان کے لئے بہت مفید ہے۔ اجمود کے بیج بقدر ۳ درم اور سداب کے بیج اور پتے بقدر ایک درم لیکر دونون کو کوٹ لو۔ پہر اوسکے سفوف کو چہان کر خالص ایک گہڑے شہد مین ملا دو۔ پہر شیرہ انگور کے پانچ گہڑون کے ساتہ اوسکو مخلوط کرو۔ چوبیس دن کے بعد یہ شربت قابل استعمال ہوجاے گا جس مین سے روزانہ ایک رطل لیکر گرم پانی مین ملاکر استعمال کرسکتے ہین۔ تپ لرزہ کہنہ۔ استسقا۔ گردہ کے امراض۔ حبس حیض۔ حبس بول۔ آنتون کے ضعف اور ریاح کو دفع کرے گا۔

(نسخہ نمبر ۱۹) آپ ہی کا قول ہے کہ شراب الفلفل کے نام سے ایک مشہور شربت ہے جسکو قدما نے انسان کے لئے نہایت مفید کہا ہے۔ فرماتے ہین کہ کالی مرچون کو دہو کر سکہلا لو۔ پہر اون کو پیس کر بقدر ۳ درہم ایک گہڑے خالص شہد مین ملا دو۔ پہر اس مجموعہ کو چار گہڑے انگور سفید کے پرانے شیرہ مین مخلوط کرو۔ اور ایک مٹکہ مین بہر کر بیس راتون تک رکہہ چہوڑدو۔ پہر اسمین سے نصف رطل لیکر گرم پانی مین ملاکر استعمال کرسکتے ہین۔ یہ شربت بہت سے امراض کے لئے نافع ہے۔ کہانا جلد ہضم کرتا ہے۔ مصفی رنگ ہے اور سرد مزاج والون کو سردی کے ضرر سے بچاتا ہے اور بعض اخلاط کی عفونت کو روکتا ہے۔

(نسخہ نمبر ۲۰) آپ ہی کا قول ہے کہ ایک شربت ہے جسکو فارسیون نے مینجج کہا ہے اور طبیبون نے اسکو انسان کے لئے نہایت مفید تجویز کیا ہے۔ یہ اس طرح پر بنایا جاتا ہے کہ عمدہ قسم کے تیس دانے بہی کے لو۔ اور سخت لکڑی کے چہرے سے اونکو خراشو۔ پہر اونکے تخم نکال کر پہینک دو۔ اور شیرہ انگور کے ۳ گہڑون مین اونکو شامل کرکے خوب پکاؤ۔ جب دو حصے شیرہ کے جلکر ایک حصہ باقی رہ جانے تب اوسکو صاف کرکے

سیاہ مٹی کے ظرف مین بہرکر رکہہ چہوڑو۔ اسکا استعمال روزانہ آدہے رطل کے وزن مین ضعف معدہ اور امراض بارد کو دفع کرتا ہے خاصکر جب کہ اوسکو عود اور مصطگی اور سنبل الطیب اور قصب الذریرہ سے خوشبودار کیا گیا ہو تو اوسکا نفع دوبالا ہوجاتا ہے انسان اسکے استعمال سے حسین بن جاتا ہے۔ حرارت اصلی کو قوت بخشتا ہے اور اخلاط کی عفونت کو دور کرتا ہے۔ مقوی معدہ و جگر ہے۔

(ب) انگوری شکر کا بیان

(۱) انگور سے شکر بنانے کا طریقہ۔ برٹش انڈیا کے محکمۂ زراعت ممالک متحدہ آگرہ واودہ نے بذریعہ رسالہ معید المزارعین جلد ۱۲ نمبر ۸ مجریہ یکم مارچ ۱۸۹۷ء لکہا ہے کہ انگور کی شکر پختہ انگور سے بن سکتی ہے یعنی پختہ انگور کو سایہ مین خشک کرنے سے وہ چیز بنجاتی ہے جسکو ہم کشمش کہتے ہین۔ کشمش کو پہاڑ کر دیکہو تو اسمین متعدد سفید کرکرے ذرے نظر آئین گے۔ انکا ذائقہ شیرین ہوتا ہے۔ اسی چیز کو عرف مین انگور کی شکر بولتے ہین اورانہین شیرین ذرون کی وجہ سے انگور۔ کشمش۔ منقیٰ مین شیرینی ہوتی ہے۔ انگور کی شکر پانی مین بہت جلد حل ہوجاتی ہے۔ اس محلول مین قدرے خمیر مایہ ملا دینے سے بہت جلد اسمین تخمیر یعنی سڑاہند پیدا ہوجاتی ہے۔ اس تخمر یا جوش کے نتیجے یہہ ہین۔ پہلے ایک نشہ مثل کمزور شراب کے پیدا ہوتا ہے اور بعد ازان تخمیر کے فعل کے جاری رہنے سے وہ عرق مثل شراب ترش یا سرکہ کے ہوجاتا ہے۔ دمشق مین ایک شیرین عرق انگور سے بنایا جاتا ہے جو مصر مین دِبس یا دِبس کے نام سے فروخت ہوتا ہے قدماے عرب کا قول ہے کہ شیرہ انگور کو قوام پر لانے سے اعلےٰ قسم کی انگوری شکر تیار ہوتی ہے جو بہت قیمتی ہے لیکن شیرہ اوس سے زیادہ قیمتی ہے لہذا عربون نے شکر کے بنانے مین زیادہ توجہ نہین کی۔

(ج) انگوری سرکہ کا بیان

(۱) سرکہ بنانے کا طریقہ۔ | صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہین کہ سرکہ وہی عمدہ ہوتا ہے جو انگوری شراب سے بنایا جاے۔ مولف کہتا ہے کہ اگرچہ سرکہ انگور کے شیرے سے بھی بنایا جاسکتا لیکن ہم اس موقع پر صرف اوسی سرکہ کا تذکرہ کرینگے جو شراب انگوری سے بنایا جاتا ہو۔ قطع نظر اوس ترجیح کے جسکو صاحب فلاحتہ رومیہ نے بیان کیا ہے۔ ہمارا اصلی مقصد یہ ہے کہ جو لوگ سرکے کے طالب ہین اگر وہ شراب انگوری ہی سے سرکہ بنائین تو شراب کی مقدار تبدیل ماہیت کی وجہ سے گہٹیگی۔ اور قطرہ قطرہ سیلے کا مصداق ہوکر خلایق کو اپنے موذی اثر سے محفوظ رکہیگی۔ آپ فرماتے ہین کہ چقندر کی ترکاری کو کتر کر باریک باریک ٹکڑے کرو۔ اور پہر شراب انگوری مین اوسکو ڈالکر رکہہ چہوڑو۔ تین دن کے بعد عمدہ قسم کا تیز سرکہ بن جاے گا۔ اسی طرح کرم کلہ کی جڑون کو کتر کر شراب انگوری مین ڈالنے سے ۳ دن مین عمدہ سرکہ بن جاتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جب شراب سے سرکہ بنانا چاہین اوسمین آٹہوان حصہ پانی ملائین اور اوسکے ظرف کو کسی ایسی چیز سے بند کرین جو ہوا کے لئے مانع نہو جیسے لیف خرما وغیرہ پس وہ شراب چندہی دنون مین سرکہ بن جاے گی۔

پہر آپ فرماتے ہین کہ شراب کے ہر ایک گہڑے مین کیلے کی ایک ایک پہلی کا سالم چہلکا ڈال دو اور بند کرکے رکہدو چند دنون مین وہ شراب سرکہ ہوجائیگی۔

اسی طرح روٹی کا ٹکڑا بقدر سہ مثقال شراب کے ایک گہڑے مین ڈال دینے سے چند روز مین عمدہ قسم کا سرکہ تیار ہوجاتا ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ اگر انگور کا ایک تازہ خوشہ ملکر اوس کا چہوہرا گہڑے بہر شراب انگوری مین ڈال دین اور اوسکا منہ ایسے سرپوش سے بند کردین جسمین ہوا کا گزر ہوا کرے تو بہت جلد وہ شراب سرکہ سے بدل جاتی ہے۔

(۲) اوس سرکہ کا بیان جو مصلح معدہ ہے۔ | قسطوس کا قول ہے کہ جبکہ عنصل یعنی کوہی کاندہ

کو بقدر ۷ درم لیکر آٹھہ درم پودینہ نہری اور ۷ درم کشنیز کے گودے کے ساتھ شریک کرلین اور ان تینون کو کوٹ کر چھان لین اور اوسکو بتیس گہڑے سرکہ مین ملا دین اور ۴۰ راتون تک رکھہ چھوڑین تو یہ سرکہ نہایت اعلی قسم کا ہوگا جسکے استعمال سے خاص کر معدہ کو بہت نفع پہونچے گا۔ اگلے علما کی عادت تھی کہ وہ کوئی کاندے کی جڑ کے اوپر کا پوست چھیلکر لکڑی کے چہرے سے کشتی نما ٹکڑے کر لیتے تھے۔ پھر اون ٹکڑون کو اون کے دورے مین پرو کر ہار کی شکل بناتے تھے۔ پھر انگوری تیز سرکہ کو چوڑے منہ کے گہڑون مین بقدر نصف بھر کر اون مین ایک ایک ہار اس طرح لٹکا دیتے تھے کہ وہ ہار سرکہ سے ملنے نپائے پھر اون گہڑون کو بند کرکے چالیس دن تک زمین مین دفنا دیتے تھے۔ اور اوسکے بعد گہڑون کو نکال کر سرکہ کا استعمال کرتے تھے ایسے سرکہ کی تعریف علمانے بہت کچھ لکھی ہے اون کا قول ہے کہ ایسا سرکہ تمام امراض کے لئے مفید ہے اسکی کلی سے دانت نہایت مضبوط ہو جاتے ہین اور ہر قسم کا درد دفع ہوتا ہے۔ فاسد مواد گرنے نہین پاتا۔ انہین کا قول ہے کہ اگر شبث کی ترکاری بھی کسی قدر اوس مین ملالی جاے تو ایسا سرکہ ہلتے ہوے دانتون کو بالکل جما دیتا ہے اور جب اسی سرکہ مین اوسکے ہموزن شکر ملاکر آگ پر جوش دیا جاے تو اس شربت کا استعمال جگر اور تلی اور سدون کو نہایت نافع ہوتا ہے اور اخلاط کے تعفن کو دفع کرتا ہے ہضم کو بہت مفید ہے۔ سنگ مثانہ کو توڑ کر نکال دیتا ہے۔

(۳۳) تیز سرکہ کو شیرین اور عمدہ بنانے کی ترکیب ۔

قسطوس کا قول ہے کہ جب بہت ترش اور تیز سرکہ مین ایک مقدار مناسب شیرہ انگور کی ملائی جاے تو بہت جلد وہ سرکہ تیز اور عمدہ حلاوت رکھنے والا ہو جاے گا۔ اور اوسکی ترشی مناسب مقدار مین ہو جاے گی اور عرصہ تک اسی صفت پر باقی رہے گا۔ بعض لوگ دو گہڑے تیز سرکہ مین ایک گہڑا شیرہ کا ملا دیتے ہین اور پھر اسکو پکا لیتے ہین۔ جب مجموعہ کا ثلث جل جاتا ہے اور دو ثلث باقی

رہ جاتا ہے تب اوسکو صاف کرکے کسی ظرف مین بہر لیتے ہین اور ۲۰ راتون تک رکہہ چہوڑتے ہین۔ اس ترکیب سے سرکہ مین ترشی کے ساتہہ شیرینی بہی پیدا ہوجاتی ہے۔ بعض قدمانے دو حصے تیز سرکہ مین ایک حصہ شیرہ انگور ملانے کا حکم دیا ہے اور نیز فرمایا ہے کہ اسکے علاوہ ۳ گہڑے میٹہا اور صاف پانی بہی اوس مین اضافہ کرین اور مجموعہ کو جوش دین تاآنکہ ایک ثلث گہٹ جاے اوس وقت اوسکو ۴۰ دن تک رکہہ چہوڑین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب کہ انگور کا شیرہ نچوڑا جاے تو اوس وقت ایک قفیز شیرے کو ایک گہڑے تیز سرکہ مین ملانا چاہیے اور نیز سو عمدہ خوشے انگور کے اوس مین ڈال دینا چاہیے۔ پہر گہڑے کا منہ مٹی سے بند کرکے ۳ مہینہ تک رکہہ چہوڑنا چاہیے اس طریقہ سے سرکہ کی لطافت اور عمدگی بڑہے گی اور تیزی کم ہوگی۔

بعض لوگ بیس مثقال کو نوزہ اور ۲۰ مثقال نرفراہہ لیکر دونون کو کوٹ اور چہانکر تیز سرکہ کے دس گہڑون مین ملادیتے ہین اور پہر اون کو ۲۰ دن تک دہوپ مین رکہہ دیتے ہین پس وہ سرکہ نہایت عمدہ قسم کا ہوجاتا ہے۔

بعض لوگ نہایت تیز سرکہ سے چوتہا یا پانچوان حصہ لیکر باقی کو جوش دیتے ہین۔ جب اوسکا ایک ثلث جل جاتا ہے تو پہر اوسمین نکالا ہوا حصہ ملادیتے ہین اور مجموعہ کو ایک ظرف مین لیکر آٹہہ دن تک رکہہ چہوڑتے ہین جس سے سرکہ کی خوبی بڑہ جاتی ہے۔

بعض قدما کی راے ہے کہ مٹہی بہر زبیب لیکر اوسکے ہم وزن فرونیق (یہ ایک قسم کی گہانس ہے) اوسکے ساتہہ ملالین۔ اور پہر اوسی قدر ناشپاتی کے پتے اور سعد یعنی موتہہ اوسکے ساتہہ شریک کرین۔ پہر ان سب کو کوٹ کر اوسمین سے دو مٹہی تیز سرکہ کے ایک لنگڑے مین ملادین۔ اور اوس گہڑے کو ایک مہینہ تک رکہہ چہوڑین۔ اس تدبیر سے سرکہ اعلے صفات پیدا کریگا۔

(۴) خراب سرکہ کو تیز بنانے کا طریقہ

قسطوس کا قول ہے کہ جب کہ پسی ہوی سیاہ مرچین

مٹھی بھر لیجائین اور ترنج کے پانی مین اونکو گوندہا جاے پھر اونکو سرکہ مین ڈالا جاے
تو وہ سرکہ تیزی کے ساتہ دیرپا ہوگا۔

آپ ہی فرماتے ہین کہ ایک تدبیر ہے جس سے سرکہ کی تیزی زائل نہین ہونے
پاتی یعنی درخت انگور کے پتے لیکر سرکہ کے مٹکے مین اندر کیجانب اس طرح پر لٹکاے
جائین کہ سرکہ سے ملنے نہ پائین۔ پس اُس سرکہ کی بو عمدہ ہوگی اور سرکہ دیرپا ہوگا۔

اسی طرح درخت آس یعنی مورو کا عمدہ ثمرہ لیکر سایہ مین سکھلا لیا جاے اور پھر اوسکو
سرکہ مین ڈالا جاے تو وہی منافع حاصل ہونگے جو اوپر بیان ہوے۔

نیز چنون کو پانی مین جوش دیکر اوس پانی کو صاف کر لین اور پھر کسی ظرف مین رکھہ
دین تاکہ اوسکے اجزاے غلیظہ نیچے بیٹھکر پانی نتہر جاے پھر نتہرا ہوا پانی ایک گھڑے کی
مقدار مین لیکر سرکہ کے دس گھڑون مین ملا دیا جاے جس سے سرکہ تیز اور قوی ہو جائیگا۔
باقلہ کا آٹا ترنج کے سرکہ مین گوندہ کر انگوری ناقص سرکہ مین ملانے سے بھی اوسکی
تیزی زیادہ ہو جاتی ہے۔

جب کہ چکی کا پتھر گرم کرکے گرما گرم خراب سرکہ مین ڈالا جاتا ہے تو اوسکی تیزی
اور قوت بڑہ جاتی ہے۔

اور بھونے ہوے جو کوٹ کر انگوری سرکہ مین ملانے سے بھی یہی مقصد حاصل ہوتا
ہے۔ علی ہذا گیہون کا بھوسہ دہوکر سرکہ مین خوب لت کرنے سے سرکہ ترش اور تیز
ہو جاتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ دو مٹھی سالم سیاہ مرچین لیکر کتان کے کپڑے مین اونکی
پوٹلی باندہ لو اور سرکہ کے اوس ظرف مین جس مین دس گھڑے سرکہ ہو اوسکو ڈال دو۔
پھر اوس ظرف کا مُنہ مٹی سے بند کرکے ہوا سے بچاؤ۔ اور آٹہہ دن تک اوسکو اسی حالت
مین رہنے دو۔ اس تدبیر سے نہ صرف سرکہ تیز ہو جائیگا بلکہ اوسکا استعمال ہضم کے لئے

ایک خاص قسم کا نفع دیگا۔

(۵) پانی ملے ہوے سرکہ کے علامات | قسطوس کا قول ہے کہ جب کہ سرکہ کو کسی ظرف مین لیکر اوسمین کسی قدر بورق البحیر (پاپڑی لون) ڈالا جاے تو اوسمین ایک جوش پیدا ہوگا اگر اس جوش کے ساتہہ کف نہ لاے تو سمجہہ لو کہ اوسمین پانی ملا ہوا ہے۔ اور اگر جوش کے ساتہہ کف بہی لاے تو یہ خالص ہونے کی علامت ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ سرکہ مین تہوڑا سا باقلہ کا بہوسا ڈالنا چاہیے اگر بہوسا اوپر تیرنے لگے تو یہ علامت پانی ملنے کی ہے اور اگر نیچے بیٹہ جاے تو سرکہ خالص ہے۔

اسی طرح جب کہ کہاری مٹی پر کسی قدر سرکہ ڈالنے پر وہ جوش کہاے اور کف لاے اور مٹی کو اکہیڑ دے تو سمجہہ لو کہ خالص سرکہ ہے اور اگر یہ کیفیت ظاہر نہو تو اوس مین پانی ملا ہوا ہے۔

(۶) سرکہ کی مقدار کو دونی کردینے کی ترکیب۔ | قسطوس کا قول ہے کہ گہڑا بہر ایسا سرکہ لو جسمین ترشی غالب ہو۔ اور گہڑا بہر سمندر کا پانی اوسمین ملاؤ۔ یا تہوڑے سے جو کو ۳ دن تک پانی مین بہگو کر اوسکا پانی مساوی مقدار مین اوس سرکہ مین ملا دو۔ اور پہر پہونا ہوا نمک بقدر ایک مٹہی کے اوسمین ڈال دو۔ اور اس مجموعہ کو کسی ایک ظرف مین بہر کر رکہدو۔ اس ترکیب سے سرکہ کی مقدار دوچند ہو جاے گی اور مزہ اور بو یا خاصیت مین کوئی فرق نہ آے گا۔

(۷) سرکہ کے کیڑون کو دفع کرنیکی ترکیب۔ | قسطوس کا قول ہے کہ جب کہ سرکہ مین کیڑے پڑ جائین تو گہڑے بہر ایسے سرکہ مین ایک مٹہی پسا ہوا نمک ملانے سے وہ کیڑے اوسی وقت مر جائینگے اور سرکہ قابل استعمال رہے گا۔

(د) انگور سے کشمش بنانیکا طریقہ

(۱) کشمش کی تیاری کا طریقہ۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ اگر انگورون سے کشمش بنانا

منظور ہو تو خوشون کو درخت سے توڑنے سے پہلے خشکی کے بعد اوسکو مروڑ دیا جاے تاکہ اونکی ڈنڈیان پہٹ جائین اور درخت سے غذا حاصل نہ کرسکین اور ثمرہ مرجہاکر درخت ہی پر خشک ہوجاے۔ پہر اسکے بعد خوشون کو توڑکر سایہ مین لٹکا دینا چاہیئے۔ تاکہ اور زیادہ خشک ہون۔ پہر مٹی کے پختہ ظروف مین درخت انگور کے خشک پتے بچہاکر اونکو بہردیا جاے اور کچہہ پتے اونکے اوپر ڈال دیئے جائین اور اوس ظرف کا منہ مٹی سے بند کردیا جاے اور اونکو ایک ایسے سرد مکان مین رکہہ دین جہان دہوین کا مطلق گزر نہو۔ یہ کشمشین لذیذ اور کسی قدر تر اور مائل بسفیدی ہونگی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جن انگورون کی ترشی اور تلخی جاکر اون مین حلاوت پیدا ہوجاے اونکو سکہاکر کشمش بنانے سے کم حلاوت کشمش تیار ہوگی۔ جن انگورون کو سکہلانے کے لئے پہیلا دیا جاے وہ رات بہر ہوا اور تری سے سرد ہوجائین گے صبح کو اونکو ایک جگہہ پر جمع کرلینا چاہیئے جب دہوپ نکل آے تو اوسوقت اونکو خرما کے پتون کے بوریون یا پٹیرے کی چٹائیون پر دہوپ مین پہیلا دینا چاہیئے۔

غلیظ القوام انگور کو سکہلاکر کشمش بنانے سے اون کا وزن پہلے کی بہ نسبت ایک ثلث رہ جاتا ہے۔ اسی طرح رقیق القوام اور قرمزی یا سبز انگورون کا وزن خشک ہونے کے بعد چوتہائی سے بہی کم ہوجاتا ہے۔

اگر افتادہ زمین سرخ مٹی والی ہو اور گہانس وغیرہ سے پاک اور صاف ہو تو صرف اوسی پر انگور کو پہیلا کر سکہلانا زیادہ بہتر ہے۔ اس پہیلاؤ کے وقت ایک دانہ دوسرے پر نہ رہے علٰحدہ رہنے جدا جدا رہین۔ راستون کے قریب یا کنؤون کے پاس انگورون کو ہرگز نہ سکہلانا چاہیئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب انگور کا ثمرہ غلیظ یعنی موٹے قوام کا ہو یا معمولی وقت سے دیر مین توڑا گیا ہو تو اوسنے کشمش تیار کرنے کے لئے چاہیئے کہ چہتے یا باقلا وغیرہ

کی راکھہ لیکر اوسکو پانی مین ایک دن رات رکھین پھر اوس پانی کو نتھار کر جوش دین جب کہ تین چار مرتبہ جوش کھا چکے تب اوسکے کھولنے کی حالت مین انگور کے خوشون کی ڈنڈیون کو کسی پرانے کپڑے کی صافی کے ذریعہ سے پکڑکر خوشون کو اوس پانی مین لٹکا دین اور پھر دانون کے پھٹنے سے پہلے اونکو اسمین سے نکالکر خشک ہونے کے لئے گھانس وغیرہ پر دھوپ مین پھیلا دین پھر دوسرے دن آہستگی سے اونکو لوٹ پوٹ کرین۔ جب کہ وہ اچھی طرح سے خشک ہولین تب انکو محفوظ کرلین۔

اگر تم چاہو کہ کشمشین نیلگون ہوجائین تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ انار کے چھلکے لیکر اونکے چہار چند وزن مین وہ پانی اونمین ملاؤ جو چونے یا باقلا کی راکھہ سے نتھار کر نکالا گیا ہو۔ اور کچھہ دیر تک اسی حال پر چھوڑ دو۔ پھر اوس پانی کو نتھار کر تانبے کے بڑے دیگچے مین آگ پر رکھدو۔ جبکہ وہ خوب جوش کھالے تب خوشون کو کھولتے پانی مین حسب ہدایات گزشتہ اس طرح پر لٹکا دو کہ کل ثمرہ اوس پانی مین ڈوب جائے۔ پھر اوسکو پانی سے نکال کر دوسری بار ڈبا دو۔ پھر اوسکے بعد اوسکو دھوپ مین پھیلا دو۔ اور دوسرے دن الٹ پلٹ کرو اور چھوڑ دو۔ تاکہ خوب خشک ہوجائے پھر ایک مرتبہ اور الٹ پلٹ کرکے ظروف مین بھر دو۔

بعض کا قول ہے کہ اوس کھولتے پانی مین جسکا ذکر اوپر ہوا ہے کسی قدر روغن زیتون کا ملا لینا زیادہ مفید ہے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہین کہ جن شہرون کے انگورون مین شیرینی کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے اونکو سکھلا کر رکھنا بہت آسان ہے اور اسی وجہ سے تجارت کے کاروبار مین جنوب اور بعض اون بلند مقامات کے انگور مشہور ہوگئے ہین جنمین اس خاص غرض سے انگور کے عمدہ عمدہ اقسام بوئے جاتے ہین۔ جیسے ہسپانیہ مین شہر ملجا۔ اطالیہ مین شہر کلابرہ مصر کے تمام شہر اور فرانس کے جنوبی حصہ کے کل شہر

ایک خاص قسم کی کشمش جسکا نام زبیب مورہ ہے۔ شہر قوزینہ سے آتی ہے۔ اس شہر مین کشمش بنانے کے لئے جو طریقہ مستعمل ہے وہ یہ ہے کہ جب انگور کی پختگی کا زمانہ نزدیک ہو تو خوشون پر کوئی چیز لپیٹ دیجاے۔ پہر درخت کے کچہ پتے جدا کردیئے جائین تاکہ آفتاب کی شعاعین پختہ انگورون پر زیادہ پڑین اور رطوبت زائدہ جلد خشک ہوجاے پہر خوشے توڑے جائین اور اون مین سے پختہ دانے جدا کرلئے جائین باقی خوشون کو ایک دن دہوپ مین رکہین دوسرے دن محلول قلوی کو انگور کی راکہ مین (جسمین کسی قدر خزامی یا حصی البان یا اورکوئی شے نباتات عطریہ ہے) جوش دیکر اسمین ۳ بار ان خوشون کو ڈباکر دیکہا جاے اگر انگور کے دانے کسی قدر پہٹ گئے ہون تو سمجہ لو کہ محلول قلوی کسی قدر خراب ہے۔ اور اگر ڈبانے کے بعد خوشے ہر جانب سے پہیل جائین تو سمجہنا چاہیئے کہ محلول قلوی بہت خراب ہے اور اگر سالم نکلین تو اوسکو ٹھنڈا اور صاف ہونے کے لئے رکہ چہوڑو۔ پہر اوسکو موٹے کپڑے مین چہان لو اور چہنے ہوے عرق کو دوبارہ آنچ پر رکہو۔ جب جوش کہانے لگے تو اوسمین ہر ایک خوشہ کو تین تین مرتبہ غوطہ دیکر تختیون پر پہیلاکر دہوپ مین رکہدو۔ شام مین اون تختون کو سایہ مین اٹہا لاؤ۔ تین یا چار دن مین انگور سوکہ جائینگے اور عمدہ کشمشین تیار ہو جائین گی۔

مقام قورنتہ مین انگورون کو سکہلانے کا طریقہ اور طرح پر ہے۔ وہان کامل پختگی سے کچہ دن پہلے انگور کے خوشے توڑلئے جاتے ہین پہر تنگ سوراخون کی چہلنیون مین دہوپ کہانے کے لئے رکہدیتے ہین یا چادرون پر پہیلا دیتے ہین۔ جب کہ دانے خوشون سے ڈنڈیون سمیت جدا ہو جاتے ہین۔ تب اونکو چہوٹی چہوٹی قمچیون سے پیٹتے ہین پہر چہلنیون مین رکہکر ہلاتے ہین تاکہ مہین ڈنڈیان اون سے جدا ہو جائین پہر تنگ سوراخون کی چہلنیون مین ہلاکر اون سے کوڑا صاف کرلیتے ہین۔

قسطوس کا قول ہے کہ کشمش بنانے کا جو طریقہ ہمکو پسند ہے وہ یہ ہے کہ عمدہ انگور منتخب کئے جائین جو کہ پختہ ہوکر کمال کی انتہا کو پہونچ چکے ہون اور خوشون کے جھکانے سے نرمی اور آہستگی سے جدا ہوسکین پس ایسے انگورون کو اونکی موجودہ حالت پر درخت پر چھوڑ دیا جاوے یہان تک کہ وہ منقبض ہوکر مرجہا جائین پہر جب کہ اونکے خوشے خشک ہوجائین تو اوسوقت اونکو درخت سے توڑکر درخت کے سایہ مین لٹکا دیا جاوے پہر اونکو موجودہ حالت پر ایک ظرف مین بہر دیا جاوے اور اوسکو کسی ایسے سرد مقام مین رکہہ دیا جاوے جہان ہوا کا گزر نہو۔ اور نہ وہان پانی کی تری ہو۔ جو کشمشین اس تدبیر سے تیار کیجاتی ہین وہ بہت عمدہ اور دیرپا ہوتی ہین۔

(۵) شراب انگور کا بیان

(۱) شراب کو زیادہ میٹھی بنانے کی ترکیب اور وہ تدبیر جس سے شراب کی عادت ترک ہوجاے۔

قسطوس کا قول ہے کہ جب خوشے پختہ ہوجائین تو فوراً اونکو توڑکر اونکا شیرہ سیاہ مٹی کے ظرف مین بہر دو۔ اور اوس ظرف کے منہ کو مضبوطی کے ساتہہ بند کردو۔ پہر اوسکو دہوپ مین رکہدو۔ جب تک کہ آفتاب برج سنبلہ مین رہکر حد ہی مین منتقل نہو۔ اوسوقت تک وہ ظرف دہوپ ہی مین رہے۔ اس طریقہ سے جو شراب تیار ہوگی وہ بہت شیرین ہوگی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض لوگ شیرہ کو جوش دیتے ہین۔ یہان تک کہ اوس کی ایک تہائی جل جاوے۔ پہر اوسکے بعد اوسکو سیاہ مٹی کے ظروف مین لیکر خوب مضبوطی کے ساتہہ اونکا منہ بند کرکے دہوپ مین رکہہ دیتے ہین۔ جب چالیس دن گزر جاتے ہین تو اونمین نہایت میٹھی شراب تیار ہوجاتی ہے۔

مؤلف حقیر کہتا ہے کہ اگرچہ شیرہ انگور سے شراب بنانے کی صدہا ترکیبین محققین عرب نے بیان کی ہین لیکن مؤلف نے اون کے بیان کو دانستہ ترک کردیا ہے۔ اور یہ مختصر بیان محض اسلئے رکہا گیا کہ معزز ناظرین کو اسکے ذریعے سے یہ بات معلوم ہوجاے

کہ دہوپ کے اثر سے شیرہ مین شکر پیدا ہو جاتا ہے تاکہ وہ شیرہ انگور کو ہمیشہ دہوپ سے بچایا کرین۔ اسی موقع پر ایک عجیب دوا بیان کیجاتی ہے جسپر یونان کے قدیم علمانے اپنا وثوق ظاہر کیا ہے۔ اسکا اثر یہ ہے کہ اسکے استعمال سے شراب خوار کو شراب سے نفرت کلی ہو جاتی ہے۔ اور وہ ایک مہلک بلاسے نجات حاصل کرتا ہے بدینوجہ وجہ کہ وہ نسخہ درخت انگور ہی سے بنایا جاتا ہے۔ لہذا اس کتاب مین اوسکا بیان بے محل نہین ہے اور خاصکر اس باب سے اوسکو خاص تعلق ہے۔

فیثا غورث حکیم نے کہا ہے کہ انگور کی شاخون کو تراشنے کے وقت جو پانی شاخون سے ٹپکتا ہے وہ جمع کر لو۔ اور اوس سے بقدر ایک گھونٹ کے مخمور کو حالت مستی مین اوسوقت پلا دو جب کہ وہ تشنگی سے پانی مانگے اور اوسپر یہ ظاہر نکرو کہ یہ فلان قسم کا پانی ہے۔ اسکا قوی اثر یہ ہوگا کہ اوسکو شراب سے نفرت کلی ہو جاے گی۔

تمام شد کتاب کاشت انگور

۲۶ر آذر ۱۳۱۵ف

فرہنگ الفاظ مندرجہ کتاب کاشت انگور

نمبر شمار	الفاظ	معانی
۱	۲	۳
		آغاز فرہنگ
۱	آب	ایک رومی جھینہ کا نام ہے جو کہ ہندی مین بہادون سے ادنیٰ فرق کے ساتہ مطابق ہے۔ (غیاث اللغات)
۲	آبکامہ۔	ایک مرکب غذا کا نام ہے۔ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔
۳	آبی۔	زبان فارسی مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے (دیکھو صفحہ ۴۸ کا نمبر۱)
۴	آدم۔	بفتح دال مہملہ ایک مشہور فلاح کا نام ہے جس نے ابتداء فن فلاحت اور علم نباتات کی تعلیم خلایق کو دی۔ یہ لفظ عربی زبان کا ہے اور پیغمبر اولین کا بھی یہی نام تہا۔ علیہ السلام۔
۵	آسٹریٹ	انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر(۱)
۶	آکلہ۔	زبان عرب مین انگور کے ایک خاص مرض کا نام ہے دیکھو صفحہ ۲۲۲)
۷	آبادریس۔	بفتح اول ایک خاص قسم کے مرکب شربت کا نام ہے۔ دیکھو خاتمہ کا صفحہ (۸۰۷۳) غالبًا فرانسیسی زبان کا لفظ ہے۔
۸	ابن ماسویہ۔	ایک طبیب کا نام ہے۔
۹	ابن وحشیہ۔	مصنف فلاحتہ النبطیہ کی کنیت ہے جسکا نام احمد تہا۔
۱۰	اجسام مرکبہ خارجیہ	سے وہ اجسام مراد ہین جو خارج مین پاے جاتے ہین اور مختلف طبایع سے مرکب ہین جیسے حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔

۱۱	اجمود	بفتح اول وسکون جیم وضم میم وسکون واوچھول ہند کی ایک دوا ہے جسکو عربی زبان مین کرفس کہتے ہین اورہندی مین اجمود (محیط اعظم)
۱۲	احشار	بفتح اول وسکون ثانی عرب مین باطنی اعضا کو کہتے ہین جیسے آنتین - دل - جگر وغیرہ -
۱۳	احمر -	بفتح اول وسکون ثانی وفتح ثالث زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی سُرخ رنگ (منتہی الارب)
۱۴	اِذار -	بکسر اول ایک سریانی مہینہ کا نام ہے جو رومیون کے یہان رائج ہے بقول صاحب برہان قاطع موسم بہار کا پہلا مہینہ -
۱۵	اِذخر -	بکسر اول وسکون ذال معجمہ وکسر خائے معجمہ - یونانی یا عربی زبان کا لفظ ہے - عربی مین اسکو تبن مکہ وخلال مامون کہتے ہین - اس وجہ سے کہ خلیفہ مامون رشید اس سے خلال کرتا تہا - اور فارسی مین اسکو کاہ مکی وعلف گورخر وگور گیاہ اورہندی مین مرچیاگندہ وگندہیل وراج ہنس وغیرہ - (محیط اعظم)
۱۶	آرلی ہمبرگ	بفتح اول انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر (۲)
۱۷	ارون -	بفتح اول - روسی آرمینیا کے ایک مقام کا نام ہے -
۱۸	اسارون	بفتح ہمزہ وکسرآن نیز وضم رائے مہملہ - سریانی زبان کا لغت ہے اسکو یونانی مین سرانیون اورہندی مین تگر - گہٹونہ - سکسند بالا - کراسن - بند کہر کہتے ہین (محیط اعظم) یہ ایک گہاس کی جڑ ہے - جوکہ گرہ دار اور کچہ دراز اور کج اور بلدی سے کسی قدر پتلی اور قوی وخوشبو دار ہوتی ہے -

۱۹	اَسالس اَغریا	رومی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۳۸)
۲۰	استاربیس۔	ایک یونانی عالم کا نام ہے جو علم نباتات کا بڑا ماہر تھا۔
۲۱	اِسترخا۔	بکسر اول وسکون ثانی امراض انگور سے ایک خاص مرض کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۳۷) جسمین اسکی تعریف بیان ہوی ہے۔
۲۲	اِستلاف	بکسر اول فرانسیسی زبان کا لفظ ہے۔ ترقید ابیبتا کا یہ ایک طریقہ ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۳) مین بیان ہوی ہے۔
۲۳	اُسرنج۔	بضم اول وسکون سین مہملہ و فتح راے مہملہ وسکون نون وجیم۔ عربی زبان کا لفظ ہے اسکو فارسی مین شنگرف اور ہندی مین سیندور کہتے ہین (محیط اعظم)
۲۴	اسفاسلو ما ایم پلی لیم۔	بفتح اول ایک پھپوندی کا نام ہے جو امراض درخت خرما مین شمار کی جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۵۱)
۲۵	اِسقاط۔	بکسر الف وسکون سین مہملہ زبان عربی کا لفظ ہے۔ اصطلاح طب مین مدت سے پہلے حمل گرنے کو کہتے ہین۔
۲۶	اِسقین۔	بکسر اول۔ دیکھو صفحہ (۱۵۹)
۲۷	اَشقر۔	بفتح اول وسکون شین معجمہ و فتح قاف۔ زبان عرب مین اُس چیز کو کہتے ہین جسکے رنگ مین سپیدی پر سُرخی غالب ہو (منتہی الارب)
۲۸	اِشکیل۔	بکسر اول وسکون ثانی و کسر ثالث وسکون یاے مجہول۔ فارسی مین عوسج کو کہتے ہین (محیط اعظم)
۲۹	اُشنان۔	بضم ہمزہ و فتح آن نیز وسکون شین معجمہ عربی لغت ہے اور اسکو عربی مین حرض اور غاسول بھی کہتے ہین۔ اور فارسی مین اشنان گازران

		اور ہندی مین کنوٗل کہتے ہین۔ (محیط اعظم)
۳۰	اُشنہ	بضم اول وسکون ثانی و فتح نون عربی لفظ ہے۔ اسکی فارسی دوالہ اور دوالک اور ہندی چھڑیلہ وچریرہ ہے۔ یہ ایک طرح کی لطیف اور باریک بیل ہے جوکہ تاگون کے مشابہ اور صنوبر و بلوط وجوز وغیرہ کے اکثر درختون پر پیدا ہو جاتی ہے۔ (محیط اعظم)
۳۱	اَصابع الغدادی	بفتح اول۔ زبان عرب مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۷۰ کا نمبر (۲)۔
۳۲	اصل السوس	بفتح اول۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ ایک دوا کا نام جسکو فارسی مین بیخ مہک اور ہندی مین ملہٹی کہتے ہین۔ (محیط اعظم)
۳۳	اگرونس ٹریٹسی۔	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۳۴	اَلدا۔	بفتح اول۔ ایک قسم کا پتھر ہے جسکو فارسی مین حرابہ کہتے ہین۔
۳۵	اَنا ملاٹیس۔	بفتح اول۔ یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۳۶	اَنباس۔	بفتح اول وسکون نون۔ بقول محیط اعظم زبان یونانی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔
۳۷	اِنبیق۔	بالکسر۔ ایک شیشہ کا نام ہے جو قرع کے سرپر رکھا جاتا ہے۔ جو پانی مقطر کیا جاتا ہے وہ اسی کی نلی سے قابلہ مین ٹپکتا ہے۔
۳۸	اِنتھراک نوز۔	بکسر اول۔ امراض درخت انگور سے ایک خاص مرض کا نام ہے دیکھو صفحہ (۲۵۱)
۳۹	اِندمال۔	بکسر اول وسکون ثانی۔ عربی زبان کا مصدر ہے جسکے معنی زخم

		کا بہر جانا اور چینگا ہونا ہے۔ (منتہی الارب)
۴۰	انزروت	بفتح ہمزہ وسکون نون وفتح زاے معجمہ وضم راے مہملہ - عربی لفظ ہے اسکو فارسی مین گنجدہ اور ہندی مین لاہی اور لالی کہتے ہین اور یہ ملک فارس کے ایک خاردار درخت کا گوند ہے۔ (محیط اعظم)
۴۱	اِنسائکلوپیڈیا۔	بکسر اول۔ انگریزی زبان کے الفاظ ہین۔ ایک مبسوط کتاب کا نام جسمین موجودات عالم کی تاریخ لکھی گئی ہے۔
۴۲	اَنگلرۃ۔	بفتح اول۔ ملک فرانس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۴۳	اَنگلمیان	بفتح اول۔ ایک محقق یورپ کا نام ہے۔
۴۴	اَنوخا۔	بفتح اول۔ ایک محقق کسدانی کا نام ہے جو فن فلاحت اور علم نباتات مین نامی گزرا ہے۔
۴۵	اوٹیورنکس	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۴۶	اوٹیورنکس ار اک	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۴۷	اوٹیورنکس سلکاٹی	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۴۸	اوٹیورنکس لی لیس۔	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۴۹	اوٹیورنکس مرٹی کاس۔	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۵۰	اورنگ آباد۔	بفتح اول وسکون ثانی حیدرآباد دکن کے ایک مستقر صوبہ کا نام

		اور انگور کی ایک انگریزی قسم بہی اسی نام سے مشہور ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر (۳)۔
۵۱	اوسی بوفروس	رومی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۸۔
۵۲	اُوقیۃ۔	بضم ہمزہ وسکون واو وکسر قاف وتشدید یاے تحتانی۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور ایک وزن کا نام ہے جسکی مقدار قدیم زمانہ مین سات مثقال یعنی چالیس درم کے بقدر تہی جس کو صاحب غیاث اللغات نے ۱۱ تولے ۸ ماشہ لکھی ہے۔ اور اب طبیبون کی اصطلاح مین ایک استار اور دو ثلث استار۔ اوقیہ کا مساوی ہے اور استار دس درم کا ہوتا ہے۔ پس اوقیہ تقریبًا ۵ تولہ کا ہوا۔ (صراح ومنتہی الارب)
۵۳	اویدیون۔	انگور کے امراض سے یہ ایک مرض ہے جسکی تعریف صفحہ ۲۴۶ پر بیان ہوی ہے۔
۵۴	آیار۔	آیار بالفتح ایک رومی مہینے کا نام ہے جسمین آفتاب برج ثور مین رہتا ہے اور وہ ہندی مہینے جیٹھ سے مطابقت رکھتا ہے۔ (غیاث اللغات)
۵۵	ایلول۔	بفتح اول۔ ایک رومی مہینہ کا نام ہے۔ جسمین آفتاب برج سنبلہ مین رہتا ہے۔ جو خفیف سے تفاوت کے ساتہ ماہ ہندی کنوار کے مطابق ہے۔ (غیاث اللغات)
۵۶	ایکوئن۔	ملک فرانس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۵۷	بابونہ۔	یہ فارسی لفظ ہے اسکا معرب بابونج ہے اور مغربی لوگ انکو

		با بونوں کہتے ہین - فارسی مین اسکو کرہانک اور ہندی مین سونبہل وسوناموتی ومرہی کہتے ہین۔ (محیط اعظم)
۵۸	بادروج -	بفتح با رعربی وسکون دال مہملہ وضم راے مہملہ وسکون واو وجیم نبطی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو عربی مین حوک اور فارسی مین ترۂ خراسانی - اور ہندی مین بابری وجنگلی تلسی کہتے ہین (محیط اعظم)
۵۹	بار -	ہندوستان کے ممالک مغربی وشمالی مین زمین کی ایک قسم کا نام ہے جو ریتلی اور رقیق ہوتی ہے اسی کو ہتل بہی کہتے ہین دکن مین اسی کا نام بلون ہے۔ اسکی سیرابی کے لئے پانی زیادہ درکار ہوتا ہے۔
۶۰	باربروسا -	انگریزی انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکہو صفحہ ۵۰ کا نمبر (۴)۔
۶۱	بارما -	ملک بابل کے ایک موضع کا نام ہے۔
۶۲	برشیم -	بفتح اول - مصری زبان کا لفظ ہے یہ ایک قسم کی گہانس ہے۔ جسکو فارسی مین اسپست کہتے ہین - عربی مین اسکے خشک پودون کو قت کہتے ہین اور تازہ کو فصفصہ۔ اکثر اس گہانس کا استعمال چارپایون کی تقویت کے لئے کیا جاتا ہے۔ اسی گہانس کو ترکی مین یونجہ کہتے ہین۔ (محیط اعظم)
۶۳	برغوث	بفتح اول - ایک بہت باریک کیڑا ہے جسکو ہندی مین پسو کہتے ہین - دیکہو صفحہ (۲۶۶)
۶۴	برک -	بفتح اول - انگریزی زبان مین ایک درخت کی چہال کو کہتے ہین جو خرفہ سے مشابہ ہوتی ہے - امریکا کے جنوبی حصہ سے لائی جاتی ہے جسکو جروتیس برک بہی کہتے ہین - اسکے پتے مین بو نہین ہوتی اور

		مزا کڑوا - اسکے چکھنے سے زبان پر کسیلا پن اور قبض سا معلوم ہوتا ہے اسکو کوٹ کر استعمال کرتے ہین - دوم درجہ کا گرم و خشک ہے - صاحب محیط اعظم نے لکھا ہے کہ یہ کونین کا درخت ہے -
۶۵	بَرنیر -	امراض درخت انگور سے ایک خاص بیماری کا نام ہے - دیکھو صفحہ (۲۵۱)
۶۶	برونیوس -	ایک یونانی عالم کا نام ہے جو فن فلاحت اور علم نباتات مین لاثانی تھا -
۶۷	بَرّی -	بفتح بائے عربی وراے مشدد - اون اقسام انگور کا نام ہے جو میدانون اور جنگلون مین پیدا ہوتے ہین - زبان عرب مین وہ ہر شے جو خشکی سے منسوب ہو بَرّی کہلاتی ہے - لیکن اصطلاح نباتات مین بَرّی بستانی کا مقابل ہے -
۶۸	بَزر -	بفتح اول وسکون ثانی - زبان عرب مین تخم اور کاشت بذریعہ تخم کو کہتے ہین (منتہی الارب)
۶۹	بِزر قطونا -	بکسر اول وسکون ثانی - عربی زبان کا لفظ ہے - فارسی و ہندی مین اسکو اسپغول کہتے ہین (محیط اعظم)
۷۰	بَسباسہ -	بفتح اول وسکون سین مہملہ - عربی زبان کا لفظ ہے اسکو فارسی مین بز باز اور ہندی مین جاوتری کہتے ہین - اور یہ جوز بوا کے اوپر لپٹا ہوا پوست ہوتا ہے - (محیط اعظم)
۷۱	بُستانی -	بضم اول وسکون ثانی - انگور کے اُن اقسام کا نام ہے جو باغات مین بوئے جائین یہ زبان عربی کا لفظ ہے -
۷۲	بَصل الفار -	بفتح اول عربی زبان کا لفظ ہے - بقول صاحب محیط اعظم ایک دوا ہے جسکو فارسی مین پیاز دشتی اور ہندی مین کوئی کاندا اور کندا کہتے ہین -

۷۳	بَغلاث ۔	بفتح اول ۔ کسدانی زبان مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ (۵۴) مین کرمتہ البر کا بیان ۔
۷۴	بَقلہ باردہ ۔	بفتح اول وسکون ثانی عربی زبان کا لفظ ہے ایک قسم کے بیلدار درخت کا نام ہے جسکو فارسی مین لبلاب اور ہندی مین چاندنی بیل کہتے ہین ۔ اس درخت کا خاصہ ہے کہ اسکی بیلین قریب کے درخت پر لپٹ جاتی ہین ۔ اسی وجہ سے عرب اسکو عاشق الشجر بھی کہتے ہین ۔ (محیط اعظم)
۷۵	بَقلہ لبنیہ ۔	بفتح اول وسکون ثانی عربی زبان کا لفظ ہے جسکو فارسی مین خرفہ اور ہندی مین قلفہ اور خلفہ کہتے ہین ۔ (محیط اعظم)
۷۶	بکلینڈ سویٹ واٹر ۔	بفتح اول ۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے ۔ دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر (۵) ۔
۷۷	بلاک راٹ ۔	انگریزی زبان مین امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے ۔ دیکھو صفحہ (۲۵۲) ۔
۷۸	بَلّوط کا درخت	بفتح اول وتشدید لام ۔ بلّوط زبان عربی کا لفظ ہے ۔ درخت بلّوط سے سیتا سپیاری کا درخت مراد ہے ۔ جسکو فارسی مین درخت بالوط کہتے ہین ۔
۷۹	بِلیک الیکیانٹ ۔	بکسر اول ۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۱ کا نمبر (۶) ۔
۸۰	بِلیک برگنڈی ۔	بکسر اول ۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے ۔ دیکھو صفحہ ۵۱ کا نمبر (۷) ۔
۸۱	بِلیک پرنس ۔	بکسر اول ۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ۔ دیکھو صفحہ ۵۱ کا نمبر (۸)

۸۲	بلیک ٹرنتھن۔	بکسر اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۱ کا نمبر (۹)۔
۸۳	بلیک مسکٹ	بکسر اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۰)۔
۸۴	بلیک ہمبرک۔	بکسر اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۱)۔
۸۵	بنی رڈ ۔	بفتح اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۲)۔
۸۶	بنڈل ۔	بفتح اول۔ انگریزی زبان کا لفظ۔ چند چیزون کو ملا کر باندھا ہوا ایک مجموعہ۔
۸۷	بنیوسٹاد۔	بفتح اول۔ ایک محقق فن فلاحت اور عالم علم نباتات کا نام ہے۔
۸۸	بوڈومسکٹ۔	بضم اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۳)۔
۸۹	بورڈینک ۔	فرانس کے ایک مقام کا نام ہے۔
۹۰	بورق اسباذری	بورق بضم اول معرب ہے لفظ بورہ کا جسکو ہندی مین پاپڑی لون کہتے ہین (محیط اعظم) اسباذری سے غالباً کسی خاص ملک کا بورق مراد ہے لغت سے اسکا کچھ پتا نہین چلتا ہے۔
۹۱	بورق الجبر۔	یہ عربی زبان کا مرکب لفظ ہے بورق کے معنی پاپڑی لون جبر کے معنی چونا۔ مجموعہ کے معنی چونے کا پاپڑی لون ہے (محیط اعظم)
۹۲	بورق رومی۔	بورق بضم باے موحدہ وسکون واو وفتح راے مہملہ معرب ہے

		بورہ فارسی کا جسکو ہندی مین پاپڑہی لون کہتے ہین اور یہ ایک طرح کا نمک ہے جو شورہ زار مین پیدا ہوتا ہے۔ رومی سے مراد روم کے شورہ زار کا۔ (محیط اعظم)۔
۹۳	بُورَہ ارمنی۔	بضم اول وکسرہ الف۔ زبان فارسی مین ایک دوا کا نام ہے جسکو عربی مین بورق العرب۔ بورق الصناعہ کہتے ہین۔ اورہندی مین پاپڑی لون۔ (محیط اعظم)۔
۹۴	بُویہ۔	بضم اول و واو معروف و یاے مفتوح فارسی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد غالبًا جاے پہل ہے۔ اسکا پورا نام فارسی مین جوز بویہ اور عربی مین جوز بُوّا ہے جوکہ فارسی لفظ کا معرب ہے۔
۹۵	بہگوٹہ۔	بفتح اول دکن مین رسم ورواج و عادت جاریہ کو کہتے ہین۔ غالبًا یہ مرہٹی زبان کا لفظ ہے۔
۹۶	بیدانہ۔	بکسر اول۔ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے اقسام انگور سے ایک قسم کا نام۔ دیکہو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۴)۔
۹۷	پاریز۔	فرانس کی ایک پریسیڈنسی کا نام ہے۔
۹۸	پروناسپراوٹیکولا۔	امراض درخت انگور سے ایک خاص بیماری کا نام ہے جسکی تعریف صفحہ ۲۵۱ مین بیان ہوی ہے۔
۹۹	پڑاو۔	دکن مین پڑاو سے دیرافتادہ زمین مراد ہے جسمین عرصہ سے کاشت کی نوبت نہ آئی ہو۔ اسی کو حصص تلنگانہ دکن مین پڑاوا۔ اور پوٹ پڑیت بہی کہتے ہین۔
۱۰۰	رلپشوری۔	بکسر اول۔ انگلستان کے انگوروں سے ایک قسم کا نام۔ دیکہو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۵)۔

۱۰۱	پَونڈ -	زبان انگریزی کا لفظ ہے - ایک پونڈ مساوی ہے آدہ سیر کا -
۱۰۲	تابستانی -	بکسر ثالث وسکون رابع - عربی زبان کا لفظ ہے - انگور کے اُن اقسام کا نام جنکا ثمرہ گرمیون مین تیار ہوتا ہے -
۱۰۳	تاک -	فارسی زبان مین درخت انگور کو تاک کہتے ہین (برہان قاطع)
۱۰۴	تاکل -	زبان عرب مین درخت انگور کے ایک خاص مرض کا نام ہے جسکا بیان صفحہ ۲۲۲ مین ہوا ہے -
۱۰۵	تِبن السنبلہ -	تبن بکسر تاے فوقانی وسکون باے موحدہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکو فارسی مین کا اور ہندی بہوسہ کہتے ہین - اورسنبلہ بضم اول وسکون ثانی وضم ثالث زبان عربی لفظ ہے جسکو فارسی مین خوشہ اور ہندی مین بال یا بالی کہتے ہین - تبن السنبلہ مرکب اضافی ہے جسکے معنی بالیون کا بہوسہ - (از محیط اعظم)
۱۰۶	ترقید	بفتح اول وسکون ثانی وکسر ثالث زبان عرب وممالک مصر مین اُس عمل کو ترقید کہتے ہین جس سے انگور کی شاخون کو زمین مین داب کے پودہ حاصل کیا جاے -
۱۰۷	ترقید بالامالہ	ترقید بسیط کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ ۱۵۲ مین بیان ہوی ہے
۱۰۸	ترقید بالجذور -	ترقید بسیط کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۵) مین بیان ہوی ہے -
۱۰۹	ترقید باللف	ترقید بسیط کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۵) مین بیان ہوی ہے -
۱۱۰	ترقید بسیط -	اصطلاحات فلاحت مین ترقید بسیط اُس عمل کا نام ہے جس سے شاخون کو زمین مین داب کر پودے پیدا کئے جاتے ہین -

۱۱۱	ترقید بالشق حلقی	ترقید مضاعف کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۶) مین بیان ہوی ہے۔
۱۱۲	ترقید بشق مستطیل	ترقید مضاعف کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۱۵۷)۔
۱۱۳	ترقید مضاعف	ترقید کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۶) مین بیان ہوی ہے
۱۱۴	ترمس۔	بضم تاے فوقانی وسکون راے مہملہ وکسر میم عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی مین باقلاے مصری یا شامی یا رومی۔ اور ہندی مین جہالر کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۱۱۵	ترمس تلخ۔	بضم تاے فوقانی وسکون راے مہملہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ فارسی مین اسکو باقلاے مصری یا شامی یا رومی اور ہندی مین جہالر کہتے ہین اور اس کا مزہ تلخ ہوتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۱۱۶	تشرین اول۔	بکسر اول۔ رومی مہینہ کا نام ہے جو تقریباً ماہ ہندی (کاتک) کے مطابق ہے۔ (غیاث اللغات)۔
۱۱۷	تشرین ثانی۔	بکسر اول۔ رومی مہینہ کا نام ہے جو تقریباً ماہ ہندی (اگہن) کے مطابق ہے (غیاث اللغات)۔
۱۱۸	تطعیم۔	بفتح اول۔ زبان عرب مین درختون کے پیوند اور آنکھہ جانے کو تطعیم کہتے ہین۔ دیکھو صفحہ (۱۵۸)
۱۱۹	تطعیم بالتقریب	تطعیم کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۶۵) مین بیان ہوی ہے
۱۲۰	تطعیم بالجذور	تطعیم کی ایک قسم ہے جس کا عمل جڑون مین کیا جاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۱۷۱)۔
۱۲۱	تطعیم بالشق۔	تطعیم کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۷۰) مین بیان ہوی ہے۔

۱۲۲	تطعیم بالفروع المنفصلہ	تطعیم کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۶۸) مین بیان ہوی ہے۔
۱۲۳	تطعیم بالقلم ۔	تطعیم کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۷۰) مین بیان ہوی ہے۔
۱۲۴	تطعیم حلقی ۔	تطعیم کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۷۳) مین بیان ہوی ہے ۔
۱۲۵	تطعیم شطی ۔	تطعیم کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۷۰) مین بیان ہوی ہے۔
۱۲۶	تِکریت ۔	بکسر اول ۔ ملک بابل کے ایک قصبہ کا نام ہے ۔
۱۲۷	تِلینوی ۔	بکسر اول ۔ ملک بابل کے ایک موضع کا نام ہے ۔
۱۲۸	ٹار ٹرپلے رینا۔	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ (۲۷۶) ۔
۱۲۹	ثآلیل نملیہ ۔	یہ ایک مرض کا نام ہے جو گردن پر ہوتا ہے جسکی وجہ سے چھوٹے چھوٹے سے چیونٹیون کے مثل گلے اور گردن پر جمع ہوجاتے ہین۔
۱۳۰	جَبلی ۔	بفتح اول و دوم زبان عرب مین پہاڑی انگور کا نام ہے یعنی وہ انگور جسکے درخت پہاڑون پر خودرو ہین اور اسی نام سے ایک خاص قسم بہی مشہور ہے دیکھو صفحہ (۱۴) کا نمبر (۳) ۔
۱۳۱	جَپان ۔	بفتح اول ۔ انگلستان کے اقسام انگور سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۱۷) ۔ غالبًا یہ جاپانی زبان کا لفظ ہے۔
۱۳۲	جَرجَر ۔	بفتح اول وسکون ثانی و فتح ثالث ۔ یہ لفظ گرگر کا معرب ہے اسکو فارسی و ہندی مین باکلا اور نیز ہندی مین بلھر اور چھوٹی باقلا بھی کہتے ہین۔ (محیط اعظم) ۔
۱۳۳	جِرجِیر ۔	بکسر اول وسوم وسکون دوم ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی مین کیکیر اور ہندی مین ترمرا کہتے ہین۔ (محیط اعظم) ۔
۱۳۴	جرسیجون ۔	اس لفظ کا لغت مین کچہ سراغ نہین ملتا ہے۔ البتہ جرغون کو

		صاحب محیط اعظم نے بازننگ کے معنی مین ضبط کیا ہے جو کہ ایک دعا کا نام ہے ۔
۱۳۵	جُلَّوز ۔	بضم و کسر اول و تشدید لام مفتوح ۔ عربی زبان کا لفظ ہے اور فارسی مین اسکو چلغوزہ اور ہندی مین بہی چلغوزہ یا پہاڑی بادام کہتے ہین ۔
۱۳۶	جَنَاح ۔	بفتح اول و ثانی بقول صاحب محیط اعظم زبان اندلس مین راسن کو کہتے ہین اور حرشف کو بہی ۔ راسن سے سوسن جبلی اور زنجبیل شامی مراد ہے اور عربی مین قلوج اور یونانی مین انیسون ۔ و بقول صاحب فلاحتہ رومیہ زبان رومی مین ایک دوا کا نام ہے جس سے غالباً راسن ہی مراد ہے ۔
۱۳۷	جَنرل ڈیلا ماروا	بفتح اول ۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۱۶) ۔
۱۳۸	جَنِین ۔	بفتح اول و کسر نون و سکون یا ۔ زبان عرب مین اُس بچہ کو کہتے ہین جو مان کے پیٹ مین ہو ۔
۱۳۹	جوسی ۔	تلنگانۂ دکن مین ایک وہی خدمتی کا نام ہے جو اہل موضع کو اچہی اور بُری ساعتون سے آگاہ کرتا ہے یہہ گویا موضع کا منجم ہے ۔
۱۴۰	رجیپر ۔	بکسر اول و سکون مابعد ۔ یہ چونے کا ایک جزو ہے جسکو اہل فرانس درخت انگور مین بطور کہاد استعمال کرتے ہین ۔ دیکہو صفحہ (۲۰۸) ۔
۱۴۱	چاربن ۔	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے دیکہو صفحہ (۲۵۱)
۱۴۲	چنار ۔	بفتح اول ۔ زبان فارسی مین ایک درخت کا نام ہے ۔

۱۴۳	چینا۔	بفتح اول۔ ملکت چین سے مراد ہے۔
۱۴۴	حار رطب۔	گرم وتر کا ترجمہ ہے۔ یہ زبان عربی کے الفاظ ہین۔
۱۴۵	حبشی۔	بفتح اول ودوم۔ زبان عربی مین انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۴۱ کا نمبر (۴)۔
۱۴۶	حرام۔	بفتح اول۔ زبان عربی مین انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ جسکا بیان صفحہ ۱۴۱ کے نمبر ۵ پر ہوا ہے۔
۱۴۷	حرمل۔	بفتح وکسر اول وسکون ثانی وضم وفتح ثالث۔ لفظ عربی ہے۔ اسکو فارسی مین سپند سوختنی اور ہندی مین اسبند اور دولو کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۱۴۸	حزیران۔	بفتح اول۔ ایک رومی مہینہ کا نام ہے جو خفیف سے تفاوت کے ساتھ ماہ ہندی (اساڑہ) کے مطابق ہے (غیاث اللغات)۔
۱۴۹	حسینی۔	بضم اول۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے انگورون سے ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۳۵ کا نمبر (۱۸)۔
۱۵۰	حصی لبان۔	اس لفظ کو صاحب محیط اعظم نے حصی لبان۔ بفتح اول و ثانی والف مقصورہ وضم لام ضبط کیا ہے۔ یہ عربی لفظ ہے اسکو فارسی مین حسن لبہ اور ہندی مین لوبان کہتے ہین۔ جو کہ ایک مشہور بخور ہے۔ (محیط اعظم)۔
۱۵۱	حلزون۔	بفتح اول۔ زبان عرب مین ایک کیڑے کا نام ہے جسکا ذکر صاحب محیط اعظم نے کیا ہے۔ فارسی مین اسی کو کاوک اور سپید مہرہ کہتے ہین۔
۱۵۲	حلوان۔	بضم اول وسکون ثانی۔ ممالک عرب مین ایک شہر کا نام ہے

		جسکو حلوان ابن عمران ابن حاف ابن قضاعہ نے آباد کیا تھا۔ اور بہت سے صحابہ انکی اولاد سے گزرے ہین ۔
۱۵۳	حماما ۔	بفتح اول ۔ نبطی یا سریانی زبان کا لفظ ہے ۔ اسکو عربی مین حامج اور فارسی مین مایلو اور مالو کہتے ہین ۔ یہ ایک قسم کی نبات کا نام ہے جسکی لکڑی سرخ اور خوشبودار ہوتی ہے ۔ (محیط اعظم) ۔
۱۵۴	حنظل ۔	بفتح وکسر حاے مہملہ وسکون نون ۔ عربی زبان کا لفظ ہے ۔ فارسی مین ہندوانہ ابوجہل وخربزہ تلخ اور ہندی مین اندرائن کا پھل ۔ (محیط اعظم) ۔
۱۵۵	حیّ العالم ۔	بفتح اول و تشدید ثانی ۔ عربی زبان کا لفظ ہے ۔ فارسی مین اسکو ہمیشہ بہار وبنیس بہار وسرخ مرو وزلف عروسان اور ہندی مین رتی سروالی وسدابہار کہتے ہین ۔ (محیط اعظم) ۔
۱۵۶	خارواع ۔	کسدانی زبان مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے ۔ دیکھو صفحہ ۹۴ مین کرمتہ البر کا بیان ۔
۱۵۷	خالیہ ۔	عربی زبان مین ایک قسم انگور کا نام ہے ۔ دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر (۶)
۱۵۸	خایۂ غلامان ۔	زبان فارسی مین انگور کی ایک خاص قسم ہے ۔ دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر (۷)
۱۵۹	خربق ۔	بکسر اول وسکون ثانی وفتح ثالث ۔ عربی زبان کا لفظ ہے ۔ جو ایک مشہور دوا کا نام ہے جسکو رومی زبان مین قعوسا اور ہندی مین کچلا کہتے ہین اور وہ سفید اور سیاہ ہوتی ہے سفید کو عربی مین قاتل الکلب ۔ اور ہندی مین بس سفید اور کچلا کہتے ہین ۔ اور سیاہ کی تحقیق علیحدہ مذکور ہو چکی ہے (محیط اعظم) ۔
۱۶۰	خربق ابیض	بکسر اول وسکون ثانی ۔ عربی زبان کا لفظ ہے ۔ ہندی مین اسکو

		بس اور سفید کہلا۔ اور عربی مین قاتل الکلب بہی کہتے ہین۔
۱۶۱	خربوز سیاہ	بکسر اول وسکون ثانی۔ خال زنگی اور عربی مین رجل الراعی اور ہندی مین کالا کہلا کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۱۶۲	خردل۔	بفتح خاے معجمہ وسکون راے مہملہ وفتح دال مہملہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی مین سپندان اور ہندی مین رائی کہتے ہین (محیط اعظم)۔
۱۶۳	خزامی۔	بفتح اول وثانی وفتح میم والف مقصورہ۔ عربی لفظ ہے۔ جس کو فارسی واردو مین گل شب بوی اور بعض کے نزدیک گل مریم بہی کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۱۶۴	خستہ۔	بفتح اول وسکون ثانی۔ زبان فارسی مین تخم انگور کو خستہ کہتے ہین۔ (برہان قاطع۔)
۱۶۵	خسک۔	بفتحتین۔ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ جسکو خار خسک بہی کہتے ہین۔ اور عربی مین حسک۔ اخراس العجوز۔ ظفرۃ العجوز۔ اور ہندی مین گوکہر۔ کنٹک۔ (محیط اعظم)۔
۱۶۶	خصی۔	دکن مین درخت انگور کی کاٹ چہانٹ کو خصی کہتے ہین۔
۱۶۷	خط استوا۔	بفتح اول وکسرہ ثالث۔ زبان عرب مین وہ خط ہے جو آسمان کو دو حصون پر تقسیم کرتا ہے۔ جو مشرق سے شروع ہوتا ہے اور مغرب پر ختم ہوتا ہے۔
۱۶۸	خمیر مایہ۔	خمیر مایہ اسم فارسی۔ خمیر کے معنی مین ہے۔ جسکو عربی مین عجین اور ہندی مین ماوا کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۱۶۹	خیوط الکرم۔	خیوط بضم اول۔ جمع ہے خیط کی۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے

		معنی تاگے کے ہین - کَرم بفتح کاف عربی وسکون راے مہملہ - عربی زبان مین درخت انگور کو کہتے ہین - خیوط الکرم سے درخت انگور کی بیلون کے رشتے مراد ہین -
۱۷۰	دَبُور -	بفتح اول - زبان عربی مین اُس مغربی ہوا کا نام ہے - جسکو اُردو مین پچھوا کہتے ہین - دیکھو صفحہ (۶۸) -
۱۷۱	دِبس	بکسر دال وسکون باے موحدہ - عربی لفظ ہے - اسکو فارسی مین دوشاب کہتے ہین اور وہ عبارت ہے انگور وخرما وتوت سفید وغیرہ کے گاڑہے شیرہ سے مگر مطلق دوشاب سے اکثر شیرہ انگور وشیرہ خرما مراد ہوتا ہے - یہہ وہ شیرہ ہے جو کہ خاص طریق سے تیار کیا جاتا ہے - (محیط اعظم)
۱۷۲	دردار -	بفتح اول وسکون ثانی - ایک مشہور درخت کا نام ہے - اور یہ لفظ فارسی زبان کا ہے - عرب مین اسکو شجرۃ العزب وشجرۃ البعوض اور اہل ہند بہولا کہتے ہین - (محیط اعظم) -
۱۷۳	دِرہَم -	بکسر اول وسکون ثانی وفتح ثالث - درم کا معرب اور لفظ درم فارسی ہے - جو کہ چھہ دانگ یعنی ۳، ماشہ کے بقدر چاندی کا سکہ ہوتا ہے - (منتہی الارب) -
۱۷۴	دِفلیٰ	بکسر دال وسکون فا وفتح لام والف مقصورہ - عربی لفظ ہے - اسکو فارسی مین خرزہرہ اور ہندی مین کنیر کہتے ہین (محیط اعظم) -
۱۷۵	دُلب -	بضم دال وسکون لام - عربی مین درخت چنار کا نام ہے - (رر)
۱۷۶	دَمعۃ الکرم -	بفتح اول - درخت انگور کی وہ رطوبت جو شاخون پر مثل گوند کے جم جاتی ہے - (محیط اعظم) -

۱۷۷	دوشاب -	زبان فارسی مین شیرہ انگور وشیرہ خرما کو کہتے ہین -
۱۷۸	دیواز -	زبان تنکابن مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ (۴۸)
۱۷۹	ڈچ سویٹ واٹر	بفتح اول - زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۱۹) -
۱۸۰	ڈِگری -	بکسر اول - انگریزی زبان مین درجہ کا ترجمہ ہے -
۱۸۱	ڈمیسکس -	بضم اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۲۰) -
۱۸۲	ڈِیوک آف بکلیچ	بکسر اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۲۱) -
۱۸۳	ذراریح -	سُرخ رنگ کے زہردار خار رکھنے والے اور اُڑنے والے کیڑے جنپر سیاہ نقطے ہوتے ہین اور زہر اُنکے سر مین ہوتا ہے - اُنکو فارسی مین دکلوک کہتے ہین - (بحر الجواہر) صاحب محیط اعظم فرماتے ہین کہ (آن کرمیست سُرخ با نقطہاے سیاہ وزرد - و یا مرقش وذی سمیت و دو نوع میباشد - بزرگ و کوچک - بزرگ آن بقدر زنبور - و کوچک آن از مگس بزرگ تر وپہن و بدبو و بر نبات تازہ می نشیند و دران تکون میابد - بہندی تیلن و تیلنی مکہی گویند) -
۱۸۴	ذرارید کی گہانس	ذرارید عربی زبان مین جمع ہے لفظ ذریرہ بروزن حریرہ کی جو کہ ایک قسم کی خوشبودار نے کے ٹکڑے ہوتے ہین - اور ملک ہند سے تمام ملکون مین منتقل کئے جاتے ہین اور قصب الذریرہ کے نام سے مشہور ہین - (محیط اعظم) -

۱۸۵	ذوانایا۔	بفتح اول۔ فن فلاحت اور علم نباتات کے ایک عالم کا نام ہے جو کنعان مین گزرا ہے۔
۱۸۶	رازقی۔	زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۴۲ کا نمبر (۸)۔
۱۸۷	رازی۔	سے ایک حکیم مراد ہے جسکا پورا نام شیخ محمد ابن ذکریا رازی تہا جو شہر رے کا رہنے والا تہا۔
۱۸۸	رازیانج۔	یہ لفظ رازیانہ (فارسی) کا معرب ہے اسکو فارسی مین بادیان بہی کہتے ہین اور ہندی مین سونف۔ (محیط اعظم)۔
۱۸۹	رامک	بفتح راے مہملہ و میم مفتوح۔ یونانی زبان کا لفظ ہے۔ یہ ایک مرکب دوا ہے سیاہ رنگ۔ مثل قیر کے۔ جب اسکو مشک سے ملاتے ہین تو مجموعہ کو رامک المسک کہتے ہین۔ فارسی مین اس دوا کا نام آرام دارو ہے (محیط اعظم)۔
۱۹۰	رائل اسکاٹ۔	انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۵ کا نمبر (۲۲)۔
۱۹۱	رائل مسکڈین	انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۵ کا نمبر (۲۳)۔
۱۹۲	رائل وینارڈ	انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۵ کا نمبر (۲۴)۔
۱۹۳	رز۔	بفتح راے مہملہ۔ زبان فارسی مین درخت انگور کو رز کہتے ہین
۔	رطل۔	بفتح اول و کسر آن نیز و سکون ثانی عربی مین ایک وزن کا نام ہے جسکی مقدار ۱۲۔ اوقیہ ہے اور ایک اوقیہ چالیس درم

		کے برابر ہوتا ہے۔ (منتہی الارب) صحاح جوہری کا قول ہے کہ اوقیہ کی یہ مقدار قدیم زمانہ مین تھی۔ لیکن اب طبیبون کے عمل درآمد مین اوقیہ ایک استار اور دو ثلث استار کا ہوتا ہے جو ۵ تولہ کے مساوی ہے کیونکہ استار دس درم کے برابر ہے۔
۱۹۵	پرچی لُس بی ٹیولی	ایک کیڑے کا نام ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ ۲۷۷۔
۱۹۶	رو یہ۔	بقول صاحب فلاحتہ رومیہ ایک خاص دوا کا نام ہے۔ صاحب محیط اعظم نے الف کے ساتھ رویا لکھا ہے جس سے عنب الثعلب یعنی مکو مراد ہے۔
۱۹۷	ریش بابا۔	زبان فارسی مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۲ کا نمبر (۹) وصفحہ ۵۴ کا نمبر (۲۵)۔
۱۹۸	ریگڑ -	کالی زمین کو دکن مین ریگڑ کہتے ہین۔ اسی کا نام ممالک مغربی وشمالی ہند مین ڈگر ہے۔
۱۹۹	رِیگل -	بکسر اول وسکون ثانی۔ ایک محقق یورپ کا نام ہے۔
۲۰۰	زبیب	بفتح اول وکسر ثانی۔ زبان عرب مین خشک انگور کو کہتے ہین۔
۲۰۱	زبیب مورہ	ایک خاص قسم کی کشمش ہے۔
۲۰۲	زعرہ -	بضم اول وسکون ثانی۔ زبان عربی مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۳ کا نمبر (۱۰)۔
۲۰۳	زِفت ۔	بکسر اول۔ زبان عربی مین قیر یعنی ڈامر کو زفت کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔

۲۰۴	زِفت خاکی۔	بکسر زاے معجمہ وسکون فا۔ درخت صنوبر بری کی رطوبت کا نام ہے اور جوکہ مادہ درخت صنوبر سے نکلتی ہے اوسکو تنبوب کہتے ہین اور جبکہ وہ منجمد ہوجاتی ہے تو اُسکو راتینج کہتے ہین۔ (محیط اعظم)
۲۰۵	زِفت سیاہ	گیلانی نے کہا ہے کہ درخت صنوبر کے رطوبات غاذیہ سے جو زِفت لیجاتی ہے گرم مزاج رکھتی ہے اسی وجہ سے یہ زِفت سیاہ ہوتی ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۰۶	زَمِستانی۔	بفتح اول وکسرہ ثانی وسکون ثالث انگور کے اُن اقسام کا نام ہے جنکا ثمرہ جاڑون مین حاصل ہوتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۳ کا نمبر (۱۱)۔
۲۰۷	زہرالکبریت	زہر عربی مین پہول اور کبریت گندہک۔ پس زہرہ کے معنی گندہک کا پہول۔ اسکی نظیر عربی لغت مین زہرۃ الملح بمعنی شورہ وزہرۃ النحاس ہے جوکہ تانبے کو پگہلانے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح غالباً زہرالکبریت بہی گندہک سے صاف کرنے کے بعد نکلتا ہے۔ لغت سے اس لفظ کا کچہ پتا نہین چلتا۔
۲۰۸	زَیتونی۔	بفتح اول وسکون ثانی۔ زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۳ کا نمبر (۱۲)۔
۲۰۹	سَاذج ہندی	بفتح سین وفتح ذال معجمہ۔ ایک قسم کا پتا ہے جوکہ ڈیڑہ گرہ کے بقدر دراز اور نصف گرہ کے قدر چوڑا اور خوشبودار سبز رنگ ہوتا ہے۔ ہندی مین اسکو پترج کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۲۱۰	ساطور۔	بڑے چہرے اور خنجر اور بہرلی کو کہتے ہین۔
۲۱۱	ساق الشجر۔	منتہی الارب مین ساق کے بہت سے معنی لکھے ہین مگر ساق شجر تنہ درخت کو کہتے ہین

۲۱۲	ساق الکرم	زبان عرب مین تنہ درخت انگور کو ساق الکرم کہتے ہین ۔
۲۱۳	سال ۔	ایک مشہور درخت ہے جسکو ہندی مین ساکہو بھی کہتے ہین ۔ اور عربی مین ساج ۔ (محیط اعظم) ۔
۲۱۴	سانس ۔	بقول صاحب فلاحتہ یونانیہ یہ ایک دوا ہے جسکو فارسی مین سانس کہتے ہین ۔ افسوس ہے کہ لغات فارسی مین اسکا پتا نہین چلتا ۔ دیکھو کتاب ہذا کا صفحہ ۳۶۹ ۔
۲۱۵	ساہی جرمقانی	ایک فلاح کا نام ہے جو ممالک عرب مین گزرا ہے ۔
۲۱۶	سبز بال ۔	بفتح اول زبان فارسی مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر (۱۳) ۔
۲۱۷	سپور ۔	انگریزی زبان مین فنگس کی قسم کے ایک پودہ کے تخم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۲۵۰ ۔
۲۱۸	سُداب صحرائی ۔	بقول محیط اعظم بضم اول ۔ سانول ۔ سارہی ۔
۲۱۹	سراج القطرب	بکسر اول وضم قاف وسکون طا وضم راے مہملہ ۔ عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی مین اسکے بہت سے نام ہین جیسے شجر السلیمان و شجرۃ ذوالقرنین وغیرہ یہ ایک قسم کا درخت ہے اسکی فارسی و اردو کا نام صاحب محیط اعظم نے ضبط نہین فرمایا ۔ (محیط اعظم) ۔
۲۲۰	سترا ہیا ۔	بفتح اول ۔ کسدانی زبان مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے ۔ دیکھو صفحہ ۴۴ نمبر (۱۴) ۔
۲۲۱	سرکاسپورہ ٹلیس	یہ ایک قسم کی پہپوندی ہے جسکو امراض درخت انگور مین شمار کیا جاتا ہے ۔

۲۲۲	سُعد۔	بضم اول وسکون ثانی ودال مہملہ۔ عربی لفظ ہے۔ اسکو فارسی مین مشک زیر زمین اور ہندی مین موتہہ کہتے ہین۔ اور یہ ایک درخت کی جڑ ہے (محیط اعظم)۔
۲۲۳	سفید خار۔	بفتح اول وثانی وسکون ثالث۔ زبان فارسی کا لفظ ہے جسکو عربی مین عوسج کہتے ہین (محیط اعظم)۔
۲۲۴	سُقم الکرم۔	بضم اول۔ زبان عرب مین ایک بیماری کا نام ہے جو درخت انگور کو عارض ہوتی ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۲۷۔
۲۲۵	سکناس۔	جسکو فارسی مین آڑلو۔ اور ہندی مین دندلم کہتے ہین یہ ایک قسم کا دوائی درخت ہے۔
۲۲۶	سِکّین التطعیم۔	بکسر اول۔ زبان عرب مین ایک چھوٹی سی چہری کا نام ہے۔ جس سے درخت کے پیوند باندہنے مین مدد لیجاتی ہے۔ دیکھو صفحہ (۱۵۸)۔
۲۲۷	سَلَس البول۔	بفتح سین اول وکسر لام وفتح سین دوم۔ عربی زبان مین ایک مرض کا نام ہے جسکی وجہ سے پیشاب بے ارادہ کے خارج ہو جاتا ہے (غیاث اللغات)۔
۲۲۸	سلیسیا۔	اس لفظ کا کچھ سراغ لغت سے نہین ملا۔ البتہ سلیسہ بر وزن فریحہ کو صاحب منتہی الارب نے ایک قسم کی گہانس لکہا ہے۔
۲۲۹	سَلیقانی۔	بفتح اول۔ زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر (۱۵)۔
۲۳۰	سنبل الطیب	یہ عربی زبان کا لفظ ہے اسکو فارسی مین آیک حولالہ اور ہندی مین چہڑ اور بال چہڑ اور جٹا ماسی کہتے ہین۔ اور یہ ایک گہانس کا

		نام ہے جوکہ خوشبودار اور بے پھول و بے پہل ہوتا ہے۔ (محیط اعظم)
۲۳۱	سنیتمتر۔	یہ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے۔ ایک پیمانہ کا نام۔ ایک متر مساوی ہے ۳۹٫۳۷۰۷۹ انچہ انگریزی کا۔ اسکے دسوین حصہ کا نام دیسی متر ہے جو مساوی ہے تقریبا ۴ انچہ انگریزی کا۔ اور ایک دیسی متر کا دسوان حصہ سنتی متر کہلاتا ہے جو چار انچہ کا دسوان حصہ ہے ۱۰/۴ (المقادیر مولفہ مولوی غلام احمد)۔
۲۳۲	سنجاب۔	بالکسر وجیم عربی وباے موحدہ۔ ایک جانور کا نام ہے جس کے چمڑے سے پوستین بناتے ہین اور وہ خاکستر گون ہوتا ہے اُسکے چمڑے کو بھی سنجاب کہتے ہین۔ (غیاث اللغات)۔
۲۳۳	سودار ذات العیون	زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے جسکا بیان صفحہ ۴۰ کے نمبر ۲۹ مین ہے۔
۲۳۴	سودارو۔	ایک خاص قسم کے شربت کا نام ہے جسکا نسخہ اسی کتاب کے خاتمہ مین بیان ہوا ہے۔ دیکھو صفحہ (۳۷۷)۔
۲۳۵	سُودیون۔	بضم اول۔ ایک شخص کا نام ہے جو فن فلاحت کا بہت بڑا عالم تھا۔ یہ یونان مین گزرا ہے۔
۲۳۶	سوران۔	ایک ملک کا نام ہے۔ اور اسی ملک کے باشندے سورانیئین سے مشہور ہین۔
۲۳۷	سُوسن۔	بضم اول وسکون ثانی۔ عربی زبان کا لفظ ہے جوکہ فارسی اور ہندی مین بھی مستعمل ہے۔ ایک مشہور پھول کے درخت کا نام ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۳۸	سوکران۔	اس لفظ کو صاحب محیط اعظم نے سوکری بفتح سین وکاف وسکون واو

		وکسر را۔ ضبط کیا ہے۔ جسکے معنی فارسی مین موسلی سیاہ۔ اور ہندی مین کالی موسلی کے ہین جوکہ کسی قسم کے درخت کی مشہور جڑ ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۳۹	سوکری۔	بفتح سین مہملہ وسکون واو وفتح کاف۔ ایک مشہور درخت کی جڑ ہے جسکو فارسی مین موسلی سیاہ اور ہندی مین کالی موسلی کہتے ہین اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔
۲۴۰	سونایا۔	بضم اول۔ بغداد مین انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر (۱۶)۔
۲۴۱	سوسطانی۔	بضم اول۔ کسدانی زبان مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر (۱۷)۔
۲۴۲	سویٹ واٹر۔	بضم اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر (۲۶)۔
۲۴۳	سیّالہ۔	بفتح اول۔ عربی زبان مین ایک خاص مرض کے مریض درخت انگور کا نام ہے اسلئے کہ وہ اپنے پہل کو روک نہین سکتا۔ بلکہ اوسکا پہل بہہ جاتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۳۸۔
۲۴۴	سیزرق۔	غالبًا یہ لفظ معرب ہے سیر یک فارسی کا۔ جسکو ہندی مین گل مہندی کہتے ہین۔ لغات عربی سے اسکا پتا نہین ملتا۔
۲۴۵	سینگریڈ۔	بکسر اول۔ روسی زبان مین ایک خاص قسم کے تھرمامیٹر کا نام ہے جس سے گرمی اور سردی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔
۲۴۶	شاخ دابنا۔	درخت انگور سے جو شاخ جھکا کر زمین مین اس غرض سے دابی جاتی ہے کہ اُسکے مدفونہ حصہ مین جڑین پیدا ہون اوسکو مولف نے شاخ دابنا

		کہا ہے۔ صاحبان لغت اُردو نے شاخ دابنے کا محاورہ نہین بیان کیا۔
۲۴۷	شاخ لگانا۔	صاحب فرہنگ آصفیہ نے شاخ لگانے کے معنی قلم لگانا لکہا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ فن فلاحت کے اصطلاحات مین اہل لغت نے گڑبڑ کردی ہے۔ لہذا مؤلف نے اپنی اس کتاب مین جہان کہین شاخ لگانا لکہا ہے۔ اوس سے یہ مراد ہے کہ زمین مین دبائی ہوی شاخ کو بعد ازین کہ اوس مین جڑین پیدا ہوجائین قطع کرکے دوسرے مقام مین قائم کرین۔ (دیکھو قلم لگانے کی بحث جس مین تفصیل کے ساتہ بیان ہے)۔
۲۴۸	شافہ۔	بفتح فا۔ عربی زبان مین وہ روئی کی بتی جو کسی دوامین لت کرکے زخم کے اندر رکہی جاے۔ اور وہ دوا یا صابون کی بتی جو دبر مین پیخانہ کہل کر آنے کے لئے رکہی جاے۔ (فرہنگ آصفیہ)۔
۲۴۹	شباط۔	بضم اول۔ ایک رومی مہینہ کا نام ہے جو تقریباً ماہ ہندی (پہاگن) کے مطابق ہے۔
۲۵۰	شبت	بفتح اول وسکون دوم۔ ایک قسم کا ساگ ہے جو کہ سردی و خشکی مین معتدل اور اوسکے شیرہ کو پینے سے سنگ مثانہ ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۵۱	شبرم۔	بضم اول وسکون ثانی وبکسر اول وسوم نیز وبسکون ثانی۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جسکی فارسی گاؤ کشک ہے۔
۲۵۲	شب صافی۔	بفتح وکسر اول وتشدید ثانی۔ فارسی مین زاج ابیض یعنی پہٹکری

		کو کہتے ہین۔ (محیط اعظم) اور یہ معدنیات مین سے ایک خاص جوہر کا نام ہے۔
۲۵۳	شجرۃ السمراء	یہ لفظ عربی زبان کا مرکب اضافی ہے جسکے معنی سمرا کا درخت۔ صاحب محیط اعظم نے سمرا کے دو معنی لکھے ہین۔ (۱) گیہون (۲) ایک قسم کی نبات ہے جسکا درخت بقدر قد آدم بلند اور موصل کے اطراف مین بحر بیعہ مین اُگتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۵۴	شراب الفلفل۔	ایک خاص قسم کے شربت کا نام ہے۔ جسکو خاتمہ کے صفحہ (۳۰۸) پر بیان کیا ہے۔
۲۵۵	شربتی۔	بفتح اول۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے اقسام انگور سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر (۲۷)۔
۲۵۶	شرطاحاوس۔	بفتح اول۔ رومی زبان مین انگور کی ایک خاص قسم ہے جس کا بیان صفحہ ۴۰ مین بذیل نمبر ۲۴ ہے۔
۲۵۷	شقرۃ۔	بضم اول وسکون ثانی۔ زبان عرب مین اُس رنگ کو کہتے ہین جسمین سرخی غالب ہو۔ اور سپیدی کم۔
۲۵۸	شنہ	بفتح اول و تشدید ثانی۔ عربی مین پھٹی پُرانی مشک کو کہتے ہین۔ (منتہی الارب) اور صاحب محیط اعظم فرماتے ہین (شنہ بکسر اول انگور است)۔
۲۵۹	شونیز۔	بضم اول۔ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ ایک دوا کا نام جسکو عربی مین کبودان اور ہندی مین کلونجی کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۲۶۰	صاحبی۔	زبان عربی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے اقسام انگور سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر ۲۸۔

۲۶۱	صِرداپا۔	بکسر اول۔ ایک کسدانی حکیم کا نام ہے جو فن فلاحت مین کامل تہا۔
۲۶۲	صَعتر۔	بفتح اول۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ بقول محیط اعظم ایک نبات کا نام ہے۔ جس کو فارسی مین پودینہ کوہی اور ہندی مین ساتہر کہتے ہین۔
۲۶۳	صُغریث۔	بضم اول۔ ایک کسدانی فلاح کا نام ہے۔ جو فن فلاحت کا نہایت ماہر اور کامل تہا۔
۲۶۴	صفرا۔	ایک قسم کی گہانس ہے جو کہ نرم اور بالودار زمین مین پیدا ہوتی ہے۔ اور اوسکے پتے کاہو کے پتون سے مشابہ ہوتے ہین۔ اور اسکے پہول زرد اور نرم اور اوس کا مزا پہیکا کسی قدر تلخی لئے ہوے۔ پیاس کی بیماری کو اوسکا عرق نافع ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۶۵	صَلبانیا۔	بفتح اول۔ زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکہو صفحہ ۵۴ کا نمبر (۱۸)۔
۲۶۶	صَلفتہ۔	بفتح اول۔ زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکہو صفحہ ۵۴ کا نمبر (۱۹)۔
۲۶۷	طامثری۔	ایک کنعانی فلاح کا نام ہے جو علم نباتات مین کامل تہا۔
۲۶۸	طیزناباد۔	ایک ملک کا نام ہے۔ غالبًا یہ کسدانی زبان کا لفظ ہے۔
۲۶۹	طَپسی۔	بفتح اول۔ دکن مین اُس بیراگی کو کہتے ہین۔ جو حبس دم کی ریاضت کرتا ہو۔
۲۷۰	طِلا۔	بکسر اول۔ عربی زبان مین اُس شیرۂ انگور کا نام ہے جسکو جوش

		دئے ہوئے پانی مین ملاکر جوش دیتے ہین۔ اورجب پانی کا ایک ثلث باقی رہجاے تو اوس وقت اوسکو بطور شربت استعمال کرتے ہین۔
۲۷۱	طومیری۔	ملک فرانس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۲۷۲	طَیحہ۔	بفتح اول۔ عرب کے ایک بہت بڑے عالم کا نام ہے۔ جوفن علاحت مین امام کہلاتا تہا۔
۲۷۳	عَجَم۔	بفتح اول ودوم۔ زبان عرب مین تخم انگور کو کہتے ہین۔ (منتہی الارب)۔
۲۷۴	عَرض البلد۔	بفتح اول۔ زبان عرب مین زمین کے اُن مدارج کا نام ہے جوقطب شمالی اور جنوبی سے قائم کئے گئے ہین۔
۲۷۵	عَرض شمالی۔	بفتح اول۔ زبان عرب مین قطب شمالی کے فاصلہ کے مدارج کو عرض شمالی کہتے ہین۔
۲۷۶	عَسکری۔	بفتح اول۔ زبان عربی کالفظ ہے۔ انگلستان کے انگورون سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکہو صفحہ ۵۵ کا نمبر ۲۹۔
۲۷۷	عضدین۔	بفتح اول وضم ثانی و فتح ثالث دوبازو۔ تثنیہ ہے عضد کا۔ اور عربی لفظ ہے۔ (غیاث اللغات)۔
۲۷۸	عَضلات۔	بفتح اول وسکون ثانی۔ عضلہ کی جمع۔ زبان عربی مین گوشت کی مچھلیون کو عضلات کہتے ہین۔
۲۷۹	عَقل۔	بفتح اول وسکون ثانی۔ زبان عربی مین عَقل انگور کی اُس کاشت کو کہتے ہین جو بذریعہ قلم کیجاے۔
۲۸۰	علاّمہ نابلسی	مولنا شیخ عبدالغنی مصنف علم الملاحہ فی علم الفلاحہ سے مراد ہے۔

۲۸۱	علک سفید	بکسر عین وسکون لام - عربی زبان کا لفظ ہے - اور یہ نام ہے ہر ایک ایسے گوند کا جوکہ چبایا جاتا ہے اور اسکی بہتر قسم وہ ہے جوکہ سفید مائل بزردی ہوتی ہے - (محیط اعظم) -
۲۸۲	علّیق -	بضم عین مہملہ و فتح لام مشدّد - عربی زبان کا لفظ ہے جسکو فارسی مین ورد و توت سہ گل اور ہندی مین اچھوہ کہتے ہین (محیط اعظم)
۲۸۳	عُمق -	بضم اول و دوم - عربی مین گہرائی کو کہتے ہین -
۲۸۴	عناہر الخضراوات	ملک فرانس کے ایک عہدہ کا نام ہے -
۲۸۵	عِنَب -	بکسر اول و فتح ثانی - زبان عرب مین پختہ انگور کو کہتے ہین -
۲۸۶	عنصل -	بفتح اول وسکون ثانی و فتح ثالث - عربی لفظ ہے اسکو فارسی مین پیاز دشتی و پیاز موش (اسلئے کہ اس سے چوہا ہلاک ہوجاتا ہے) اور انگریزی مین اسکوال اور ہندی مین کندا اور کولی کاندا کہتے ہین اور یہ ایک درخت کی جڑ ہے جو پیاز سے مشابہ ہوتی ہے (محیط اعظم) -
۲۸۷	عُنقود	بضم اول وسکون ثانی - زبان عرب مین خوشۂ انگور کو کہتے ہین
۲۸۸	عَوسج -	بفتح عین وسکون واو و فتح سین مہملہ - ایک قسم کا درخت ہے جسکو فارسی مین سفید خار کہتے ہین - اسکی ہندی صاحب محیط اعظم نے ضبط نہین کی ہے -
۲۸۹	عیروانا -	بکسر اول - بقول صاحب محیط اعظم ایک درخت کا نام ہے جسکو عربی مین لحیۃ التیس اور فارسی مین اسلیخ کہتے ہین - اور یونانی مین اطاروس - دیار شام مین اذناب الخیل - عامۂ اہل اندلس کی زبان مین سقواس - اصفہان مین شنگ -

۲۹۰	عُیون الکَرْم -	بضم اول - زبان عرب مین درخت انگور کی آنکھین -
۲۹۱	غار -	غار بفتح غین معجمہ وسکون الف ورائے مہملہ - عربی زبان مین ایک قسم کا درخت ہے جو بہت بڑا ہوتا ہے اور ہزار سال تک زندہ رہتا ہے یونان کے لوگ اُسکی بہت تعظیم وحرمت کرتے ہین اہل شام اسکو زند اور اہل فارس باہشتان اور اہل فرنگ لاورس یا کہتے ہین (محیط اعظم) -
۲۹۲	غاسپارین	ایک معلم فن فلاحت کا نام ہے جو ہا (مصر مین) گزرا ہے - غالباً یہ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے -
۲۹۳	غَرَب -	غرب بفتح غین معجمہ ورائے مہملہ وسکون بائے موحدہ - ایک بہت بڑے درخت کا نام ہے جوکہ درخت بید کے اقسام سے ہے - جسکے پتے اور پوست سفید ہوتا ہے اور اسکے تنہ مین ٹانکیان لگا کر گوند نکالتے ہین اوسکو عربی مین اسفیدار اور فارسی مین بدہ - اور ناروان اور بربری مین درخت بر کہتے ہین (محیط اعظم)
۲۹۴	فاسٹرز سیڈلنگ	انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر ۳۰ ہے
۲۹۵	فرانکین تھل -	بفتح اول - زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر (۳۱) -
۲۹۶	فرڈی نیانڈڈی لیسپس -	بکسر اول انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر (۳۲) -
۲۹۷	فرفرا ہیہ -	بفتح اول - بقول صاحب فلاحت رومیہ ایک دوا ہے - جسکا پتہ افسوس ہے کہ مولف کو لغات سے نہین ملا -

۲۹۸	فرنورانیا۔	بفتح اول۔ زبان رومی مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکہو صفحہ ۵۴ کا نمبر (۲۰)۔
۲۹۹	فروع خشبیہ۔	یہ لفظ عربی زبان کا مرکب توصیفی ہے یعنی ایسی شاخین جو نرمی و نزاکت مین گہاس کے مانند ہین (حسن الصناعۃ فی علم الفلاحۃ)۔
۳۰۰	فروع خشبیۃ	یہ لفظ بہی مثل سابق عربی زبان کا مرکب وصفی ہے۔ یعنی وہ شاخین جو سختی اور کہرکہرے پن مین لکڑی سے مشابہ ہون۔ (حسن الصناعۃ)۔
۳۰۱	فُنافس۔	بضم اول۔ ایک خاص قسم کا کیڑا ہے۔ جسکا تفصیلی بیان صفحہ ۲۶۳ مین ہے۔
۳۰۲	فطراسالیون۔	بفتح اول، بسکون ثانی وکسر لام وضم یا۔ یہ لفظ بطرا سالیون لغت یونانی کا معرب ہے۔ اسکی ہندی پہاڑی اجمود ہے۔ جسکے بیج سیاہ اور دراز نانخواہ کے مشابہ ہوتے ہین لیکن شیخ الرئیس کے نزدیک اس سے مراد ہر ایک پہاڑی اجمود نہاین ہے بلکہ وہ اجمود مراد ہے جو کہ پتہر کی چٹانون پر اگتی ہے (محیط اعظم)۔
۳۰۳	فلاکزا وستاٹرکس	ایک کیڑے کا نام ہے جو جون کی قسم کا ہے۔ اور درخت انگور کو سخت نقصان پہونچاتا ہے دیکہو صفحہ ۲۷۷۔
۳۰۴	فنگس کا مرض	امراض انگور سے یہ ایک مرض کا نام ہے۔ جسکی تعریف صفحہ ۲۴۹ پر بیان ہوئی ہے۔
۳۰۵	فلنیقون۔	بفتح اول۔ ایک قدیم فلاح گزرا ہے جو ممالک مصر مین تہا۔
۳۰۶	فیثاغورث	یونان کے ایک عالم اور حکیم کا نام ہے۔
۳۰۷	فیسالاسپورا بدویٹی	ایک طرح کی پہپوندی کا نام ہے جو امراض درخت انگور مین شمار

		کی جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۵۲) ۔
۳۰۸	فیلاسٹکٹا لبراسکا۔	یہ ایک قسم کی پہپوندی ہے جو امراض درخت انگور مین شمار کی جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۳ ۔
۳۰۹	فیلاسٹکٹا وٹیکولا۔	یہ ایک قسم کی پہپوندی ہے جو درخت انگور کی بیماریون مین شمار کی جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۳ ۔
۳۱۰	قابلہ۔	عربی زبان مین اُس ظرف کو کہتے ہین جو قرع انبیق کی نالی کے پاس رکہا جاتا ہے جسمین پانی ٹپکتا ہے۔
۳۱۱	قار۔	یہ لفظ عربی زبان کا ہے۔ عربی مین اسکو قیر (بکسر قاف وسکون یا) بہی کہتے ہین اور فارسی مین کزف۔ یہ ایک سیال شے ہے۔ سیاہ رنگ مائل بسرخی جو کہ زمین کے چشمہ سے گرم پانی کے ساتہ جوش مارکر ابلتی ہے (محیط اعظم)۔
۳۱۲	قثاء الحمار۔	بکسر قاف وسکون ثاے مشدد۔ عربی زبان کا لفظ ہے جسکی فارسی خیارزہ اسپند وخیار دشتی اور ہندی مین بندال وکہکر بیل کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۳۱۳	قدوم۔	بفتح اول وضم دال بمعنی تیشۂ نجاران۔ (غیاث اللغات)۔
۳۱۴	قراصیا۔	بفتح قاف وراے مہملہ۔ رومی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی مین آلو بالو کہتے ہین۔ اسکی شیرین قسم کو فارسی مین کیلاس اور ترش قسم کو الو بو علی کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۳۱۵	قَراقِر۔	بفتح اول وثانی وکسر قاف ثانی۔ وہ آواز جو پیٹ کے اندر پائی اور سُنی جاے۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے یہ قرقرہ کی جمع ہے۔
۳۱۶	قِران۔	بکسر اول وفتح ثانی۔ اصطلاح علم نجوم مین آفتاب کے سوا دو

		ستارون کا ایک برج اور ایک درجہ یا ایک دقیقہ مین جمع ہونا ہے۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔
۳۱۷	قرع۔	بفتح اول وثانی۔ وہ ظرف ہے جسمین عرق نکالنے کے لئے دوائین ڈالکر آگ پر جوش دیجاتی ہین تاکہ اونکا معطر انہین کے ذریعہ سے قابلہ تک پہونچے (بحرالجواہر)۔
۳۱۸	قردسی۔	بفتح اول۔ یونانی زبان مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۵ کا نمبر (۲۱)۔
۳۱۹	قسط۔	بضم قاف وسکون سین مہملہ و بآخر طاے مہملہ۔ یہ لفظ قسطس یونانی کا معرب ہے۔ اسکو فارسی مین کوستہ اور ہندی مین کٹ اور کوٹہ کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۳۲۰	قسطین۔	اس لفظ کا کچھ پتا نہین چلتا ہے البتہ قسطرین بقول صاحب محیط اعظم لغت رومی و یونانی مین ترنج کو کہتے ہین۔
۳۲۱	قصب الذریرہ۔	بفتح اول وثانی و فتح ذال معجمہ و کسر راے مہملہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی مین نے نہاوندی و برکنبہ اور ہندی مین چرایتہ کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۳۲۲	قطر۔	بضم اول وسکون ثانی۔ عربی زبان مین وہ خط مستقیم ہے جو دائرہ کے مرکز پر گزر کر اُسکے دو برابر حصے کرے اور محیط تک برابر چلا جاے۔ (فرہنگ آصفیہ)۔
۳۲۳	قطران۔	بضم اول۔ زبان عربی مین روغن سیشہ بین کو قطران کہتے ہین۔ ہندی مین گرجن کا تیل۔ (محیط اعظم)۔
۳۲۴	قفیز۔	بفتح اول وکسر ثانی وسکون ثالث۔ معرب ہے لفظ کفیز کا جو

		کہ ایک پیمانہ ہے جسکی مقدار ۱۲ صاع ہے اور صاع ۸ رطل کا ہوتا ہے۔ اور رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے۔ پس قفیز ایک من ۸ سیر کا ہوا۔ (غیاث اللغات)۔
۳۲۵	قلقدیس۔	بفتح ہر دو قاف و سکون لام و کسر دال۔ عربی لفظ ہے۔ فارسی مین اسکو زاج احمر اور ہندی مین سرخ کیس کہتے ہین۔ اور یہہ قول جمہور اطبا کا ہے۔ اور شیخ بوعلی سینا کے نزدیک قلقدیس زاج ابیض کو کہتے ہین جسکی ہندی پھٹکری ہے۔ (محیط اعظم)۔
۳۲۶	قلم لگانا۔	اردو محاورہ مین صرف قلم سے وہ شاخ یا ٹہنی مراد ہے۔ جو ہری کاٹ کر زمین مین لگاتے ہین۔ (دیکھو فرہنگ آصفیہ جسکے یہی الفاظ ہین) صاحب فرہنگ آصفیہ نے دوسرے مقام پر قلم لگانے کے دو معنی لکھے ہین۔ (۱) کسی درخت کی شاخ کو زمین مین دبانا۔ (۲) پیوند لگانا۔ اب ہمکو اوس عمل کیلئے یہ محاورہ کام نہین دے سکتا جو اوپر بیان ہوا۔ یعنی ہری شاخ یا ٹہنی کو کاٹ کر زمین مین لگانے کو قلم لگانا نہین کہہ سکتے۔ اسلئے کہ قلم لگانے کے دو معنی آخر الذکر بیان کے لحاظ سے مخصوص ہوگئے۔ ہم کہتے ہین کہ لفظ قلم کے اُن معنون کے لحاظ سے جنکو صاحب فرہنگ آصفیہ نے لکھا ہے جنکا بیان ابتدا مین ہوا ہے قلم لگانے کے معنی ضرور یہ ہونے چاہئین (الف) کسی درخت سے ہری شاخ کاٹ کر زمین مین لگانا۔ (ب) قلم کا پیوند لگانا۔ الف۔ مین معنی نمبر (۱) متذکرۂ بالا کے ساتھ جو اختلاف لفظی و معنوی ہے۔ یا ب کو معنی نمبر (۲) متذکرۂ بالا سے ملانے سے

جو لفظی نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ بہت نازک ہے اور یہ اسکا نتیجہ ہے کہ اہل لغت نے فن فلاحت کے ان اصطلاحات پر اپنی توجہ مائل نہین کی ہے - طریقہ کاشت کے ۳ طریقے ہین جو کاشت بذریعہ تخم کے سوا ہین - (الف) کاشت بذریعہ ایک ایسی ہری شاخ کے جسکو ہم نے درخت سے کاٹ لیا اور پھر اوسکو زمین مین لگا دیا - (ب) کاشت بذریعہ ایک ایسی شاخ کے جسکو زمین مین داب دیا - اور جب اسمین جڑین پیدا ہوین تو اوسوقت اوسکو درخت سے قطع کرکے ایک مستقل پودہ بنا لیا - (ج) کاشت بذریعہ پیوند - اسکی بہی دو قسمین ہین - (۱) کسی درخت سے ہری شاخ کو اول کاٹ کر دوسرے [illegible] سے پیوند لگایا - (۲) کسی درخت کی شاخ کو نہ کاٹ کر بلکہ جہکا کر دوسرے پودہ کے ساتہ اوسکا پیوند لگایا - ب - ۱۱) اقسام کاشت کو بیان کرنے کے لئے اردو محاورہ کے جدا جدا الفاظ اردو لغات سے نہین ملتے - اور نہ اہل زبان سے قابل اطمینان طریقہ پر ملتے ہین - لہذا ہم نے اپنے مقصد کو بیان کرنے کے لئے اس کتاب مین حسب ذیل اصطلاحی الفاظ مقرر کر لئے ہین :- الف - کے لئے قلم لگانا - ب - کے لئے شاخ دبانا اور شاخ لگانا - ج - کے نمبر (۱) کے لئے قلم کا پیوند لگانا -		

ج کے نمبر(۲) کے لئے۔ شاخ کا پیوند لگانا۔
صاحب فرہنگ آصفیہ پیوند لگانے کے معنی یہ لکھتے ہین کہ ایک درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ مین پیوست کرنا ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہ معنی عام ہین۔ مؤلف کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اول شاخ اور قلم کا فرق سمجھنا چاہئے شاخ کے معنی بقول فرہنگ آصفیہ ٹہنی اور ڈالی ہین اور قلم کے معنی بقول فرہنگ مذکور ہری کاٹی ہوی شاخ اور ٹہنی۔
پس اس تعریف کے معلوم ہونے کے بعد ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر ہم نے کاشت بذریعہ قلم کی ہے تو اوسکو یا تو قلم بونا کہا جاے یا قلم لگانا۔ صاحبان لغت قلم بونے کا محاورہ نہین لکھتے۔ پس بجز اسکے گزیر نہین ہے کہ ہمارے مقصد کو قلم لگانے سے حاصل کیا جاے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ کا یہ فرمانا کہ قلم لگانے سے کسی درخت کی شاخ کو زمین مین دبانا مراد ہے۔ معانی الفاظ کے مغایر ہے۔
جب معلوم ہوچکا کہ شاخ اور قلم کے معنون مین عام وخاص کے نسبت اور فرق ہے تو ہم کو لغات اردو کے اجمال سے ضرور خلجان پیدا ہوا۔ اب ہم شاخ اور قلم سے دو کام لینا چاہتے ہین۔
ایک یہ کہ قلم کو زمین مین بونا چاہتے ہین اور قلم بونے کا محاورہ نہین ہے تو ناگزیر اس کو قلم لگانا کہین گے۔
اور پھر اسی قلم سے ایک پودہ مین پیوند لگانا چاہتے ہین اسکے

		سئے صرف پیوند لگانا اور قلم لگانا نہین کہہ سکتے۔ اسلئے کہ پیوند لگانے کے معنی عام ہین۔ اور قلم لگانے کے معنی بہی محاورہ اُردو مین بقول صاحب فرہنگ آصفیہ صرف پیوند لگانے کے ہین۔ پس دونون کے معنی عام ہوگئے۔ اب ہمکو اپنی خاص غرض کے لئے قلم سے پیوند لگانے کا محاورہ بنا لینا پڑا۔ اسی طرح ہم شاخ سے بہی دو کام لینا چاہتے ہین ایک یہ شاخ سے قلم نہ کاٹ کر اوسکو پودہ بنانا۔ اسی کا ہم نے شاخ لگانا نام رکہا ہے اور شاخ لگانے کے جو دو معنی صاحب فرہنگ آصفیہ نے لکہے ہین وہ ہمارے مقصد کے خلاف ہین۔ اور دوسرا کام پیوند کا ہے جو کسی شاخ کو ایک پودہ پر چلانے کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اسکا نام ہم نے شاخ کا پیوند لگانا رکہا ہے اسلئے کہ صرف پیوند لگانے کے معنی عام ہین جسکا اطلاق شاخ اور قلم دونون کے پیوند پر ہوتا ہے۔ اہل زبان ہم کو معاف فرمائین کہ ہم نے مجبوری کی وجہ سے محاورہ مین تصرف کیا ہے اور ہمکو بغیر اسکے گزیر نہ تہا۔
۳۲۷	قنا	صاحب محیط اعظم نے اس لفظ کو قَنَیٰ بفتح قاف و نون والف مقصورہ ضبط کیا ہے۔ قنیٰ عربی مین نے کو کہتے ہین جس سے نیزہ بنتا ہے اور بانس کو بہی کہتے ہین جس سے بنسلوچن نکلتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۳۲۸	قندہاری۔	بفتح اول، افغانستان کے انگورون سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکہو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۳۲)۔

۳۲۹	رِقنہ -	بکسر اول و فتح نون مخففہ - عربی زبان کا لفظ ہے جسکی فارسی بارزد و بیرزد - اور ہندی مشہور نام گندہ بہروزہ ہے (محیط اعظم)
۳۳۰	قوبار -	بضم واو معروف - ایک مرض کا نام ہے جو جلد بدن پر عارض ہوتا ہے جسکو ہندی مین داد کہتے ہین (غیاث اللغات) -
۳۳۱	قوثامی -	بضم اول - علماے کسدانیین مین ایک فلاح گزرا ہے جو فن فلاحت اور علم نباتات کا ماہر تہا -
۳۳۲	قورنتہ -	نواح مصر مین ایک شہر کا نام ہے -
۳۳۳	قومز -	ایک قسم کا کیڑا ہے جو انگور کو مضرت پہونچاتا ہے اس کا بیان صفحہ ۲۷۴ مین ہوا ہے -
۳۳۴	قیراط -	بکسر قاف وسکون یا - اصل مین قراط تشدید را کے ساتہ تہا اسی وجہ سے اسکی جمع قراریط آئی ہے - یہ عربی مین ایک وزن کا نام ہے جسکی مقدار نصف دانگ ہے (صراح و منتہی الارب) - اور دانگ صاحب غیاث کی تحقیق مین چہہ رتی کا ہوتا ہے - پس قیراط تین رتی کے مساوی ہوا -
۳۳۵	کابلی -	انگلستان کے انگوروں سے ایک قسم کا نام ہے - دیکہو صفحہ ۶۵ کا نمبر (۳۴) -
۳۳۶	کازرونی	سے مراد ایک حکیم ہے جو یونان مین گزرا ہے - جس کا نام سدید کازرونی تہا - (محیط اعظم) -
۳۳۷	کاماس نبطی -	ایک مشہور عالم کا نام ہے جو کسدان مین گزرا ہے - علم نباتات اور فن فلاحت مین کامل تہا -
۳۳۸	کاپچی لس اسپی کوبلا	ایک قسم کی تتری ہے جو انگور کے درخت کو نقصان پہونچاتی ہے

		دیکھو صفحہ ۲۷۷ -
۳۳۹	کانون اول -	رومی مہینہ کا نام جو بقول صاحب غیاث اللغات ماہ ہندی (پوس) کے مطابق ہے -
۳۴۰	کانون ثانی -	رومی مہینہ کا نام جو تقریباً ماہ ہندی (ماگہہ) کے مطابق ہے (غیاث اللغات) -
۳۴۱	کبارہ -	اس لفظ کو صاحب محیط اعظم نے کَبَار بدون ہا ضبط کیا ہے اسکو عربی مین کبر بہی کہتے ہین اور فارسی مین بہی کبر اور کورک کہلاتا ہے اور ہندی مین کریل اور اہل دکن اسکے درخت کو نیپتی کہتے ہین۔ یہ ایک قسم کا درخت ہے۔ (محیط اعظم) -
۳۴۲	کبریت ایدرات الجیر	ایک مرکب دوا ہے۔ جسکی تعریف صفحہ ۲۸۴ مین بیان ہوئی ہے
۳۴۳	کبیشیا حمرا -	بفتح اول - سریانی زبان مین درخت انگور کو کہتے ہین - (محیط اعظم)
۳۴۴	کٹوبیا -	بفتح اول - انگریزی اقسام انگور سے ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر (۳۵) -
۳۴۵	کثیر الاغصان -	یہ زبان عربی کا مرکب لفظ ہے - اسکے معنی وہ درخت جسپر شاخین بہت ہون -
۳۴۶	کثیر الاوراق -	یہ لفظ مرکب عربی زبان کا ہے - اسکے معنی وہ شاخ یا درخت جسپر پتے زیادہ ہون -
۳۴۷	کراوی -	یہ لفظ سریانی زبان کا ہے اسکی عربی تقدہ و کمون رومی - اور فارسی مین کرد یہ و زیرۂ رومی و شاہ زیرہ اور ہندی مین رومی زیرہ کہتے ہین - صاحب محیط اعظم نے اسکو کرویا بہی ضبط کیا ہے -
۳۴۸	کرسنہ	بفتح اول وثانی وسکون سین - معرب ہے کسنک فارسی کا - ہندی

		مین اسکو مسٹر کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۳۴۹	کرفس۔	بفتح اول وثانی وبسکون ثالث۔ عربی مین ایک دوا کا نام ہے جسکو زبان ہندی مین اجمود کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۳۵۰	کرم۔	بفتح اول وسکون ثانی۔ عربی زبان مین درخت انگور
۳۵۱	کرم پیلہ۔	بکسر کاف وسکون راے مہملہ۔ فارسی زبان مین ریشم کے کیڑے کو کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۳۵۲	کرمتہ البر۔	بفتح اول۔ انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ جسکا بیان اس کتاب کے صفحہ ۴۵ نمبر ۲۲ پر ہوا ہے۔
۳۵۳	کرمتہ الدریاق	بفتح اول۔ زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر ۲۳۔
۳۵۴	کرو مانہ۔	کرو مانہ فارسی زبان مین کرمدانہ کو کہتے ہین جسکو عربی مین حب الدود کہتے ہین اور وہ ایک نبات کا تخم ہے جو دوا مین کام آتا ہے (محیط اعظم
۳۵۵	کسنوس۔	ایک قسم کا درخت ہے جسکو صاحب محیط اعظم نے بترک نون کسوس لکھا ہے اسی کو خشخاش زبدی بھی کہتے ہین۔
۳۵۶	کشمش۔	بکسر اول۔ زبان فارسی مین خشک انگور کا نام ہے اور انگلستان کے انگوروں مین ایک خاص قسم اس نام سے مشہور ہے دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر ۳۶۔
۳۵۷	کشمشی۔	بکسر اول۔ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ اور انگلستانی انگور کی ایک خاص قسم کا نام بھی ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر ۳۶۔
۳۵۸	کشنہ	یہ لفظ فارسی زبان کا ہے اسکا معرب کشنج ہے اور کشنج کو شیخ الرئیس نے ایک قسم کے سانپ کی چھتری یعنی کھنبی لکھا ہے جو کہ ریگستان

		مین پیدا ہوتی ہے اور نہایت درجہ کی مخدر ہے یعنی اعضا کو بحس کرنے والی ہے (محیط اعظم)۔
۳۵۹	کلابرہ ۔	بفتح اول - ایک شہر کا نام ہے جو اطالیہ مین واقع ہے۔
۳۶۰	کلاسیہ ۔	بفتح اول ۔ بقول صاحب فلاحتہ رومیہ نام درخت ۔ لغت سے اس لفظ کا کچھ سراغ نہین ملتا ہے ۔
۳۶۱	کلَف	بفتح اول وثانی ۔ ایک مرض کا نام ہے جسکے عارض ہونے سے رخسارون پر سیاہی مائل داغ ظاہر ہوتے ہین ۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے ۔ (غیاث اللغات) ۔
۳۶۲	کمون ۔	بفتح کاف وضم میم وسکون واو ونون ۔ عربی لفظ ہے اُسکو فارسی اور ہندی مین زیرہ کہتے ہین ۔ (محیط اعظم) ۔
۳۶۳	کمون صحرائی ۔	کمون بفتح اول ۔ زبان عربی مین ایک دوا کا نام ہے جسکو فارسی اور ہندی مین زیرہ کہتے ہین اور صحرائی سے مراد خود رو ہے یعنی جو کہ جنگل مین پیدا ہو ۔ (محیط اعظم) ۔
۳۶۴	کُنچی	بضم اول ۔ دکن مین اوس آلہ کو کہتے ہین جو سن سے بنایا جاتا ہے یا بالون سے جس سے ایک پاشنی یا رنگ کا کام لیا جاتا ہے ۔
۳۶۵	کنٹری ویٹ	بفتح اول ۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے ۔ دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر ۳۷ ۔
۳۶۶	کندس ۔	بفتح اول ۔ بقول صاحب محیط اعظم نک چھکنی یا اکل بیر ۔
۳۶۷	کنکارڈ امریکا ۔	بفتح اول ۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۷ کا نمبر ۳۸ ۔
۳۶۸	کِنّہ ۔	بکسر اول ۔ مَصطگی (بحر الجواہر) ۔

۳۶۹	کندر و گوند۔	ایک قسم کا گوند ہے مصطگی کے مشابہ۔ لیکن اسکا رنگ سُرخ ہوتا ہے جو کہ بلغم و بخار کا فساد دفع کرتا ہے اور پسینہ کو روکتا ہے اور قوت باہ و معدہ و دماغ و مثانہ کو قوی کرتا ہے (محیط اعظم)
۳۷۰	کوکس وٹیس۔	ایک قسم کے کیڑے کا نام ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ ۲۷۷ -
۳۷۱	کولی کاندا۔	یہ لفظ ہندی زبان کا ہے مرکب ہے کولی اور کاندہ سے۔ کولی نورباف اور کاندہ پیاز یعنی پیاز نورباف چونکہ بنگالہ کے نورباف اکثر کپڑے کے تانے اور بانے پر اسکا لعاب ملتے ہین لہذا یہ نام رکھا گیا۔ اسکی عربی عنصل و بصل العنصل و بصل الفار ہے - اور فارسی پیاز دشتی و پیاز موش اسلئے کہ اسکو کہانے سے چوہے مرجاتے ہین۔ (محیط اعظم) -
۳۷۲	کونوزہ -	بقول صاحب فلاحۃ رومیہ ایک دوا ہے۔ جسکا پتہ افسوس ہے کہ مؤلف کو لغات سے نہین ملا -
۳۷۳	کھڑک -	بفتح اول۔ دکن مین اُس زمین کا نام ہے جو سرخی مائل اور سخت ہو جسمین نرم پتھر کی تہین جمی رہین جنکے توڑنے سے عمدہ قسم کی دودہی اور کنکر حاصل ہو۔ جو سڑکون پر بچھائی جاتی ہے -
۳۷۴	گارکے پتھر۔	دکن مین سفید سنگریزونکو جو مرمر کی قسم کے ہون گار کے پتھر کہتے ہین -
۳۷۵	گراس کرامر۔	بفتح اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۷۵ کا نمبر ۳۶ -
۳۷۶	گراپٹولی تہاپا ٹرانا -	یہ ایک قسم کے کیڑے کا نام ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۷۷ -

۳۷۷	گرزلی فرانٹک نیاک	بفتح اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۷ کا نمبر ۴۰ -
۳۷۸	گرُوانڈ سویٹ واٹر	بضم اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۱ -
۳۷۹	گریپ وین -	بکسر اول - زبان انگریزی مین انگور کی بیل
۳۸۰	گِل ارمنی -	بکسر اول و ثانی و فتح ہمزہ و سکون را و فتح میم - فارسی لفظ ہے - اسکو عربی مین طین ارمنی کہتے ہین یہ ایک قسم کی سُرخ اور تیرہ کلیجی کے رنگ کی مٹی ہے جسکو ارمینیہ سے لاتے ہین جو کہ خوشبودار اور لسدار ہوتی ہے - زبان پر چمٹ جاتی ہے - (محیط اعظم) -
۳۸۱	گولڈن چمپین -	بضم اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۲ -
۳۸۲	گولڈن کوئن -	بضم اول - زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۳ -
۳۸۳	گیلانی -	حکیم علی گیلانی سے مراد ہے (محیط اعظم) -
۳۸۴	لَبخ -	بفتح لام و با و سکون خا - عربی مین ایک بڑے درخت کا نام ہے جو کہ سرزمین صعید مین کثیر الوجود اور درخت چنار کے مشابہ ہوتا ہے - (محیط اعظم) -
۳۸۵	لِلّٰہی -	بکسر اول - زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۴۶ کا نمبر ۲۴ -
۳۸۶	لیپا برسکا -	زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے -
۳۸۷	لیپی ڈاپٹرا -	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے - جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا

		ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۷۷ ۔
۳۸۸	لیتھرس سیفالوٹس ۔	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے۔ جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ ۲۷۶ ۔
۳۸۹	لیڈی ڈون سیڈ لنگ ۔	بکسر اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۴ ۔
۳۹۰	لیف خرما ۔	بکسر لام وسکون یاے تحتانی۔ عربی لفظ ہے اور اُس پردہ اور جھلی کا نام ہے جو کہ لکڑی کے مہین مہین رشتون اور تارون سے بنی ہوی درخت خرما اور ناریل کے ثمرہ وغیرہ پر پیدا ہوجاتی ہے اسکے عمدہ اقسام سے لیف خرما ولیف ثمرۂ نارجیل ہے (محیط اعظم) ۔
۳۹۱	مارجانت ۔	ملک فرانس کے ایک شہر کا نام ہے ۔
۳۹۲	مار ماہی ۔	یہ فارسی لغت ہے جو کہ مار اور ماہی سے بنا ہے اسکا معرب مار ماہیج ہے۔ اسکو ہندی مین بام اور کچیا مچھلی کہتے ہین۔ یہ ایک قسم کی مچھلی کا نام ہے جو کہ سانپ کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے عربی مین اسکو ثعبان البحر کہتے ہین۔ (محیط اعظم) ۔
۳۹۳	مارن ۔	یہ چونے کا ایک جزو ہے جسکو اہل فرانس درخت انگور کے لئے بہت مفید خیال کرتے ہین۔ دیکھو صفحہ ۲۰۸ ۔
۳۹۴	ماروطینا ۔	بابلی زبان مین ایک خاص قسم انگور کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۷ کا نمبر (۲۵) ۔
۳۹۵	مازریون ۔	بفتح میم وزاے معجمہ وسکون راے مہملہ وضم یاے تحتانی۔ عربی لفظ ہے۔ اسکو فارسی مین کاہیزوا ہفت برج اور انگریزی مین مزرین

		سے کہتے ہین اور یہ ایک قسم کے شیردار درخت کے پتے ہین جنہین زہریلا اثر ہوتا ہے (محیط اعظم)۔
۳۹۶	مازو۔	یہ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ ایک دوا کا نام۔ جسکو ہندی مین ماجو پہل کہتے ہین۔
۳۹۷	ماسرجویہ۔	ایک طبیب کا نام ہے جو یونان مین گزرا ہے۔
۳۹۸	ماسی سورانی۔	ایک محقق کسدانی کا نام ہے جو فن نباتات اور علم فلاحت مین بہت کامل گزرا ہے۔
۳۹۹	ماہ نیسان۔	نیسان بفتح وسکون یاے تحتانی وسین مہملہ۔ ساتوین مہینے کا نام ہے۔ رومی مہینون سے جسکے دنون مین آفتاب برج حمل مین رہتا ہے۔ (غیاث اللغات)۔
۴۰۰	متر۔	بفتح اول۔ فرانسیسی زبان مین ایک طولانی پیمانہ ہے جو مساوی ہے ۳۹٫۳۷۰۷۹ انچہ انگریزی کے۔ (المقادیر)۔
۴۰۱	مثقال۔	بکسر اول۔ زبان عرب مین ایک وزن کا نام ہے جو ساڑہے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ (غیاث اللغات)۔
۴۰۲	محرق۔	بضم اول۔ زبان عرب مین محرق سے جلانے والی چیز مراد ہے محرق ملک سے گرم ملک مقصود ہے۔
۴۰۳	محقق کسدانی۔	سے مصنف فلاحۃ النبطیہ (احمد ابن وحشیہ کسدانی) مراد ہین۔
۴۰۴	محلول قلوی۔	یہ لفظ منسوب ہے قلی یا قلی الصباغین سے جسکو فارسی مین اشخار اور ہندی مین سجی کہتے ہین۔ یعنی سجی مین گھولی ہوی دوا۔ (محیط اعظم)
۴۰۵	مخدّر۔	بضم اول۔ انگور کی سرد شاخون کی تراشش کا نام عربون نے مخدر رکہا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۸۷۔

۴۰۶	مُرّ۔	بضم میم و تشدید راے مہملہ و نیز بفتح اول تشدید ثانی عربی زبان کا لفظ ہے اسکو انگریزی مین مرحکو اور ہندی مین بول اور لال بول کہتے ہین اور یہ ایک خاردار درخت کا گوند یا دودہ ہے جو کہ ملک مغرب و روم و ہند مین بہت بلند اور گرہ دار بانس کی شکل مین پیدا ہوتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۴۰۷	مُردہ سنگ۔	اسکو صاحب محیط اعظم نے مرداسنگ الف کے ساتھ ضبط کیا ہے بفتح میم و سکون راے مہملہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اسکا معرب مرداسنج ہے اور ہندی مین بھی اسی نام سے مشہور ہے۔
۴۰۸	مرض الارض۔	درخت انگور کے امراض سے ایک مرض کا نام ہے جسکی تعریف صفحہ ۲۴۲ مین بیان ہوی ہے۔
۴۰۹	مرض الاصل۔	دیکھو صفحہ ۲۴۰ جسمین اسکی تعریف بیان ہوی ہے۔
۴۱۰	مرض الحبل۔	دیکھو صفحہ ۲۴۰ جسمین اس مرض کی تعریف بیان ہوی ہے۔
۴۱۱	مرض الحمرۃ۔	امراض درخت انگور سے ایک خاص مرض کا نام ہے جس کا بیان صفحہ ۲۲۵ مین ہوا ہے۔
۴۱۲	مرض الساعی۔	دیکھو صفحہ ۲۳۹ جسمین اسکی تعریف بیان ہوے۔
۴۱۳	مرض الشمراخ۔	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے دیکھو صفحہ ۲۴۴
۴۱۴	مرض العارضہ۔	دیکھو صفحہ ۲۳۰ جسمین اسکی تعریف بیان ہوی ہے۔
۴۱۵	مرض العصر۔	درخت انگور کے امراض سے ایک خاص مرض کا نام ہے جسکا بیان صفحہ ۲۴۳ مین ہے۔
۴۱۶	مرض العین	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۴۴)۔

۴۱۷	مرض الغبار -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۲۴
۴۱۸	مرض الکسل -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۴۳)۔
۴۱۹	مرض النفخ -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ جسکی تعریف صفحہ (۲۴۱) پر بیان ہوی ہے۔
۴۲۰	مرقوس -	بفتح اول - یونان مین ایک فلاح گزرا ہے جو علم نباتات کا عالم تھا۔
۴۲۱	مرزنیق -	بقول صاحب فلاحۃ رومیہ ایک قسم کی گہانس ہے جسکا پتہ افسوس ہے کہ مؤلف کو لغات سے نہین ملا۔
۴۲۲	مسان -	بفتح اول - تلنگانۂ دکن مین اہل ہنود کے قبرستان کو کہتے ہین جہان مُردے جلاے جاتے ہین۔
۴۲۳	مسنر پرنسس بلیک مسکٹ -	بکسر اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۵۔
۴۲۴	مسکٹ آف الگزنڈریا -	بفتح اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۶۔
۴۲۵	مسکٹ روز -	بفتح اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر ۴۷۔
۴۲۶	مسکٹ ہمبرک -	بفتح اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر ۴۸۔
۴۲۷	مسکہ -	بفتح اول - زبان فارسی کا لفظ ہے۔ انگریزی اقسام انگور سے ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر ۴۹۔

۴۲۸	مُطعَم -	بضم اول۔ دیکھو صفحہ ۱۵۸ -
۴۲۹	مُطعَم علیہ -	بضم اول۔ دیکھو صفحہ ۱۵۸ -
۴۳۰	مغربیّہ خالصہ -	بفتح اول۔ زبان عرب مین خالص مغربی ہوا کا نام ہے -
۴۳۱	مُفرِطہ -	بضم اول۔ زبان عربی کا لفظ بمعنی کثیر و زائد -
۴۳۲	مَکّوک -	بفتح اول وتشدید وضم کاف و واو ساکن بروزن مفعول۔ ایک پیمانہ ہے جو برابر ہے تین کیلجہ کے اور کیلجہ ایک صحیح اور ۱/۲ من کا ہوتا ہے۔ اور من عربی مین دو رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا۔ (صراح) منتہی الارب مین لکھا ہے کہ مَکّوک بروزن تنّور ایک پیمانہ ہے جسمین ڈیڑہ صاع غلہ آتا ہے اور صاع چار مُدّ کا ہوتا ہے اور ایک مُدّ ایک رطل اور ایک تہائی رطل کا ہوتا ہے -
۴۳۳	مَلاحی -	بفتح اول۔ زبان فارسی مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۷۴ کا نمبر ۲۶ -
۴۳۴	مَلیا -	بفتح اول۔ ایک شہر کا نام ہے جو ہسپانیا مین واقع ہے -
۴۳۵	ملح محرّق -	ملح بکسر میم وسکون لام۔ لفظ عربی بمعنی نمک و محرّق بضم میم و فتح حاے حطی و تشدید و فتح راے مہملہ۔ لفظ عربی بمعنی سوختہ مجموعہ کے معنی نمک سوختہ جس کو ہندی مین جلایا ہوا نمک کہتے ہین -
۴۳۶	مَلعونہ -	بفتح اول۔ زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۷۴ کا نمبر ۲۷ -
۴۳۷	مُمسک -	بضم اول۔ زبان عرب مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۷۴ کا نمبر ۲۸ -

۴۳۸	مناکب الکرمۃ -	مناکب بفتح میم و کسر کاف - دوشہا و کتفہاے مردم (غیاث اللغات) یہان درخت انگور کیطرف اضافت کرنے سے مجازی معنی مراد ہین - یعنی انگور کی وہ شاخین جو درخت کے اطراف مین ہون -
۴۳۹	مَنبت -	بفتح اول و سکون ثانی و فتح ثالث - زبان عرب مین درخت اُگنے کی جگہ -
۴۴۰	مُشار التطعیم -	بکسر اول - دیکھو صفحہ ۱۵۶ -
۴۴۱	مویزج -	یہ لفظ معرب ہے مویزک فارسی کا - اسکو عربی مین زبیب الجبل و زبیب البر - اور فارسی مین مویز صحرائی کہتے ہین - ہندی مین پہاڑی کشمش - (محیط اعظم) -
۴۴۲	مُوَرّد -	بضم اول و فتح ثانی و تشدید راے مفتوح - زبان عرب مین گلابی کو کہتے ہین -
۴۴۳	مَوزر ارلی -	بفتح اول - انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر (۵۰) -
۴۴۴	مَیبختج -	ایک خاص شربت کا نام ہے - جسکی تعریف خاتمہ کے صفحہ ۲۷ پر بیان ہوی ہے -
۴۴۵	میڈرس فیلڈ کورٹ	بکسر اول - زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر (۵۱) -
۴۴۶	میس -	بفتح میم و سکون یاے تحتانی - اور آخر مین نون کے ساتھہ بھی آیا ہے - عربی زبان کا لفظ ہے - اسکو یونانی مین لوسوس اور لوطوس کہتے ہین - یہ ملک شام کا ایک بہت بڑا درخت ہے - (محیط اعظم) -

۴۴۷	میعہ -	بکسر میم وسکون یاے تحتانی و فتح عین مہملہ - عربی لفظ ہے جسکی ہندی سلارس اور انگریزی اسٹورکن ہے - فارسی مین میعہ ہی مستعمل ہے یہ ایک قسم کے درخت کا گوند یا دودہ ہے - جو بہت خوشبودار ہوتا ہے اسکے درخت کو ملک شام کے باشندے عبہر کہتے ہین - (محیط اعظم) -
۴۴۸	میعہ سائلہ -	بکسر میم وسکون یاے تحتانی و فتح عین مہملہ - عربی زبان کا لفظ ہے جسکو ہندی مین سلارس اور انگریزی مین اسٹورکن کہتے ہین - (محیط اعظم) - سائلہ سے بہنے والا مراد ہے -
۴۴۹	میلی متر -	یہ ایک فرانسیسی پیمانہ ہے - جو بقول صاحب المقادیر ہزاروان حصہ متر کا یا ۰٫۰۳۹۳۷ انچہ انگریزی -
۴۵۰	ناخنہ -	بضم خاے معجمہ - زبان فارسی مین اُس بیماری کا نام ہے جو بشکل ناخن آنکہہ مین ظاہر ہوتی ہے - اور عربی مین اس کا نام ظُفرہ ہے - (نفائس اللغات) -
۴۵۱	نانخواہ -	یہ لفظ فارسی زبان کا ہے جسکی عربی نکون الملک و نکون الحبش ہے اور ہندی اجواین - (محیط اعظم) -
۴۵۲	نائینا پتنگا -	یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے - دیکھو صفحہ ۲۷۶ -
۴۵۳	نبات حشیشی -	حشیش عربی مین گہاس کو کہتے ہین نبات حشیشی وہ نرم و نازک درخت ہے جسکی شاخین گہاس کیطرح کمزور اور نرم ہون (حسن الصناع)
۴۵۴	نبات خشبی -	خشب عربی مین لکڑی کو کہتے ہین نبات خشبی سے مراد وہ درخت ہے جو کہ نرم و نازک شاخین نرکہتا ہو بلکہ اوسمین سختی پائی جاے - (〃)

۴۵۵	نرکل ۔	بفتح اول وسکون دوم وضم کاف تازی وسکون لام ۔ یہ لفظ ہندی پورب کی زبان کاہے ۔ عام اہل ہند اسکو نرسل اور نے بوریا کہتے ہین اور فارسی مین اسکو نے بوریا اور لخ اور عربی بروی ہے ۔ (نفائس اللغات و فرہنگ آصفیہ) ۔
۴۵۶	نس ۔	دکن مین درخت کے ریشے کو نس کہتے ہین ۔
۴۵۷	نِصف اللیل ۔	بکسر اول ۔ زبان عرب مین آدہی رات کیوقت کو کہتے ہین
۴۵۸	نِصف النہار ۔	بکسر اول ۔ زبان عرب مین وقت دوپہر کو کہتے ہین ۔
۴۵۹	نفثہ الدم ۔	بفتح اول وثانی ۔ زبان عرب مین جریان خون کے مرض کو کہتے ہین ۔
۴۶۰	نفس جزئی ۔	(عربی) خاص کسی شخص کا نفس ۔
۴۶۱	نفس کلی ۔	(عربی) مطلق نفس ۔
۴۶۲	نَلوا ۔	بفتح اول وسکون ثانی ۔ دکن مین ایک گلی نلّے کو کہتے ہین جو مدور بنایا جاتا ہے اور دونون جانب سے کہلا ہوا ہوتا ہے جب اسکو درمیان سے توڑتے ہین تو ایک نلوے سے دو کہپریل حاصل ہوتے ہین جنکو مکانات کی سقف پر چہادیتے ہین ۔
۴۶۳	نمش ۔	بفتح اول ودوم ۔ زبان عرب مین ایک مرض کا نام ہے ۔ امراض جلد سے جو سوداوی خون کے جوش سے عارض ہوتا ہے اور بدن پر گول گول داغ مثل کلف کے ہوجاتے ہین ۔
۴۶۴	نملہ ۔	بفتح اول وسکون ثانی ۔ عربی زبان مین ایک مرض کا نام ہے جسکی وجہ سے صفراوی زردی مائل بثور بدن پر پیدا ہوجاتے ہین جو اپسمین ملکر بتدریج پہیل جاتے ہین ۔ (غیاث اللغات)

۴۶۵	نو لینا۔	بضم اول۔ کسدانی زبان مین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۸ کا نمبر ۲۹۔
۴۶۶	نیا ذوق۔	ایک حکیم کا نام ہے جو فن فلاحت اور علم نباتات مین کامل تھا
۴۶۷	وسٹ سنٹ پیٹر۔	بکسر اول۔ زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر ۵۲۔
۴۶۸	وَلپینا۔	بفتح اول۔ انگریزی انگور کی ایک قسم۔
۴۶۹	ونڈ۔	بفتح اول۔ دکن مین چکنی مٹی کو وَنڈ کہتے ہین۔
۴۷۰	وَنیارڈ۔	بفتح اول۔ زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۸۔
۴۷۱	ویتیس وی نی فیرا۔	نباتی زبان مین درخت انگور۔
۴۷۲	ویٹ شامپین۔	بفتح اول۔ زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۳۔
۴۷۳	ویٹ فرانٹی نیاک۔	بفتح اول۔ زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۴۔
۴۷۴	ویٹ مسکٹ۔	بفتح اول۔ زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۵۔
۴۷۵	ویٹ نیس۔	بفتح اول۔ زبان انگریزی مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۶۔
۴۷۶	ویدرون اسایا	رومی زبان مین درخت انگور۔ (محیط اعظم)۔
۴۷۷	ویرسائی۔	ملک فرانس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۴۷۸	ویسقوریدوس۔	یہ ایک یونانی حکیم کا نام ہے۔ (محیط اعظم)۔

۴۷۹	ویمقراطیس۔	یونان مین ایک حکیم گزرا ہے جو علم نباتات کا عالم تھا بعضون نے اسکو دال مہملہ سے کہا ہے۔ (بحرالجواہر)۔
۴۸۰	وین النوک سیڈ لنگ۔	بفتح اول۔ انگریزی زبان مین انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۷۔
۴۸۱	ہلابہ۔	بالفتح۔ بقول صاحب فلاحۃ رومیہ رومی زبان مین ایک درخت کا نام ہے۔ اس لفظ سے اکثر لغات ساکت ہین۔ صاحب منتہی الارب نے البتہ اسکو بضم اول آب باشستہ یا رگ بچہ نوزادہ کے معنی مین ضبط کیا ہے۔
۴۸۲	ہندبار۔	بکسر اول وسکون نون وکسر دال مہملہ وفتح باے موحدہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور فارسی وہندی مین اسکو کاسنی کہتے ہین (محیط اعظم)
۴۸۳	ہومر۔	یورپ کے ایک مشہور شاعر کا نام ہے۔
۴۸۴	یبروح۔	بفتح یاے تحتانی وسکون ثانی۔ سریانی زبان کا لفظ ہے۔ بمعنی ذی صورتین اور بعض نے اسکو ببروح۔ بے کی تقدیم سے بہی ضبط کیا ہے۔ فارسی مین اسکو مردم گیاہ اور بیخ سگ شکن اور عربی مین لفاح اور ہندی مین لکھمنی اور پترجنی کہتے ہین۔ (محیط اعظم)۔
۴۸۵	یبروح الصنم	بفتح اول۔ زبان عربی مین ایک درخت کا نام ہے جسکو عربی مین ذی صورتین بہی کہتے ہین۔ اور فارسیون نے اسی کو مردم گیاہ کہا ہے۔ اور اسکا ہندی نام لکھمنا۔ پترجنی ہے۔ (محیط اعظم)۔
۴۸۶	یرقان۔	درخت انگور کا ایک مرض ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۲۳ جس مین اسکی تعریف بیان ہوی ہے۔
۴۸۷	یورفیا۔	بقول صاحب فلاحۃ رومیہ۔ یورفیا ایک درخت ہے۔ اہل لغت

		اس سے ساکت ہین۔ لیکن صاحب محیط اعظم نے بورنی کو صنبا کیا ہے جس سے بقلہ یمانی مراد ہے۔ ممکن ہے کہ رومیون نے اسی کو بوربیا کر لیا ہو۔ اور کتابت کی غلطی سے بورفیا لکھا گیا ہو اور بقلہ یمانی کو اُردو مین چولائی کہتے ہین ۔

تمام شد فرہنگ متعلقۂ کاشت انگور



جس کتاب پر مؤلف کی دستخط نہو وہ مسروقہ سمجھی جاوے گی۔

راقم

عزیز جنگ مؤلف

فہرست اُن غلطیونکی جو اس کتاب کے چھاپے مین ہوگئی ہین جنکی تصحیح لازم ہے

نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۰	۴	کرین کے	کرین گے	۱۵۱	۷	کُھلا	کملا
۲۳	۱۱	غمی	غم	۱۶۲	۲	سے	مین
۲۶	۹	معاوضہ	معارضہ	〃	〃	لینا	لگانا
۳۱	۱۶	مصبوط	مضبوط	۱۶۵	۶	۵	۶
۳۳	۴	اسکا	انکا	۱۷۵	۴	کومان	مان
۳۴	۶	اسکی	انکی	۱۷۶	۸	خرما	انگور
۴۷	۱	کسد انیتین	تسد انیتین	۱۸۶	۱۰	چونا	چھونے
۵۰	۱۱	مولف کا	مولف	۱۸۷	۱۱	کالون	کانون
۶۶	۳۰	ہے اسکی	ہین انکی	۲۱۱	۱۶	پودے	پودون
۸۱	۳	جسکو	جنکو	۲۲۶	۱۹	یبروح الضم	یبروح الصنم
۸۳	۹	موکف	مولّف	۲۳۷	۴	مین	تین
۸۵	۸	نیزمی	ہیزمی	۲۴۲	۱۸	پتہ	پتا
۹۲	۱۶	بانس	پانس	۲۴۳	۶	〃	—
۱۰۹	۱۱	بعض	کہ بعض	۲۴۶	۱۱	اشقرکے رنگ	اشقررنگ
۱۱۳	۱۳	زمین	زمین کو	۲۴۷	۱۱	اسکو	×
۱۱۸	۱۲	گرھے	گرھے مین	۲۵۱	۱۸	نمودار ہودار	نمودار
۱۲۸	۱۱	اسکو	انکو	۲۵۷	۱۲	چونا	چھونے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۳	۱۹	کے۔	گے
۲۶۴	۲۰	لینہ	لبنیہ
۲۶۶	۸	ارگی	باریکی
۲۶۸	۶	خشک	خسک
"	۶	"	"
۲۷۳	۷	"	"
۲۹۴	۱۹	زمور	زور
۲۹۷	۲۰	یبروج	یبروح
۳۰۱	۱۳	شیرم	شبرم
۳۰۸	۸	ریختگی	پختگی
۳۳۷	۱۹	سرے سے	سرے کے
۳۴۲	۱۷	چیزین	چیرین
۳۵۶	۶	کوٹین	کوٹو
"	۱۰	برستی	برسی
۳۶۶	۱۶	شرہ	شیرہ
۳۶۸	۲	قعفز	قعفیز
۳۷۲	۶	مشاک	مشکک
۳۷۵	۱۹	برازیانج	رازیانج
۳۸۵	۲۱	اون سے	اُس سے
۳۸۷	۷	حصی البان	حصی لبان
۳۹۰	۱۹	ہے	سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	[illegible]	[illegible]	یوچھ
۴۰۱	۲	عربی	فارسی
"	۸	کا	کاہ
"	۹	عربی	عربی کا
۴۰۹	۱۴	گوچک	کوچک
۴۲۱	۱۵	مین	عین

جہان کہین کاتب نے یاے معروف و مجہول یا بعض نقطون مین غلطی کی ہے جنکو ناظرین خود سمجھہ سکتے ہین. مین نے اونکو اس فہرست مین شریک نہین کیا ہے۔